

سُنَّتِ نَبَوِيٍّ اَوْ اَجْدِيدِ سُنَّتِ

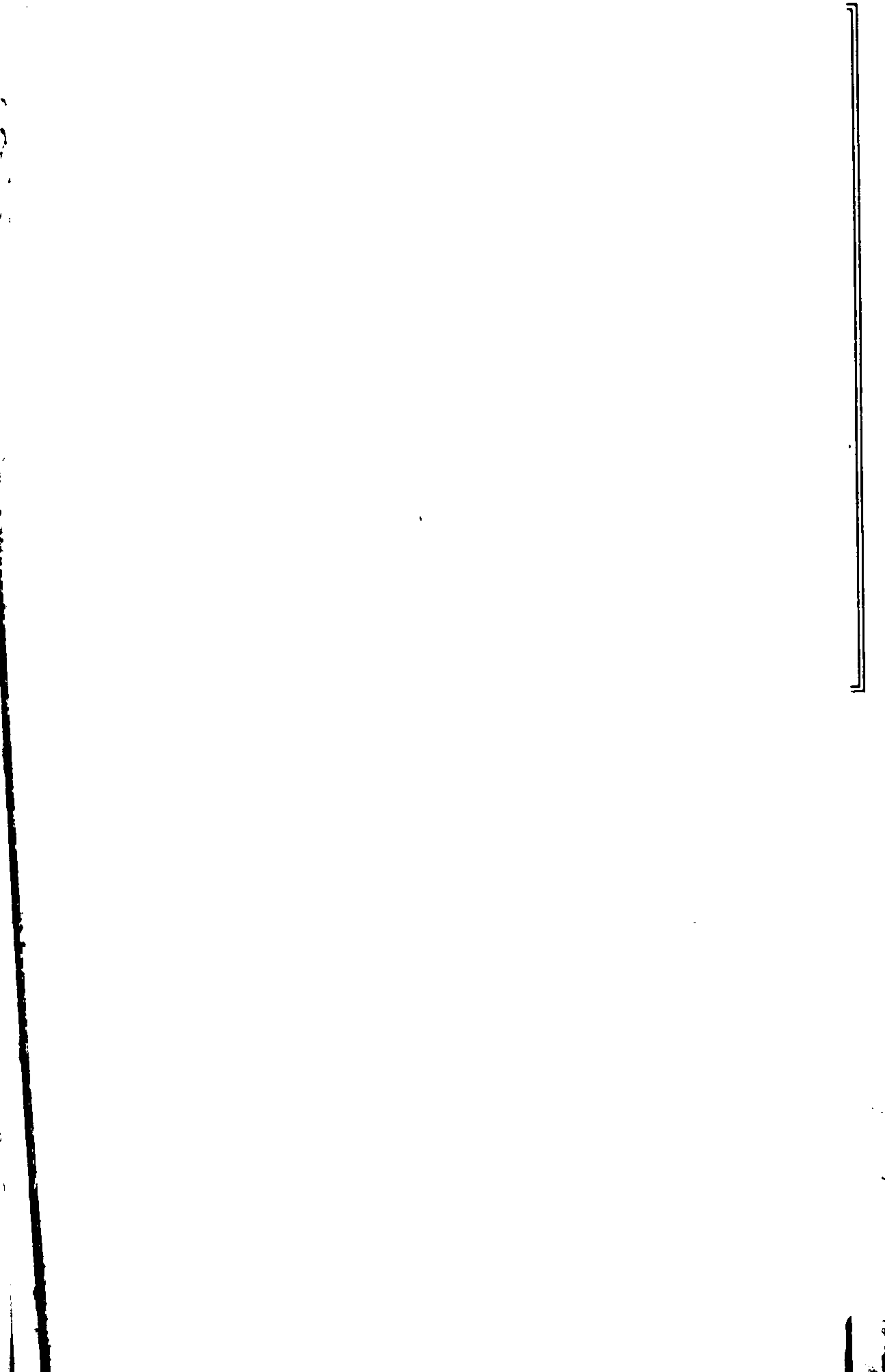
سُنَّتِ اَوْ رَسَّاسِ كِے مَوْضُوعِ پَر شَاہِ كَارِ كِتَابِ

جلد دوم

تحقیق و تصنیف

حکیم محمد طارق محمود چغتائی (گولڈ میڈلسٹ)







سُنَّتِ نَبَوِيٍّ اور جَدِيدِ سائنس

سُنَّتِ اور سائنس کے موضوع پر شاہکار کتاب

جلد دوم

تحقیق و تصنیف

حکیم محمد طارق محمود چغتائی

(گولڈ میڈلسٹ)

ادارہ ایسے پیشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز
امیٹا

* موبن روڈ
چوک اردو بازار، کراچی فون ۲۶۲۲۳۰۱

* ۱۹۰، اندرگی، لاہور، پاکستان
فون ۲۳۳۹۹۱ - ۲۳۵۲۵۵

* دنیا تاقہ سائنس، مال روڈ، لاہور
فون ۲۳۳۳۱۲ - ۲۳۳۳۸۵ - ۳۲-۹۲

جملہ حقوق محفوظ

مصنف سے خصوصی معاہدے کے تحت یہ کتاب ادارہ اسلامیات سے شائع کی جا رہی ہے۔ چنانچہ دارالمطالعہ حاصل پور۔ پاکستان۔ کے علاوہ کسی فرد یا ادارے کو یہ کتاب شائع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔

اشاعت اول :	(ادارہ اسلامیات)
نام کتاب :	سنت نبویؐ اور جدید سائنس
تعداد :	۱۲۰۰
قیمت :	۲۹۱۰۲
	جلد ۲

ادارہ ایسی پیشرز، پبلسٹرز، کمپیوٹرز لیمیٹڈ

ڈیپارٹمنٹ آف پبلشرز، ایچ۔ آر۔ روڈ، لاہور۔	۱۹۰، انارکلی، لاہور، پاکستان	فون: ۳۷۲۲۵۵ - ۳۷۲۲۹۹
فون: ۳۷۲۲۱۵ - ۳۷۲۲۱۸	پتہ: اردو بازار، کراچی۔ فون: ۳۷۲۲۴۱	

ملنے کے تھے:

- ادارۃ المعارف: جامعہ دارالعلوم، کورنگی، کراچی۔
- دارالاشاعت: اردو بازار، کراچی۔
- بیت القرآن: اردو بازار، کراچی۔
- بیت العلوم: ناظمہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست

	انتساب	1
4	توجہ	2
5	حرف تمنا	3
7	آواز دل	4
9	صرف وہی پڑھیں جن کا شیوہ تنقید ہے	5
11	گفتگو نبویؐ سنت نبویؐ اور جدید سائنس	6
13	گوشت کو دانتوں سے کاٹنا۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس	7
14	سبک رفتاری۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس	8
15	کھجور کا سالن اور جدید سائنس	9
16	قوم کا سردار خادم اور جدید سائنس	10
17	برکت نبویؐ اور جدید سائنس	11
20	خواب۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس	12
28	آرام وہ بستر کے استعمال سے منع اور جدید سائنس	13
30	اکثر جوتا پہنے رہنے کی تلقین اور جدید سائنس	14
31	سفر کا دوسرا ساتھی بنانا اور جدید سائنس	15
33	بچوں کی تربیت اور جدید سائنس	16
45	یوہ عورت کی زندگی۔ اسلامی عکس اور یورپی عکس	17
47	عشاء کے بعد جاگنے اور گفتگو سے منع۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس	18
48	مہمان کو کھانے پر اصرار۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس	19
49	عورتوں کے باریک لباس کے نقصانات اور جدید سائنس	20
50	اسلام میں زیب و زینت کا اختیار اور جدید سائنس	21

۱۰-۱۰-۷۹

۱۰

۲۰۰/۱

52	ایک ہوتا نہ پنہو - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	22
53	اسلام میں نقل اتارنے سے منع اور جدید سائنس	23
54	عورت کی آدمی اور مرد کی پوری گواہی اور جدید سائنس	24
80	جسم کا حق اور سنت نبویؐ اور جدید سائنس	25
86	بھالت جنابت کھانا کھانا اور جدید سائنس	26
87	بھالت جنابت سونا اور جدید سائنس	27
87	دوسروں کے کپڑوں سے ہاتھ نہ پونچھتا اور جدید سائنس	28
88	بیوی کی عدت - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	29
89	زندوں کی کھال بچھانے سے منع	30
89	کتے کی احتیاط - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	31
91	پیشاب کا برتن گھر میں نہ ہو اور جدید سائنس	32
91	جب کسی کو طے جائیں اور جدید سائنس	33
92	ہوتا جینہ پر پہننا اور جدید سائنس	34
93	وقف برائے خدمت خلق اور جدید سائنس	35
95	بازار کا ناشتہ یا ماں کا ناشتہ اور جدید سائنس	36
99	چکی اور چرے کا استعمال - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	37
99	گناہ کے میڈیکل عذاب اور جدید سائنس	38
116	دعا - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	39
135	صحبت صالح - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	40
136	اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے مختلف عذابات اور جدید سائنس	41
140	غم کے وقت آنسو بہانا اور جدید سائنس	42
140	جلپان کی بغیر کھاد، کیمیکل کے کینو کی مانگ اور جدید سائنس	43
145	بچوں کے لئے لوری - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	44
146	بچوں کی کثرت - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	45
147	کمر کا درد، ایک شخص کی داستان اور جدید سائنس	46

148	رات کا کھانا اور جدید سائنس	47
148	سور کے گوشت سے یورپ کا منع اور جدید سائنس	48
149	اسلام میں میانہ روی سختی سے منع اور جدید سائنس	49
151	تیراکی سنت نبویؐ اور جدید سائنس	50
152	گھڑ سواری - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	51
169	خواتین کی سخت گھریلو محنت اور جدید سائنس	52
171	صبح کی سیر اور ورزش اور جدید سائنس	53
177	مسلمان میت اور کافر میت اور جدید سائنس	54
180	اسلامی اجتماعی خانگی تعلقات اور جدید سائنس	55
181	وظیفہ زوجیت کی سائنسی تحقیق بخش ازدواجی تعلقات	56
200	کھلم اور سالم چھل کا استعمال اور جدید سائنس	57
207	مراقبہ - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	58
218	کیا دین عقل کا نام ہے یا نقل جدید سائنس اور نفسیاتی تحقیقات	59
223	اسلام میں جاسوسی کا تصور اور جدید سائنس	60
227	موجودہ کھیلوں کے نقصانات اور جدید سائنس	61
236	تنگ لباس اور جدید سائنس	62
237	نیت کے اثرات - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	63
240	بچوں کی فطری پرورش یعنی مٹی میں پلنا اور جدید سائنس	64
241	ریڑھ کی ہڈی کے درمیان کارڈی بیج لیٹر نماز اور جدید سائنس	65
242	ٹائٹ ورزش نماز اور جدید سائنس	66
244	مسکراہٹ - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	68
251	بری عورت سے پناہ مانگو اور جدید سائنس	69
252	بیویوں کے حقوق - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	70
270	گھر کا جھاڑو اور صفائی - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	71
271	موت کے سائنسی انکشافات - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	72

277	مسلمانوں کے دفاتر مسجدیں ہی تھیں اور جدید سائنس	73
286	خیر خواہی کے جذبے اور خیال کی اسلامی طلقت اور جدید سائنس	74
300	آثر ہماری نیندیں اچھٹ کیوں ہوئیں اور جدید سائنس	75
308	ذخیرہ اندوزی سنت نبویؐ اور جدید سائنس	76
313	اسلام کے اصول حکمرانی اور جدید سائنس	77
319	خلوند کے حقوق - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	78
324	و میرج - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	79
327	اذان - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	80
329	خوشی - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	81
332	مذاج نبویؐ حضرت زاہرؓ اور جدید سائنس	82
334	کرمس کا انجام اور جدید سائنس	83
335	غنبر - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	84
341	جو تکمیں لگوانا - سنت نبویؐ اور جدید سائنس	85
347	حدیث نبویؐ میں جسم انسانی کی تشریح (فزیالوجی) - مشاہدات و تجربات	86
349	نماز کے عظیم الشان فوائد کا اعتراف - مشاہدات و تجربات	87
349	تحریک پاکستان کے لیڈر سر محمد شفیع کا واقعہ - مشاہدات و تجربات	88
354	تین سو پچاس گرجوں کا پوری - مشاہدات و تجربات	89
355	چھینک آئے تو چھینک دیں ...	90
355	زمین پر بیٹھنا سنت ہے - جدید انکشافات	91
356	جدید طبی تحقیق نے دل سے محبت کا تعلق ثابت کر دیا	92
357	ختنہ کے فوائد - مشاہدات و تجربات	93
363	عمل جراحی اور اسلامی تعلیمات - مشاہدات و تجربات	94
366	تیار داری اور خدمت میں شفا	95
371	لپ اسٹک کا نقصان	96
372	تحائف دینا سنت ہے	97

375	طلاق سے بچوں اور جانوروں کا متاثر ہونا مشاہدات و تجربات	98
376	بچ بولنا، جسمانی و دماغی صحت	99
377	بورچی خلنے کی مصروفیت	100
377	سر میں تیل لگانا سنت ہے	101
379	نیل پالش کا استعمال	102
380	منبر نبویؐ کا رونا - جدید سائنسی انکشافات	103
381	صحت اور ارشادات رسول ﷺ	104
386	حوصلہ اور رابرٹ رائٹ کے نظریات	105
393	جسم انسانی پر محسن انسانیتؐ کا احسان - مشاہدات و تجربات	106
404	نیند انسانی صحت کی ضامن - مشاہدات و تجربات	107
407	جون کولنز کے تجربات - پروے کا اعتراف	108
409	قرآن اور سائنس	109
414	سواک	110
423	قدرت الہی کے کرشمے اور نشانیاں	111
426	افلوآت ضیائی	112
437	طب کے میدان میں قرآن اور سنت نبویؐ کے چند سائنسی پہلو	113
443	کتلیات	114

اشتب

معالج شافی، مفکر عالم، عظیم سائنس دان، عالمی سکالر

حضرت سلطان الانبیاء **حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ**

کے نام **بالمیرہ شفاعت روزہ جونا**

ایک گدائے بے نوا شہنشاہ کونین کے دربار میں

اخلاص و عقیدت کی نذر لے کر آیا ہے۔

گر قبول اقتد زبے عز و شرف

اور

پیری امی جان کے حضور جن کی شفقت اور احسانات

احاطہ زبان و قلم میں نہیں

توجہ !!!

کتاب پڑھنے سے پہلے

مجھے ضرور پڑھیں !!!

☆ دل کی گہرائیوں میں یہ ہو کہ

☆ میرا مطلوب اور مقصود اتباع سنت ہے نہ کہ اتباع سائنس

☆ آخرت کا کامل ثواب اور اجر اتباع سنت میں ہے اتباع سائنس میں نہیں

☆ دین تا قیامت مکمل اور سائنس کی ہر تحقیق حرف آخر نہیں

☆ اتباع سنت (لقد کان..... الخ) کے تحت ہونی چاہئے۔ کسی دنیوی نفع

کے پیش نظر نہیں۔ کیونکہ فیضان سنت کسی سائنس تحقیق و توضیح کی محتاج نہیں

☆ سنت سائنس کی محتاج نہیں۔ عقل انسانی فانی۔ حکم الہی لبدی

☆ ذہن میں یہ بات پختہ ہو کہ سنت پر اس لئے عمل نہیں کر رہا کہ اس کا سائنسی

یادنیوی فائدہ ہے بلکہ صرف اور صرف یہ میرے آقا کی سنت ہے اور بس!

☆ چونکہ انسان طبعاً حریص ہے اسلام نے اسے ہر عمل پر نفع دیا ہے اس لئے

سنتوں کی سائنسی تحقیق ہوئی ورنہ حضور اقدس ﷺ کی مبارک سنتیں سائنس

کی قطعی محتاج نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حرف تمنا

یا رب صل وسلم دائماً ابداً

”عصر حاضر میں حضور اقدس ﷺ کے کسی چھوٹے سے عمل کو تجربات کی کسوٹی پر پرکھنے سے کسی بھی فرمان کو اس دنیا کے اخلاقی عمل میں اعلیٰ ترین منصب پر پلایا گیا ہے۔“ مسلمانوں کی تمام تر کمزوریوں کے بلوغتوں کا دین (دین اسلام) آج بھی روحانی اور معاشرتی طور پر ایک بڑی قوت کی حیثیت سے انہیں آگے لے جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

الحمد للہ اس سے پہلے آپ سنت نبویؐ اور جدید سائنس جلد اول ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ پچھلے دو سالوں میں جلد اول ہزاروں کی تعداد میں چھپی اور ابھی تک لوگوں میں تقاضا رہتی ہے۔ الحمد للہ۔

اب یہ اس سلسلے کی دوسری (سنہری) کڑی ہے جو اہل علم ذی فہم محترم حکیم جناب محمد طارق محمود چغتائی صاحب کی کوششوں کا نچوڑ ہے۔ موصوف نے سنت نبویؐ اور جدید سائنس کے موضوع پر مغرب کی دنیا کے سائنس دانوں کے تجربات و مشاہدات کو یکجا کر کے سنت نبویؐ اور جدید سائنس کی روشنی سے اسلام کی لبدی حقانیت کو آشکار کیا ہے۔ جس سے ہر منصف مزاج قاری مغربی زندگی کے تاریک پہلوؤں اور ناگام نامر لو زندگی کو اپنی چشم پینا سے خود ملاحظہ کر سکتا ہے۔ حکیم صاحب نے اپنی زریں کوشش کو کتابی شکل میں لانے کی خدمت ایک ایسے لوہار کے سپرد فرمائی جو کتاب کے مقصد اور روح پر پورا یقین رکھتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی چند قدم آگے اس کا پر جوش وکیل و دامی بھی ہے۔ یہ لوہار کے اکابرین اور ہائی حضرات میری مراد مصداق خیر امت حضرت مولانا سید عبدالوہاب شاہ بخاری صاحب کی سرپرستی اور مخدوم مکرم حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ علی کی پر خلوص بنیاد کا یہ اثر ہے کہ لوہار دعوت، جملہ، تزکیہ، باطن، خدمت، خلق، اصلاح بین الناس، عدل و انصاف، غرباء کی دادرسی دین کے جملہ شعبہ جات

میں سرگرم عمل ہے، واللہ علی ذلک

آئیے ہم اپنی منزل تک کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ اس جذبہ اور عمل کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم اصحاب فکر و نظر کو دعوت فکر و عمل دیتے ہیں کہ مسلمانوں کی ترقی کا راستہ صرف اور صرف سنت نبویؐ کے احیاء و ترویج میں ہے۔ آج اغیار بھی (غیر مسلم) بھی نبی ﷺ کی تعلیمات سے ونوی فائدے اٹھانے میں لگے ہوئے ہیں حضرت اقدس محبوب عالم حضرت مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں۔ امریکہ نے واشنگٹن میں سپریم کورٹ کی مرکزی عمارت بنائی تو اس نے اپنے لاؤنج میں نبی اکرم ﷺ کے بعض فرامین کو آرٹس (کیلیگرافی) کے انداز میں لکھوایا۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان کے بعد کے دور میں بھی ترقی اور بلندی اس چیز سے حاصل ہو سکتی ہے جس سے ان کو پہلے دور میں عزت اور سربلندی میسر آئی تھی..... یعنی قرآن اور سنت نبوی ﷺ
قارئین کرام کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ مصنف کتاب اور ناشر ادارہ کے منتظمین و معاونین کے لئے خلوص و لہیت کی ضرور دعا فرمائیں۔ رسالت مآب ﷺ کی زبان ترجمان سے ”اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو نفع نہ دے۔ اس دل سے جو تجھ سے نہ ڈرے۔ اس طبیعت سے جو سیر نہ ہو۔ اور اس دعا سے جو شرف قبولیت نہ پائے۔“ (آمین۔ حرمتہ سید المرسلین ﷺ)

دعاؤں کا محتاج

محمد زاہد راشدی

19 مئی 1998ء

شعبہ تحقیق و تصنیف دارالطالعہ

بالمقابل جامع مسجد بازار والی

حاصل پور شہر (ضلع بہاولپور) پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

آواز اول

اوراق دیرینہ و پارینہ کو متلاشی نگاہوں سے ڈھونڈ کر، پارہاں قرطاس و قلم کی ادا و خلوص کو لے کر، تحقیق کے جھروکوں میں جھانک کر، تجسس کے بلو صرصر سے کہیں تیز گھوڑے دوڑا کر، اذہن انسانی کے تجربات کا نچوڑ لے کر، اپنی زندگی کی ٹھوسوں اور کلوشوں کو اکٹھا کر کے، بڑے بوڑھوں کی نصح کو سمیٹ کر، میں نے جتھ الفاظ تحقیق ”سنت نبوی“ اور جدید سائنس ”جلد دوم کی شکل میں پیش کیا۔ مزید ارباب فکر و نظر حلالان عقل و دانش، صاحبان جود و سخا کے وسیع تجربات میری تحقیق کا حصہ رہے۔ میں نے ہر باب کو لکھنے سے قبل اس کے حوالے کو طوطا رکھا، شخصیت کو اجاگر کیا، اپنی بات کو واضح سے واضح تر کرنے کے لئے آسان اور سہل پیرایہ استعمال کیا۔

یہ اور بات ہے کہ کتاب لکھتے ہوئے اگر مجھے چاند کی چاندنی کی ضرورت پڑی تو گریز نہیں کیا۔ اس کی ٹھنڈک اور نورانیت سے استفادہ کیا۔ سورج کی کرنوں نے اگر ساتھ دیا تو اس کی گرمی نے میرے خون کو اور گرم دیا اور میری تحقیق کا قلم قرطاس ابیض پر رشحات خلوص کے ساتھ پھیلتا چلا گیا۔ میں نے بلونسیم کے دلہا جھونکوں کو اس لئے نظر انداز نہیں کیا کہ اس نے مجھے ایک ایسے موضوع اور تحقیق کے خلا کو پر کرنے کا وعدہ کیا تھا جو اپنے انداز میں منفرد اور اچھوتا ہے۔ یوں نغمہ ہائے عندلیب کو میں نے اپنے دل و دماغ کی تقویت کا سہارا سمجھا کہ شاید اس کا نغمہ خلوص میرے قاری کو تسکین اور تسلی بخشنے۔

آواز اول نے مجھے جھنجھوڑ کر اٹھا دیا کہ میں نے محسوس کیا کہ میرے سالہا سال کی کاوش ”سنت نبوی“ اور جدید سائنس ”جلد دوم کی شکل میں میرے مخلص اور داد و تحسین سے لبریز قارئین کے ہاتھ میں مطالعہ کی منتظر ہے۔

جلد اول کے لکھنے کے بعد جتنا زیادہ تقاضا جلد دوم کا رہا، اس کا احساس ان

خطوط 'پیچلت' بالمشافہ اصرار سے لگایا جاسکتا ہے۔ جو میرے دل کی کیفیات ہی بیان کر سکتی ہیں۔

میں ان قارئین اور احباب کا تمہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے الفاظ پریشان کو اوراق ترتیب میں لانے اور اوراق ترتیب کو گلدستہ کتاب میں ڈھالنے میں قدم قدم پر میری معاونت اور یاوری کی۔

آخر میں بندہ ارباب دارالمطالعہ کی شبانہ روز کاوش کو بنظر تحسین دیکھتا ہے۔ رب لم یزل ان کی اس کاوش کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور طارق کو اخلاص و عمل کی حقیقت نصیب فرمائے۔

تھی داستان دراز بھی اور دل گداز بھی
لیکن کہاں یہ دل کہ دیا جائے اس کو طول

خواستگار اخلاص و عمل
حکیم محمد طارق محمود چغتائی (گولڈ میڈلسٹ)
قارابی دواخانہ، احمد پور شرقیہ
ضلع بہاولپور، پاکستان
فون نمبرز 72198 - 72197 (0698)

صرف وہی پڑھیں جن کا شیوہ تنقید ہے

قلم اٹھانا آسان نہیں۔ آپ ایک دوست کو خط لکھتے ہیں۔ پہلے کئی بار سوچتے ہیں، پھر سوچتے ہیں اور پھر قلم اٹھاتے ہیں۔ ورق سامنے رکھتے ہیں اور خط لکھنے کے بعد اسے بار بار پڑھتے ہیں کہ کہیں اس میں کوئی غلطی باقی نہ رہ جائے۔ کیا خیال ہے؟ جو کتاب لکھتا ہے اور اسے علم ہے کہ یہ کتاب ہر مزاج، طبیعت، علم، فن کے لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچے گی اور ہر شخص اپنی اہلیت اور حیثیت کے مطابق اس کا مطالعہ کرے گا اور سمجھے گا۔

مجھے اس بات کا بخوبی احساس ہے کہ میرے ملک کی زر خیز زمین نے جہاں ایسے مشاہیر فن اور سلاطین علم پیدا کئے ہیں وہاں کچھ ایسے لوگ بھی اس جہاں میں اپنا غلغلہ اور طرہ باقی رکھنے کے لئے ہر خوبصورت کو بد صورت کہنے پر ہمیشہ کوشاں و سرگرداں رہتے ہیں۔

بندہ کی کتاب ”سنت نبوی“ اور جدید سائنس ”جلد اول چھپنے کے بعد ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ ان گنت لوگوں نے اس کی تعریف و توصیف اور استفادہ کیا۔ اور کتنے ہی لوگوں نے اپنی لائبریری کی زینت بنا لیا۔

بندہ ہوائی جہاز پر سفر کر رہا تھا۔ ابھی سواریاں جہاز پر بیٹھ ہی رہی تھیں۔ بڑا طیارہ تھا۔ ظاہر ہے کچھ دیر لگتی ہے۔ اسی دوران جہاز کے کپتان نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ کے ہاتھ میں جو کتاب ہے۔ واقعی لاجواب ہے یہ آپ نے کہاں سے لی ہے۔ میں نے کہا میں اس کتاب کا مصنف ہوں اور میں نے ہی لکھی ہے۔ بہت حیران ہوئے۔ مجھے کہنے لگے کہ آپ میرے ساتھ کاک پٹ میں سفر کریں دوران سفر میں نے آپ سے کچھ باتیں پوچھنی ہیں۔

آخر کار وہ مجھے اپنے ساتھ کاک پٹ میں لے گئے اور طویل سفران کے ساتھ کاک پٹ میں ہی گزرا۔ کپتان صاحب کہنے لگے۔ یہ کتاب مجھے کسی دوست نے گفت دی تھی۔ کتاب کیا تھی۔ میری زندگی بدلنے کا سرمایہ تھا اور جب سے میں نے یہ کتاب لی۔ چونکہ میری جہاز چلانے کی ملازمت ہے اور میں کیپٹن ہوں۔

اس لئے بہت سے ملکوں میں میں نے اس کو کتاب کو پھیلا دیا۔
لیکن اس کے برعکس بعض لوگوں نے اوراق کتب کو اوراق پریشاں کرنے
کے لئے غیر ضروری تنقید کا نشانہ بنانے کی لا حاصل کوشش کی۔ لیکن ناکامی اور
نامرادی۔

مجھے ایک بار پھر اعتراف ہے کہ میری کلوش حرف آخر نہیں۔ لیکن اس
بات کا اعتراف بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ کوشش ایک عظیم سائنسی اور دینی
انقلاب ضرور ہے۔ مجھے ان پھولوں کی قطعی ضرورت نہیں جو حسین تو ہیں اور
فرحت اور شادمانی کے ساتھ لہلہا رہے ہیں۔ لیکن ان کے اندر بوئے نیاز نہیں،
خوشبوئے تحسین نہیں، بلکہ ان کا ہر جھونکا نفرت اور حسد کی ہوائے ناپسند لاتا ہے
وہ بلبل کی طرح چہماتے ہیں اور بظاہر چمنستاں کو رنگارنگ بنانے کے لئے کوشاں
ہیں لیکن ان کے نغمے ہائے ترنگ لحن خلوص نہیں، لحن تحسین نہیں، لحن تحقیق
نہیں، لہجہ عربی نہیں بلکہ لہجہ تنقید و تنقیص ہے۔

میں راہی ایک ایسی منزل کا جس منزل میں خار بھی ہیں اور گل بھی۔
دوست ہی ہیں اور دشمن بھی۔ شاکر بھی ہیں اور فاجر بھی۔ لیکن مجھے ان سے کوئی
ناطہ نہیں۔ میرے راہی نہیں، میری منزل مراد کے ساتھی نہیں۔ ان کی آوازیں
مجھے میرے مستعد سے نہیں ہٹا سکتی۔ میں چل رہا ہوں منزل مراد کی طرف، چلتا رہا
ہوں منزل مراد کی طرف اور چلتا رہوں گا منزل مراد کی طرف انشاء اللہ۔

گفتگو نبویؐ - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Nabvi Conversation-

Sunnah and Modern Science)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول پاک ﷺ کی گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے سے ممتاز ہوتا تھا، پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔

یعنی حضور اکرم ﷺ کی گفتگو مجمل یا جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی کہ کچھ سمجھ میں آئے کچھ نہ آئے بلکہ ایسی اطمینان کی واضح گفتگو ہوتی تھی کہ مخاطبین اچھی طرح سمجھ جاتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بعض مرتبہ) کلام کو (حسب ضرورت) تین تین مرتبہ دہراتے تاکہ آپ کے سننے والے اچھی طرح سمجھ لیں۔

یعنی مضمون اگر مشکل ہو تا تو فوراً تدریس کے لیے یا مجمع زیادہ ہوتا تو تینوں جانب متوجہ ہو کر تین مرتبہ مضمون بیان فرماتے تاکہ حاضرین اچھی طرح محفوظ کر لیں۔ تین مرتبہ غایت اکثر یہ ہے ورنہ دو مرتبہ (2) کافی ہو جاتا تو دو مرتبہ فرماتے۔ (شامل ترمذی)

ارجنٹائن کا سفر اور گفتگو کے آداب

(Journey of Argentine

and Manners of Conversation)

ایک دفعہ میں اپنے دوست شیلی کے ساتھ ایک جمیل کے کنارے سے تفریح میں معروف تھا۔ شیلی نے مجھے کہا کہ کبھی آپ پروفیسر وارے سے

ملے ہیں میں نے کہا نہیں تو۔ وہ کون ہیں۔ شیلی کہنے لگا وہ نفسیات کا بہت بڑا اسکالر اور ماہر ہے۔ دوسرے دن ہم اس کے پاس گئے۔ میں نے اپنے منے کا مدعا صرف اس سے ملاقات بتائی۔ وہ بہت مسرور ہوا اور اس نے مجھے انسانی زندگی گزارنے کے چند زریں اصول بتائے جن میں گفتگو کے بارے میں بہت کچھ بیان کئے۔ دوسرے کی بات توجہ سے سنیو۔ ٹھہر ٹھہر کر بونو دوسرے کو سننے کا موقع دو۔ سنیو بھی سناؤ بھی۔ اہم بات کو سمجھانے کے لئے اسے دہرا بھی سکتے ہو۔ اگر دوسرا بات کر رہا ہو تو اس کے چہرے کی طرف دیکھو تو اس کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاؤ۔
(بحوالہ دنیا کے گرد پہلا سفر۔ ملک جاوید)

گوشت کو دانتوں سے کلنا

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(To cut meat with Teeth

Sunnah and Modern Science)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہیں سے گوشت آیا۔ اس میں سے دست (یعنی بونگ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست یعنی بونگ کا گوشت پسند بھی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دانتوں سے کل کر تناول فرمایا (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کلا)

دانتوں سے کل کر کھانے کی ترغیب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کل کر کھلایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ جب گوشت کو دانتوں سے کلا یا چبایا جائے گا۔ جتنا زیادہ اس کو چبایا جائے گا اتنا ہی اس کے اندر ہمارا لعاب و ہن شامل ہو جائے گا جو کہ معدہ میں جا کر ہضم ہونے میں وقت نہیں ہوگی اور معدہ کو کام زیادہ نہیں کرنا پڑے گا۔ اگر گوشت کو دانتوں کے درمیان زیادہ نہ چبایا جائے تو اس میں لعاب و ہن کم ہوگا جو کہ معدہ کے ہضم میں مشکل ہوگی۔

دراصل گوشت کو دانتوں سے کلنے کی وجہ سے (Salivary glands) کی رطوبت زیادہ ہو جاتی ہے کہ جو معدہ میں جا کر قوت ہاضمہ کو قوی کرتی ہے جس سے انسان بے شمار بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔

سبک رفتاری - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Light Pacing Sunnah and Modern Science)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاکؐ سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔ گویا کہ آفتاب آپؐ ہی کے چہرہ مبارک میں چمک رہا ہے۔ میں نے آپؐ سے زیادہ تیز رفتار بھی کوئی نہیں دیکھا۔ زمین گویا لپٹی جاتی تھی۔ (کہ ابھی چند منٹ ہوئے یہاں تھے اور ابھی وہاں) ہم لوگ آپؐ کے ساتھ چلنے میں مشقت سے ہوتے تھے اور آپؐ اپنی معمولی رفتار سے چلتے تھے۔
(شامل ترمذی)

حکیم ایس۔ ایم۔ اقبال کا مشاہدہ

(Observation of Hakim S.M. Iqbal)

میں نے یورپ کے سفر میں دیکھا کہ لوگ تیز چل رہے ہیں۔ بعض کو تو ایسے دیکھا جیسے کہ وہ بھاگ رہے ہوں۔ وہ لوگ تیز چل کر اپنے وقت کو بچاتے ہیں ان کے ہاں وقت کی بہت قیمت ہے۔ اسی وجہ سے وہ دنیا کی کامیاب قوم ہیں۔ جبکہ میں نے مسلمانوں کو اور پاکستان میں افراد کو چلتے دیکھا۔ وہ بالکل ڈھیلی اور مرل چال چل رہے ہیں گویا ان کے نزدیک وقت کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔ اسی وجہ سے مسلمان مجموعی طور پر اس وقت پسماندہ ہیں۔

مذکورہ بالا صحابیؓ کی روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طرز عمل کے ذریعے وقت کی اہمیت سمجھائی۔ اور مسلمانوں کو درس دیا کہ وہ بھی تیز اور سبک رفتاری ہر کام میں دکھائیں۔ (بحوالہ اخبار جہاں)

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک جوان کو دیکھا کہ مرل چال چل رہا ہے۔ آپؓ نے اس کو روکا اور پوچھا کہ تمہیں کیا بیماری ہے اس نے جواب دیا کہ کوئی

بیماری نہیں۔ آپ نے اپنا درہ اٹھایا اور دھمکتے ہوئے فرمایا۔ راستے پر پوری قوت سے چلو۔

نبی پاک ﷺ جب راستہ پر چلتے تو نہایت جے ہوئے قدم رکھتے اور اس طرح قوت کے ساتھ چلتے کہ کسی شیب میں اتر رہے ہوں۔

کھجور کا سالن - سنت نبوی اور جدید سائنس

(Curry of dates - Sunnah and Modern Science)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روٹی کا ٹکڑا لے کر اس پر ایک کھجور رکھی اور فرمایا یہ اس کا سالن ہے اور نوش فرمایا۔ (شامل ترمذی)

کرسٹو سیاح کی آپ بیتی

(Autobiography of Cristo Tourist)

کرسٹو دنیا کے ان چند بڑے سیاحوں میں سے ایک ہے جس نے دنیا بھر کے ملکوں کی سیر کی۔ طرح طرح کے حالات کا مشاہدہ کیا۔ اس کے تجربات میں یہ بات شامل ہے افریقہ کے سفر میں تین ماہ تک میں نے کھجور بطور سالن استعمال کی۔ یہ میری زندگی کا پہلا تجربہ تھا کہ میں نے کھجور کا سالن استعمال کیا سفر بہت کٹھن، منزلیں بہت دشوار تھیں لیکن اس کے بلوجود مجھے کسی قسم کی ٹھکن محسوس نہ ہوئی۔

(بحوالہ مشاہدات و واقعات)

قوم کا سردار خادم ہوتا ہے

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Leader is the servant of the Nation -

Sunnah and Modern Science)

نبی کریمؐ کا ارشاد ہے کہ قوم کا سردار خادم ہوتا ہے اور جو شخص دو سروں کی خدمت کرنے میں لوگوں سے سبقت لے جائے اس سے نیکی میں آگے بڑھنے والا اگر کوئی ہو سکتا ہے تو وہی جو اللہ کی راہ میں شہادت پائے۔

(مشکوٰۃ - آداب زندگی)

حضور پاک ﷺ سردار تھے۔ لیکن آپؐ نے ہمیشہ انسانیت کی خدمت میں اپنے آپ کو مصروف رکھا۔ آپؐ شروع سے ہی انسانیت کی خدمت اور ان کی فلاح و بہبود میں لگے رہے۔ جب مسجد نبویؐ کی تعمیر کا مرحلہ آیا تو آپؐ نے بھی تعمیر کے کام میں حصہ لیا۔ ایک دوسری جگہ جا کر پکانے کا مرحلہ درپیش ہوا تو آپؐ نے اپنے ذمہ لکڑیاں جنگل سے لانے کا کام لے لیا۔ اسی طرح بعض کھانے کے مواقع پر آپؐ صحابہؓ کو کھانا نکال کر کھلاتے رہے۔

آپؐ کے بعد خلفائے راشدین نے بھی آپؐ کے مبارک عمل کو جاری رکھا۔ حضرت عمرؓ کا مشہور واقعہ جس میں آپؐ اپنی کمر پر بوری لاد کر جنگل میں لے گئے اور بڑھیا اور اس کے بچوں کو پکا کر کھانا کھلایا۔

اسلامی تعلیمات اور صحابہ کرامؓ کی زندگی میں ایسے بے شمار واقعات ملتے ہیں کہ وہ خلیفہ یا سردار ہونے کی حیثیت سے بھی انسانیت کی خدمت میں مصروف عمل رہے۔

ابراہم لنکن کی خدمات

(Ibrahim Linkan Services)

امریکہ کے مشہور صدر ابراہم لنکن نے اس بات کا دعویٰ کیا میں امریکہ کے عوام کا آقا نہیں بلکہ عوام ہوں۔ اب سے قبل جب مجھ پر صدارت کی ذمہ داری نہیں پڑی تھی میں اپنے آپ کو ہلکا محسوس کرتا تھا۔ لیکن اب میں اپنے آپ کو بوجھل محسوس کرتا ہوں۔ میں نے اپنے ذمہ چند کلام ایسے لئے ہیں جو امریکہ کا ایک مزدور ہی کر سکتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں بحیثیت امریکہ کے صدر کے یہ میری اہم ذمہ داری ہے کہ میں خدمت کروں گا۔ صدارت سے نہیں بلکہ خدمت سے شہرت کماؤں گا۔

(بحوالہ ابراہم لنکن کی زندگی کے خفیہ گوشے)

برکت نبویؐ - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Barkat Nabvi - Sunnah and Modern Science)

حضرت ابو عبیدہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہانڈی پکائی۔ چونکہ آقائے ثلثہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یونگ کا گوشت زیادہ پسند تھا۔ اس لئے میں نے ایک یونگ پیش کی۔ پھر آپؐ نے دوسری طلب فرمائی۔ میں نے دوسری پیش کی۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور طلب فرمائی۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکری کی دوئی بوتلیں ہوتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر تو چپ رہتا تو میں جب تک مانگا رہتا۔ اس دوئی سے بوتلیں نکلتی رہتیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ تھا۔ مسند احمد میں اس روایت کے ہم

معنی ابو رافع سے منقول ہے۔ ظاہر یہ ہے کہ دونوں کے ساتھ یہ قصہ پیش آیا۔ اس میں کچھ استعجاب نہیں۔ اس قسم کے واقعات حضور اکرم ﷺ کی سوانح عمری میں بکثرت ملتے ہیں۔ چند واقعات قاضی عیاضؒ نے شفا میں ذکر کئے ہیں۔

حضرت ابو ایوبؓ نے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی اور حضرت ابوبکرؓ کی دعوت کی اور اتنا کھانا تیار کیا کہ جو دو آدمیوں کو کفنی ہو جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے ان سے فرمایا کہ شرفاء انصار میں سے تیس آدمیوں کو بلا لاؤ۔ وہ بلا کر لے کر آئے اور ان کے کھانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا، اب ساٹھ آدمیوں کو بلا کر لاؤ اور ان کے فارغ ہونے کے بعد اوروں کو بلایا۔ غرض ایک سو اسی (180) نفر کو یہ کھانا کفنی ہو گیا۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس کہیں سے ایک پیالہ میں گوشت آیا اور صبح سے لے کر رات تک جمع آتا رہا اور اس میں سے کھاتا رہا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک تھیلی میں چند کھجوریں دس (10) دانوں سے کچھ زیادہ تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ چند کھجوریں اس تھیلی میں ہیں۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے اس تھیلی میں سے تھوڑی سے نکالیں اور ان کو پھیلایا اور دعا پڑھی اور فرمایا کہ دس دس (10) نفر کو بلائے رہو اور کھاتے رہو۔ اس طرح سے پورے لشکر کو کفنی ہو گئیں۔ اور جو بچیں وہ حضرت ابو ہریرہؓ کو واپس کر دی گئیں۔ اور ارشاد فرمایا کہ اس تھیلی میں سے نکل کر کھاتے رہنا۔ اس کو الٹ کر خالی نہ کرنا۔ چنانچہ یہ اس میں سے نکل کر کھاتے رہتے تھے۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کے زمانہ کے بعد حضرات صحیحین کے زمانہ خلافت میں حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں نکل کر کھائیں اور متفرق اوقات میں اس سے نکل کر صدقہ بھی کرتا رہتا تھا۔ جس کی مقدار کئی من ہو گئی ہوگی۔ لیکن حضرت عثمانؓ کی شہادت کے حلوٰۃ کے وقت وہ کسی نے مجھ سے زبردستی چھین لی اور وہ مجھ سے جاتی رہی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے ایک ولیمہ میں

میرنی والدہ نے طیدہ تیار کیا اور ایک پیالہ میں میرے ہاتھ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس پیالہ کو رکھ دو اور فلاں فلاں شخص کو بلا کر لے آؤ اور جو تمہیں ملے اس کو بھی بلاؤ۔ میں ان کو بلا کر لایا اور جو ملتا رہا اس کو بھی بھیجتا رہا۔ حتیٰ کہ تمام مکان اور اہل صفہ کے رہنے کی جگہ سب آدمیوں سے پر ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ دس دس آدمی حلقہ بنا کر بیٹھتے رہیں اور کھاتے رہیں جب سب شکر میرا ہو گئے تو حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اس پیالہ کو اٹھالو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ پیالہ ابتداء میں زیادہ بھرا ہوا تھا یا جس وقت میں نے اس کو اٹھایا اس وقت زیادہ پر تھا۔

برکت نبویؐ کی سائنسی وضاحت

(Scientific Explanation of Barkat Nabvi)

لیول پاؤل کی تحقیق :-

(Research of Leol Paul)

لیول پاؤل مشہور پیرا سائیکالوجسٹ ہے اس کا کہنا ہے میں نے ہر حرف کی نلیحدہ طاقت کو محسوس کیا اور ایسٹرنل ورلڈ میں اس کی خاص روشنائیاں لہریں محسوس کیں۔ میں نے محسوس کیا جب آدمی کی نیت کردار اور معاملات درست ہوں تو اس کے الفاظ مثبت لہریں بن کر نکلتی ہیں۔ جو کہ غیر مرئی طور پر (Invisible) چیزوں کے حجم کو بڑھا دیتی ہیں یا پھر ان کے اندر مثبت لہریں کی زیادتی کی وجہ سے ایک خاص قسم کی تہ چڑھ جاتی ہے جو تھوڑی بہت سے لوگوں کا پیٹ بھر دیتی ہے۔ لیکن اس میں شرط نیت معاملات اور اخلاق کی درستگی ہے۔

(بحوالہ پیرا سائیکالوجی کا کرشمہ)

خواب - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Dreams - Sunnah and Modern Science)

حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا۔ اچھا خواب اللہ کی جانب سے ہوتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو اپنے مخلص دوست کے سوا کسی اور سے بیان نہ کرے اور کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو قطعاً کسی کو نہ بتائے بلکہ جگتے ہی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ پڑھ کر تین بار بامیں جانب تھکار دے اور کروٹ بدل لے وہ خواب کے شر سے محفوظ رہے گا۔ (ریاض الصالحین - مسلم)

خوابوں کی اقسام۔۔ (Kinds of Dreams)

لاہوتی خواب۔۔ (Lahoti Dream)

خوابوں کی اس قسم کو اسلام پسند کرتا ہے۔ کیونکہ خوابوں کی اس قسم کا تعلق عالم غیب اور عالم اسرار و کنوز کے ساتھ وابستہ ہے۔ مسلمان ایسے خوابوں سے رہنمائی لیتا ہے اور ایسے خواب اس کی صحت پر بہترین اثر ڈالتے ہیں اور ایسے خوابوں کے ہی بارے میں بتایا ہے کہ اسے کسی صاحب تعبیر ہی کو بتایا جائے۔ رسول پاکؐ کے خواب وحی تھے۔ بے شمار دینی انکشافات اور واقعات کا تعلق خوابوں کے ساتھ وابستہ ہے اور مومن کا خواب الہام اور اشارہ کہلاتا ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف راہنمائی اور رہبری ہوتی ہے۔

ناسوتی خواب۔۔ (Nasoti Dream)

خوابوں کی اس قسم کا تعلق انسانی زندگی کے گرد و پیش خیالات و واقعات اور جذبات کے ساتھ ہے۔ اسلام میں ان خوابوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ (بحوالہ خواب - حقیقت یا افسانہ)

خواب دیکھنا کیوں ضروری ہے؟

(Why Dream Necessary?)

جدید تحقیقات سے یہ ظاہر ہوا ہے کہ خواب رات دن ہماری زندگی میں ایک اہم کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔ سقراط نے خوابوں کے بارے میں کہا تھا کہ یہ ہمارے ضمیر کے نمائندے ہیں۔ وائٹ نے انہیں 'تساوی مزاج کی بے تکی پیدلوار' کہہ کر نظر انداز کر دیا تھا۔ فرائڈ نے انہیں لاشعور کی شاہراہ قرار دیا تھا۔

بہر حال خوابوں کے بارے میں لوگ جو چاہیں محسوس کرتے رہیں پھر بھی یہ دلچسپی کا ایک مستقل ذریعہ ہیں۔ حل ہی میں خوابوں کو بہت سی کتابوں کا موضوع بھی بنایا گیا ہے۔ اور اسی سلسلے میں بہت سی معالجاتی انجمنیں بھی قائم کی گئی ہیں۔ آج دنیا بھر میں یہ تحقیقات کی جارہی ہے کہ سونے کا پچیس فی صد وقت جو خواب دیکھنے میں صرف ہوتا ہے اس کا ہمارے حاطے 'جذبات اور نراجی کیفیت سے کیا تعلق ہوتا ہے۔ گو ابھی اس کے بارے میں محققین متفق رائے نہیں ہو سکے ہیں۔ پھر بھی خوابوں کے بارے میں ایک عام نظریے کا سرسری خاکہ واضح ہونا معلوم ہوتا ہے۔ بالکل سیدھے سادے الفاظ میں یوں سمجھ لیجئے کہ اس نظریے کے تحت انسان کو معلومات مرتب کرنے والے کی حیثیت سے دیکھا گیا ہے۔ اس کام کے لئے اس کے پاس دو طریقے بتائے گئے ہیں تاکہ وہ اس انتہائی پیچیدہ دنیا سے نمٹ سکے۔

پہلے طریقے کا تعلق دماغ کے بائیں حصے سے ہوتا ہے جسے ہم جاگتے وقت استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ نہایت موثر انداز میں واقعات کی بھرمار سے نمٹتا رہتا ہے کسی واقعہ کو معقول قرار دیتا ہے اور کسی کو غیر متعلق قرار دے کر مسترد کر دیتا ہے۔ دوسرے طریقے کا تعلق دماغ کے دائیں حصے سے ہوتا ہے جو خارجی واقعات سے سروکار رکھتا ہے اور یہی خواب سے متعلق ہوتا ہے۔ بھٹکے بھٹکائے اور بے تکی احساسات اور بے تکی جذبات جو دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں مگر جن کی دن کو

نہ تو شناخت ہوتی ہے اور نہ ان کا جائزہ لیا جاتا ہے انہیں سونے میں نمٹایا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم کیا جائے کہ وہ ہمارے انتہائی اندرونی اور ذاتی تصورات سے کتنا ہم آہنگ ہوتے ہیں۔

امریکی ماہر نفسیات کا تجزیہ

(Research of American psycalogist)

ایٹکے یونیورسٹی امریکا کی ماہر نفسیات فرائڈ کارٹرائٹ کا کہنا ہے کہ راتوں کو معلومات اسی طرح سے باقاعدہ مرتب ہوتی رہتی ہیں۔ اس میں ذاتی باتیں زیادہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ رات کو یہ نئی معلومات اپنی پرانی ذات سے ہم آہنگ کی جاتی ہیں اور ان سب کو یکجا کیا جاتا ہے تاکہ ہم آنے والے دن کا مقابلہ کر سکیں۔

زندگی بھر ہر رات کو سوتے میں خواب کئی بار دکھائی دیتے ہیں۔ یہ ایک ایسی صفت ہے جو انسان اور کتے، بلی اور دیگر جانوروں میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں وہ مکمل غفلت جسے ہم پرسکون نیند کے ساتھ منسلک کرتے ہیں شل و تلور ہی ہوتی ہے۔ رات کو جب ہم سوتے ہیں تو اس وقت شدید جسمانی اور ذہنی سرگرمی جاری رہتی ہے۔ غنودگی طاری ہوتے وقت جس ہلکی سی ہوشیاری کا تصور کیا جاتا ہے وہ بھی محض ایک وہم ہے۔ تجربہ کرنے والوں نے لوگوں کی آنکھوں پر پٹیاں چپکا دیں تاکہ وہ کھلی رہیں۔ ایک منٹ قبل یہ لوگ جاگ رہے تھے اور دوسرے ہی منٹ آنکھیں کھلی ہونے کے بلوجود عملی طور پر ٹھیک ہو گئے اگر ان کی آنکھوں پر تیز روشنی بھی ڈالی گئی تب بھی اس کا کوئی رد عمل نہیں ہوا۔

نیند کے چار مراحل۔ (Four Steps of Sleeping)

سونے کے تقریباً "دس منٹ بعد سونے والے عام طور پر اگلے نصف گھنٹے میں نیند کے چار مرحلوں سے گزرتے ہیں جن میں سے ہر مرحلہ اپنی ذہنی لہر کی

خصوصیت کی وجہ سے علیحدہ ہوتا ہے۔ سونے والوں کو بیدار کرنا بڑا دشوار ہوتا ہے۔ چوتھے مرحلے کے اختتام پر ہلکی نیند کا دور شروع ہوتا ہے۔ یہ دس سے لے کر بیس منٹ تک رہتا ہے۔ اسی "بیداری" کے دور میں خوفناک خواب دکھائی دیتے ہیں۔ نوگ سوتے میں چلنے لگتے ہیں اور باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اس دور میں بستر بھی خراب ہو جاتا ہے۔

لیکن ہلکی نیند سے بیدار ہونے کے بجائے ہم اس دور میں داخل ہو جاتے ہیں جسے محققین آنکھوں کی تیز حرکت کا دور کہتے ہیں یا جسے انگریزی میں (Rapid Eye Movement) کہا جاتا ہے۔ اس دور میں بڑے واضح خواب دکھائی دیتے ہیں۔ سونے والے کروٹیں لینا بند کر دیتے ہیں ان کے خزانے بھی بند ہو جاتے ہیں اور سانس کی رفتار بے قاعدہ ہو جاتی ہے بلکہ بعض اوقات تو چند سیکنڈ کے لئے رک بھی جاتی ہے۔ دماغ کا درجہ حرارت اور دوران خون بڑھ جاتا ہے اور سونے والے کا جسم بالکل کپڑے کی گڑیا کی طرح ڈھیلا پڑ جاتا ہے۔ بازوؤں ٹانگوں اور دھڑ کے بڑے عضلات مفلوج ہو جاتے ہیں۔ مشاہدہ کرنے والے کو صرف ہاتھوں اور چہرے پر ہلکی سی جنبش دکھائی دیتی ہے۔ آنکھوں کی پتلیاں اچانک لوپر نیچے ہونے لگتی ہے۔ اگر پونوں کو آہستہ سے لوپر اٹھایا جاتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سونے والا کسی چیز کو دیکھ رہا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اس کے کانوں کے درمیانی عضلات سکڑنے لگتے ہیں گویا کہ وہ کسی قسم کی آوازوں کو سن رہا ہو۔ اگر اس دور کے بعد جگا دیا جاتا ہے تو قریب قریب تمام سونے والے ایسے خواب بتاتے ہیں جو ان کے حقیقت پسندانہ خیالات سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ مثل کے طور پر یہ کہنے کے بجائے کہ میں اس اتوار کو تیرا کی کے لئے جانا چاہتا ہوں یہ وہ کہتے ہیں کہ

"افوہ ۱۔ میں تو ایک بڑے سے گلابی پتھر کی مانند تیر رہا تھا۔ اور پانی سبز تھا۔ دس منٹ بعد آنکھوں کی تیز حرکت ختم ہو جاتی ہیں اور سونے والا رفتہ رفتہ دوبارہ نیند کے ان ادوار میں مبتلا ہو جاتا ہے جن میں آنکھوں کی حرکت تیز نہیں ہوتی۔ رات کو تقریباً "ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹے کے وقفے سے سونے والا چار سے چھ بار

تک اس دور میں داخل ہوتا ہے جس میں آنکھوں کی حرکت تیز ہوتی ہیں ہر دور پہلے دور سے زیادہ طویل ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ چوتھے یا پانچویں دور میں ایک گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ نوے منٹ کی یہ باقاعدہ حرکت انسانی زندگی کی ایک بنیادی جنبش معلوم ہوتی ہے۔ جسم کی سو سے بھی زیادہ کاروائیاں ایک ایسی گردش کے مطابق ہوتی رہتی ہیں جو ہر نوے منٹ کے بعد ہوتی رہتی ہے۔ اس میں پیٹ کے انقباض سے لے کر ہارمون کا اخراج تک شامل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی دماغی کاروائیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔

پال بکان کے خیالات

(Thinking of Paul Bekan)

ایک ماہر نفسیات پال بکان کا کہنا ہے کہ ہر رات کو خواب کے دوران دماغ کا دایاں حصہ جو غیر منطقی، جذباتی اور انتہائی بصری ہوتا ہے وہ دماغ کے معقول بائیں حصے کے اثرات سے بالکل آزاد ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خیالی تصویروں، آوازوں اور احساسات کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے جسے خواب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ خواب کی ندی میں رنگ برنگی خیالی تصویریں ایک دوسرے سے ٹکراتی رہتی ہیں۔ (تمام خواب رنگین ہوتے ہیں) اس دوران تمام منطقی قوانین کو اکثر نہایت بے پروائی سے نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ اس انوکھی دنیا میں صنوبر کے لوہے کے لوہے درخت ریفریجریٹر کے پینڈے میں آگ آتے ہیں اور بلی کے خوفزدہ بچے دس دس فٹ کے دیوبن جاتے ہیں۔ خوف بھی بے حد محسوس ہوتا ہے اور خوشی بھی بے انتہا ہوتی ہے۔ اور یہ سب باتیں ہونے والے واقعات سے بظاہر کوئی تعلق نہیں رکھتیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے کی ضرورت ہر شخص کو ہوتی ہے عمر جتنی کم ہوتی ہے اتنی ہی خواب کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے۔ بچے جتنی دیر سوتے ہیں اس میں ان کا تقریباً "آدھا وقت اس کیفیت میں گزرتا ہے جسے آنکھوں کی تیز

حرکت کا دور کما جاتا ہے۔

مختصین نے ایسی دواؤں کو استعمال کروا کے جن سے آنکھوں کی تیز حرکت والی نیند عتاب ہو جاتی ہے یہ دکھایا ہے کہ جو لوگ خوابوں سے محروم رہتے ہیں ان کی شخصیت میں نہایت لطیف تبدیلیاں ہو جاتی ہیں۔ وہ ضرورت سے زیادہ پریشان رہنے لگتے ہیں اور اکثر اوقات وہ کسی معاملے پر غور کرنے کے لائق بھی نہیں رہتے۔ ایک اسی طرح کا فرض جس نے کئی روز سے خواب نہیں دیکھا تھا مختلف اقسام کے ادویات میں مبتلا ہو گیا۔ ایک دوسرے آدمی نے ہوشوں کا بل لوار کرتے وقت دھوکا دینا شروع کر دیا۔ اور پھر جب یہی لوگ آنکھوں کی تیز حرکت والے دور سے محروم نہیں رہے تو پھر انہوں نے خوب دل بھر کے خواب دیکھنا شروع کر دیے۔ اکثر اوقات آنکھوں کی تیز حرکت والے ادوار بار بار درپیش ہوتے رہے اور دیر تک قائم رہے۔ بعض اوقات تو رات بھر کی نیند اسی کیفیت میں گزر گئی۔

ان تمام باتوں کے بلوجود بہت زیادہ خواب دیکھنا بھی اچھا نہیں۔ اسی طرح سے خوابوں کا بہت کم دیکھنا بھی خراب ہے۔ تعطیل کے دن جب آپ دیر تک سوتے رہتے ہیں تو جاگنے کے بعد آپ کو ٹھکن محسوس ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ جتنی دیر تک سوتے رہیں گے اتنی ہی دیر تک خواب بھی دیکھتے رہیں گے۔ الکحل یا ریپورٹس۔ اسمنی ٹامین (Amphitamines) اور دیگر مسکن ادویات سے کنارہ کشی اختیار کرنے کا ایک نہایت خراب ضمنی اثر یہ ہوتا ہے کہ رات کو بڑے بھیانک بھیانک خواب دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ادویات خوابوں کا کم کر دیتی ہیں۔

سوال یہ ہے کہ ہم خواب کیوں دیکھتے ہیں؟ بظاہر اس کا جواب ہمیں اپنے مسائل سے نمٹنے میں مدد ملتی ہے۔ جن لوگوں کو کسی مشکل سے دوچار ہونا ہوتا ہے مثلاً کسی کو ملازمت کے لئے کہیں پیش ہونا ہے یا کوئی نیا ہنر سیکھنا ہے تو اس طرح کے لوگوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ ان کی اس نیند کا وقت بڑھ جاتا ہے جس میں آنکھوں کی حرکت تیز ہوتی ہے۔

خوابوں پر تحقیقات۔ (Research on Dreams)

سالہا سال سے خوابوں کی تحقیقات کرنے والے اس بت پر حیران ہوتے چلے آئے ہیں کہ خواب دیکھنے والا دماغ کس طرح سے مشکلوں کا حل دریافت کر لیتا ہے۔ البرٹ آئنسٹائن مشہور موسیقار موزارٹ اور ناول نویس ایڈگر ایلین پو لن بیسیوں تخلیقی کلام کرنے والوں میں سے ہیں جو باقاعدگی سے خوابوں کے ذریعے نئی نئی باتیں معلوم کرتے رہے ہیں۔ جرمن سائنس دان فریڈرک کیکول (Friedrich Kekule) کئی برس تک بنزین (Benzene) کے سالمہ (Molecule) کی شکل دریافت کرنے کی کوشش کرتا رہا مگر اسے کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کار ایک رات اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک سانپ دائرے کی شکل میں اپنے جسم کو مروڑ رہا ہے۔ چنانچہ جب وہ بیدار ہوا تو اس کی سمجھ میں آگیا کہ سانپ جو شکل بنا رہا تھا وہ شش (چھ) پہلو تھی۔ یعنی اس کے چھ کونے تھے۔ لہذا اس نے سالمہ کی شکل کو شش (چھ) پہلو سمجھ لیا۔ نامیاتی کیمیا کی تاریخ میں اس پیش گوئی کو انتہائی شاندار سمجھا جاتا ہے۔

بیشتر خواب ایک معیاری اور انتہائی مرتب سلسلے کے مطابق ہوتے ہیں۔ پہلا اور سب سے مختصر خواب عام طور پر حلیہ واقعات کے بارے میں ہوتا ہے یعنی یہ گویا ایک طرح کا آغاز ہوتا ہے۔ سونے سے قبل جو مسئلہ ہمارے ذہن میں ہوتا ہے یہ اسی کے متعلق ہوتا ہے اور آنے والے خوابوں کے لئے ایک بنیادی موضوع فراہم کرتا ہے۔ اس کے بعد کے دو خواب عموماً "ماضی سے تعلق رکھتے ہیں حالانکہ ان میں جو احساسات ہوتے ہیں وہ زمانہ حل کے احساسات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ چوتھا خواب اکثر مستقبل کے ماحول میں ہوتا ہے اور اس کا تعلق کسی نہ کسی تمنا یا آرزو سے ہوتا ہے (مثلاً اگر مجھے یہ مسئلہ درپیش نہ ہوتا تو کیا ہوتا؟) پانچواں اور بیشتر لوگوں کے لئے رات کا آخری خواب پچھلے تمام خوابوں کے مواد سے تیار ہوتا ہے۔ اس طرح یہ گویا زمانہ حل میں ایک شاندار اختتامیہ ہوتا ہے۔

اگرچہ خواب عام طور سے جاگنے کے چند منٹ بعد یاد نہیں رہتے پھر بھی بہت سے خواب یاد رہ جاتے ہیں۔ اگر پورے خواب یاد نہیں رہتے تو کم از کم کسی نہ کسی سطح پر ضرور یاد رہ جاتے ہیں۔

ڈاکٹر ملٹن کریم کی دریافت :-

(Invention of Dr. Milton Krain)

سنٹلی امریکا کے ڈاکٹر ملٹن کریم نے یہ دریافت کیا ہے کہ ان کے مریضوں نے رات کو جس طرح کے خواب دیکھے اسی کے مطابق دن کو ان کی مزاجی کیفیت رہی حالانکہ بسا اوقات خوابوں کی تفصیلات ان لوگوں کو یاد نہیں رہیں۔ علاوہ ازیں جن لوگوں کو شدید مشکلات درپیش ہوتی ہیں، وہ بڑی ہلکی نیند سوتے ہیں اور اکثر آنکھوں کی تیز حرکت کے دوران کے بعد جاگ پڑتے ہیں۔ اس طرح سے انہیں خواب زیادہ یاد رہتے ہیں۔ ایک محقق کا کہنا ہے کہ آپ جب بہت پریشان ہوتے ہیں تو آپ کو کھلی باتیں خوب یاد آجاتی ہیں۔ لہذا اگر آپ فکر مند اور پریشان ہوں تو خواب اور گولیاں کھانے کے بجائے یوں ہی سو جائیے اور خواب دیکھئے۔

خوابوں کے بارے میں جو لوگ تحقیقات کر رہے ہیں وہ جرمن سائنسدان فیڈرک کیکول کی اس بات کو اکثر دہراتے رہتے ہیں جو اس نے بنزین کی شکل کے بارے میں اپنے فکری سامعین سے کہی تھی۔

”حضرات۔ آئیے ہم سب خواب دیکھنا سیکھیں شاید اس کے ذریعہ ہم حقیقت کو دریافت کر سکیں“

(خوابوں کی تفصیلات)

آرام وہ بستر کے استعمال سے منع

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

○ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سونے اور آرام فرمانے کا بستر چمڑے کا ہوتا تھا جس میں کھجور کی چھل بھری ہوئی تھی۔

(شامل ترمذی)

○ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ بوریئے پر آرام فرما رہے تھے۔ جس کے نشانات حضور اکرم ﷺ کے بدن اطہر پر ظاہر ہو رہے تھے۔ میں یہ دیکھ کر رونے لگا آپ نے فرمایا کیا بات ہوئی۔ کیوں رو رہے ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم اور مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ اس بوریئے پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا 'رونے کی بات نہیں ہے ان کے لئے دنیا ہے اور ہمارے لئے آخرت ہے۔'

○ حضرت عمرؓ کے ساتھ بھی ایک مرتبہ اس قسم کا واقعہ پیش آیا جس کا مفصل قصہ بخاری شریف میں ہے۔

○ حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے گھر میں آپ کا بسترہ کیسا تھا انہوں نے فرمایا کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرہ کر کے ہم حضور ﷺ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اس کو چوہرا کر کے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا میں نے ایسے ہی بچھا دیا۔ آپ نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بسترہ تھا رات کو اسے چوہرا کر دیا تھا کہ زیادہ نرم ہو جائے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو پہلے ہی حل پر رہنے دو۔ اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد سے مانع ہوئی۔

ڈاکٹر نکسن وزیٹر کے مشاہدات

(Observations of Dr. Nikson Visitor)

مذکورہ ڈاکٹر نے آرام وہ بستر کے مندرجہ ذیل تفصیلات تحقیق کئے ہیں۔
ایک چست اور چلتا پھرتا انسان جب آرام وہ بستر استعمال کرتا ہے۔ تو اس کے عضلات (Muscles) ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور وہ عام زندگی کے معمولات میں ست ہو جاتا ہے۔

بہت زیادہ نرم اور آرام وہ بستر گرووں پر برا اثر چھوڑتا ہے حتیٰ کہ گرووں کی (Uritors) نالیوں میں ایک پچھلے ورم پیدا ہو جاتا ہے۔
آرام وہ بستر ریڑھ کی ہڈی کو بہت نقصان پہنچاتا ہے اور میرے مشاہدے میں ایسے مریض ملے ہیں جو آرام وہ بستر کی وجہ سے ریڑھ کی ہڈی کے مریض بن گئے۔

بچوں کی ہڈیاں نرم ہوتی ہیں اگر انہیں آرام وہ بستر استعمال کرایا جائے تو ان کی ہڈیاں ٹیڑھی ہو جاتی ہیں اور پوری زندگی معذوری ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

آرام وہ بستر کمر کے درد کا باعث بن جاتا ہے کیونکہ کمر اور پشت کے عضلات (Muscles) ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور اگر مسلسل آرام وہ بستر استعمال کیا جائے یہ درد بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ (بحوالہ کیور میڈیکل)

اکثر جو تاپنے رہنے کی تلقین

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Advise of often wearing shoes -
Sunnah and Modern Science)

نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اکثر جوتے پہنے رہا کرو۔ جوتے پہننے والا بھی ایک طرح کا سوار ہوتا ہے۔ (معمولات نبویؐ آداب زندگی) جوتے پہننے رہنے سے آدمی کانٹوں سے محفوظ رہتا ہے۔ زمین کی ناہمواریوں اور کچرے (یعنی شیشہ اور اس قسم کی دوسری چیزیں) ان سے حفاظت رہتی ہے۔ پاؤں گرد و غبار سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ جوتے پہننے سے انسان با وقار نظر آتا ہے۔

جوتا اور امراض :- (Shoes and Diseases)

میرے پاس شوگر کے جتنے بھی مریض آتے ہیں یا ایسے مریض جن کو ہیمو فیلیا ہوتا ہے یا ایسے مریض جو جلدی الرجی (Skin Alergi) میں مبتلا ہوتے ہیں ان تمام کو میری سب سے پہلے ہی کوشش ہوتی ہے گھر کے اندر اور باہر جوتے کے ساتھ رہو کیونکہ گرد و غبار میں بے شمار مختلف اقسام کے جراثیم ہوتے ہیں اگر ان میں سے کوئی جراثیم زخموں میں چلا گیا تو زخم متعفن (Septic) ہو جائے گا اگر ننگے پاؤں چلے تو کوئی خراش یا کیل کانٹا لگ سکتا ہے اس کا لگنا شوگر یا ہیمو فیلیا کے مریض کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔

الغرض جوتا پاؤں کی صحت اور سلامتی کے لئے بہت ضروری ہے۔
(ہیومن اینڈ ہیلتھ)

موجودہ دور میں جب ہر طرف کیمیکل کا استعمال عام ہے اور فضائی آلودگی

کی وجہ سے ایک عام زمین بھی کیمیکل سے آلودہ ہے۔ ان کیمیکل کے تعلقات سے بچنے کے لئے بہت لازم ہے ہم اپنے پاؤں کو ان کیمیکل سے بچائیں اور ہمیشہ جوتا استعمال کریں تاکہ جسم میں پاؤں کے مسلت کے ذریعے کیمیکل جذب نہ ہوں۔

(ارتھ کیمیکل - ماہنامہ زندگی)

سفر کا دوسرا ساتھی بنانا

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Companion for journey -

Sunnah and Modern Science)

آپؐ نے ارشلو فرمایا۔ اگر لوگوں کا تہا سفر کرنے کی وہ خرابیاں معلوم ہو جائیں جو میں جانتا ہوں تو کبھی کوئی سوار رات میں تہا سفر نہ کرے۔ (بخاری)

ایک مرتبہ ایک شخص دور دراز کا سفر کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپؐ نے مسافر سے دریافت فرمایا۔ تمہارے ساتھ کون ہے؟۔ مسافر بولا یا رسول اللہؐ میرے ساتھ تو کوئی بھی نہیں۔ میں اکیلا آیا ہوں آپؐ نے ارشلو فرمایا اکیلا سوار شیطان ہے اور دو سوار شیطان ہیں البتہ تین سوار سوار ہیں۔ (ترمذی)

ہمفرے کی یادداشتیں

(Memories of Humfarey)

میری زندگی کا تجربہ ہے کہ آدمی سفر میں اکیلا نہ ہو۔ اس تجربے کو تقویت اس طرح ملی کہ ایک دفعہ میں لارنیا کے جنگلات میں سفر کر رہا تھا۔ دوران سفر

میری ملاقات ایک صاحب سے ہوئی۔ شکل و صورت سے وہ اتنی بلکہ وحشی معلوم ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنی باتوں میں ایسا گھیرا کہ مجھے اپنے جھونپڑے نما گھر لے گئے اور اپنے تنکوں سے بھرے ہوئے بستر پر سلا دیا۔ چونکہ تنکن سے چور تھا۔ سوتے ہی نیند آگئی جب اٹھا تو احساس ہوا کہ دو دن بعد اٹھا ہوں۔ اور اس بات کا انکشاف ایسے ہوا کہ تنکوں کے ساتھ کچھ ایسی جنگلی جڑی بوٹیاں رکھی تھیں جن کے اندر نشہ لانے کی خوشبو اور صفت تھی۔ لیکن میں جب اٹھا تو میرے اسباب راہ اور مل کچھ بھی نہ تھا اسی دن سے میں نے اس بات کو قطعی آزما لیا ہے کہ سفر رہبر اور ساتھی کے ساتھ ہو۔ محفوظ بھی ہے اور بہتر بھی۔ (بحوالہ ہنفرے کی یاد دہائیں)

بچوں کی تربیت - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "لو غدی لور غلام تمہارے بھائی ہیں۔ اللہ نے ان کو تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے۔ پس تم میں سے جس کسی کے قبضہ و تصرف میں اللہ نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اس کو وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ اس پر کلام کا اتنا بوجھ ڈالے جو اس کے سہارے سے زیادہ نہ ہو۔ اگر وہ اس کلام کو نہ کر پارہا ہو تو خود اس کلام میں اس کی مدد کریں۔"

(بخاری - مسلم)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے حالات

(Facts of Hazrat Zaid bin Haris)

حضرت زید بن حارثہ زمانہ جاہلیت میں ایک قافلے کے ساتھ اپنی والدہ کے ہمراہ تھیال جا رہے تھے۔ قافلے نے ایک صحرا میں رات گزارنے کے لئے پرداؤں کیل رات کے وقت قبیلہ بنو قیس نے قافلے کو لوٹا اور قافلے میں شامل بعض لوگوں کو پکڑ کر مکہ میں فروخت کر دیا۔ حضرت زیدؓ کو جو اس وقت بچے تھے حکیم بن حزام نے خرید لیا۔ حکیم بن حزام حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے تھے جو مکہ کی ایک معزز اور دولت مند خاتون تھیں۔ حضرت خدیجہؓ یہ وہ تھیں اور ان کا کوئی بچہ نہ تھا۔

ایک دفعہ حضرت خدیجہؓ اپنے بھتیجے کے گھر گئیں تو حضرت زیدؓ کو وہاں دیکھ کر اپنے بھتیجے حکیم بن حزام سے مانگ لیا۔ حضرت خدیجہؓ کا نکاح جب حضورؐ سے ہوا تو حضرت زیدؓ بھی حضور ﷺ کے گھر آ گئے۔

حضرت زیدؓ کے والد کو ان کی جدائی کا بہت دکھ تھا۔ اور اولاد کی محبت ہے ایسی چیز۔ زید کے والد ان کی تلاش میں پریشان حال ہر طرف پھرتے۔ اتفاق سے ان کے قبیلے کے کچھ لوگ حج کے لئے مکہ آئے تو حضرت زیدؓ کو وہاں دیکھ کر انہیں

ان کے والد کا حل بتایا۔ جواب میں حضرت زیدؓ نے اپنے والد کو کہلا بھیجا کہ میرے لئے فکر مند نہ ہوں۔ میں بہت مہربان لوگوں کے پاس ہوں۔ حضرت زیدؓ کے والد کو جب ان کی مکہ میں موجودگی کا پتہ چلا تو وہ اپنے بھائی کے ساتھ فدیہ کی رقم لے کر مکہ پہنچے اور حضور کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے ان سے آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا کہ ”زیدؓ کو لینے آئے ہیں۔ آپ ہم سے جتنی رقم چاہیں لے لیں اور ہمارے بچے کو آزاد کر دیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا۔ ”اگر زیدؓ آپ کے ساتھ جانا چاہے تو بغیر کسی رقم کے آپ کی نذر ہے اور اگر وہ خود نہ جانا چاہے تو میں زبردستی آپ کے ساتھ نہیں بھیج سکتا۔“

انہوں نے عرض کیا۔ ”آپ نے ہماری توقع سے بڑھ کر ہم پر احسان کیا ہے ہمیں یہ بات منظور ہے۔“

حضورؐ نے زیدؓ کو بلایا اور پوچھا ”انہیں پہچانتے ہو۔“

انہوں نے جواب دیا۔ ”جی ہاں! یہ میرے والد اور چچا ہیں۔“

حضور ﷺ نے فرمایا۔ ”یہ تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہیں۔“ یہ سن کر حضرت زیدؓ فوراً بولے۔

”بھلا میں آپ کو چھوڑ کر کیسے جاسکتا ہوں۔؟ آپ میرے والد کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی بھی۔“

ان کے والد اور چچا نے کہا ”کیا تم ہاں باپ اور سب گھر والوں کے مقابلے میں غلام رہنا پسند کرتے ہو۔“

حضرت زیدؓ نے جواب دیا ”ہاں کیونکہ میں نے آج تک حضورؐ سے زیادہ مہربان اور شفیق کوئی شخص نہیں دیکھا۔“

حضور ﷺ نے یہ سن کر حضرت زیدؓ کو پیار کیا اور فرمایا ”زیدؓ میرا بیٹا ہے۔“

یہ منظر دیکھ کر حضرت زیدؓ کے والد اور چچا بہت خوش ہوئے اور ان کو حضورؐ کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ زید کے ساتھ کتنی شفقت اور پیار کا برتاؤ کرتے تھے اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ایک بچے کے ساتھ کس قدر محبت اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے۔

حضرت انسؓ بھی بچپن میں دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت میں رہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان دس سالوں میں سزاؤں کا تو درکنہ آپ نے کبھی میری طرف غلطی سے دیکھا بھی نہیں۔ بچپن میں بچہ ایسی حرکتیں اور غلطیاں کرتا ہے کہ جن پر سگے ماں باپ بھی تحمل کا مظاہرہ نہیں کر پاتے اور بعض دفعہ اسے پیٹ ڈالتے ہیں۔ ایک بچہ دس سال تک کسی کے ساتھ رہے اور اس سے غلطی سرزد نہ ہو یہ تقریباً ناممکن ہے اور اس سارے عرصہ میں ایسا نرمی کا برتاؤ ہمارے لئے قتلِ تعہیدِ مثل ہے کہ بچے نرمی اور پیار کے مستحق ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ اس طرح حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔

حضورؐ کی بچوں سے شفقت کے ساتھ پیش آنے کی ایک اور مثل حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی ہے۔ آپ سجدے میں ہوتے تو وہ آپ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے اور جب تک وہ خود نہ اترتے آپ سجدے سے سر نہ اٹھاتے۔

ایک مرتبہ ایک دہائی اقرع بن حابس دربارِ نبویؐ میں حاضر ہوا۔ آپؐ اس وقت نواسوں سے پیار کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا "میرے دس بچے ہیں مگر میں نے کبھی ان کو اس طرح پیار نہیں کیا۔" یہ سن کر آپؐ نے فرمایا۔ "تمہارے دل سے رحم و شفقت نکل گیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔"

بچے کی پیدائش سے قبل اور بعد میں

(Before and after the birth of child)

اسلام بچے کے اس دنیا میں ظہور سے پہلے اس کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور شریعت کی رو سے ماں کا انتخاب کرتے وقت ظاہری خوبصورتی حسبِ نسب یا دولت و ثروت سے زیادہ دین اور شرافت کو ترجیح دینی چاہیے۔ اگر ماں پارسا اور

پر ہیزگار ہوگی تو بچے کی اچھی تعلیم و تربیت کا باعث ہوگی۔
 بچے کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں لوزن اور بائیں کان میں
 اقامت کھی جاتی ہے اور اسے پہلے دن ہی اللہ کی حمد اور بڑائی سے آگاہ کیا جاتا
 ہے۔ بچے کی پیدائش کے ساتویں روز اس کے سر کے بل اتار کر ان کے ہم وزن
 چاندی صدقہ کی جائے یا نام رکھا جائے اور عقیدہ کیا جائے اور نام ایسا رکھا جائے جو
 ظاہری و معنوی ہر اعتبار سے خوبصورت ہو۔ عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ فرسودہ
 نام رکھے جائیں تو بعد میں احساس کمتری سے نجات حاصل کرنے کے لئے لوگ
 مختصر نام اپنا لیتے ہیں ارشاد نبوی ﷺ ہے۔
 ”تمہیں قیامت کے روز اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لئے تم
 بہتر نام رکھو۔“

بیماری اور علاج

(Disease and Medical treatment)

دہاتوں اور پسماندہ علاقوں میں ضعیف للاعتقاد لوگ بچے کے بیمار ہونے
 کی صورت میں کسی اچھے معالج سے رجوع کرنے کی بجائے ٹونے ٹوکوں میں وقت
 ضائع کرتے رہتے ہیں جب کہ اسلام ان چیزوں پر انحصار نہیں کرتا بلکہ بیماری میں
 بنیادی اصول یہ ہے ﷺ لیا گیا ہے کہ۔

”بے شک اللہ تعالیٰ نے مرض نازل کیا اور دوا بھی اتاری اور ہر مرض
 کے لئے دوا پیدا کی“ اس لئے دوا کرو البتہ حرام چیزوں سے علاج مت کرو۔“
 نبی اکرمؐ نے بیماری کی صورت میں معالج سے رجوع کرنے کی تلقین کی
 ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی سستی آپ پسند نہ فرماتے تھے اور حقیقت تو یہ
 ہے کہ کئی امراض اس وجہ سے بڑھ جاتے ہیں کہ شروع میں ان سے لاپرواہی برتی
 جاتی ہے۔ یہ اللہ کی نعمت کی بے قدری ہے جو کہ یقیناً ”اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا
 باعث ہوگی۔“

میں کا دودھ ہر لحاظ سے بچے کے لئے محفوظ اور غذائیت بخش ہوتا ہے نیز خود میں کے لئے کینسر جیسے موزی امراض سے بچلے کا ذریعہ بھی ہے۔ بچے کو دو سال تک دودھ پلانا میں کی شرعی ذمہ داری ہے۔ یہ میں بچے کے درمیان باہمی شفقت اور ہمدردی اور بچے کے دل میں میں کے لئے احرام و فرہم جواری کا باعث ہوتا ہے۔ ان تمام فوائد کو سائنسی تحقیق نے بھی تسلیم کیا ہے۔ آج کل فیشن زندگی کی بناء پر میں کو بچے کا دودھ پلانا متروک ہوتا جا رہا ہے۔ بقول اکبر الہ آبادی

مظل میں بو آئے کیا میں بپ کے اطوار کی۔
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی۔

بچے اور ماحول

(Children and Environment)

بچے کا ذہن ایک صاف محنت کی مانند ہے۔ معاشرہ اور گھر کا ماحول جیسا بھی ہو گا وہ بچے کے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے اور آئندہ تمام زندگی میں بچے کی کیفیات پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ہر قسم کی اخلاقی اور جسمانی آلودگی نشے سے پاک ماحول بچے کا حق ہے اور اسکی پرورش والدین اور معاشرے کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ اس سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی معاشرے اور خاندانوں کا مستقبل تاریک کر سکتی ہے۔

ان دنوں یہ وبا عام ہے کہ بچوں کے لئے ہر آسائش مہیا کر دی جاتی ہے لیکن میں بپ کے پاس بچوں کو دینے کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ یہ بچے کا بنیادی حق ہے کہ میں بپ اسے وقت دیں اور اس کے مسائل معلوم کریں۔ بچے کو یہ احساس نہ ہونے دیا جائے کہ اسے نظر انداز کیا جا رہا ہے یا اہمیت نہیں دی جا رہی ہے۔ بچے کی عزت نفس کا خیال رکھیں۔ کوئی بات سمجھانی ہو تو نرمی سے سمجھائیں۔ بلاوجہ انہیں ڈانٹیں نہیں اور نہ ہی دوسروں کی موجودگی میں اسے جھڑکیے۔

گھر میں تمام بچوں کے ساتھ یکساں سلوک کریں۔ اسلام نے تو یہ سبق دیا ہے کہ بچے کا بوسہ لینے میں بھی برابری کا خیال رکھو ورنہ دوسرے بچوں میں احساس محرومی پیدا ہوگا اور وہ اپنے بھائی یا بہن سے متنفر ہو جائیں گے۔

بچوں کے سامنے بڑے کوئی نمونہ حرکت کریں اور نہ ہی کوئی ایسی بات منہ سے نکالیں اگر بچے کو سچ بولنے کا کہتے ہیں تو خود سچائی کا نمونہ بن کر دکھائیں۔ ماں باپ بچے کے لئے آئینہ بن جاتے ہیں اور بچہ انہی کی نقل کرتا ہے اگر والدین کے قول و فعل میں تضاد ہوگا تو بچہ بھی یہی سیکھے گا۔ بچہ اگر اچھا کام کرے تو اسے دلو دیں اور اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ اس سے آئندہ اچھے کام کرنے کی اور آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرے گا۔ اگر وہ کوئی غلط حرکت کرے تو اس کے نفسیاتی اور ذہنی اسباب پر غور کیجئے۔ مار پیٹ سے معاملہ اور الجھ جاتا

ہے

اگر بچہ کسی مضمون میں کمزور ہے تو اس مضمون کو دلچسپ بنا کر اس کے سامنے پیش کریں۔ تشدد سے اس میں قابلیت تو نہ آپائے گی۔ البتہ وہ اس مضمون سے ہمیشہ کے لئے متنفر ہو جائے گا۔ بچے کو دھن کر رکھ دینے سے وہ ڈھیٹ ہو جائے گا۔ یہ ایک غیر انسانی فعل ہے نرمی اور سلیقے سے کام لے کر آپ بچے کی اچھی تربیت کر سکتے ہیں۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ”جو شخص نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ سارے خیر سے محروم کیا گیا۔“ گھر کا ماحول اگر دین دار نہ ہو گا تو بچہ اس ماحول کی جانب راغب ہوگا۔ کیونکہ اس کا معصوم ذہن سب سے زیادہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ ویڈیو گیمز اور فلموں وغیرہ سے بچائیں۔ زندگی میں وہی لوگ اعلیٰ مقام حاصل کرتے ہیں جن کی اخلاقی اٹھان اعلیٰ قدموں پر ہو۔ آج کل عام طور پر یہ شکوہ بھی کیا جاتا ہے کہ بچے بدتمیز ہوتے جا رہے ہیں۔ درحقیقت بچے جب بڑوں کو ایسی حرکتیں کرتا دیکھتے ہیں جو ان کے شایان شان نہیں ہوتیں تو بچوں کے دل سے بڑوں کا احترام اٹھ جاتا ہے۔ بچے کو سب سے پہلے کلمہ سکھائیں اور سات سات کا ہونے پر نماز کی طرف راغب کریں اور دس سات کا

ہونے پر تھوڑی سختی سے نماز پڑھنے کو کہیں اس سلسلے میں والدین خود نمونہ بنیں،
دس سال کے بچے کا الگ بستر مہیا کریں۔

ہمارے ہاں فیشن کے طور پر یا ڈراموں میں ہوٹلوں اور ورکشاپوں میں
دھکے کھاتے ”پھوٹے“ کے بارے میں بہت کچھ کہا سنا جاتا ہے مگر عملی طور پر کچھ
نہیں کیا جاتا۔ کروٹوں روپے منصوبہ بندی کی اشتہار بازی پر خرچ ہوتے ہیں مگر
ان معصوم چہروں کی طرف توجہ نہیں دی جاتی جو لمبی لمبی کاروں میں بیٹھے صاف
تھرے لباس میں لمبوس اپنے ہم عمروں کو دیکھ کر حسرت و یاس کی تصویر بن جاتے
ہیں۔

ایک طبقے کے بچے ناز و نعم میں پل کر عمدہ تعلیمی لوگوں میں اعلیٰ تعلیم
یافتہ اساتذہ کی نگرانی میں پڑھتے ہیں جبکہ دوسرے طبقے کے بچے زمین پر بیٹھ کر نیم
خواندہ استادوں کو غیر انسانی ذہنی جسمانی تشدد جھیل کر پڑھتے ہیں پھر عملی زندگی کی
دوڑ میں دونوں کو ایک دوسرے کے مقلد کھڑا کر دیتے ہیں ان سے ایک جیسی
کارکردگی کی توقع خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ جتنا جلدی
ممکن ہو یہ طبقاتی نظام تعلیم ختم کیا جائے یقیناً ”بااختیار لوگ اس سلسلے میں اللہ کے
حضور جو لبدہ ہوں گے۔“

ہمارے ہاں تھیموں اور معذور بچوں کے لئے ایسے لوہارے نہ ہونے کے
برابر ہیں جہاں پر ہر طبقے کے بچے یکساں طور پر مستفیض ہوں قرآن کریم میں ایسے
عملوت گزار لوگوں کو بھی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے جو تھیموں کو دھکے دیتے اور لاچار
لوگوں کی خاطر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ۔

”تم لوگ یتیم کی کچھ قدر اور خاطر نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی مسکین
کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے۔“ (سورۃ الفجر آیت۔)

ہمیں یہ بات ضرور ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ معاشرتی تضادات میں
پروں چڑھنے والی نسل تعمیر کار نہیں تخریب کار ہوگی جس کے کچھ آثار ہم اپنے
معاشرے میں دیکھ سکتے ہیں۔ خوشحال پاکستان کی تعمیر کا خواب جب ہی شرمندہ تعبیر
ہو سکتا ہے کہ جس نظام کے لئے یہ ملک حاصل کیا گیا۔ وہی سماجی مساوات اور

انصاف پر مبنی نظام اس میں نافذ کیا جائے۔
 آبلوی کے صحیح استعمال سے جاپان پاکستان سے تقریباً "پانچ گنا چھوٹا ہونے
 اور آبلوی کے لحاظ سے بڑا ہونے کے بلوجود (Great Seven) میں شامل ہو سکتا
 ہے تو پاکستان کے پاس اللہ کی دی گئی بے شمار نعمتیں اور وسائل موجود ہیں ترقی
 اس صورت میں ممکن ہے کہ خلوص نیت سے کام کیا جائے اور کرنے دیا جائے۔
 (ماہنامہ اتحلو)

یتیم اور لاوارث بچوں کے ماڈرن ہومز

(Modern homes for orphan
 and Heirless Children)

یہ بستیاں SOS, Villages کے نام سے پکاری جاتی ہیں ایس اور ایس
 ایک انگریزی اصطلاح Save Our Souls کا مخفف ہے جو کہ شدید اضطرابی
 حالت میں مدد کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔

لاوارث یتیم بچوں کی ان بستیوں کا دنیا میں آغاز دوسری جنگ عظیم کے
 بعد ہوا چونکہ اس وقت بڑے پیمانے پر تبھی پھیلی لہذا ایک 20 سالہ نوجوان ہر
 من مائز جو کہ میڈیکل کا طالب علم تھا خود بھی یتیم ہو چکا تھا اس نے لاوارث یتیم
 بچوں کے بارے میں شدید کرب محسوس کیا اور فیصلہ کیا کہ ساری زندگی ان بچوں
 کے لئے وقف کرے گا لہذا اس مقصد کے لئے سب سے پہلا ایس او ایس ویج
 1949 امیٹ نامی پر (آسٹریا) میں قائم ہوا۔

یہ ادارے مکمل طور پر خود مختار ہیں۔ اس وقت ایس او ایس چلڈرن ایسوسی
 ایشن کے زیر اہتمام پوری دنیا یورپ، ایشیا، امریکہ، چین، جاپان، روس وغیرہ میں
 تقریباً 125 ممالک میں 1346 سے زائد ایس او ایس ویلیج یوتھ ویلیج
 سکول اور دیگر پراجیکٹ کام کر رہے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی
 تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ان بستیوں کے اہم مقاصد یا حصول درج ذیل ہیں۔

مل:

یہ بستیاں روایتی قسم کے تیم خانوں سے بالکل مختلف ہیں۔ یہاں پر للوارٹ تیم بچوں کو مستقل طور پر رابطہ کے لئے مل دی جاتی ہے جو کہ ہر بچہ کی صحت مند ارتقاء کے لئے ضروری ہے۔

بھائی بہنیں:

اس میں یہ گھر کے اندر ایک کھل کنبہ ہوتا ہے جو کہ 10 تا 12 بچوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ تمام بچے بھائی بہنوں کی طرح اکٹھے رہتے ہیں۔

گھر:

ان بستیوں میں ہر کنبہ کے پاس ایک مستقل گھر ہوتا ہے اور ہر بستی 15 گھروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ مل کے لئے علیحدہ کمرہ ہوتا ہے۔ ایک بیڈ روم میں چار تا پانچ بچے ہوتے ہیں۔

بستی:

ہر بستی میں دس تا پندرہ گھر ہوتے ہیں۔ یہ عام طور پر بڑے شہریا قبے کے قریب پرکشش ماحول میں واقع ہوتی ہے۔

تعلیم:

تعلیم ان بستیوں کے اہم ترین مقصد میں سے ایک ہے۔ ہر ویلیج میں ایک سکول ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں بچیوں کو دستکاری یا دوسرے کام سیکھانے کے لئے مختلف دوسرے لوگوں میں بھی بھیجا جاتا ہے۔ دینی تعلیم کے لئے ہر گاؤں میں مسجد ضروری عنصر ہے جہاں پر دینی تعلیم دی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں ان بستیوں کے اندر کھیل کے میدان 'باغیچے' 'ڈپنٹری' دکان وغیرہ کی سہولتیں بھی موجود ہوتی ہیں۔

قریب بچے زیر تعلیم ہیں جن میں 200 کے قریب ویلیج کے بچے ہیں۔
فنڈنگ:

ان لوگوں کے تمام اخراجات لوگوں کے عطیات سے پورے کئے جاتے ہیں۔

ویلیج میں داخلہ کی اہمیت:

یہاں پر ایک اس بچے کو داخلہ دیا جاتا ہے جو کہ لاوارث اور یتیم ہو داخلہ نوزائیدہ بچے سے لے کر 10 سال کی عمر کے بچے کو دیا جاتا ہے۔ بہر حال ایس او ایس ویلیج لاہور سے فارغ ہونے والے بچے پاکستان کے مختلف اداروں مثلاً پاکستان سٹیل ملز پی اے ایف وغیرہ کی اکیڈمی میں بھی سلیکٹ ہو چکے ہیں۔ ایک بچہ پاکستان آرمی کمیشن حاصل کر چکا ہے۔ علاوہ ازیں الیکٹریشن، ٹیلر ماسٹر، ویلڈر اور اسی طرح کے سکڈ ورکر (Skilled worker) مزید بھی پیدا کئے جا چکے ہیں۔ بچیوں کی بہت تربیت کے لئے انہیں آرٹ اینڈ کرافٹ، ڈیزائننگ، دستکاری یعنی ان کے رجحان میلان کے مطابق تربیت دلوائی جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے فلاحی ریاست کا نمونہ دیا ہے لیکن ابھی تک ہمارا ملک ناکام ہے لہذا ہمارا یہ مذہبی قومی اخلاقی فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے مستقبل کو بہتر بنانے کے لئے ان نونہالوں کا خاص خیال رکھیں۔ ان کی بہت تربیت کریں چونکہ قرآن پاک میں بھی اس سلسلہ میں اجر و ثواب کی بشارت دی گئی ہے۔

ترجمہ ”کیا تو نے اس شخص کی حالت پر غور نہیں کیا جو دین کو جھٹلاتا ہے یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ (سورہ الماعون)

لہذا ہمیں چاہیے کہ معاشرہ میں رہتے ہوئے ارد گرد ایسے لاوارث یتیم بچوں کا خیال رکھیں اور انہیں اس قسم کے اداروں تک پہنچائیں تاکہ وہ بہترین زندگی گزارنے کے قابل ہو سکیں ان اداروں کو پورے ملک میں پھیلانے کے لئے زیادہ سے زیادہ عطیات دینے چاہیں۔ عطیات کسی بھی ادارے میں جا کر دیئے

پاکستان میں آغاز پاکستان میں لوئس چلڈرن و بلوز کا آغاز مسز ثریا کے ہاتھوں 1977ء میں ہوا۔ پہلا لوئس چلڈرن ویلیج فیوز پور روڈ پر لاہور میں قائم ہوا۔ اس وقت پاکستان میں 14 پروجیکٹ کالم کر رہے ہیں جو کہ ملک کے مختلف شہروں میں تفصیل کچھ اس طرح سے ہے کہ لوئس چلڈرن ویلیج لاہور، کراچی، فیصل آباد، راولپنڈی، سرگودھا، لوئس لوئس ووکیشنل سنٹر ڈیوال راولپنڈی لوئس لوئس راولپنڈی پورٹ پور گرام قصور۔

یوتھ ہوم:

لڑکوں کو سن بلوغت پر پہنچنے کے بعد یوتھ ہومز میں بھیج دیا جاتا ہے جہاں پر جب تک لڑکے باروز گہر نہ ہو جائیں ان کے لئے تعلیم یا پیشہ وارنہ کالم کی تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

لوئس ویلیج لاہور:

یہ ویلیج پاکستان کا پہلا ویلیج ہے جو کہ 1977 میں مسز ثریا کے ہاتھوں قائم ہوا۔ اس کا رقبہ 70 کنال پر مشتمل ہے جو کہ پنجاب گورنمنٹ نے دی تھی۔ اس میں 15 گھر ہیں۔ اس وقت 150 بچے پرورش پارہے ہیں۔ یہاں پر بچوں کو تمام سہولتیں میسر ہیں۔ کھیل کے میدان، ہالٹ، سکول، نرسری، ٹائیک، مسجد، جموے، ڈپنری اور کیونٹی وغیرہ۔ اب تک اس گاہوں سے 200 بچے فارغ ہو کر اپنی عملی زندگی میں جا چکے ہیں جبکہ 10 لڑکیوں کی شادی بھی کی گئی ہے۔

سکول:

اس ویلیج کے اندر ایک سکول ہے جہاں پر پرائمری تا سیکنڈری کا اہتمام ہے۔ یہ لاہور کے ان چند سکولوں میں سے ایک ہے جہاں پر کمپیوٹر سائنس مضمون کی حیثیت سے سے پڑھایا جاتا ہے۔ گزشتہ سال پورے لاہور کے سکولوں میں واحد اس سکول کے دو بچوں نے کمپیوٹر سائنس کا امتحان دیا تھا۔ علاوہ ازیں سائنس لیبارٹری، لائبریری اور شفیق ماہر اساتذہ ہیں یہاں پر اس وقت 1000 کے

جاسکتے ہیں۔

(جمہوریت)

بچوں کی تربیت اور یورپ کے ڈے کیئر (Day Care) سنٹر:

ملوی زندگی نے یورپی زندگی کو اتنا مصروف اور پریشان کر دیا ہے۔ کہ انہیں اپنے بچوں کو پالنے، تربیت اور شفقت کرنے وقت دینے سے فرصت نہیں۔ اسلام بچے کو ماں کی گود کا حصہ بناتا ہے جبکہ یورپ نے بچوں کو مشینوں کے حوالے کر کے ماں کی اس محبت و شفقت جس کے اثرات سائنس نے محسوس کیئے اور اس کے وجود کو تسلیم کیا، سے محروم کر دیا۔ بلکہ صبح بچوں کو ڈے کیئر سنٹر (Day Care Centre) میں جمع کرا کے اپنے اپنے دفاتر میں چلے جاتے ہیں۔ جہاں مشینوں کے ذریعے بچوں کی نشوونما کی جاتی ہے اور شام کو گھر واپس آتے ہی بچوں کو واپس لایا جاتا ہے۔ اس حالت یورپ کے بچوں کو باغی، خود مختار، جرائم پیشہ بنا کر رکھ دیا ہے۔

(ویسکلی میڈیکل سروے)

بیوہ عورت کی زندگی - اسلامی عکس اور یورپی عکس

(Life of Widow in Islam and in Euorpe)

○ حضرت عوف بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا میں اور غمگین چہرہ والی وہ عورت جس کا شوہر مر گیا اور اس نے اپنے بچے کو دیکھ کر صبر کر لیا اس طرح جنت میں ہوں گے۔ (یعنی ایک ہی جگہ)

○ حضور اقدس ﷺ نے بیوہ خواتین سے نکاح کر کے مثل قائم کی ہے اور وہی خواتین آج امت کی مائیں ہیں۔

اسلام نے عورت چاہے کنواری ہو یا بیوہ اسے بے شمار حقوق دیئے ہیں بیوہ عورت کی زندگی کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے بلکہ بیوہ کی عزت و توقیر کو برعہانے کے لئے آپؐ نے ایسی عورتوں کے ساتھ شادیاں کی ہیں بلکہ اسلام میں ایسے عمل کو پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

کچھ یورپی زندگی :- (European life)

یورپ نے عورت کو قدر کا مقام دیا یا تحقیر کا مقام؟۔ یورپ نے عورت کو مزدور، ڈرائیور سوپر، سیکریٹری، استقبال عورت، ویٹر، ایئر ہوسٹس، حتیٰ کہ بازاری عورت بنا دیا۔ کیا یہ عورت کی آزادی ہے یا غلاموں جیسے کام۔ اور دوسری طرف اسلام نے عورت کو گھر کی مالکہ اور ادھر جنت میں حوروں کی سردار قرار دیا ہے۔ یورپ کی ایک خاتون نے اس بات کا مقدمہ لیسٹر (انگلینڈ کا ایک شہر) میں درج کرایا کہ میرے خاوند سے مجھے میرے حقوق دلائے جائیں۔ وہ اس لئے کہ میں نے عالم بیوگی میں اس کے ساتھ شادی کی۔ شادی سے قبل اس کو بیوگی کا علم نہیں تھا۔ لیکن جب اس کو پتہ چلا تو اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ لہذا مجھے میرے حقوق دلائے جائیں۔ (بحوالہ ہیومن اینڈ اسلام)

یہ ایک نہیں ایسے بے شمار واقعات پورے یورپ کی زندگی میں بھرے

پڑے ہیں کہ بیوہ کی مسلسل تحقیر و تذلیل ہو رہی ہے۔

ہندوہرم میں بیوہ کی زندگی :-

(Life of Widow in Hindu Dahram)

میں نے ایک مجمع کو دیکھا کہ جن میں مرد، عورتیں اور بچے تھے دو خواتین بہت زرق برق لباس کے ساتھ، خوبصورت سواریوں پر سوار تھیں اور لوگ انہیں اپنے مردہ رشتہ داروں کے لئے پیغام دے رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں عورتیں بیوہ ہیں اور یہ سو منات کے بڑے مندر میں ستی ہونے کے لئے جارہی ہیں وہ منظر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ایک بہت بڑا حوض جس میں منوں لکڑیاں جل رہی تھیں۔ جن کے شعلے اور لپٹیں دور سے انسان کو لپیٹ میں لے رہی تھیں۔ وہ عورتیں سواری سے اتریں منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا اور اس آگ میں چھلانگ لگا دی۔ تمام مجمع ایک خاص لفظ کا بار بار تکرار کرنے لگا اور اوپر سے مزید تیل اور لکڑیاں اس حوض میں پھینکی جانے لگیں۔ میں اس منظر کو نہ دیکھ سکا اور بے ہوش ہو گیا۔ اور ہوش آنے کے بعد بہت عرصہ تک بیمار رہا۔

(بحوالہ سفرنامہ ابن بطوطہ)

عشاء کے بعد جاگنے اور گفتگو سے منع

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Prohibition of talking and awaking after Eisha

Prayer Sunnat-e-Nabvi Modern Science)

حضور اقدس ﷺ نے عشاء کے بعد جاگنے اور گفتگو کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا عشاء کے بعد وہی شخص جاگ سکتا ہے جس نے کوئی دینی گفتگو کرنی ہو یا گھر والوں سے ضرورت کی بات کرنی ہو۔ (الترغیب و الترہیب) (آداب زندگی)

یہ قول ایک بڑا قول ہے کہ دن بھر کی تھکاوٹ کے بعد رات جس کو اللہ نے آرام کا ذریعہ بنایا ہے اس میں جلدی سو جائے اور صبح جلدی اٹھ جائے اگر رات کو دیر سے سوئے گا تو صبح سویرے نکلنے کے بعد سوتا رہے گا اور سوتے ہوئے آدمی پر سورج کی کرنوں کا پڑنا بہت سے امراض کو پیدا کرتا ہے، رات کو اگر دیر سے سوئے گا اور مکمل آرام نہیں کر سکے گا تو بد خوابی، بے سکونی، چڑچاہن اور ذہنی دباؤ میں مبتلا ہو گا۔ اس لئے عشاء کی نماز پڑھتے ہی سو جانے کا آپ نے فرمایا ہے۔

ڈاکٹر نیکسن وزیٹر کی تحقیق

(Research of Dr. Nikson visitor)

جو لوگ رات کو جلد نہیں سوتے، دیر گئے تک خلوت گاہ میں جلتے ہیں، ایسے لوگ جب مریض بن کر میرے پاس آئے تو میں نے ان میں اعصابی اور نفسیاتی امراض کی کثرت پائی۔ وہ بکثرت الجھے ہوئے اور ڈیپریشن مایوسی کا شکار تھے۔ ان میں بعض لوگوں کا روجہاں خود کشی کی طرف تھا۔

الغرض کائنات کا اصول دن کا کام اور رات کو آرام کا ہے۔ جب اس اصول کو توڑیں گے تو صحت اور جاودانی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

(بحوالہ: کیور میڈیکل)

مہمان کو کھانے پر اصرار سنت نبویؐ اور جدید سائنس (Insistence of meal to guest

(Sunnah and Modern Science)

نبی کریم ﷺ کے دسترخوان پر جب کوئی مہمان ہوتا تو آپؐ اس سے بار بار فرماتے کہ کھائیے، کھائیے اور کھائیے۔ جب مہمان خوب سیر ہو جاتا اور بے حد انکار کرتا تب آپؐ اپنے اصرار سے باز آتے۔

(مشکوہ - زاد المعاد آداب زندگی)

اسلام مہمانداری کے اصول وضع داری اور محبت سکھاتا ہے۔ اس ضمن میں فرائیڈ کا اصول مہمانی مطالعہ فرمائیں۔

فرائیڈ کا اصول :- (Principle of Fride)

مہمان ہمیشہ خلوص اور محبت ہی کے ناطے سے آتا ہے اور اگر اسے وہ محبت اور مطلوبہ خلوص میسر نہ ہو تو اسے مہمان نہیں کہیں گے بلکہ بن بلایا مہمان کہنا بہتر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ چہرے پر مسکراہٹ سجائیے، خوش ہو جائیں۔ بہتر یہ ہے کہ کھانا خود کھلائیں، ساتھ بیٹھیں، محبت بڑھے گی، مہمانوں کی پسند کا بھی خیال رکھیں۔ میں نے بعض مہمانوں کو پر تکلف دیکھا جب ان کا بار بار اصرار کیا گیا تو انہوں نے واقعی کھانا پیٹ بھر کر کھایا۔
(بحوالہ فرائیڈ سٹوری - گلف ایٹل)

عورتوں کے باریک لباس کے نقصانات

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Losses of thin dress in women)

(Sunnah and Modern Science)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ عورتیں بھی جنہی ہیں جو کپڑے پہن کر بھی نکلی رہتی ہیں دو سروں کو ر بھاتی ہیں خود دو سروں پر ر بھکتی ہیں ان کے سرناز سے سختی اونٹوں کے کوہانوں کے طرح ٹیڑھے ہیں یہ عورتیں نہ جنت میں جائیں گی نہ جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور سے آتی ہے۔
(ریاض الصالحین)

ایک بار نبی پاک ﷺ کے پاس مصر کی نبی ہوئی باریک ملل آئی۔ آپ نے اس میں سے کچھ حصہ پھاڑ کر وجیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا اور فرمایا اس میں سے ایک حصہ پھاڑ کر تم اپنا کرتہ بنا لو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لئے دے دو۔ مگر ان سے کہ دینا کہ اس کے نیچے اور کپڑا نکالیں تاکہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے باریک لباس سے جہاں شرم و حیا، حجاب و وفا۔ ختم ہو جاتی ہے وہاں اس کے کچھ اور نقصانات بھی واقع ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر لیڈ بیٹر کی وارننگ (Warning of Dr. Led Beater)

مذکورہ ڈاکٹر روحانیت کا بہت بڑا محقق ہے۔ لیڈ بیٹر کے مطابق جس لباس سے نسوانی جسم کی جھلک نظر آئے اس جسم سے میں نے غلیظ اور نسواری لہروں کو نکلتے ہوئے دیکھا ہے۔ (بحوالہ تصورات اسلام)

الٹرا وائیٹ ریز کے نقصانات:

(Losses of Ultra violet Rays)

سورج میں موجود الٹرا وائیٹ ریز (Rays) سخت گرمی میں جلد اور جسم کے لئے بہت نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اگر لباس موٹا ہو تو یہ شعاعیں لباس سے باہر ہی رک جاتی ہیں اور اگر لباس باریک ہو تو یہ شعاعیں جلد کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں۔ (بحوالہ میثاق)

اسلام میں زیب و زینت کا اختیار سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Option of Ornament and elegance in

Islam Sunnah and Modern Science)

حضرت ابو الاحوصؓ کے والد اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نبی پاکؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے جسم پر نہایت ہی گھٹیا اور معمولی کپڑے تھے۔ آپؐ نے پوچھا کیا تمہارے پاس مال و دولت ہے۔ میں نے کہا۔ جی ہاں۔ دریافت فرمایا کس طرح کا مال ہے۔ میں نے کہا اللہ نے مجھے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے اونٹ بھی ہیں، گائیں بھی ہیں، بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا جب اللہ نے تمہیں مال و دولت سے نواز رکھا ہے تو اس کے فضل و احسان کا اثر تمہارے جسم پر ظاہر ہونا چاہیے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت جابرؓ کا بیان ہے ایک بار نبی پاکؐ ملاقات کی غرض کے لیے ہمارے گھر تشریف لائے۔ تو آپؐ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار میں اٹا ہوا تھا۔ اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا۔

اور آپؐ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے آپؐ نے فرمایا کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز نہیں (یعنی صلن) جس سے اپنے کپڑے دھو لیتا۔ (مکتوبہ)

C ایک شخص نے نبی پاک ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ میرا لباس نہایت عمدہ ہو۔ جوتے بھی نہیں ہوں، اس طرح اس نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا۔ یہاں تک کہ اس نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میرا کوزا بھی نہایت عمدہ ہو۔ آپؐ اسکی گفتگو سنتے رہے پھر فرمایا۔ یہ ساری ہی باتیں پسندیدہ ہیں اور اللہ تعالیٰ اس لطیف ذوق کو اچھی نظر سے دیکھتا ہے۔ (مستدرک - حاکم)

C حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول پاکؐ سے عرض کیا کیا یہ تکبر اور غرور ہے کہ میں نہیں اور عمدہ کپڑا پہنوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے۔ اللہ اس خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ)

اسلام غریبوں کا نہیں بلکہ امیروں کا بھی مذہب ہے۔ اب سے قبل مسلمانوں کو اس بات کا طعنہ دیا جاتا رہا کہ اسلامی تعلیمات تنگ دستی اور فقر و فاقہ سمجھاتی ہیں لیکن مذکورہ احادیث میں اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں۔

ڈاکٹر وارن کا اعتراف:

(Acknowledgement of Dr. Worn)

مشہور مستشرق ڈاکٹر وارن بلاف نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جو لوگ اسلام کو فقیری اور تنگدستی کی تعلیم دینے کا مذہب کہتے ہیں۔ شہید ان کا اسلامی مطالعہ نامکمل ہے۔ میں نے کتب اسلامی میں ایسی بے شمار احادیث و واقعات کا مطالعہ کیا ہے جس میں متمول اور صاحب مال کو اچھا لباس، اچھی سواری، اچھی رہائش اور اچھے کھانے پینے کی اجازت دی گئی ہے۔

(بحوالہ اسلام اور مستشرقین)

ایک جوتا نہ پہنو۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Don't wear a single shoes

Sunnah and Modern Science)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا دونوں پہن کر چلو یا دونوں اتار کر چلو۔ (ترمذی)

○ ایک جوتا ایک پاؤں میں ہو اور دوسرا پاؤں خالی ہو بظاہر یہ بت انسانی اخلاق اور وقار کے منافی ہے۔

○ اسلام مسلمانوں کو عزت وقار اور وجاہت کا سبق دیتا ہے اور جو آدمی ایسا عمل کرے اس کی معاشرے میں تذلیل ہوتی ہے۔

جوتے کے ساتھ پاؤں اور بغیر جوتے کے ساتھ پاؤں کا توازن برقرار نہیں رہتا اور انسان بے ڈھنگی چل چلتا ہے اور معاشرتی طور پر بھی بہت نقصان دہ ہے۔ انسانی جسم ایک اعصابی نظام کے تحت چل رہا ہے جس کا مرکز دماغ اور حرام مغز ہیں۔ جب ایک پاؤں ننگا اور ایک پاؤں ڈھکا ہوا ہو۔ ایسا اعصابی نظام کے لئے بہت نقصان دہ ہے۔ حتیٰ کہ جب اس پر سطحی اور سرسری تحقیق کی گئی تو مندرجہ ذیل نقصانات سامنے آئے۔

ڈاکٹر نکسن وزمٹر نے ساہا سل کی تحقیق کے بعد اس بات کی بار بار تنبیہ کی ہے کہ اکثر اوقات ننگے پاؤں چلا کر 'بغیر جوتے کے بھی چلنا مفید ہے اور ایک پاؤں میں جوتا اور دوسرا خالی بہت نقصان دہ ہے کیونکہ میں نے ایسے مریضوں کو لنگڑی کے درد میں یعنی (Shahtica) میں جلا پایا۔ (بحوالہ کیور میڈیکل)

اسلام میں نقل اتارنے سے منع

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Prohibition of Imitate in Islam
Sunnah and Modern Science)

احولت نبویؐ میں نقل اتارنے سے منع کیا گیا ہے۔ (آداب زندگی)

نقل اور نفسیات۔ فرائڈ کے نظریات:

(Imitation and Psychology Freud's Theories)

نقل دراصل ذہن کے اس حصے کا عکس ہے جس سے آدمی دوسرے کی طرح بننے کی کوشش کرتا ہے۔ نقل میں تنقید کا پہلو بھی ہے اور اختیار کا بھی۔ یعنی بعض اوقات کسی کی علت بد کو ظاہر کرنے کے لئے بالکل وہی عمل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا انسانی سوچ اور سمجھ پر جتنا برا اثر ڈالتا ہے جس سے زبان کی لگت، آواز کی کمی جیسے امراض پیدا کرتا ہے۔ (فرائڈ کے نظریات)

ہومر کے تجربات :- (Experiments of Homer)

نقل سے ذہنی صلاحیتوں کا نکھار تقریباً ختم ہو جاتا ہے انسان گہری سوچوں کو چھوڑ کر صرف لکیر کا فقیر بن جاتا ہے۔ اس کی اپنی سوچیں کم اور دوسروں کی نقل کی زیادہ اس کا نقصان اس کی عملی زندگی میں زوال کا باعث بنتا ہے۔

(ہومر تجربات)

عورت کی آدھی اور مرد کی پوری گواہی

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Half evidence of woman and full evidence of man Sunnah and Modern Science)

- ہم نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے (القرآن)
- حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے لئے کسی کو یہ حکم دینا جائز ہوتا کہ ایک شخص دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ لیکن چونکہ اللہ جل شانہ کے علاوہ دوسروں کے آگے سجدہ کرنا جائز نہیں۔ لہذا میں یہ سجدہ کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ لیکن اگر اس دنیا میں کسی انسان کے لئے دوسرے انسان کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔
- مرد اپنے گھروالوں کا راعی و نگہبان ہے۔ (الحديث)
- اسلامی نظام قانون میں عورت کی گواہی آدھی یعنی 2 عورتیں مل کر ایک گواہ شمار ہوتی ہیں اور ایک مرد ایک گواہ شمار ہوتا ہے۔ اسلام نے مردوں کو عورتوں پر فوقیت و فضیلت دی ہے۔ اس ضمن میں جدید تحقیقات کیا کہتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ہیولاک ایلس کا تجزیہ :- (Analysis of Hewlock Aelis)

ہیولاک ایلس جو موجودہ دور میں جنسی نفسیات کا سب سے بڑا ماہر تصور کیا جاتا ہے۔ وہ اپنی کتاب ”مرد اور عورت“ میں عورتوں کی خصوصی فطرت اور جدا گانہ صفات کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ”عورتوں کی طبیعت میں مردوں کے مقابلہ میں متاثر ہونے کی بہت زیادہ صلاحیت موجود ہے۔ چھوٹے چھوٹے

مطلبات میں بھی عورتیں دوسروں کے بیانات اور خیالات کو مردوں کے مقابلے میں جلد قبول کر لیتی ہیں۔ عورت ہر اس خیال اور رائے کے لئے جان تک قربان کر دیتی ہے جسے موثر انداز میں اس کے سامنے اس طرح پیش کیا جائے کہ وہ اس کی جذباتی فطرت کو متحرک کر دے۔ نیز عورت دوسروں کی ہمدردی کے لئے تڑپتی ہے۔ اور اس میں خود مختاری کا جذبہ و سا پرزور نہیں ہوتا جیسا کہ مردوں میں ہوتا ہے۔

ایس مزید لکھتا ہے ”عورتوں میں عقل کی کمی ہے اس میں مرد بڑے ہوئے ہیں۔ مثلاً“ مردوں میں اپنے حاصل کردہ علم سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ جو سیکھتے یا حاصل کرتے ہیں اس میں غور و فکر اور تحقیق و تفتیش کے ذریعے اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ نیز وہ اپنے شعبہ علم و فن کی تفصیلات و جزئیات پر زیادہ علوی ہوتے ہیں۔ انہیں سائنس کے مسائل اور تجربات سے زیادہ دلچسپی ہوتی ہے۔ فن کی قوت مشاہدہ بھی عورتوں سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔ اس کے برعکس عورتوں کو تحلیل و تجزیہ کا عمل بے پناہ ہوتا ہے۔ کیونکہ انہیں جلتا“ یہ محسوس ہو جاتا ہے کہ تحلیل و تجزیہ کے عمل سے فن کی جذباتی ساخت متاثر ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو بے چک تو لحد اور اہل اصولوں سے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ کیوں کہ فن کی زندگی جذبات و بیانات سے مرکب ہوتی ہے۔ دراصل عورتوں کی یہ صفت فن کی عقل کی کمی کا ثبوت نہیں۔ بلکہ یہ جنسی اختلافات کا نتیجہ ہیں۔ فن سے معلوم ہوتا ہے کہ سائنس اور تلاش و تحقیق اور علمی موضوعات کے لئے عورت کا دماغ ناموزوں ہے۔ خواہ مستثنیٰ صورتوں میں عورتوں نے اس دائرے میں کتنا ہی اچھا کام کر دکھایا ہو۔“

ڈاکٹر لامبراس کی کتاب روح نسوانیت:

(Book of Dr. Lambras Spirit of Effamination)

اسی طرح ڈاکٹر لامبراس اپنی کتاب ”روح نسوانیت“ میں لکھتی ہیں۔

عورتیں اور مرد صرف طول و قامت، ہڈیوں کی ساخت اور عضلاتی بیلوٹ کے اعتبار سے ہی مختلف نہیں، بلکہ اس اعتبار سے بھی مختلف ہیں کہ وہ ہوا اور غذا کی ایک ہی مقدار جذب نہیں کرتے۔ ان کے امراض کی نوعیت جداگنا ہوتی ہیں۔ ان کے ذہنی اور اخلاقی رجحانات میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ ترقی اور ارتقاء صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ مردوں اور عورتوں کے معاشرتی حقوق و فرائض کا تعین کرنے میں ان کے فرق اور اختلافات کو پیش نظر رکھا جائے۔

انیسویں صدی کے انسائیکلو پیڈیا کا مصنف لفظ ”عورت“ پر بحث کرتے ہوئی لکھتا ہے۔

”مرد و عورت میں اعضاء تامل کی ترکیب و صورت کا اختلاف اگرچہ ایک بڑا اختلاف نظر آتا ہے لیکن صرف یہی اختلاف نہیں ہے۔ عورت کے اور تمام اعضاء سر سے پیر تک مرد کے اعضاء سے مختلف ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اعضاء بھی جو بظاہر آخر الذکر سے بے حد مشابہ نظر آتے ہیں۔“

”علمی تجربات نے ثابت کر دیا ہے کہ عورت کا قد کا اوسط طول مرد کے قد کی اوسط درازی سے بارہ سینٹی میٹر کم ہے۔ یہ فرق کسی خاص ملک یا قوم سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ جس طرح وحشی اقوام میں پایا جاتا ہے، اسی طرح متمدن ممالک میں پایا جاتا ہے اور جوانوں کی طرح بچے بھی اس اختلاف کی شہادت دیتے ہیں۔“

جس طرح عمر کے اوسط میں فرق پایا جاتا ہے۔ اسی طرح جسم کے وزن اور ثقل میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ مرد کے جسم کا متوسط ثقل سینتالیس کلو ہے۔ مگر عورت کے جسم کا متوسط ثقل بیالیس کلو اور نصف سے کسی حالت میں زیادہ نہیں ہوتا۔ یعنی عورت کے جسم کا ثقل مرد کے ثقل سے پانچ کلو کم ہوتا ہے۔ عضلات کے حجم و قوت کے لحاظ سے بھی عورت مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

”مجموعی حیثیت سے اگر دیکھا جائے تو عورت کے جسم کے عضلات مرد کے عضلات سے اس درجہ مختلف ہیں اور حجم و قوت کے لحاظ سے اول الذکر کے عضلات اس قدر ضعیف ہیں کہ اگر ان کی طبعی قوت کے تین حصے کئے جائیں تو وہ

حصے قوت مرد کے حصے میں آئے گی اور صرف ایک حصہ قوت عہدت میں ثابت ہوگی۔ عضلات کی حرکت کی سرعت اور ضبط کا بھی یہی حل ہے۔ مرد کے عضلات جسی عورت کی نسبت حرکت میں زیادہ تیز اور اپنے فعل میں زیادہ قوی ہیں۔“

قلب جو انسانی زندگی کا اصلی مرکز ہے۔ اسی طرح اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ علمی تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ عورت کا قلب مرد کے قلب سے ساٹھ ڈرام چھوٹا اور خفیف ہوتا ہے۔

سرعت تنفس کے لحاظ سے بھی عورت اور مرد میں عظیم الشان اختلاف ہے۔ علمی تجربہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ سانس کے ذریعے سے کاربوئک ایسڈ کے جو ذرات باہر آتے ہیں وہ اندرونی حرارت کی گرمی سے بخارات بن کر سانس میں لے ہوئے نکلتے ہیں۔ اس تجربہ کی بناء پر تحقیق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مرد ایک گنڈہ میں تقریباً ”گیارہ ڈرام کاربن کی مقدار جلاتا ہے۔ مگر عورت چھ ڈرام سے کچھ زیادہ جلاتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی حرارت عزیز بھی مرد کے مقابلہ میں بہت کم یا نصف سے کچھ ہی زیادہ ہے۔ عورت کا دماغی ضعف، یہ تمام تحقیقات اور اقوال عورت کے جسمانی ضعف کو کن قطعی دلیلوں سے ثابت کرتے ہیں۔

نہلسٹ فلاسفر علامہ پروڈن:

(Nahlist Philosopher Allama Proden)

مشہور نہلسٹ فلاسفر علامہ پروڈن اپنی کتاب ابتکار النظام میں لکھتا ہے کہ ”عورت کا وجدان بمقابلہ مرد کے وجدان کے اسی قدر ضعیف ہے، جس قدر اس کی عقلی قوت مرد کی عقلی قوت کے مقابلہ میں ضعیف نظر آتی ہے۔ اس کی اخلاقی قوت بھی مرد کے اخلاق سے بالکل مختلف ہے اور دوسری قسم کی طبیعت رکھتی ہے یہ وجہ ہے کہ جس چیز کے حسن و قبح کے متعلق وہ رائے قائم کرتی ہے، وہ مردوں

کی رائے سے مطابق نہیں ہوتی۔ پس عورت اور مرد میں عدم مساوات کوئی عارضی امر نہیں ہے، بلکہ عورت کی طبعی خاصیت پر مبنی ہے۔“

حواس خمسہ جس پر انسان کی عقلی اور دماغی نشوونما کا مدار ہے۔ اس میں بھی سخت اختلاف پایا جاتا ہے۔ علامہ نیکولس اور علامہ ہیلی نے ثابت کر دیا ہے کہ عورت کے حواس خمسہ مرد کے حواس سے ضعیف تر ہیں۔

(ا) عورت کی قوت شلمہ کی طاقت سے یہ امر باہر ہے کہ وہ ایک خاص فاضلہ سے عطر لیموں کی خوشبو محسوس کر سکے، بر خلاف مرد کے کہ اس کی قوت شلمہ اس قدر قوی ہے کہ وہ اس درجہ کی خوشبو کو آسانی سے محسوس کر لیتا ہے۔ جس سے دو چند مقدار کی خوشبو سے عورت کو احساس ہو سکتا ہے۔

(ب) اسی طرح تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ عورت ہلکے براسک ایسڈ کی بو $1/2000$ کی نسبت سے اور مرد $1/100$ سے محسوس کر سکتا ہے۔ جو ضعیف کی بین دلیل ہے۔

(ج) ذوق اور سمع کا حلسہ بھی عورت سے مرد کا بہت زیادہ قوی ہے۔ اس کے لئے کسی تشریح دلیل کی ضرورت نہیں۔ انسائیکلو پیڈیا نے تصریح کر دی ہے کہ ”اسی ضعف کا نتیجہ ہے کہ طعام کی عمدگی اور بدمزگی پہچاننے والے، آواز کے پرکھنے والے اور پیانو کی راگوں کے آواز کل کے کل مرد کے ہیں۔ ایک عورت نے بھی خود کو ان باتوں میں باکمال ثابت نہیں کیا۔“

(د) قوت لامہ کے متعلق علامہ لومبروز اور سیرجی وغیرہ استلوں کی متفقہ تحقیق ہے کہ ”عورت میں یہ قوت مرد کی نسبت بہت ضعیف پائی جاتی ہے۔ ان کی محققانہ دلیل یہ ہے کہ جن آلام اور تکالیف کی متحمل عورت ہوتی ہے، مرد اس قدر نہیں ہو سکتا۔ یہ ظاہر فرق بتلا رہا ہے کہ مرد کی نسبت عورت کی قوت احساس ضعیف تر ہے۔“

قوت اوراک کا اصلی مرکز انسان میں بھیجا ہے۔ اسی کی کمی اور زیادتی اور ضعف و قوت پر اوراک کی تیزی اور سستی کا دارومدار ہے۔ لیکن جب علم سائیکالوجی کے تجارب کو پیش نظر رکھ کر ہم غور کرتے ہیں تو اس میں بھی عورت

ضعیف تر ثابت ہوتی ہے۔ علم مذکور نے ثابت کر دیا ہے کہ عورت کے ”بھیجے“ اور مرد کے ”بھیجے“ میں ملوہ اور بھلا ”سخت اختلاف ہے۔ مرد کے بھیجے کا اوسط وار عورت کے بھیجے سے سو ڈرام زیادہ ہے۔ اگر کوئی اس کے جواب میں کہے کہ یہ زیادتی مرد اور عورت کے جسمانی اختلاف پر مبنی ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہ تحقیق ہو چکی ہے کہ مرد کے بھیجے کی مقدار اس کی جسمی حالت سے وہ نسبت رکھتی ہے، جو چالیس کے عدد کو ایک سے ہوتی ہے، مگر عورت کا ”بھیجا“ اس کی جسمانی قوت سے چوالیس اور ایک کی نسبت رکھتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر عورت کے ”بھیجے“ کی جسمانی ضعف پر مبنی ہے تو مقابلہ میں یہ اختلاف کیوں پایا جاتا ہے؟

علاوہ اس کے عورت کے سر کے ”بھیجے“ میں خم و پچ نہایت کم ہیں اور اس کے پروں کا نظام بھی نامکمل ہے۔ عللئے سائیکولوجی نے اس اختلاف کو ان دونوں جنسوں کے امتیازات میں ایک اہم قرار دیا ہے۔

اسی طرح مرد اور عورت کے بھیجوں کے جو ہر سنبلی میں بھی سخت اختلاف پایا جاتا ہے، جو ہر سنبلی قوت اور اک نقطہ اور مرکز ہے، اس لئے یہ اختلاف کوئی معمولی اختلاف نہیں ہے۔ (عورت اور مرد کے درمیان حیاتیاتی اور طبعی فرق کی مزید تفصیلات مصر کے مصنف فیروجدی کی کتاب ”عورت اور اسلام“ میں ملاحظہ ہو جس کا اردو ترجمہ مولانا ابو الکلام آزاد نے کیا ہے۔)

ان تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے دنیا کے نظام کو چلانے کے لئے عورت اور مرد کے لئے جداگانہ دائرے اور ایک دوسرے سے الگ فرائض اور ذمہ داریاں عائد کی ہیں۔ اس مقصد کے لئے عورت کو جن صلاحیتوں کی ضرورت تھی۔ وہ اس کے اندر ودیعت کر دی ہیں اور مرد کو جو صلاحیتیں درکار تھیں وہ ان کی جسمانی ساخت میں رکھ دی ہیں۔ چونکہ مرد اور عورت زندگی کے دو پہیئے ہیں۔ دونوں کے تعلق کے بغیر زندگی کی گاڑی نہیں چل سکتی تھی۔ اس لئے قدرت نے ان دونوں کے اندر ایک دوسرے کے لئے کشش بھی رکھ دی۔ تمدن کے ارتقاء کا خود یہ تقاضا ہے کہ عورت اور مرد کی کشش کا یہ تعلق

ایک دائرہ کے اندر رہے۔ اس دائرے سے تجاوز نہ ہو۔ اس دائرے سے تجاوز کے نتیجہ میں جو نقصان ہو سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے۔ اور تمدن کی ساری ترقی رک جائے۔ ماضی میں بیشتر متمدن قومیں اسی وجہ سے زوال کا شکار ہوئیں۔

اسلام نے انسانی فطرت کے اسی بنیادی اصول کو پیش نظر رکھ کر عورت اور مرد کے لئے الگ الگ دائرہ کار مقرر کیا ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جہاں غیر محرم عورت اور مرد تنہا ہوتے ہیں، وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔“

انسانی فطرت اور اسلام کی تعلیمات کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے آج مغربی معاشرے ہمارے لئے عبرت کا باعث بن چکے ہیں۔ ساری ترقی کے باوجود عورت اور مرد کا سکون غارت ہو چکا ہے۔ ان کی زندگیوں کی تلخیوں کے واقعات پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ یہ زندگی ایسی ہے جو موت سے بھی بدتر ہے۔ چنانچہ خوشحال مغربی ملکوں میں خودکشی کا رجحان سب سے زیادہ ہے۔

(بحوالہ معاشرہ - جمہوریت اور اسلام محمد موسیٰ بھٹو)

آپ نے گزشتہ تحریر میں اس بات کا بخوبی اندازہ کر لیا ہے جس طرح اسلام نے عورت کو مرد سے کمزور اور کمتر رکھا ہے اور سائنس نے اپنی تحقیقات جدیدہ میں بھی اسے کمزور قرار دیا ہے۔ بلکہ اسلام نے عورت کو چھپا کر رکھنے والی چیز بتایا ہے۔

لیکن جب یہ چھپی ہوئی اور باپردہ چیز عیاں اور واضح ہوتی ہے۔ اور مرد کے شانہ بشانہ چلنے کے لئے کوشاں رہتی ہے تو اس کے نقصانات موجودہ یورپی زندگی میں واضح نظر آتے ہیں۔

فلٹس - جے شین کے تجربات:

(Experiments of Flitus, J. Shane)

امریکہ کے حالات کے بارے میں وہاں کے ایک مصنف فلٹس 'جے' شین اپنی کتاب AND CONSCIENCE OF THE WEST COMMUNISM میں لکھتے ہیں:

"امریکہ کی گھریلو زندگی میں جس قدر بھجان اس وقت پایا جاتا ہے اس کی مثل اس ملک کی پوری تاریخ میں نہیں ملتی۔ اپنی قوم (مصنف کا خطاب اپنے اہل قلم سے ہے) کے متعلق ہر پہلو سے ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا ہو تو اس کی گھریلو زندگی کو دیکھ لیجئے۔ جو حالت آپ ایک متوسط گھرانے کی پائیں بس وہی حالت پورے امریکہ کی سمجھ لیجئے۔"

"اگر ایک متوسط گھرانہ قرض پر گزر کر رہا ہے، اسراف میں مبتلا ہے، مقروض ہوتا جا رہا ہے تو یقین کر لیجئے کہ امریکہ قومی قرضوں کے نیچے دغا چلا جائے گا" یہاں تک کہ تباہی کے گڑھے میں جا کرے گا۔ اگر ایک متوسط گھر کے میاں اور بیوی ایک دوسرے سے وفاداری نہیں برت رہے ہیں تو جان لیجئے کہ امریکہ اٹلانٹک چارٹر اور چار آزادیوں کی پابندی پر استوار نہیں رہے گا۔ اگر گھر کے اندر جان بوجھ کر قصداً بچوں کی پیدائش کو روکا جا رہا ہے تو قوم میں لازماً یہ ذہنیت پرورش پائے گی کہ وہ قیمتوں کو برقرار رکھنے کی خاطر فصلوں کو برہو کرے، توہ کو سمندر برد کرے اور زندگی کو اس کے فطری نیچ پر حرکت کرنے سے روکے۔ اگر گھر کے اندر میاں بیوی خود غرضی سے کام لے رہے ہیں، ایک دوسرے کے مفاد اور احساسات کو نظر انداز کر رہے ہیں اور یہ بھول گئے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کی خوشی اور بھلائی کا انحصار دوسری کی خوشی اور بھلائی پر ہے تو آپ کے ملک میں سرمایہ اور محنت کے درمیان وہ صورت پیدا ہو کر رہے گی جو گھر کے اندر میاں اور بیوی کے درمیان پیدا ہو چکی ہے اور وہ سوسائٹی کو اس کے اجتماعی امن اور اس کی محنتوں کے پھل سے اسی طرح محروم کر دے گی جس طرح میاں اور بیوی نے گھر کو ان سے محروم رکھا ہے۔ اگر اپنی گھریلو زندگی میں میاں اور بیوی ایک دوسرے

کو غیروں سے آنکھ لڑانے کی گنجائش دے رہے ہیں تو ہماری قوم لازماً ایک ایسی قوم میں تبدیل ہو جائے گی جس کے اندر بیرونی فلسفہ اور نظریات آگھسیں۔

”جب ہمارے ملک کے 30 بڑے شہروں میں طلاق کی شرح اس حد کو پہنچ جائے کہ ہر دو شادیوں میں سے ایک کا انجام طلاق ہو، جب قوم کے اندر سال بھر کی کل 22،85،500 شادیوں میں 200،000 کا حشر طلاق ہو رہا ہے تو یہ اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ امریکہ کو اندر سے گھن لگ چکا ہے۔ 1920ء کے بعد شراب کی وجہ سے دماغی امراض میں 500 فیصدی اضافہ ہو گیا ہے، اور یہ بت اب قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ بہت سی عورتوں کی دماغی اور اعصابی بیماری کا اصل سبب ان ذمہ داریوں کے آپڑنے کا خوف ہے، جو قدرت نے ماں کی حیثیت سے ان کے سپرد کی ہیں۔ اس طرح مردوں میں بھی تلمون کا سبب باپ بننے کی ذمہ داریاں سر آپڑنے کا خوف ہی ہوتا ہے۔ طلاق رنج غم ہی کا آخری مظہر ہوتی ہے اور اس سے پہلے فریقین پر ایک مدت تک ذہنی پریشانی اور دماغی عدم توازن کی حالت طاری رہتی ہے۔ امریکہ میں 83 فیصدی طاقتیں ان جوڑوں میں ہوتی ہیں جن کے ہاں کوئی بچہ نہیں پیدا ہوا ہوتا ہے۔ تعلیم اس کا کوئی علاج نہیں ہے کیوں کہ کالجوں سے نکلی ہوئی 45 فیصدی اور اسکولوں سے نکلی ہوئی 21 فیصدی عورتیں بچے پیدا کرنے کے ناقابل ثابت ہو رہی ہیں۔“

امریکن قوم کو خطرات:

(Dangers for American Nation)

خاندان زندگی کے انتشار کی وجہ سے امریکن قوم اور امریکی ریاست کو جو خطرات درپیش ہیں، مصنف ان خطرات کا ذکر ان الفاظ میں کرتا ہے:-

”امریکہ اپنی گھریلو زندگی میں جس راہ پر جا رہا ہے اس کو اس نے اگر ترک نہ کیا تو مذہبی و اخلاقی نقطہ نظر سے الگ سراسر دنیوی نقطہ نظر سے بھی وہ نہایت ہولناک نتائج سے دو چار ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔“

اولاً" یہ کہ امریکن بتدریج ایک غداروں کی قوم بننے چلے جائیں گے۔ جس قوم کے اندر پچاس فیصدی لوگ یہ سمجھنے لگ جائیں کہ وہ جب چاہیں، محض اپنی خوشی اور سہولت کی خاطر نکاح کے مقدس عہد کو بلا تامل توڑ کر پھینک دے سکتے ہیں تو سمجھنا چاہئے کہ اس قوم کی زندگی میں وہ ساعت آن پہنچی ہے، جبکہ اس کے شہری ملک و ملت سے وفاداری کے عہد کو کوئی اہمیت دینا چھوڑ دیں گے۔ جب کسی ملک کے شہریوں کا لگاؤ گھر سے ختم ہو جائے جو دولت مشترکہ اور حکومت خود اختیاری کا اصل مرکز ہے تو زیادہ دیر نہیں گزرے گی کہ قوم اور وطن سے بھی ان کا لگاؤ باقی نہیں رہے گا۔ جس ملک میں بیگم الف ہر آن بیگم جیم بننے کے لئے تیار رہیں اس ملک کے باشندوں کو غیروں سے ساز باز کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا۔ جو آج گھر میں غداروں کے مرتکب ہو رہے ہیں وہ کل قوم کے ساتھ غداروں کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔

ثانیاً" یہ کہ لوگوں کی ذہنیاتیں ایسی بنتی چلی جائیں گی کہ پھر کوئی شخص ملک و ملت کی خاطر ایثار کرنے، ان کے لئے مصائب جھیلنے، ان کے فائدہ کی خاطر مشقت اٹھانے کے لئے تیار نہ ہو گا۔ کیونکہ گھر ہی تو وہ جگہ ہے، جہاں افراد قوم کو ضبط نفس کا، اجتماعی مفاد کے پاس و احساس کا اور دوسروں کے ساتھ مل کر اور ان کے واسطے زندگی بسر کرنے کا سبق ملتا ہے گھر ہی وہ درس گاہ ہے جہاں آدمی کو اپنی خوشی کو دوسروں کی خوشی پر، اپنی خواہشوں کو دوسروں کی خواہشوں پر، اپنے آرام کو دوسروں کے آرام پر، حتیٰ کہ اپنی جان کو دوسروں کی جان پر، بغیر کسی بدلہ یا غرض کے اور بغیر کسی تردد کے قربان کر دینے کی تربیت ملتی ہے۔ اگر گھروں کے اندر ہیرو پیدا کرنے کا انتظام باقی نہ رہے گا تو قوم کے اندر ہیرو کہاں سے آئیں گے؟ جو لوگ اپنے بل بچوں کے لئے محنت و مشقت کرنے سے بھاگیں گے وہ قوم و ملک کی خاطر کیوں اور کس طرح مشقت کریں گے..... ایثار و قربانی کی تربیت کے لئے جب گھر کا نظام باقی نہیں رہے گا تو قوم کے اندر سے اس چیز کی جڑ ہی کٹ جائے گی۔"

روزنامہ جنگ لندن کی خبر:

(News of Daily Jang London)

”آکسفورڈ یونیورسٹی کے 76 فیصد طلبہ شادی کے بغیر جنسی تعلقات قائم کرنے کے حق میں ہیں 34 فیصد طالبات نے تسلیم کیا ہے کہ وہ یہاں آنے کے بعد کنواری نہیں رہیں اور اب بھی ان کے باقاعدہ جنسی تعلقات ہیں۔ 25 فیصد طالبات مانع حمل گولیاں استعمال کرتی ہیں۔ 21 فیصد فحش و عریاں جرائم خریدتے ہیں۔ 34 فیصد خدا کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے۔ 48 فیصد ہم جنسی کے قائل ہیں۔ 21 فیصد طلبہ دس ہزار سے زائد مرتبہ منشیات کا استعمال کر چکے ہیں۔ 55 فیصد طلبہ شراب خانوں میں جاتے ہیں۔“ (جنگ لندن 5 مارچ 1990ء)

”بی بی سی نے 20 ہزار افراد سے گفتگو کر کے ایک جائزہ مرتب کیا ہے جس کے مطابق برطانیہ کے صرف ایک چوتھائی گھرانوں میں روایاتی کنبے آباد ہیں جو میاں بیوی اور بچوں پر مشتمل ہیں بقیہ دو تہائی بغیر شادی کے اکٹھے رہتے ہیں یا تجربات کی زندگی بسر کر رہے ہیں“ (جنگ 28 ستمبر 1992ء)۔ ”شادی شدہ گھرانوں میں بھی طلاق کی بھرمار ہے ان طلاقوں پر حکومتی اخراجات کا تخمینہ 35 ملین پونڈ ماہانہ ہے جبکہ ان طلاقوں کے نتیجے میں متاثر ہونے والے بچوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سالانہ ہے، اندازہ ہے کہ اگلے چند برسوں میں تین ملین مرد و زن طلاق کے تجربے سے گزریں گے، جس سے پندرہ لاکھ بچے متاثر ہوں گے۔“ (جنگ 6 جون 1992ء)۔ ”خاندانی نظام تلف ہو جانے کے سبب سے برطانیہ میں ناجائز بچوں کا مسئلہ بہت گھمبیر ہو گیا ہے 1991ء میں بیس ہزار ناجائز بچے پیدا ہوئے۔ ایک سرکاری سروے کے مطابق 1991ء میں ایک لاکھ 53 ہزار طلاقیں ہوئیں، جبکہ ناجائز بچوں کا تناسب 23 فیصد رہا۔“

بارہ سالہ لڑکے کا کارنامہ:

(A great work of twelve year old boy)

(آسٹریا) کے ایک بارہ سالہ لڑکے نے اپنے والدین کے خلاف ایک لاکھ ڈالر ہرجانہ کا دعویٰ کیا ہے، استغاثہ کی بنیاد یہ ہے کہ اسے کعبہ (بائیں ہاتھ سے کام کرنے والا) کیوں پیدا کیا گیا ہے کعبہ ہونے کی وجہ سے وہ کھیلوں کے مقابلہ میں پیچھے رہ گیا اور انعام حاصل نہیں کر سکا۔ ”امریکی کانگریس کے ایک رکن مسٹر کلارڈ پیچھے نے انکشاف کیا ہے کہ 1984ء تک امریکہ کے دس ہزار ڈاکٹروں کے پاس جعلی ڈگریاں تھیں جو باقاعدہ پڑکھیں کر رہے تھے۔“ (جنگ 13 دسمبر 1984ء)۔ ”امریکہ کے ہائی اسکولوں میں ہر دسرا طالب علم شربلی ہے ہر چوتھا سگریٹ نوشی کرتا ہے اور دسواں طالب علم حشیش استعمال کرتا ہے۔“ ”ایک سروے کے مطابق امریکہ میں ہر سات منٹ کے بعد ایک بچہ منشیات کے سلسلے میں گرفتار کیا جاتا ہے“ ”آٹھویں سیکنڈ میں ایک بچہ اسکول چھوڑ جاتا ہے، ہر 27 ویں سیکنڈ میں ایک کم عمر لڑکی ماں بن جاتی ہے، ہر 47 ویں سیکنڈ میں ایک بچی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے اور ہر 36 ویں منٹ میں کوئی امریکی یا تو آتش اسلحہ سے زخمی ہو جاتا ہے یا قتل کر دیا جاتا ہے۔“ ”برطانیہ میں 1986ء میں کم عمر بچوں کے مابین جنسی تعلقات کے 1200 واقعات ہوئے جن کی عمریں پانچ سال سے بھی کم تھیں۔ برطانیہ میں اسکولوں کے مبلغ بچے 9 کروڑ پونڈ سالانہ سگریٹ نوشی پر خرچ کر دیتے ہیں۔ لن خطرناک رجحانات کی ذمہ داری مخلوط تعلیم اور جنسی مناظر پر مبنی فلموں پر عائد کی گئی ہے۔“ (جنگ 28 اپریل 1987ء)۔ ”جرمنی میں مرد کی مرد سے، عورت کی عورت سے شادی کا مطالبہ زور پکڑ گیا ہے برلن میں اس مطالبے کی حمایت میں 500 ہم جنسی کے حامی مرد و خواتین نے مظاہرہ کیا ہے۔ 1984ء کے ایک جائزہ کے مطابق صرف سن فرانسکو میں ستر ہزار ہم جنس پرست موجود تھے ہم جنس پرستوں نے کولوراڈو میں اپنا پہلا ریڈیو اسٹیشن قائم کر لیا ہے۔

ہمارے ترقی پسند سندھی دوست چونکہ سوشلزم کے قائل بلکہ اس کے

علمبردار ہیں اور سوویت یونین میں سوشلزم کے تجربے کو وہ اپنے دل کی آواز تصور کرتے ہیں۔ چنانچہ وہاں سوشلزم نظریے کے عین مطابق عورت کی آزادی کا جو تجربہ ہوا ہے یہاں ہم اس کی تفصیلات پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

کیونسٹ انقلاب کے بعد:

(After the Communist revolution)

روس میں 1917ء میں کیونسٹ انقلاب کے بعد اشتراکیت کے نظریے کے عین مطابق کہا گیا، چونکہ خاندان، سرمائے اور شخصی مفاد کی پیداوار ہے، اس لئے اس بور ژوائی خاندان کو ختم کر دیا گیا ہے، یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مارکس کے دست راست انجلز نے اپنی کتاب ”خاندان“ کے آغاز میں لکھا ہے۔

خاندان دراصل اس اقتصالی نظام کا نتیجہ ہے جو ملک ذاتی کے نظریہ پر قائم ہو اور جو ایک نسل کو دوسری نسل سے وراثت پانے کا حق دیتا ہے، جس میں شوہر بیوی پر اس لئے تسلیم جاتا ہے کہ وہ تنخواہ وصول کر کے لاتا ہے۔ انجلز نے اپنے اس نظریہ سے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر حق وراثت اور ذاتی املاک کو ختم کر دیا جائے اور عورت کو معاشی حیثیت سے مرد کے برابر کر دیا جائے تو پھر خاندانی نظام اور گھر کو قائم رکھنے کے لئے کوئی اقتصالی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بچوں کی پیدائش پرورش کا معاملہ انجلز نے یوں حل کیا کہ عورت اور مرد کے ملاپ سے جو بچے پیدا ہوں، ان کی پرورش اور تربیت کا انتظام ریاست کرے۔ اپنی اس کتاب میں انجلز نے عورت اور مرد کے درمیان تعلق کا واحد محرک شہوت اور جنسی جذبات کو قرار دیتے ہوئے یہ فلسفہ ایجا کیا ہے کہ عورت اور مرد کے درمیان وہی تعلق جائز ہے جو شہوت اور جنسی جذبات پر مبنی ہو اور اسی وقت تک جائز ہے جب تک یہ جذبات اس تعلق کے مقتضی ہوں۔ جب یہ جذبات سرد پڑ جائیں یا ان پر کوئی دوسرا جذبہ غالب آجائے تو دونوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جانا

ہاجت۔

اسی فلسفہ پر اشتراکیوں نے روس میں اجتماعی اور معاشرتی زندگی کی تعمیر شروع کی۔ اس نقطہ نظر کو جمعیت اقوام میں سویت روس کی نمائندہ ملامت کولنتائی نے نہایت خوبی کے ساتھ ان الفاظ میں پیش کیا کہ - ”جمعیت ٹھنڈے پانی کا ایک گلاس ہے جو آدمی پیاس بھلانے کے لئے پیتا ہے، آپ پانی پی لیتے ہیں، گلاس کو بھول جاتے ہیں، اسی طرح (عورت و مرد کے باہمی ملاپ سے) آپ لطف اٹھا لیتے ہیں اور جس سے لطف اٹھاتے ہیں اس کو بھول جاتے ہیں۔“

معاشرے کے اس نظریے کے مطابق تشکیل کے مقصد کو پیش نظر رکھ کر اشتراکی روس کے قوانین ازدواج 1918ء اور 1927ء میں دو باتیں بالکل واضح طور پر طے کر دی گئیں۔ ایک یہ کہ تمام بچے ریاست کی ملک ہوں گے۔

دوم یہ کہ مذہب کے تحت باندھے ہوئے تمام نکاح ناجائز قرار دیئے جاتے ہیں۔ ان کو ختم کرنے کے لئے ایک فریق کار دوسرے کو اپنے ارادہ سے محض ایک کارڈ کے ذریعہ سے اطلاع دینا کافی ہوگا۔

خاندانی نظام اور گھر بنا کر رہنے کے خلاف جذبات کو اس حد تک مشتعل کیا گیا کہ اشتراکی پارٹی کی تیرہویں کانگریس نے گھر (Family) کو سابق نظام سرمایہ داری کے جھکنڈوں کا مرکز اور اس کی کینہ حرکت کی آخری کینہ گاہ قرار دیا۔ گھر کو تباہ کرنے کے لئے درج ذیل اقدامات کئے گئے۔

(1) 17 اور 32 سال کے درمیان کی تمام عورتیں ریاست کی ملک قرار

دے دی گئیں اور ان پر ان کے شوہروں کے حقوق ساقط کر دیئے گئے۔
(2) بچوں میں یہ رجحانات پیدا کئے گئے کہ وہ اپنے والدین کے خلاف حکومت کے لئے جاسوسی کریں۔

(3) پہلے ہر مرد اور عورت پر یہ لازم کیا گیا کہ جو کام اس کو دیا جائے وہ بہرحال اس کو کرنا ہوگا۔ پھر یہ کیا جانے لگا کہ شوہر کو اگر ایک شہر میں کام دیا جاتا تو بیوی کو کسی دوسرے شہر میں کام پر لگایا جائے۔

(4) ان حالات میں شوہروں اور بیویوں کو مشکلات محسوس ہوئیں تو لیبر

بورڈ نے ان مشکلات کا یہ حل نکلا کہ وہ اپنی جگہ پر جس کو چاہیں میاں لور بیوی بنا لیں اور ساتھ ہی جائز اور حرامی بچوں کو تمام حیثیتوں سے برابر کر دیا گیا۔

(5) عورتوں کی "سہولت" کے لئے ملک میں جگہ جگہ سرکاری اہتمام میں حمل گرانے کے مرکز قائم کر دیئے گئے تاکہ جو عورتیں اپنے جائز یا ناجائز حمل گرانے کی خواہش مند ہوں ان کو کوئی مشکل درپیش نہ ہو۔

قوانین کے نتائج:

(Results of Laws)

ان قوانین کا جو نتیجہ نکلا، اسے اس وقت کے ایک مصنف نے ان الفاظ میں تحریر کیا ہے، حکومت کے لاوارث بچوں کی پرورش کے اداروں کے علاوہ پچاس لاکھ بچے دربدر گھومتے پھرتے رہتے ہیں، جنہیں نہ تو کھانے کے لئے ملتا ہے اور نہ ہی سونے کے لئے چھت میسر ہے، گیارہ بارہ سالوں کی لاکھوں لڑکیاں روسی نوجوانوں کی خواہش پوری کرنے کے لئے وقف رہتی ہیں۔ روسی حکومت اس کو پرائیویٹ تجارت میں شمار کرتی ہے اور اس کی اجازت دے کر اپنی مقررہ ٹیکس وصول کرتی ہے۔ لینن کی بیوی کے اندازے کے مطابق ایسے بچوں کی تعداد 70 لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ بچوں کے جرائم کا مسئلہ اتنا اہم ہو گیا تھا کہ 7 اپریل 1935ء کو مرکزی انتظامیہ کمیٹی لور سرکاری محکموں کے اعلیٰ افسروں کی کونسل نے متفقہ طور پر یہ قرار دیا کہ بارہ سال سے زائد عمر کے بچوں کو پوری یعنی بالغ آدمیوں کے برابر سزا دی جلیا کرے۔

1934ء کے اعداد و شمار کے لحاظ سے صرف ماسکو میں 57000 ولادتوں کے مقابلہ میں 1'54'000 حمل کرائے گئے اور دیہات میں 2'42'979 ولادتوں کے مقابلے میں 3'24'194 حمل کرائے گئے۔ گویا شہروں میں پیدا ہونے والے ہر چار بچوں میں سے تین کو رحم ملو رہی میں موت کے گھات اتار دیا جاتا۔ طلاقوں کی کثرت کا یہ حال ہوا کہ 1935ء کے پہلے پانچ مہینوں میں

رجسٹری شدہ شادیوں کے مقابلہ میں طلاقوں کی تعداد 38 فیصد سے زیادہ تھی۔ یعنی
جملہ ایک سو شادیاں ہوتیں وہاں جوڑے منتشر ہو جاتے۔ مئی 1935ء میں یہ
تعداد 3 ء 44 تک پہنچ گئی۔

اب آنکھیں کھلتی ہیں:
(Now becomes aware)

جب عورت کی آزادی کے یہ شاندار نتائج سامنے آئے تو اشتراکیوں کی
آنکھیں کھلیں۔ مشہور اخبار ایزوستیا (IZVESTIA) نے اپنی 14 جولائی
1935ء کی اشاعت میں اس بات پر زور دیا کہ۔

”وقت آگیا ہے کہ ازدواجی زندگی میں خیانت کو قانونی جرم قرار دیا جائے
اور لوگوں پر واضح کر دیا جائے کہ تعلقات زن و شو میں بے وفائی اشتراکی اخلاق کی
رو سے سخت معیوب اور قتل موافقہ ہے۔“

اب تک حکومت کے سارے وسائل و ذرائع اپنا سارا زور اسقاط حمل
طلاق اور آزوانہ عشق بازی کی تبلیغ و ترویج پر صرف کر رہے تھے اور اب اس
سے کہیں زیادہ شدت کے ساتھ ان چیزوں کی مذمت کرنے پر زور صرف کرنے
لگے۔ والدین کے حقوق اور مرتبہ کو تسلیم کیا جانے لگے۔ بچوں کی پرورش اور تربیت
کی ذمہ داری پھر والدین پر ڈالی جانے لگی۔ کثرت سے ایسا لڑچکر شائع کیا جانے لگا
جس میں طلاق اور اسقاط حمل کی خطرناکیوں اور ان کے گھٹاؤنے پن کا اظہار ہوتا
ہے۔ شفقت پوری محبت ماری کے گن گائے جانے لگے۔ گھریلو زندگی کے محاسن
اس کے فوائد اور اس کی برکتیں دلوں میں بٹھائی جانے لگیں۔ حکومت کی طرف
سے یہ احکام جاری کئے گئے کہ جگہ جگہ کانفرنسوں اور جلسوں کے ذریعے سے گھر
اور خاندان کی خوبیاں لوگوں کے ذہن نشین کی جائیں۔ ابھی - برس پہلے جو اخبار
نویس جو لویب اور جو ترقی پسند مصنفین گھر اور خاندانی نظام کی برائیوں اور تباہ
کاریوں پر سارا زور قلم صرف کر رہے تھے اب وہ اس سے زیادہ زور و قوت کے

ساتھ لوگوں کو یہ سمجھانے اور سکھانے لگے کہ گھر اور خاندان کے نظام کو مضبوط کرنا ابتدائی اشتراکی اخلاق ہے اور جو لوگ طلاق کا ناروا استعمال کریں وہ سزا کے مستحق ہیں۔

محکمہ انصاف کی کوشش:

(Achievement of law department)

محکمہ انصاف کے سرکاری رسالہ نے عقد نکاح کی دوامی حیثیت کی توثیق کرتے ہوئے لکھا کہ شادی کی قدر و اہمیت اسی صورت میں ہے جب کہ فریقین اس کے ذریعہ زندگی بھر کے ملاپ کا ارادہ رکھتے ہوں۔ آزادانہ عشق بازی بو ڈوائی کردار ہے۔ سویٹ ہاشندوں کو اس سے احتراز واجب ہے۔

1936ء میں میں ماہرین قوانین و عمرانیات کے کمیشن کے صدر سٹولز (STOLZ) نے مندرجہ ذیل سفارشاتیں کیں۔

1- نکاح ایک اجتماعی فریضہ ہے۔ اب تک طلاق بہت سہل چیز رہی ہے، ضرورت ہے کہ آئندہ اسے دشوار بنایا جائے۔

2- ایک سوشلسٹ ملک میں اسقاط حمل کے جواز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

3- اشتراکی عورت بلاشبہ مرد کی ہم رتبہ ہے لیکن وہ اس عظیم فرض سے سبکدوش نہیں کی جاسکتی جو قدرت نے اس پر عائد کیا ہے، یعنی ماں بننے کا فرض۔ اس کی زندگی دہری اہمیت رکھتی ہے، ایک اس کی شخصی حیثیت سے دوسری ماں ہونے کی حیثیت سے!!

اس کے بعد رشتہ نکاح اور خاندان کے نظام کے استحکام کے لئے اشتراکیوں نے جو قوانین نافذ کئے اور جو اصلاحات جاری کیں وہ یہ ہیں:-

- 1- پوسٹ کارڈوں کے ذریعہ سے طلاق دینے کا طریقہ منسوخ کر دیا گیا۔
- 2- طلاق پر فیس عائد کر دی گئی مثلاً "پہلی طلاق پر 50 روپے، دوسری پر

150 روپے، تیسری پر 300 روپے اور بعض حالات میں اس کی شرح 2000 روپے کر دی گئی۔

3- طلاق کو ایک قتلِ نفرت چیز بنانے کے لئے طلاق دینے والے شخص کے پاسپورٹوں پر بھی من کی اس خصلت اور ان کے طلاقوں کی تعداد کا اظہار ضروری سمجھا گیا۔

4- جائز اور حرامی بچوں کے درمیان امتیاز کو بحال کر دیا گیا۔

5- اسقاطِ حمل کو قتل کا ہم معنی جرم قرار دیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کا مشورہ دینے والے تک کے لئے دو سال قید کی سزا مقرر کی گئی۔

6- غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں اور تین سے کم بچوں والے والدین پر ٹیکس عائد کر دیا گیا۔

7- بچوں کی پیدائش کی ترغیب دینے کے لئے عورت کو زچگی کے دنوں میں رعایتیں اور سہولتیں بہم پہنچانے کا اور بچوں کے لئے وظائف کا طریقہ جاری کیا گیا۔

8- جن والدین کو پہلے جاسوسی کے خلاف اکسایا جاتا تھا، اب ان کو یہ تعلیم دی جانے لگی کہ بچوں کو اپنے ماں باپ سے محبت اور ان کی عزت کرنی چاہئے اگرچہ وہ پرانی وضع کے ہوں اور بچوں کی اشتراکی لیگ سے نفرت بھی کرتے ہوں۔

9- اسٹالین نے خود بچوں سے میل جول کا اظہار شروع کیا اور ان کے ساتھ تصویریں کھنچوائیں۔ اس طرح سے بیس سال کے اندر اندر ہی گھر اور خاندان اور زن و شو کے تعلقات سے متعلق اشتراکیوں نے اپنے سارے فلسفہ کو پیٹ کر رکھ دیا اور تجربہ نے ان پر واضح کر دیا کہ وہ بالکل غلط راہ پر چل پڑے تھے۔ اب وہ لڑکوں اور لڑکیوں کے اسکولوں، اور کالجوں کو بھی ایک دوسرے سے الگ کرنے اور مخلوط تعلیم کے طریقے کو ختم کرنے پر بھی زور دے رہے ہیں۔ ان کا تجربہ یہ ہے کہ ان مشترک اداروں کی وجہ سے عورتوں اور مردوں میں صرف ذہنی اتار کی اور اخلاقی آوارگی ہی نہیں پیدا ہو رہی ہے بلکہ ملک کی اجتماعی اور فوجی قوت پر بھی اس کا بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔

یہ سب کچھ اشتراکیوں نے کیا لیکن چونکہ اصلی غلطی جوں کی توں باقی رہی اور عورت کو خاندان کی ذمہ داریوں سے الگ کر کے مردوں کی طرح کام کرنے کی ذمہ داری برقرار رکھی گئی اس لئے ان ساری اصلاحات کے بلوجود حالات بہتر نہ ہو سکے۔

گورباچوف کی کتاب ”پرسٹریکا“: (Book of Gorba Choff "Perstrika")

روس کے اس حشر کو دیکھتے ہوئے سوویت یونین کے آخری حکمران گورباچوف اپنے کتاب ”پرسٹریکا“ جو پوری دنیا میں پڑھا گیا، جس کا ترجمہ سندھی زبان میں بھی شائع ہوا ہے، اس میں وہ لکھتا ہے۔

”مغربی سلج میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا، اسے آزادی دینے کے نتیجے میں یقیناً ہمیں معاشی فوائد حاصل ہوئے اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا، کیوں کہ مرد بھی کام کر رہے ہیں، تو عورتیں بھی، مگر پیداوار میں اضافہ کے بلوجود عورت کی آزادی کا جو لازمی نتیجہ برآمد ہوا وہ کہ ہمارا ”فیمیلی سسٹم“ تباہ ہو گیا اور فیمیلی سسٹم کی تباہی کے نتیجے میں ہمیں جو نقصان پہنچا ہے، وہ ان کے فوائد سے زیادہ ہے، جو پیداوار میں اضافہ کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے تھے اس لئے میں اپنے ملک میں ”پرسٹریکا“ کے نام سے ایک تحریک شروع کر رہا ہوں۔ اس سے میرا بنیادی مقصد یہ ہے کہ عورت جو گھر سے باہر نکلی ہے اسے واپس گھر میں لایا جائے اس کے لئے ہمیں طریقے سوچنے پڑیں گے تاکہ فیمیلی سسٹم کی تباہی سے کہیں ہماری پوری قوم تباہی سے دو چار نہ ہو جائے۔“

عورت اور مرد کے باہمی اختلاط کا ایک لازمی نتیجہ جو تاریخ میں ہمیشہ یکساں رہا ہے، وہ یہ ہے کہ ایسی قوموں کی ذہنی اور جسمانی توانائی ختم ہو جاتی ہے، وہ نہ تو علمی کام اور فکری تخلیق کے قائل رہتی ہیں، اور نہ ہی عملی کام کے لائق، طاقت ور اور تخلیقی صلاحیتوں سے مالا مال قوموں سے مقابلے کے وقت وہ پسپا ہو جاتی

ہیں۔ یہ وہ سبق ہے جو تاریخ میں ہمیشہ عورت اور مرد کی آزادی کی طلبوار قوموں کے زوال کی صورت میں ملتا رہا ہے۔

کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر کا سروے:

(Survey of Doctor of Cambridge University)

اس سلسلہ میں ہم یہاں ایک ممتاز مغربی دانشور کی تحقیق کا خلاصہ پیش کرتے ہیں، کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر (Jdeemium) نے دنیا کے مختلف علاقوں میں آبلو پرانے قبیلوں کے لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کیا، اس مطالعے کے بعد موصوف نے مہذب قوموں کے سلج کا بھی مطالعہ کیا اس تحقیق کو انہوں نے اپنی کتاب (Sex Culture) میں نہایت سلیقے سے پیش کیا ہے، وہ کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔ ”میں تحقیقات کے بعد جس نتیجے پر پہنچا ہوں، مختصراً وہ یہ ہے کہ ہر انسانی گروہ کا دارومدار دو چیزوں پر ہوتا ہے، ایک ان کا اجتماعی نظام، دوسری وہ حاصل شدہ توانائی جو ان کو ان قوانین اور پابندیوں کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے، جو پابندیاں انہوں نے اپنی جنسی خواہشات پر عائد کی ہوتی ہیں۔ وہ مزید لکھتا ہے، اگر آپ کسی قوم کی تاریخ میں یہ دیکھیں کہ کسی وقت اس کی تمدنی سطح بلند ہو گئی ہے، یا تمدنی سطح پست ہو گئی ہے، تو تحقیق سے معلوم ہو گا کہ اس نے اپنے جنسی تعلقات کے ضوابط میں تبدیلیاں پیدا کی ہیں، جس کا نتیجہ اس کے تمدنی سطح کی بلندی یا پستی کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

80 قبیلوں کے تمدنی سطح کا مطالعہ کرنے کے بعد وہ جس نتیجے پر پہنچا ہے،

وہ یہ ہے۔

(الف) جن قبیلوں نے شادی سے پہلے جنسی خواہشات کی بے لاگ

آزادی دی ہوئی تھی، وہ تمدن کے پست سطح پر پہنچ چکے تھے۔

(ب) جن قبیلوں نے نکاح سے پہلے جنسی تعلقات کے سلسلہ میں کچھ نہ

کچھ پابندی عائد کی تھیں، وہ تمدن کے درمیانہ درجہ پر قائم تھے۔

(ت) تمدن کی بلند سطح پر وہ قبیلے فائز تھے، جو شلوی کے وقت جنسی آلودگیوں سے محفوظ رہے، جن کے ہاں نکاح سے پہلے یہ عمل گنہ شمار ہوتا رہا ہے۔

موصوف مزید لکھتا ہے ”نفسیاتی تحقیق کے ذریعہ معلوم ہوتا ہے کہ جنسی تعلقات پر پابندی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم کے فکر و عمل کی قوت و صلاحیت بڑھ جاتی ہے مگر جو قوم اپنے مردوں اور عورتوں کو جنسی خواہشوں کی تسکین کے لئے آزاد چھوڑ دیتی ہے، اس میں فکر اور عمل کی توانائی ضائع ہو جاتی ہے، چنانچہ رومیوں کے ساتھ یہی ہوا، رومی حیوانوں کی طرح قوائد و قوانین اور رکاوٹوں کے بغیر (جنسی خواہشات کی) تسکین کرتے تھے، چنانچہ ان کے ہاں دوسرے کسی کام کے لئے طاقت ہی بقی نہ رہی، ان کا جسم بالکل کمزور ہو گیا۔

موصوف اپنی کتاب کے آخر میں لکھتا ہے ”اگر کوئی معاشرہ چاہتا ہے کہ اس کی طاقت زیادہ دیر تک بلکہ ہمیشہ قائم رہے اور بڑھتی رہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر نئی زندگی پیدا کرے یعنی اپنے مردوں اور عورتوں کو قانونی مساوات دے، اس کے بعد معاشرتی اور معاشی نظام میں ایسی تبدیلیاں برپا کرے، جس سے سلج میں جنسی اختلاط کے مواقع زیادہ دیر تک بلکہ ہمیشہ کے لئے بالکل محدود ہو جائیں۔ اس سے سلج کا رخ ثقافتی اور تمدنی ارتقاء کی طرف گھمزن ہو جائے گا نیز وہ شاندار مستقبل کی طرف رواں دواں ہوگا اور تمدن اور تہذیب کے ایسے بلند مقام پر پہنچ جائے گا، جس پر آج تک کوئی نہیں پہنچ سکا ہے۔

آخر کام تمام ہوا:

(At last task came to an end)

عورت کی آزادی اور عملی میدان میں مرد کے ساتھ کام کرنے کی تحریک
یہ دراصل مغربی ملکوں اور قوموں کی تحریک ہے۔ انیسویں صدی کے آخر میں
جب مغربی معاشروں میں جاگیرداری نظام کی جگہ سرمایہ داری نظام نے لینا شروع

کی تو سرمایہ داروں کو سستی مزدوری کے لئے عورت کی ضرورت لاحق ہوئی۔ اس کے بعد پہلی عالمگیر جنگ میں لاکھوں افراد کے ہلاک ہونے سے عورتوں کے لئے عملاً روزگار کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ نیز مغربی دانشوروں اور فلاسفوں کے انسان اور کائنات کے خالص مادی فکر اور انسانی تخلیق کی جانورانہ توجیہ نے پہلے ہی مغربی معاشروں میں مذہب اور اخلاقی اقدار سے بعزت کے رجحانات پیدا کر دیئے تھے ان سارے اسباب نے مل کر وہاں عورت کو کھل آزادی کے راستے پر ڈال دیا۔ لیکن ہمارا معاشرہ تو مغرب سے سراسر مختلف ہے لیکن بد قسمتی سے انگریزوں نے دور ان حکمرانی میں جو نظام تعلیم قائم کیا تھا۔ اس نظام نے ہمارے ذہن اور موثر طبقات کو مغربی تہذیب کا دلدلہ بنا دیا ہے۔ پھر پاکستان میں مخلوط نظام تعلیم، سرمایہ داروں کی کوششوں اور ابلاغ کے جدید ذرائع سے عربی و فحاشی کی اشاعت اور عالمی مہوئی سازشوں نے ہمارے ہاں بھی بڑے پیمانے پر مادی آزادی اور عورت کے حسن سے متمتع ہونے کے رجحانات پیدا کر دیئے ہیں۔ مذکورہ اسباب کی وجہ سے چونکہ ہمارا سارا تہذیبی ڈھانچہ زوال سے دوچار ہے اس لئے اس تہذیبی ورثے کے ساتھ ہماری روایات، اقدار، افکار وغیرہ سب کے سب جدیدیت کے طوفان کے نظر ہیں۔ مبر، شکر، قناعت، توکل، تھوڑے پر راضی رہنے اور سلوگی سے زندگی بسر کرنے اور حیات کے مشکل مسائل کو مبر کے ساتھ برداشت کرنے، خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کی مدد کرنے کی باتیں، اب تصورات بن کر رہ گئی ہیں، عورت کی آزادی کا مسئلہ دراصل ہماری تہذیب کی بنیادیں متزلزل ہونے کے نتیجے میں ہی پیدا ہوا ہے اگر اپنی تہذیب کے بقا و تحفظ کے لئے فکر و امن گیر نہ ہوا اور اس کے لئے اجتماعی کوششیں نہ ہوئیں تو خطرہ ہے کہ ہم زوال کے ایسے عمیق عمار میں گر جائیں جہاں سے نکلنا دشوار ہو۔

(بحوالہ - معاشرہ - جدیدیت اور اسلام)

مرد بمقابلہ عورت

قارئین!

اب مرد بمقابلہ عورت کا سائنسی تجزیہ ملاحظہ فرمائیں۔
انسانی جسم عضلات، گوشت، چربی وغیرہ سے مل کر بنا ہے ان کے درمیان مناسب تناسب ”جسمانی ترکیب“ (Body composition) کہلاتا ہے۔ اسی تناسب کی وجہ سے جسم میں حرکت اور ورزش کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے خاص طور پر کھیل کود میں جسم میں چربی کی کمی یا زیادتی نہایت اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔
عورتوں کے وزن کا تقریباً 22 چربی پر مشتمل ہوتا ہے جب کہ مردوں میں اس کی مقدار کل وزن کا صرف 13 فی صد ہوتی ہے۔ اگرچہ دس برس کی عمر سے پہلے یا کلوگرام جسمانی وزن ہونے تک دونوں جنسوں کے درمیان کوئی نمایاں فرق نہیں ہوتا لیکن اس کے بعد عورتوں میں چربی کی مقدار کافی تیزی سے بڑھنے لگی ہے اور یکساں عمر اور وزن کے مردوں کے مقابلے میں عورتوں میں چربی کا تناسب بڑھ جاتا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس فرق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

انسانی اعضا عضلات، ہڈیوں اور زیر جلد چربی پر مشتمل ہوتے ہیں۔
مردوں میں کل بازو کا 76 فی صد عضلات پر اور 17 فی صد زیر جلد چربی پر مشتمل ہوتا ہے۔ عورتوں میں یہ تناسب بالترتیب 61 فی صد اور 33 فی صد ہوتا ہے۔

انسانی عضلات ریشوں کا مجموعہ ہوتے ہیں۔ عضلات کی قوت کا انحصار ہر ریشے (فائبر) کی کھینچنے اور سمٹنے کی صلاحیت پر ہوتا ہے۔ تیزی سے سمٹنے والے ریشے نہ تو تیزی سے حرکت کرتے ہیں اور نہ قوت رکھتے ہیں۔ البتہ یہ ریشے ایک طویل عرصے تک کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔

چونکہ عضلات میں دونوں طرح کے (تیزی سے سمٹنے والے، آہستہ رفتار سے سمٹنے والے) عضلات ہوتے ہیں ان کی تعداد کا تناسب معلوم کر کے عضلے کی صلاحیت کو ناپا جاسکتا ہے۔ مرد و زن کے عضلات کے معیار میں تو کوئی فرق نہیں ہوتا البتہ عضلات کی قوت میں فرق ہوتا ہے۔ صحت مند بالغ عورتوں اور مردوں

کے مطالعے کے بعد پتا چلا کہ مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی قوت عضلات ساتھ سے ستر فی صد ہوتی ہے۔ یہی تناسب کلاڑی مردوں اور عورتوں کے درمیان بھی پایا جاتا ہے۔ 1984ء میں جاپان کے گرمائی لوہے کے ہونے والے جائزے کے مطابق عورتوں کے بازو کے عضلات کی قوت مردوں کے بازو کے عضلات کے مقابلے میں ساتھ سے ستر فی صد تھی۔ اسی طرح عورتوں کے ٹانگوں کے عضلات کی قوت مردوں کی ٹانگوں کے عضلات کی قوت کے مقابلے میں ستر سے اسی (80) فی صد تھی۔

طاقت (Power) کو رفتار اور توانائی (Strength) کی پیداوار کہا جاتا ہے۔ قوت بغیر رفتار کے طاقت نہیں بن سکتی اور نہ رفتار بغیر قوت کے طاقت پیدا کر سکتی ہے۔ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ اگر وزن کم ہو تو اسے تیزی سے اٹھایا جاسکتا ہے اور وزن جتنا زیادہ ہو، اسے اتنے ہی زیادہ وقت میں اٹھایا جاسکے گا۔

یہی چیز ایک ٹیسٹ میں سامنے آئی۔ اس ٹیسٹ کے دوران میں ایک وزن عورتوں نے مردوں کے مقابلے میں زیادہ دیر میں اٹھایا۔

رفتار کا فرق:

کلاڑیوں کی رفتار معلوم کرنے کا سب سے عام اور آسان طریقہ ”مختصر دوڑ“ ہے۔ دونوں جنسوں میں رفتار کا فرق معلوم کرنے کے لئے مرد اور خواتین کلاڑیوں کو دوڑایا گیا۔ اس کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی کہ 50 میٹر کی دوڑ میں عورتوں کی رفتار مردوں کی رفتار سے 81 فی صد رہی اور 100 میٹر کی دوڑ میں 70 فی صد۔ 50 میٹر دوڑ میں عورتیں 4 و 5 میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے دوڑیں اور مرد 6 و 7 میٹر فی سیکنڈ کی رفتار سے 100 میٹر کی دوڑ میں یہ تناسب بالترتیب 60 و 5 اور 7.1 رہا۔

طاقت کے ٹیسٹ میں بھی مردوں کا پلہ بھاری رہا۔ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ

اگرچہ عورتیں وہ وزن اٹھا سکتی ہیں جو مرد اٹھاتے ہیں، لیکن مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ وقت لیتی ہیں۔

قوت برداشت یا سکت (اسٹینڈ) کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کتنی دیر تک ایک ہی سرگرمی کو بخوبی جاری رکھ سکتا ہے۔ اس قوت برداشت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: اول، کل جسمانی قوت برداشت اور دوسری، عضلاتی قوت برداشت۔

”کل جسمانی قوت برداشت“ کا سب سے اہم کردار میراتھن دوڑ میں سامنے آتا ہے۔ اس میں دوڑنے والے کو زیادہ سے زیادہ آکسیجن جسم میں داخل کرنا ہوتی ہے۔ یہ کام نظام تنفس اور نظام دوران خون انجام دیتے ہیں۔ مردوں کے مقابلے میں عورتیں تقریباً 65 فی صد آکسیجن لیتی ہیں۔ اس لحاظ سے اوسطاً ایک بالغ مرد ایک منٹ میں 3 لیٹر آکسیجن اپنے جسم میں داخل کرتا ہے اور بالغ عورت 2 لیٹر آکسیجن جذب کرتی ہے۔

تاہم بھاری افراد دبلے پتلے افراد کے مقابلے میں زیادہ آکسیجن لیتے ہیں۔ اس وجہ سے قوت برداشت کو جسمانی وزن اور آکسیجن کے انجذاب کی شرح کے درمیان تناسب سے نپا جاتا ہے۔ ایک عام مرد اپنے جسم کے فی کلوگرام کے حساب سے ایک منٹ میں تقریباً 50 ملی لیٹر آکسیجن جسم میں جذب کرتا ہے اور عورت 40 ملی لیٹر۔

قوت برداشت معلوم کرنے کا طریقہ:

قوت برداشت معلوم کرنے کا ایک طریقہ اوزان کے سیٹ بنا کر انھیں اٹھانے سے متعلق ہے۔ اس طریقے کے مطابق جب ٹیسٹ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں صرف 60 فی صد وزن اٹھا سکتی ہیں۔

عضلات میں خون کے بہاؤ کا عضلاتی قوت برداشت سے بہت اہم تعلق ہے۔ عورتوں میں اوپری بازو کے عضلات میں خون کا بہاؤ مردوں کے مقابلے میں

80 فی صد ہوتا ہے، لیکن عضلے کے ہر حصے کے حسب سے خون کا یہ بلو 95 فی صد ہوتا ہے۔

یہ بات عیاں ہے کہ جس سطح پر مرد مقابلہ کرتے ہیں، عورتیں نہیں کر سکتیں۔ لمبی دوڑوں میں عورتوں کا ریکارڈ مردوں کے مقابلے میں 90 فی صد ہے اور تیراکی میں بھی تقریباً یہی فرق ہے۔

وہ عورتیں جو کھلاڑی نہیں ہیں، مردوں کی رفتار کے مقابلے میں 75 سے 85 فی صد کی رفتار تک دوڑ لیتی ہیں۔ تربیت کے ذریعہ سے اگرچہ اس فرق کو بہتر کیا جاسکتا ہے، لیکن 90 فی صد سے زیادہ نہیں، عورتوں کے جسم میں مردوں کے مقابلے میں زیادہ چربی اور کم عضلات ہوتے ہیں۔ عورتوں میں قوت اور رفتار بھی کم ہوتی ہے۔ نیز اور بہت سے جسمانی و نفسیاتی فرق ایسے ہیں جن کی بنا پر عورت کے لئے نہ صرف کھیلوں میں بلکہ زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی مرد کا مقابلہ کرنا ممکن نہیں۔

اس مسئلے کے حل کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مرد پر عورت برتری ثابت کرنے کا سلسلہ روک کر عورت اس اصل مقصد کی تکمیل کے لئے کوشاں رہے جو باری تعالیٰ نے اس کے لئے مختص کر دیا ہے اور مرد بھی اس کے متعین مقاصد کی تکمیل کے لئے کوشاں رہے۔

(یورپ کو جو اہلت)

جسم کا حق - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Right of Body - Sunnah and Modern Science)

- 1- عجلت کی کثرت اور مشقت سے اپنے نفس کو تکلیف نہ پہنچائے، نہ ساری رات جاگے اور نہ ہمیشہ روزے رکھے، نفس کو آرام بھی پہنچائے۔ (صحیح مسلم - منہاج المسلمین)
- 2- اپنے نفس کے متعلق یہ نہ کہے کہ ”میرا نفس خبیث ہو گیا ہے“ بلکہ یہ کہے ”میرا نفس کلل ہو گیا ہے“ (صحیح بخاری - کتاب الادب - منہاج المسلمین)
- 3- نفس کو غنی بنائے، مال و دولت کی محبت سے بچائے۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق، منہاج المسلمین)
- 4- اپنے نفس کو ایسی آزمائش میں نہ ڈالے جو اس کے لئے ناقابل برداشت ہو۔ (منہاج المسلمین - ابن ماجہ - احمد)
- 5- اپنے نفس سے جملو کرے یعنی اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کے احکام کا تابع بنائے۔ (احمد - حاکم - منہاج المسلمین)

حقوق نفس

(Rights of Body)

اس دنیا میں جتنے مذاہب آئے ان میں سے اکثر میں معاشرتی حقوق کو اہمیت دی گئی ہے اور سب سے زیادہ اہمیت ہر مذہب نے ماں باپ کے حقوق کو دی ہے۔ اگر بہ اعتبار فطرت اس پر غور کیا جائے تو ماں باپ اور ان کے حقوق کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے، اسلام بھی ماں باپ کے حقوق کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہے، مگر دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام نے ایک امتیازی شان اختیار کی ہے۔ حقوق کے معاملے میں اسلام نے یہ امتیاز قائم کیا ہے کہ اس نے انسانی حقوق کی درجہ دار تفصیل بھی مہیا کر دی ہے اور حقوق کی

فہرست میں تمام ممکنہ جزئیات کا اس طرح احاطہ کیا ہے کہ کوئی نکتہ تشنہ نہیں رہ گیا ہے۔ انسانوں کے انسانوں پر جو حقوق ہیں ان کی درجہ بندی کے علاوہ حیوانیت اور نباتت اور جمادات کے حقوق کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا ہے۔ اہمیت اعتبار ہے کہ انسان پر اپنے نفس کا بھی جو حق ہے اس کو بھی بدرجہ کمال اہمیت دی گئی ہے بلکہ اصرار انسان کی اپنی بلاکت کے مترادف ہو۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم محمد رسول رحمت اللعالمین ﷺ کے مطابق ہر انسان کو خود اپنے اوپر بھی حق ہے بلکہ اس کے ایک ایک عضو کا اس کے اوپر حق ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: ”بے شک تیری جان کا تجھ پر حق ہے۔“

اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا ”تیرے بدن کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے۔“

بعض دوسرے مذاہب میں اس بات کا تقویٰ اور پرہیزگاری سمجھا جاتا تھا کہ انسان اپنے جسم کے اعضا کو زیادہ سے زیادہ مشقت میں مبتلا کرے۔ نفس کی خواہشات کو مختلف غیر فطری طریقوں سے ہلاک کرنے کی کوشش کرے۔ دنیا سے کنارہ کش ہو جائے اور آبلوی سے الگ تھلگ دھیان گمان میں مشغول رہے، مگر اسلام نے پوری قطعیت کے ساتھ ان غیر فطری اصولوں پر پابندی لگادی اور اس نے یہ تعلیم دی کہ رہبانیت اور متعسف یعنی اپنے اوپر سختیاں عائد کر لینا اسلام کی نگاہ میں مطلوبہ طریقہ عبلوت نہیں ہے بلکہ اسلام اس کا سخت مخالف ہے۔

اسلام میں اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ نفس کو مار ڈالا جائے بلکہ اسلامی شریعت چاہتی ہے کہ نفس کے تمام حقوق لو اکیے جائیں اور اسے زندہ اور کارآمد رکھا جائے لیکن اس طرح کہ نفس فرمان الہی کے تابع رہے۔ اسلام کا انداز فکر یہ ہے کہ نفس کو مار ڈالنا نہیں بلکہ اسے قابو میں رکھنا انسان کا تقویٰ ہے اور تزکیہ نفس منسہائے مقصود ہے۔ اس کی مثل ایک تلوار کی سی ہے۔ تلوار سے بے گناہوں کا قتل کیا جاسکتا ہے، اس لئے سابق شریعتیں کہتی تھیں کہ تلوار کو توڑ کر پھینک دو یا اسے اس طرح کند کر دو کہ اس میں کوئی قوت باقی نہ رہ جائے۔ اس کے برعکس اسلام کہتا ہے کہ تلوار کو نہایت اچھی حالت میں رکھو، لیکن اسے

فرمان الہی کے تابع کر دو تاکہ مظلوموں کی حمایت کے کام آئے۔
آنحضرت ﷺ کبھی نفس کو اس کے حقیق سے محروم کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ آپ کی تاکید یہ تھی کہ دنیا میں کھاؤ پیو، اچھے لباس پہنو، شادی بیاہ کرو، لیکن ہر حال میں اسلامی شریعت کی حدود میں رہنے کی کوشش کرو۔ اعتدال و توازن قائم رکھو۔

عبادت بے شک اللہ سے اونگھنے کا وسیلہ ہے، لیکن اسلام اس بات کو پسندیدہ نہیں سمجھتا کہ اپنے جسم کو اس سے زیادہ تکلیف دی جائے جس کو وہ برداشت کر سکتا ہے۔

دو صحابہؓ کا خدمت اقدس میں آنا:-

(Presentation of two Sahaba)

دو صحابیؓ خدمت اقدس میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ ہم میں سے ایک نے ترک غذا اور دوسرے نے ترک نکاح کا عزم کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو دونوں سے متمتع ہوتا ہوں۔ غذا سے بھی اور نکاح سے بھی۔ چنانچہ آپ کی مرضی نہ پا کر دونوں صحابیؓ اپنے ارادے سے باز رہے۔ عرب میں مدت سے یہ طریقہ رائج تھا کہ بعض لوگ کئی کئی دن مسلسل روزے رکھتے تھے۔ بعض صحابہؓ نے بھی ارادہ کیا لیکن آپ نے سختی کے ساتھ انہیں روک دیا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ زہد، تقویٰ کے لئے اپنے ہم عمروں میں بھی ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے عہد کر لیا تھا کہ ہمیشہ دن کو روزے رکھیں گے اور رات بھر عبادت کریں گے۔ آنحضرتؐ کو خبر ہوئی تو بلا بھیجا اور پوچھا کہ کیا یہ خبر صحیح ہے؟

عرض کی "ہاں"۔

آپ نے فرمایا تم پر تمہارے جسم کا حق ہے، آنکھ کا حق ہے، پیوی کا حق ہے، مہینے میں تین روزے کافی ہیں۔

آپ ﷺ کی تاکید:-

آنحضرت ﷺ ہمیشہ اس بات کی تاکید فرماتے تھے کہ دوسرے مذاہب والوں کی طرح نفس کو اس کے حقوق سے محروم نہ کرو۔ اور نفس میں تزکیہ کی شان پیدا کرو۔ اصل کمال یہ ہے کہ اپنے نفس کے حقوق بھی لوا کئے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی بھی کی جائے۔ اسلام نے دین کے ساتھ دنیا کی فلاح و بہبود کا بھی انتظام کیا ہے اور یہ دعا سکھائی کہ اے ہمارے رب! اس دنیا میں بھی ہمیں فلاح و خیر عطا فرما اور عاقبت میں بھی اپنی بخشش اور خوشنودی سے سرفراز فرما۔ اس طرح دنیا کے کاموں کو بھی اگر وہ شریعت کی حدود کے اندر ہوں تو عبادت اور اللہ کی خوشنودی کا وسیلہ قرار دیا۔ یہی نہیں بلکہ آنحضرت جو عبادت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے اور رسالت کے منصب سے بھی سرفراز فرمائے گئے تھے عبادت و ریاضت میں اس سے زیادہ مشغول رہنے لگے جو خالق ارض و سما کو مطلوب تھا تو اللہ تعالیٰ نے سورہ منزل میں گویا اس بات کی جانب اشارہ کیا کہ نفس کے حقوق کا بھی خیال رکھیں۔ چنانچہ فرمایا:

یعنی ”رات کو قیام کیا کریں مگر تھوڑی رات قیام آدمی رات کریں یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ۔“

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی عبادت سے ہر طرح راضی تھا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ چاہتا تھا کہ آپ نفس کے حقوق بھی لوا کرتے رہیں یعنی آرام بھی کریں رات کو سویا بھی کریں۔ اس سے نفس اور جسم زیادتی کا شکار نہیں ہوں گے بلکہ انہیں جو ان کا حق ہے وہ ملتا رہے گا۔

شریعت اسلامی کا اصرار:-

(Insistence of Islamic Shariat)

اسلامی شریعت اس بات پر اصرار کرتی ہے کہ انسان احکام الہی کے دائرے میں رہ کر اس دنیا میں اس طرح زندگی بسر کرے کہ تمام اپنائے جنس کے حقوق بھی ادا ہوتے رہیں اور نفس بھی ظلم و زیادتی کا شکار نہ ہو۔

اسلام ایک دین فطرت ہے اور اس کی شریعت کا کوئی امر اور کوئی حکم فطرت کے خلاف نہیں ہے۔ اسلام جب توازن اور عدل و اعتدال کا مشورہ دیتا ہے اور میانہ روی کو خیر قرار دیتا ہے تو وہ فطرت کے عین تقاضے پورے کرتا ہے۔

اعتدال :- (Moderateness)

نفس اور حقوق نفس کے باب میں بھی شریعت اسلامیہ نے اعتدال کو بدرجہ کمال اہمیت دی ہے۔ ایک طرف اصرار کیا ہے کہ نفس انسانی کے تمام حقوق ادا ہونے چاہئیں اور اس کے ساتھ ہی فیصلہ دیا ہے کہ نفس کو تلخ فرمان الہی ہونا اور رہنا چاہئے۔ نفس کے تزکیے کی راہ بتا دی اور اسے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اس روشنی میں ہمیں چاہئے کہ افراط و تفریط سے بچتے رہیں۔ عجلت بھی کریں اور دوسروں کے حقوق بھی ادا کریں۔

زیادتی کار مہلک ہے :- (Excess of work is Harmful)

برطانیہ میں ایک زیر تربیت ڈاکٹر جو طویل ساعتوں تک کام کر رہا تھا اور جسے بہت کم نیند کے لئے وقت مل رہا تھا انتقال کر گیا۔ چلپن میں جہاں زیادتی کار عام بات ہے بہت سے لوگ اسی وجہ سے اپنے جان سے گزر جاتے ہیں۔ ایک چلپنی جس نے سترہ ماہ تک بغیر ایک دن چھٹی کئے ہوئے کام کیا، مر گیا اور اس کے پسماندگان کو بطور معروضہ زر تلافی دیا گیا۔ یہ سب واقعات بتاتے ہیں کہ واقعی زیادتی کار نقصان دہ ہو سکتی ہے۔

بعض دیگر مشاہدات بھی یہ تصدیق کرتے ہیں کہ زیادہ کام باعث مرض و موت ہو سکتا ہے۔ جو گاڑی چلانے والے پر ہجوم راستوں پر گاڑیاں چلاتے ہیں ان میں حملہ قلب کی وجہ سے شفا خانہ میں داخلہ کا امکان زیادہ تھا اگر لوگ کام زیادہ کریں اور سلمتی، خاندانی یا ملی سہاروں سے بھی محروم رہیں تو مرض و موت کے امکانات زیادہ ہو جاتے ہیں خصوصاً جب ذمہ داریاں زیادہ ہوں اور اختیارات کم ہوں جن افراد کو مجلسی و خاندانی سہارے ہوتے ہیں ذمہ داریاں کم اور اختیارات زیادہ ہوتے ہیں وہ زیادہ صحت مند رہتے ہیں۔ اگر کام کی زیادتی کے ساتھ غذا غلط

لور جسٹنی ورزش کم ہو تو مزید نقصان ہوتا ہے۔ زیادہ کام کرنے والوں میں پٹوں کی تکلیف بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اگر کام میں یکسانیت ہو تو مزید تکلیف کا باعث ہو سکتی ہے۔

لن تکلیف کا سبب اصل میں ہارمونی حرکت ہیں۔ جن میں "لیڈرے نے لن" کی طرح لور کارٹی سون کی ریزش بہہ جاتی ہے۔ دل ہتی لحاظ سے زیادہ مرتعش ہو سکتا ہے۔ فشار خون بلند ہو جاتا ہے "نیزڈ اڑ جاتی ہے خون کی کویسٹرول" چھیلوں اور شکر میں فراز آجاتا ہے۔

اگر کام اچھی طرح نہیں آتا ہو یا ماہرانہ مشورہ موجود نہ ہو یا کام کی جگہ پر مناسب سہولتیں نہ ہوں یا غذا متوازن نہ ہو تو مزید خرابی پیدا ہوتی ہے۔ بے وقت کی امولت کے سدباب کے لئے لن سب عمل و عوامل کی اصلاح ضروری ہے۔

(ڈاکٹر ایس۔ اے کے مشہدات)

بحالت جنابت کھانا کھانا۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Eating food is loss in Sperma Condition
- Sunnah and Modern Science)

اگر بحالت جنابت کھانا کھائے تو پہلے وضو کر لے۔ (احمد - ترمذی)
کیونکہ جماع کے بعد جسم کے تمام اعضاء ایک خاص عمل کی طرف متوجہ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کا درجہ حرارت (Temperature) بڑھا ہوا ہوتا ہے اور چونکہ جدید سائنس نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے کہ وضو کرنے سے جسم کا درجہ حرارت (Temperature) نارمل ہو جاتا ہے اور ہائی بلڈ پریشر (High Blood Pressure) بھی نارمل ہو جاتا ہے اس لئے جب تک درجہ حرارت نارمل نہ ہو اور اس کے نارمل ہونے سے قبل کھانا کھلایا جائے تو معدہ کی تیزابیت اور دل کے امراض لاحق ہونے کے بہت ہی زیادہ خطرات ہوتے ہیں۔
(سرج رپورٹ)

بحالت جنابت سونا۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Sleeping is loss in Sperma Condition
- Sunnah and Modern Science)

بحالت جنابت اگر سوئے تو شرم گاہ دھوئے اور وضو کرے۔ (بخاری)
دوسرے جماع سے قبل وضو۔

ایک مرتبہ جماع کرنے کے بعد اگر (بغیر غسل کئے) دوبارہ جماع کرے تو درمیان میں وضو کرے۔ (صحیح مسلم - کتب الخیض)
چونکہ اول الذکر حدیث میں سونے کا ذکر ہے سونے کے لئے تمام اعضاء کے درجہ حرارت کا نارمل ہونا ضروری ہے اس لئے اگر بحالت جنابت سوئے تو شرم گاہ دھو کر وضو کرے اور سو جائے۔

جسم کا درجہ حرارت کیونکہ بہت زیادہ اہماترل ہوتا ہے۔ (بعض مضمونوں میں) اور دوسری جملع میں درجہ حرارت اور زیادہ بھی جاتا ہے اس لئے وضو کر لینے سے درجہ حرارت (Temperature) ٹارل ہو جاتا ہے۔

(سرج رپورٹ)

دوسروں کے کپڑوں سے ہاتھ نہ پونچھنا

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Not to clean the hands with the cloths of others

Sunnah and Modern Science)

دوسروں کے کپڑے سے ہاتھ نہ پونچھے۔ (احمد - بلوغ اللہانی)
دوسروں کے کپڑوں سے اگر ہاتھ صاف کئے جائیں تو اس بات کے قوی
خدشات موجود ہیں کہ کوئی چھوتی مرض (Infectious Disease) کپڑے سے
ہاتھ پونچھنے والے کے جسم میں منتقل ہو سکتی ہے۔ اس لئے خاص طور پر مندرجہ
ذیل امراض میں جہلا مریضوں کے کپڑوں کو نہ چھوا جائے۔

○ ہیضہ

○ طاعون

○ ٹائیفائیڈ

○ ٹی۔ بی

○ وائرس جینڈس

○ سورائسنز

○ بیکٹیریا کی قسم کے چھوتی امراض اور انفلوآنزا وغیرہ کے متعملا کپڑوں کو نہ

چھوا جائے۔

بیوگی کی عدت - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Waiting period of Widow -
Sunnah and Modern Science)

شوہر کے مرنے کے بعد بیوہ کو چار ماہ اور دس دن عدت میں بیٹھنا چاہئے۔
(القرآن، البقرہ)

اگر حاملہ ہو تو وضع حمل تک عدت میں بیٹھے۔ (القرآن، سورۃ الطلاق)
ایسی مطلقہ عورت جس کو ملانہ ایام ہوتے ہوں۔ اس وقت تک عدت میں
بیٹھے جب تک طلاق کے بعد تین ملانہ ایام نہ گذر جائیں۔ (البقرہ، القرآن)
این میری شمل کے مشاہدات و تاثرات :-

(Observation and Expression of Ian Merry Shemil)

”یہ حقیقت ہے کہ بیوگی کے بعد عورت کی عدت بہت ضروری ہے
کیونکہ اس بات کا علم نہیں کہ عورت حاملہ ہے یا غیر حاملہ۔ اس کا حمل ظاہر ہے
یا نہیں۔ یا ابھی غیر محسوس ہے۔ اور مزید اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس
دوران عورت کے لئے موزوں ترین شخص کا انتخاب ہو سکے اور عدت کی اہمیت
کچھ اس طرح بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی کفالت کے لئے کچھ مناسب
انتظام کر سکے۔“

(بحوالہ گمبرائیل ونگ)

گھر کے برتنوں کی تقسیم :-

(Division of home Utensils)

وضو کے برتن کو ڈھانک کر رکھے۔ (مشکوٰۃ)
پینے کا برتن، وضو کا برتن اور استنجا کا برتن علیحدہ رکھیں اور سب کو ڈھانک کر
رکھیں۔ (حاکم - مشکوٰۃ)

اسلام میں کتنی نفاست ہے اور اصول داری کی توجہ ہوگئی۔ اور صفائی تو اسلام کا شیوہ ہی ہے۔ مذکورہ حدیث مبارکہ پر اگر غور کیا جائے تو اس میں اسلامی اصول نفاست بالک عین اور واضح ہیں۔

○ وضو کے برتن کی حیثیت اپنا ایک علیحدہ مقام رکھتی ہے۔ اس کے ساتھ پانی پینے یا کھانا کھانے کے برتن نہیں مل سکتے۔

○ پینے کے برتنوں میں جو صفائی، نفاست، طہارت ہونی چاہئے اور استنجا کے برتنوں میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔

○ اور استنجا کے برتن کی حیثیت پینے کے برتن کے ساتھ نہیں مل سکتی۔

○ اور برتنوں کو ڈھانک کر رکھنا تاکہ کوئی زہریلے جانور، زہریلی چیز یا جراثیموں کا خطرہ نہ رہے۔

الغرض اسلامی تعلیمات بے شمار حکمتوں، نفاستوں اور طہارتوں کا مجموعہ

ہیں۔

درندوں کی کھل بچھانے سے منع ہے۔

(Prohibition of Spreading Animal beast)

حضور پاک ﷺ نے درندوں کی کھل بچھانے سے منع فرمایا ہے۔

(ترمذی - احمد - نسائی)

اس میں حکمت یہ ہے کہ درندوں کی کھل بچھانے سے انسان کے اندر درندگی پیدا ہو سکتی ہے یعنی اس درندے کی درندگی منتقل ہو سکتی ہے ایسا اس لئے ہے کہ ملاؤن پیراسیٹکالوجی نے درندوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھا حتیٰ کہ ان کے مردہ اجسام (Dead Body) کے ساتھ تعلق رکھنے کی وجہ سے بھی وہ درندگی کے اثرات منتقل ہوتے ہیں۔

○ درندوں کی کھل بچھانے سے کھل میں موجود جراثیم انسان کے اندر منتقل ہو سکتے ہیں۔ بعض جراثیم ایسے ہوتے ہیں جو کہ کیمیکل سے بھی ختم نہیں ہوتے بلکہ وہ اپنے اوپر خول چڑھا لیتے ہیں۔ کھل بچھانے سے اور استعمال کرنے سے وہ

جراثیم انسان میں منتقل ہو سکتے ہیں اور انسان بیماریوں کا شکار ہو سکتا ہے۔
 اسلام نفاست، طہارت اور پاکیزگی کا مذہب ہے۔ زندگی کے تمام شعبوں
 میں اس کی تعلیم دیتا ہے۔ درندوں کی کھال میں یہ تینوں صفت نہیں پائی جاتیں
 اور اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ اس کے پیروکار نجاست اور غلاظت کے
 ماحول میں رہیں۔

کتے کی احتیاط - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Care from dog - Sunnah and Modern Science)

○ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ گھر میں اگر کسی جگہ کتابیٹھ جلائے تو اسے نکل کر وہاں پانی چھڑک دیں۔ (مسلم)

لڈرن سائنس کی تحقیق کے مطابق کتے میں ایسے (Rabs germ) جراثیم ہوتے ہیں جو کہ بہت جلدی پھلتے اور پھیلتے ہیں اور ارد گرد کے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ کتابیٹھ بیٹھے گا ان جراثیم کو وہاں چھوڑ دے گا اگر کتابیٹھ ہے یا وہ جلدی امراض میں مبتلا ہے تو وہ اس کے جراثیم بیٹھے والی جگہ پر چھوڑ دیتا ہے۔ اور جراثیم ہوا کے ذریعے اٹل خاند تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے حکمت یہ ہے کہ کتے کو گھر سے نکل کر اس جگہ پانی بہا دیا جائے ایسا کرنے سے جراثیم کا خاتمہ ہو جائے گا اور اٹل خاند بیماریوں سے محفوظ رہیں گے۔ حتیٰ کہ کتے میں ایسے جراثیم بھی پائے جاتے ہیں۔ جس سے شیرو فریجیا جیسی خطرناک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

(معلومات طب جدید)

پیشاب کا برتن گھر میں نہ ہو - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Utesnsil of Urine should not in home

- Sunnah and Modern Science)

رسول پاک ﷺ نے فرمایا ایسے برتن کو گھر میں نہ رکھیں جس برتن میں پیشاب ہو۔ کیونکہ ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (طبرانی)

جدید سائنس نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے کہ بعض امراض صرف پیشاب کے ذریعے پھیلتے ہیں حتیٰ کہ ان کے پیشاب کو اگر کھلا چھوڑ دیا جائے یا تندرست شخص کے قریب رکھا جائے تو وہ اس مرض میں مبتلا ہو سکتا ہے جس مرض کے جراثیم پیشاب میں موجود ہوتے ہیں۔ اس لئے حضور پاک ﷺ

کی یہ احتیاط بہت اہمیت کی حامل ہے۔

جب کسی سے ملنے جائیں - سنت نبویؐ از - جدید سائنس

(When go out to see someone -

Sunnah and Modern Science)

حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی سے ملنے جائیں تو اپنے کپڑے اور جوتے وغیرہ ٹھیک کر لیں۔ (احمد - ابو داؤد - بوغ اللامانی)

اسلام میں انسانیت کی عزت و اکرام کا خاص خیال رکھا گیا ہے رسول پاک ﷺ کی احادیث میں میلے کپڑے پہنے ہوئے ملاقاتیوں کو کپڑے دھونے کی تشبیہ ملتی ہے کیونکہ اگر کپڑے صاف ستھرے اور درست حالت میں (یعنی بے ڈول ایک پانچہ نیچے، دوسرا اونچا، ایک آستین بازو کے اندر، دوسری باہر، آزار بند لٹکا ہوا ہو، جوتا پھٹا ہوا یا اگر ایک پاؤں میں جوتا ہے اور دوسرے میں نہیں ہے یا پھر جوتا مٹی کیچڑ اور گرد و غبار سے اٹا ہوا ہے) نہ ہونگے تو انسان کا معاشرتی وقار، عزت و اکرام میں کمی ہوگی۔ لوگ اس سے نفرت کریں گے اور یہ نفرت و کراہت بے شمار نفسیاتی امراض کو جنم دیتی ہے اور ان نفسیاتی امراض کی انتہا بعض اوقات انسان کو جرائم کی زندگی میں لے آتی ہے جس کی بے شمار معاشرتی مثالیں موجود ہیں۔ یا پھر ایسا آدمی ڈپریشن فرسٹریشن جیسی پیچیدہ امراض میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

جوتا بیٹھ کر پہننا - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جوتے بیٹھ کر پہنیں کھڑے نہ پہنیں۔ (ابوداؤد)

اس حدیث میں جو بے شمار حکمتیں پنہاں ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں، بعض اوقات جسم انسانی کا توازن برقرار نہیں رہ سکتا۔ چونکہ جوتا پہنتے ہوئے ایک پاؤں پر وزن زیادہ اور ایک پر کم ہوتا ہے۔ اس لئے توازن کو برقرار رکھنے کے لئے

ہینے سے بڑھ کر کوئی صورت نہیں۔

○ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض اوقات جوتے میں کوئی حشرات الارض ہڈی، کنکر، کٹا وغیرہ پڑا ہوتا ہے اور ایک دم پاؤں آنے پر بے شمار تکلیف کا سامنا ہو سکتا ہے۔ لیکن بیٹھ کر ہینے سے چونکہ جوتے کو ہاتھ میں لے کر پھینا جائے گا اس لئے جوتے میں موجود ہر چیز عیاں ہو جائے گی۔

وقف برائے خدمت خلق سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Legacy for Human Service -
Sunnah and Modern Science)

اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنے دل کو وقف کرنا بہت اچھا عمل ہے جب کوئی شخص کسی چیز کو وقف کرے تو اس طرح کہ اصل چیز کو وقف کرے اور اس کی آمدنی کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرے۔ وقف شدہ چیز کو نہ بچا جائے نہ بہ کیا جائے نہ بطور ورثہ تقسیم کیا جائے، اس چیز کو متولی معروف کے مطابق اس چیز کی آمدنی میں خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے دوستوں کو بھی کھلا سکتا ہے۔

(صحیح بخاری)

رسول پاک ﷺ کی تمام زندگی ایثار و قربانی سے بھری ہوئی ہے اور یہی عالم صحابہؓ کی زندگی کا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے پانی کا کنواں خرید کر کے امت کے لئے وقف کر دیا۔ بعض صحابہ کرامؓ نے اپنے بلعات عوام الناس کے لئے وقف کئے اور بنو امیہ اور بنو عباس کے دور میں مسلمانوں کا کنویں کھودوانا، ہسپتالیں، شفاخانے بنانا، سرائے بنوانا، پیواؤں اور قییموں کی کفالت کے لئے مخصوص گھروں کی تعمیر، اس تمام وقف کا سرا مسلمانوں کے سر ہے۔

کچھ یورپی زندگی :- (A view of European life)

1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریز نے لوگوں کی سہولت کے نئے بے شمار ہسپتالیں بنوائیں، سرائے بنوائے، جانوروں کے شفا خانے بنوائے، لیڈی و نیشن ہسپتال، گنگارام ہسپتال جیسے بے شمار وقف ایسی مثالیں ہیں جس سے لاکھوں کروڑوں لوگ استفادہ کر رہے ہیں۔ ان تمام مثالوں کی بنیاد اسلام کا اصول وقف ہے اور اسلام کی مماثلت وقف ہے۔

بازار کا ناشتہ یا ماں کا ناشتہ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Breakfast of Bazar or Mother -
Sunnah and Modern Science)

گھرداری میں بچے جب ماؤں کی شفقت کے زیر سایہ ہوتے ہیں، تو ماؤں کی محبت اور شفقت ہمہ وقت بچے کے تعاقب میں رہتی ہے۔ جب ماں نے بچے کو جتنا اس کی تمام ضروریات زندگی کو اپنے ذمہ لیا۔ لیکن افسوس ناک بات یہ ہے۔ آج بچے کا اٹھنا، پینا، مل کے ہاتھوں سے نکل کر مشینوں اور دوسرے خلاموں کے ہاتھوں میں چلائیے۔

پھر وہ محبت کمال جو ماں کو جنت سمجھے۔
پھر وہ الفت کمال جو ماں کی آواز پر لبیک کہے۔
پھر وہ مروت کمال جو اس کے قدموں تلے جنت سمجھے۔
پھر وہ مودت کمال جو ماں کے چہرہ کو دیکھنا بھی ثواب سمجھے۔
پھر وہ مرجعیت کمال جو ماں اور بیوی کے درجے کے رشتوں کے درمیان امتیاز کر سکے۔

آج معاشرے کا عالم یہ ہے کہ بچے بھانگ بھاگ صبح کا ناشتہ کئے بغیر جیب میں روپے، ڈالر یا پونڈ ڈالے سکول جا رہے ہیں راستے میں بسکٹ یا برگر لے کر دوڑتے ہوئے کھاتے جاتے ہیں۔ اس عمل سے ماں اور بچے کے درمیان جو لہریں ہیں ان کا توازن کمال جائے گا اس ضمن میں مندرجہ ذیل انکشاف اور جدید سائنسی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر ایٹر آسٹریالوجیست کی تحقیق :-

(Research of Astriologist Dr. Ether)

ناشتہ پکاتے ہوئے ماں کی محبت کی لہریں منتقل ہوتی ہیں جس ماں نے بازار

کے ناشتے سے بچے کی پرورش کی ہو یا بچے صبح اٹھ کر بازار سے ناشتہ کر کے چلے جائیں اس بچے میں ماں باپ کا ادب و احترام کیسے پیدا کیا جاسکتا ہے۔

ماں کا دودھ بہترین غذا ہے

(Milk of Mother is the best food)

ماں کا دودھ پینے والے بچے نفسیاتی اور جسمانی اعتبار سے بھی طاقتور ہوتے ہیں۔ یونیسف نے ترقی پذیر ممالک میں شیر خوار بچوں کی اموات میں کمی کے لیے بارہ ملکوں میں بچوں کے لئے ”ماں کا دودھ بہترین ہے“ کی مہم شروع کی ہے ہر سال 10 لاکھ بچے قدرتی طریقے سے ماں کا دودھ نہ ملنے سے مر جاتے ہیں۔ جب کہ کئی ملین بچے ماں کا دودھ نہ ملنے کی وجہ سے انفیکشن ناقص اور بیماریوں کی وجہ سے معذور ہو جاتے ہیں۔ یہ مہم ان بارہ ملکوں کے ہسپتال اور زچہ بچہ کے کلینکوں سے شروع کی جائے گی۔ ان ممالک میں پاکستان، بلوٹیا، برازیل، مصر، گھانا، اوری کوٹ، کینیا، میکسیکو، نائیجر، فلپائن، تھائی لینڈ اور ترکی شامل ہیں۔ اس منصوبے کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو دودھ مہیا کرنے کی طبی سہولتوں میں ملک فارمولا کے طریقوں کا بھی اضافہ کیا جائے۔ اقوام متحدہ کی مدد کرنے والی اس تنظیم کا کہنا ہے کہ بہت سارے ہسپتالوں میں بچے کے لیے ماں کا دودھ مناسب نہ ہونے کے باعث ابتدائی طور پر خوراک دینا مشکل ہو جاتا ہے۔

سائنسی تحقیقات کے مطابق یونیسف کا کہنا ہے کہ ماں کی چھاتی سے دودھ پینے والے بچے بوتل سے دودھ پینے والے بچوں سے دس فیصد کم ہسپتال لائے جاتے ہیں۔ یہ بات تو اب سو فیصد درست ثابت ہو چکی ہے کہ چھاتیوں سے دودھ پینے والے بچے نفسیاتی لحاظ سے بہت اچھے ہوتے ہیں کیونکہ ماں کا دودھ فطری طریقے سے پینے سے بچہ زیادہ تندرست و توانا رہتا ہے۔ یونیسف نے شیر خوار بچوں اور خواتین کی فلاحی تنظیموں سے اپیل کی ہے کہ وہ وسیع پیمانے پر اس طبی نکتہ کو اجاگر کریں کہ ماں کی چھاتی سے بچے کا دودھ پینا بچے کو خوراک حاصل کرنے کا فطری طریقہ ہے۔ بالخصوص ان حاملہ خواتین کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

جو اپنے نوموود بچوں کو اپنی چھاتیوں سے دودھ پلانا چاہتی ہیں۔

مل کا دودھ پینے والے بچے ذہین ہوتے ہیں

(Children drinking Mother's Milk are Intelligent)

مل کا دودھ پینے والے بچے عام بچوں کے مقابلے میں زیادہ ذہین ہونے کی ساتھ ساتھ بیماریوں سے بھی محفوظ رہتے ہیں برطانیہ میں شائع ہونے والی ایک تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق جن بچوں نے اپنی مل کا دودھ نہیں پیا ہوتا وہ سکول میں اکتھ خاموش اور سسے سے رہتے ہیں اور کم دوست بنتے ہیں۔ تحقیق کے مطابق دماغی بیماری شیزوفرینیا کا شکار ہونے والے 70 فیصد بچوں نے اپنی مل کا دودھ پینے والے بچوں کا اوسط آئی کیو 110 اور نکلنے کا دودھ پینے والے بچوں کا اوسط آئی کیو 100 نوٹ کیا گیا ہے ایک برطانوی ماہر نفسیات کے مطابق مل کے دودھ میں کچھ ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو بچے کی ذہنی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جو نکلنے کے دودھ میں نہیں ہوتے۔

(ریسرچ رپورٹ)

بچوں کو دودھ پلانے والی خواتین میں

چھاتی کا سرطان کم ہوتا ہے۔

آج جب بھی کسی خاتون کو اپنی چھاتی میں گلٹی معلوم ہوتی ہے وہ خوفزدہ ہو جاتی ہیں وہ سمجھتی ہیں اور یہ سمجھنا غلط ہے کہ وقت آخر آگیا اور علاج بے فائدہ ہے بعض خواتین تو اس گلٹی سے سل ہو کر رہ جاتی ہیں کہ وہ اس ضمن میں مشورہ لینے میں تاخیر کر دیتی ہیں اور اس طرح تین ماہ یا اس سے زیادہ تاخیر ہو جاتی ہے اور پھر اس کا امکان بڑھتا ہے کہ اگر یہ رسولی ہے تو معاملہ سنگین ہو جائے یعنی جب بھی کوئی گلٹی محسوس ہو تو پریشان نہ ہوں مگر طبی مشورہ ضرور کریں اب یہ بات بالعموم معلوم ہے کہ جس قدر جلد تشخیص ہوگی اسی قدر پھوٹی گلٹی ہوگی اور ممکن شنا کا امکان نہایت قوی ہوگا بلکہ جب آخری عمر میں دت آخر آئے گا تو سبب

موت کچھ اور ہوگا۔ سرطان پستان اس قدر خوفناک نہیں جس قدر یہ لفظ معلوم ہوتا ہے۔ برطانیہ میں جلد تشخیص و علاج کی وجہ سے اس مرض میں مبتلا خواتین کو عمل شفا ہو جاتی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ چھاتی میں گٹھیاں ہوتی ہیں ان میں سے 10 تو بے ضرر اور معصوم ہوتی ہیں اور صرف ایک سرطانی ہوتی ہے اور جن میں یہ سرطانی بھی ہوتی ہے ان کی اکثریت میں چھاتی کو کٹ کر علیحدہ کرنا ضروری نہیں ہوتا جن خواتین میں تشخیص اور علاج جلد ہو جاتا ہے ان کی 85 فیصد تعداد 5 سال یا اس سے زیادہ سال تک زندہ سلامتی رہتی ہیں مریضہ کا اپنا رویہ بھی اس ضمن میں اہم ہے اس کو یہ تہیہ کر لینا چاہئے کہ اس سے شکست نہیں کھانی اور اس پر پوری دلجمعی سے قائم رہنا چاہئے اس ضمن میں اپنا کردار پوری طرح ادا کریں۔ علاج معالجہ کے عمل میں پوری طرح حصہ لیں اپنے معالج سے گفتگو کر کے معلومات حاصل کریں آج کل سرطان پستان کے لئے خصوصی مراکز قائم کئے جا رہے ہیں وہ بھی اس ضمن میں آگہی اور رہنمائی دے سکتے ہیں سرطان پستان کے سدباب کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات مفید ہیں۔

- 1- موٹی خواتین میں چھاتی کا سرطان زیادہ ہوتا ہے چنانچہ شروع ہی سے چکنائی (گھی یا تیل) کم کھائیں اپنا وزن کم رکھیں اور غذا میں ریشہ (بھوسی) سبزیاں و ترکاریاں اور دالیں برہائیں۔
- 2- پہلا بچہ اگر 30 سال کی عمر سے پہلے ہو جائے تو سرطان کا امکان کم ہوتا ہے چنانچہ اس لحاظ سے بچے جلد ہو جانا چاہئیں۔
- 3- بچوں کو اپنا دودھ پلائیں اپنا دودھ پلانے والی خواتین میں سرطان کم ہوتا ہے سرطان پستان میں مبتلا ہونے والی خواتین میں شفلیابی کے امکانات 'تپھرے' معدہ، بیضہ دانی وغیرہ کے سرطان سے بہتر ہوتے ہیں سرطان پستان سے شفلیابی کے بعد (جب بروقت تشخیص اور علاج ہو جائے) تو اکثر خواتین مرض سرطان سے نہیں بلکہ بڑھاپے کی وجہ سے جان سے گزرتی ہیں۔ اس امر کا انکشاف ڈاکٹر ایس اے کی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔

(فیڈ اینڈ چائلڈ)

جلی اور پرنے کا استعمال - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Use of Stonemill and Spinning wheel)

تعیش اور آرام کی زندگی نے انسانیت کو کمبل سے کمبل پہنچا دیا۔ حضرت فاطمہؑ خود ہی جلی چلاتی تھیں، خود ہی پانی بھر لاتیں تھیں، خود ہی جھاڑو دیتی تھیں۔ ایسی خواتین بے شمار امراض سے بچی رہتی تھیں۔ ان چیزوں کو چھوڑنے کی وجہ سے آج ہم ایسے خطرناک امراض میں مبتلا ہوئے۔ اس کا اندازہ ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر ایڈورڈ براؤن :- (Dr. Adward Browne)

پہلی 'چہ خانہ' سونیں کی چرخہ، گھر کا جھاڑو دیگر گھریلو کام عورتوں کو سنبھالنے کے سبب سے بچاتے ہیں۔ خون گاڑھا نہیں ہوتا۔ پیٹ نہیں بھرتا، نشوز چست Active رہتے ہیں۔ مشینی زندگی نے ہماری خواتین کو ان نعمتوں سے ہٹا کر بیماریوں کے منہ میں ڈال دیا ہے۔

(بحوالہ دی عربین میڈیسن)

گناہ کے میڈیکلی عذاب

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Medical Misfortune of Sin -

Sunnah and Modern Science)

- مسند احمد میں ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا "بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔"
- ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زلزلہ کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا لوگ زنا کو امر مباح کی طرح بے باکی سے کرنے لگتے ہیں، شرابیں پیتے ہیں، بلبے بجاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو

آسمان پر غیرت آتی ہے۔ زمین کو حکم ہوتا ہے ان کو ہلا ڈال۔

○ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔ نیکی کرنے سے چہرے پر رونق، دل میں نور، رزق میں وسعت، بدن میں قوت اور لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ بدی کرنے سے چہرہ بے رونق، قبر اور دل میں ظلمت، بدن میں سستی، رزق میں تنگی اور لوگوں کے دلوں میں بغض ہوتا ہے۔

* مسلمان کا یقین ہے کہ گناہ کا عذاب آخرت میں نہ صرف دوزخ کی شکل میں ملے گا بلکہ دنیا میں بھی اس کی نحوست کے اثرات مختلف بیماریوں کی شکل میں موجود رہتے ہیں۔

بعض گناہوں کی نحوست کے اثرات ذہنی بیماریوں کی شکل میں سامنے آتے ہیں اور بعض کے جسمانی بیماریوں کی صورت میں اور بعض گناہوں کی نحوست سے رزق میں بھی تنگی ہو جاتی ہے۔ مصیبتیں اور پریشانیاں آتی ہیں۔

ایک ماہر پیتھالوجی کا تجزیہ :-

(Analysis of Pathologist)

ایک پروفیسر ڈاکٹر فرمانے لگے۔ جدید تحقیقات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ گناہ سے پریشانی، تذبذب اور نفسیاتی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ دراصل گناہ سے خون میں ہسٹامین (Histamine) کی زیادتی ہو جاتی ہے اور جس سے بریزیل (Brain Cell) بہت زیادہ متاثر ہوتے ہیں اور انسان بے شمار امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

قلم اور اسلامی تعلیمات :-

اسلام ایک، بآئینہ اور محتاط مذہب ہے۔ زندگی گزارنے کے نمائیاں اصول و ضوابط قدم قدم پر مسلمان کی رہنمائی کرتے ہیں۔ یہی حالت جب اسلام کے اس قانون کی طرف آتی ہے جس قانون کو نگاہوں کی حفاظت کا قانون کہتے ہیں۔ کسی غیر محرم عورت کو دیکھنے سے جو نقصانات پیدا ہوتے ہیں اس میں سب سے بڑا نقصان ایمان کی حلاوت کا سلب ہو جانا ہے۔ یہ تو اس وقت ہے جب ایک غیر محرم

عورت نگاہوں سے لو جمل بھی ہو جائے لیکن عللے امت نے جدید ایجادات کے استعمال کے لئے جو مسائل وضع کیے ہیں فن میں سکرین یعنی ٹی وی - وی سی آر - یا ڈش پر غیر محرم عورت دکھنا انتہائی حرام ہے۔ بالکل اسی طرح کسی مسلمان کی شرم گاہ کو دکھنا اسلامی اصول سے یہ عمل قتل لعنت ہے اور جو عمل اسلام میں حد سے بڑھ جائے لعنت اسی پر کی جاتی ہے اس لئے ایک عام قلمیں ہیں جس میں نگاہوں کی حفاظت، ایمان کی حفاظت اور اعمال کی اصلاح قطعی ممکن نہیں۔ لیکن جدید سائنس نے اور یورپی معاشرے نے بلو یا تنگی فلموں کے نام سے جو معاشرتی طور پر ایک نیا رواج دیا ہے اس کے نقصانات ہمارے معاشرے میں کیا ہو رہے ہیں۔ زیر نظر مضمون میں اس کی کچھ وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔

موجودہ معاشرہ اور برہمنہ قلمیں

برہمنہ فلموں کو دیکھنے کی پختہ علوت اکثر دوسری ناپسندیدہ عادت کی ہم سفر ہوتی ہے۔ اس کے مریض (باقاعدہ انٹرویوز پر مبنی نتائج کے پیش نظر) یا تو نشہ آور اشیاء کے تجربات بھی ساتھ ساتھ کر رہے ہوتے ہیں یا ان کے علوی ہوتے ہیں۔ لیکن جو چیز زیادہ دیکھنے میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ پابندی سے نلی، بلو، تنگی یا اگھاڑی قلمیں دیکھنے کی علوت دوسری جنسی کج رویوں (ABERRATIONS) میں سے ایک ہوتی ہے۔ اس کے شکار اگر وہ نہیں ہوتے جنہوں نے ان فلموں کو دن رات دیکھ کر خود کو جنسی طور سے ناکافی بنا لیا ہے تو وہ ہوتے ہیں جو کسی بھی وجہ سے پہلے ہی جنسی طور پر ناکافی ہیں۔ موخر الذکر کے پاس لذت کی آسودگی کا یہ قلمیں ایک بڑا ذریعہ ہوتی ہیں جس طرح بعض اذکار رفتہ لوگ اس عمل کا اپنے سامنے انعقاد کرتے تھے یا کراتے ہیں۔

وجوہات :- (Resons)

سائیکالوجک انٹرویوز سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ برہمنہ فلموں کو دیکھنے کی علوت ان طلبہ میں زیادہ ہے جن کے سامنے زندگی کا کوئی اعلیٰ مقصد نہیں ہے۔ نہ پڑھنے والے، نقل کر کے پاس ہونے والے، سیاسی تنظیموں سے وابستہ نوجوان اور

وہ جنہیں ان کے دانش وروں نے مذہب اور اسکے متعلق اخلاق کی جھنجھٹوں سے آزاد کر دیا ہے، زیادہ تعداد میں اس علوت کا شکار نظر آتے ہیں۔ یہ نوجوان خود کو سماجی تقاضوں سے آزاد کرنے والے سب سے تجربے کر چکے ہوتے ہیں اور بالعموم دو باتوں کا رونا روتے آتے ہیں۔ احساس محرومی (مجھے محبت نہیں ملی) اور احساس کمتری۔ خود دوسروں کے لئے انہوں نے کیا کیا ہے، دوسروں کو کتنی محبت دی، اس سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ یہ کہیں مطمئن نہ ہونے والی محرومی چونکہ غیر حقیقی ہوتی ہے، اس لئے آسودگی کے لئے غیر حقیقی ذرائع بھی ڈھونڈتی ہے۔ ان میں نشہ آور اشیاء کا استعمال، جوا، جنسی بے راہ رویاں، دوسروں پر جبر اور ظلم، موٹر سائیکلوں اور کاروں کو برق رفتاری سے دوڑانا، جرائم میں شمولیت کا لطف اور بلو فلموں کی تفریح سب ہی شامل ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ کوکین انسان کو ایک ہی سانس میں ذہنی آزادی کے آسمان پر پہنچا دے، لیکن وہ زیادہ دیر وہاں رہ نہیں سکتا، اس کے لئے اسے ہیروئن کی ضرورت ہوتی ہے۔ میرے طالب علمی کے دور میں سرجری کے وارڈ کی درمیانی میز دوسرے ضروری ایجنکشنوں کی طرح ہتھکڑیوں اور جہاں کینسر کے قریب المرگ مریض ہوں وہاں ہیروئن کے امپیل بھی ایک تھالی میں رکھے ہوتے تھے اور رکھے رہتے تھے۔ انیسویں صدی کی چھٹی اور ساتویں دہائی میں یہ دوائیں ہسپتالوں سے عنقا ہوئیں اور ہیروئن کا برہنہ فلموں کی طرح سوسائٹی میں جشن نو ہوا اور پرانے کوالیفائڈ سائیکلوسٹوں میں سے اکثر نے اپنی پیشہ وارانہ زندگی میں پہلی بار نئے طالب علموں کی طرح ہیروئن کے علوی مریض کو دیکھنا شروع کیا۔ ہم میں سے ذہنی توازن کھو بیٹھنے کی وجہ سے یہاں آندھی پانی کی رفتار سے لائے جاتے ہیں کیونکہ ان کا وہاں کوئی پوچھنے والا نہیں ہوتا، لیکن کوکین کے یہاں آنے میں بھی کیا دیر لگے گی۔ سوسائٹی میں سب کچھ ہی تو ہے۔ مفت کا پیسا، اخلاق سے بے زاری۔ اے مرگ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے۔

والدین کا کردار :- (Character of Parents)

جو وابستہ نوجوانوں اور طلبہ کو برہنہ فلموں سے وہی زندگی

کے ذاندوں پر بیٹھے ہوئے ملی لور دبدبے کے حسب سے بچوں کو بھی جب ان کی زندگیوں میں اتنی ہی بے مقصد ہیں لور انہیں نہیں معلوم ان کے بچے کیا کر رہے ہیں ان کے صحرا جیسے لوق و دق مکانوں کے کن کمروں میں کون سی فلمیں دیکھی جارہی ہیں، کیا پھونکا جا رہا ہے، کیا پیا جا رہا ہے۔ ایسے گھرانوں میں بچوں کا تعلق بچوں سے بس اتنا رہ گیا ہے کہ وہ انہیں امتحان پاس کرا دیں۔ حقیقی طالب علموں پر سبقت کی پوزیشنیں دلو دیں۔ ایسے پیسے والے اور بارسوخ افراد اعلیٰ تعلیم کے دینے جو مستحق طلبہ کو ملنے چاہئیں، اپنے نقل کر کے پاس کرنے والی اولاد کے لئے وقف سمجھتے ہیں اور اولاد سمجھتی ہے کہ عیش اس کے لئے بنا ہے۔

بقاہر سوسائٹی لور فرد پر برہنہ فلموں کے اثرات کے ساتھ ہیروئن، شراب اور دوسری نشہ آور اشیاء کا ذکر بے محل لگتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ زندگی بسر کرنے کی یہ تمام بے ڈھنگی چالیں تیس میں مربوط ہیں۔ ایک خاص طرح کے حوالے میں یہ خرابیاں پیدا ہوئی لور پھلتی پھولتی ہیں۔ دنیا میں نو آمدہ بچی کو زندہ زمین میں گاڑ دینا ہی جاہلیت کے دور کے عربوں میں واحد برائی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ دوسری کتنی ہی برائیاں تھیں لور ان تمام برائیوں کو ذہن میں رکھے بغیر اس دور کی صحیح تصویر آنکھوں کے سامنے نہیں آسکتی۔

زندگی کا صحت مند مقصد :- (Healthy aim of life)

جہاں نوجوانوں کی زندگی میں نشہ آور اشیاء داخل نہیں ہوئی ہیں انہیں عمر کی حداب سے بچپن لڑکپن لور نوجوانی میں محتاط ذمے دار جنسی تعلیم دی جانی ہے لور جنس کے متعلق ان کے سوالوں کو جو ارد گرد کی دنیا کے منہدے سے ہر بچے اور لڑکے، لڑکی کے دماغ میں پیدا ہوتے ہیں، ایک دانٹ سے ان کے ذہنوں میں دفنا نہیں دیا جاتا ہے۔ جہاں ان کے دماغوں میں زندگی کا کوئی صحت مند نظریہ ہے جس کی اساس ہمیشہ مقصدیت پر لور دوسرے کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر فوقیت دینے پر ہوتی ہے جن کے ذہنوں میں اخلاقی قدروں کی اتنی ہی اہمیت ہوتی ہے جتنی صاف ہوا میں سانس لینے کی۔ ایسے افراد یا تو اخلاقی بے راہ روی کی طرف جلتے

ہی نہیں ہیں یا اگر اتفاقاً "وانتہ یا تلوانتہ" طور سے ایک بار وہاں پہنچ جائیں تو واپس اپنی ڈگر پر آجاتے ہیں۔ ایسے افراد ایک بار برمنہ قلم دیکھ بیٹھنے کے بعد دوبارہ اس کو دیکھنے کے آرزو مند نہیں رہتے ہیں بلکہ پہلا تجربہ اکثر دھوکے سے دیے جانے والے بھنگ کے پہلے گلاس کی طرح بڑا شوکنگ ہوتا ہے جو پورے وجود کو بلا کر رکھ دیتا ہے۔

اور اس کا برعکس بھی درست ہے۔ جہاں زندگی کا کوئی مقصد ہی نہ ہو، زندگی جدوجہد اور اخلاقی قدروں سے عاری ہو، نشوں سے آلودہ ہو وہاں ہر نیا جنسی تجربہ نئے نئے کی طرح اپنی ضرورت پیدا کر لیتا ہے۔ جس شخص نے سدا اعلیٰ درجے کی شراب پی ہو اسے اگر ایک بار سی ٹھرا (کوہلی و سکی) پینے کو مل جائے تو وہ کبھی کبھی اسے بھی پھر سے چکھنا چاہتا ہے کیونکہ اس کا نشہ ایک نئی طرح کا ہوتا ہے۔ جب کبھی 'ستی شراب' کا نشہ اتر جاتا ہے تو وہ ہر بار یہی کہتا ہے کہ موخر الذکر نہایت گھٹیا نشہ ہے۔

برمنہ فلموں کے اثرات :- (Effect of Naked Picture)

بلو یا تنگی فلمیں دیکھنا بھی ایک قسم کا نشہ ہے۔ اس کے دیکھنے والے ہر عمر کے افراد ہیں، 8 سال کے بچے بھی اور 60 سال کے بوڑھے بھی۔ لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی، لیکن پاکستان میں لڑکیاں نسبتاً کم اور لڑکے زیادہ۔ 15 سے 45 سال عمر والے زیادہ اس عادت کے شکار نظر آتے ہیں۔ ان میں شادی شدہ بھی ہیں اور غیر شادی شدہ بھی۔ شادی شدہ میں وہ بھی ہوتے ہیں جن کی قوت تولید اپنے نصف النہار پر ہوتی ہے اور وہی بھی جو خود بھی ازکار رفتہ ہیں اور ان کی بیویوں کی عمر بھی تولید کی منزل سے گزر چکی ہے، یعنی وہ 50، 55 کی عمر میں خشک ہو چکی ہیں۔ موجودہ دور کی بیشتر انگریزی اور اکثر ہندی نیچر یا مقامی زبانوں کی نیچر فلموں کے بعض سیکوئنس (Sequences) کو بھی اگر تنگی فلموں کی صف میں رکھ دیا جائے تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ سوسائٹی کا کتنا بڑا حصہ بیسویں صدی کے اس فن کے غلط استعمال سے متاثر ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ جن نیچر فلموں میں چاہے وہ آرٹ کے

حسب سے کتنی ہی بلند پایہ ہوں، نیم عریاں لور برہنہ جسم ہوں گے لور لن کی واضح حرکتیں ہوں گی، وہ اتنی ہی آبلوی کے اس طلقے میں مقبول ہوں گی جو لواکل جوانی میں ہے، وہ یقیناً اپنی جنسی زندگی کو انہی مناظر کے مطابق ڈھالے گا یہاں وہ نہایت اہم نکتہ ہے کہ یہ طبقہ جو جنسی زندگی کا آغاز کرنے جا رہا ہے یا کر چکا ہے اپنی ازدواجی زندگی میں کس طرح کی تسکین کا جو یا ہوگا؟

یہ مضمون تقریباً 18 سل کے لن گت بے ترتیب (Unstructured) انٹرویوز پر مشتمل ہے۔ لن سے برآمد ہونے والے نتائج کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ دوسری برائیوں (Evils) کے ساتھ تنگی فلمیں دیکھنے کی علت بھی سوسائٹی میں مستحکم ہو چکی ہے۔ یہ علت دیگر جنسی بے راہ رویوں (رشتہ ازدواج سے باہر جنسی فعل، ایک ہی جنس کے دور افراد کے مابین فعل اور غیر از انسان مخلوق سے جنسی فعل) کی نسبت کہیں عام ہے۔ حتیٰ کہ ایک دوسری بے راہ روی کی سطح پر اگر جائزہ لیا جائے تو تنگی فلمیں دیکھنے کی علت نشہ لانے والی اشیاء کے استعمال سے زیادہ سوسائٹی کے اعصاب لور دماغ میں راہ پیدا کر چکی ہے۔ تنگی فلموں کے اثرات کے لحاظ سے سوسائٹی کے افراد کو چار خانوں میں رکھا جاسکتا ہے۔

- 1- وہ جنہوں نے کبھی بھی کوئی خالصتاً تنگی فلم نہیں دیکھی ہے۔
- 2- وہ جنہوں نے کبھی کبھار تنگی فلم دیکھی یا صرف ایک بار
- 3- وہ جو بالکل سوسائٹی سے تنگی فلمیں دیکھتے ہیں لیکن انہیں دیکھے بغیر بھی رہ سکتے ہیں۔

4- وہ جو تنگی فلمیں دیکھنے کی علت کو ترک نہیں کر سکتے۔

لوگ یہ فلمیں اکیلے بھی دیکھتے ہیں اور اپنی جنس والوں یا غیر جنس والوں کی معیت میں بھی۔ اکثر ان فلموں کو ایک گروپ کی شکل میں بیٹھ کر دیکھا جاتا ہے اور یہ برائی اکیلے لور سنگت دونوں ہی صورتوں میں دوسری کسی برائی کے ساتھ انجام دی جاسکتی ہے۔

فلموں سے پہلا واسطہ :- (First Encounter with film)

جیسا میں پہلے کہہ آیا ہوں کہ ننگی فلموں سے پہلا واسطہ حادثاتی طور پر بھی ہو سکتا ہے جیسے کسی کے اطلاق یا ڈرائنگ روم میں یا کسی سینما ہال میں جہاں کوئی فیچر فلم دکھائی جا رہی ہے اور اچانک ننگی فلموں کی ایک یا دو ریل نارمل ریلوں کے درمیاں بلا ارادہ داخل کر دی جائے۔ یہ چیز ایک طرح سے ہر شہر میں سینما ہالوں کی اپنی شناخت بن چکی ہے۔ وہ جن میں سب جانا پسند نہیں کرتے اور وہ جن میں سب جاسکتے ہیں۔ یہ بھی ہوتا ہے کہ اصل فلم ”جسے تمام عمروں کے ناظرین کے لئے مناسب ہے“ کا سرٹیفکیٹ سنسر بورڈ سے ملا ہے اس کے درمیان مکمل برہنہ جسموں کی فلموں کے ہزار بارہ سو فیٹ آجائیں۔ ایسے میں اگر کوئی اپنے بچوں کو یہ فلم دکھانے ساتھ لایا ہے اس کا بس نہیں چلتا کہ وہ کسی طرح سینما ہال کے فرش میں سما جائے اور بچوں کے دیکھے کو ان دیکھا کر سکے۔ چھوٹے شہروں میں تقریباً تمام ہی سینما ہال پر خطر بن چکے ہیں اور جن میں لوگ اپنی بیویوں بچوں کو لے جانا پسند نہیں کرتے اور اکثر خود جلتے ہیں۔

ننگی فلموں سے دوسری طرح واسطہ ان نوجوانوں کو بخوشی ہوتا ہے جنہوں نے ان کے بارے میں سن رکھا ہے اور جو اپنی دوستوں سے فرمائش کر کے دیکھتے ہیں اور جھوٹے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی اثر نہیں ہوا یعنی اپنے لذت گیری سے بلا ہونی کا اعلان۔ اس اعلان کی وہی نوعیت ہے جو پہلا سگرٹ سلگا کر لڑکے خود کو اپنے بڑے ہونے کا یقین دلاتے ہیں اور اپنے ہم عمروں کو بھی کہ ہم کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔

سوشل ڈرنکر اور سنگت کی اصطلاح :-

(Term of Social drinker and colition intercourse)

شراب کی دنیا میں ایک اصطلاح ہے سوشل ڈرنکر، یعنی وہ فرد، عورت یا مرد جو مناسب ماحول پیدا ہو جانے پر اپنا لیتا ہے۔ ایسوں کو کیزوکل ڈرنکر (casual Drinker) بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی کبھی کبھار پینے والا۔ ہمارے بل اس کے لئے مروجہ اصطلاح ہے "سنگت" میں۔ سنگت بہم ہو جانے پر لوگ ہر قسم کا نشہ بھی کرتے ہیں، ہر قسم کی جسمانی عیاشی بھی اور تنگی فلمیں بھی دیکھتے ہیں۔ اکثریت سنگت نہ ملنے پر تنہائی میں یہی عمل جاری رکھتی ہے پھر ایسے فرد میں اور اس فرد میں کوئی فرق نہیں رہتا جو صبح سے چنا شروع کرتا ہے تو شام کر دیتا ہے اور سورج چمپے پینا شروع کرتا ہے تو بھور۔ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں ہی کی تعلیمی قیام گاہوں میں جہاں سپروژن ناکافی ہے اور ہر صورت میں امتحانات میں کامیابی یعنی ٹیلی ویرمن اور ویڈیو کیسٹ چلانے والی مشین 24 گھنٹے چلتی ہیں۔ ان میں نیم برینہ اور برینہ اور بلو فلمیں بھی ہوتی ہیں لیکن ایسا تمام ہوشلوں میں نہیں ہے اور جہاں ہے وہاں بھی چند کمروں تک محدود رہتا ہے ورنہ بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ (ایک انٹرویو پر مبنی)۔

بچوں کا تجسس :- (Suspens of Children)

گھروں میں جہاں نگرانی نہ ہو لڑکیاں بھی مختلف رینگ کی بلو فلمیں چھوٹی عمر کے لڑکے لڑکیوں سے محلے کی دکانوں سے منگواتی رہتی ہیں۔ یہ بچے دکان پر جا کر جو انہیں بتایا گیا، من و عن دکان دار کے سامنے دہرا دیتے ہیں۔ ان بچوں کی ذہنی تربیت میں اتفاق اور تجسس کا بڑا ہاتھ رہتا ہے۔ دکان دار کو ٹرکے نیچے رکھے ہوئے ویڈیو سیٹ پر کیا دیکھ رہا ہے، گھر میں چھپا کر کیا دیکھا جا رہا ہے، اتفاق سے اس پر نظر پڑ سکتی ہے اور تجسس بھی بچے سے ہی کام کروا سکتا ہے۔

21 سالہ نوجوان کی کہانی :-

(Story of 21 years old young man)

میں 21 سال، اس نوجوان مریض نے اپنی پہلی مکمل بو فلم سننے کے بعد اس کی عمر میں دیکھی تھی۔ یہ پہلی فلم اس نے اپنے پیشے کے استاد کی معیت میں دیکھی تھی جس کے ہاں وہ اور اس کے ساتھی لڑکے کام کرتے تھے۔ اس وقت وہ روزانہ 6 یا 8 فلمیں لگاتار دیکھنے کا عادی تھا اور ان کا اہتمام وہ خود کیا کرتا تھا، یعنی کرائے پر ٹیلی ویژن، ویڈیو پیس اور کیسٹ وہ خود لگاتا تھا۔ ان ننگی فلموں کی جو وہ دیکھا کرتا تھا درجہ بندیاں تھیں۔

سنگل ایئرس۔ جیسے ایک نظر آ رہا ہو۔ جسموں کے پار سب کچھ

ڈبل ایئرس۔ مکمل عورت برہنہ اور جنسی فعل کی جزئیات

ٹریپل ایئرس۔ جنس اپنی تمام نوعیت کے ساتھ۔

یہ درجہ بندی اس دور میں ہماری سوسائٹی میں مسلم بے دکان دار بھی اسے پہچانتے ہیں اور عادت کے شکار بھی۔

میں 28 سال ایک دوسرا مریض۔ کسی زمانے میں ایک میڈیکل سٹور کا مالک تھا۔ جب وہ پہلی بار علاج کے لئے آیا تو بے کار تھا۔ وہ دوپہر 2 بجے سے رات کے 8 بجے تک بو فلمیں اکیلا دیکھا کرتا تھا اور اس کے بعد رات کے 2 بجے تک دوستوں کے ساتھ۔ بعد میں جب اس کی شادی ہوئی تو جنس اس کے لئے بیوی کے ساتھ بو فلمیں دیکھنے کے بعد تو ممکن تھی، لیکن جب اس نے اس عادت کو ترک کرنا چاہا اور بغیر برہنہ فلم دیکھے بیوی کی طرف رجوع ہوا، جنسی زوال کا شکار ہو جاتا تھا۔ اس کی بیوی کو غالباً ان بو فلموں سے زیادہ ان بو فلموں میں نظر آنے والی عورتوں سے نفرت محسوس ہوتی تھی اور ایسا ہونا فطرتی رد عمل تھا، کیوں کہ شوہر ان کی تصاویر میں ڈوب کر ہی اس کی طرف مائل ہو سکتا تھا۔ دوسرے ایسا کرنے میں وہ خود اس کا مرتبہ ایک باعزت ہستی سے آ کر ایک لذت فراہم کرنے والی عورت کا کردیتا تھا۔ یہی ان دونوں کے درمیان مستقل گہری ہوتی ہوئی خلیج تھی جس نے اسے علاج تلاش کرنے پر مجبور کیا تھا، اس کے بغیر ان

ظلموں کی ناکامی اور بیوی کا ان کے لیے تضر۔
سگرٹ کے عادی افراد کی طرح نکلی فلمیں پابندی سے دیکھنے والے بھی یہی
سمجھتے ہیں کہ ہم جب چاہیں گے اس عادت کو ترک کر دیں گے، لیکن ترک نہیں کر
سکتے اور ہمیشہ اس دھوکے میں رہتے ہیں کہ کم کر دیا ہے۔

25 سالہ عورت کی کہانی

(Story of 25 years woman)

ج رح، عمر 25 سال عورت۔ اس وقت اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھی جب اس
کے شوہر نے سونے کے کمرے میں نکلی فلمیں دیکھنے کا اہتمام کیا۔ اس کے لئے اس
رات کے بارہ، ایک بجے تک جاگنا پڑتا تھا اور جب یقین ہو جاتا تھا کہ بچے سو گئے
ہیں تو فلمیں پروجیکٹر پر شروع ہوتی تھیں۔ جنہیں دیکھنے کے لیے وہ بیوی کو بھی
مجبور کرتا تھا اور توقع رکھتا تھا کہ بعد میں بیوی بھی وہی تمام عمل دہرائے جو تھوڑی
دیر پہلے سفید دیوار پر دیکھ چکی تھی۔ وہ عورت قصباتی ماحول کی تھی، پڑھی لکھی نہ
تھی، لیکن تھوڑی بہت عبادت گزار تھی۔ آہستہ آہستہ احساس گناہ کا شکار ہوئی کہ
میری آنکھیں بھی اس گناہ میں شریک ہیں۔ ادھر شوہر کو مطمئن کرنے کی صلاحیت وہ
خود میں نہیں پا رہتی تھی۔ ادھر اس کی نیند پوری نہیں ہوتی تھی۔

شوہر اپنی بیوی کی بیماری میں اپنی اس عادت کا ہاتھ دیکھنے سے قاصر تھا اور
بیوی سے برہم کہ اس نے کیوں اپنی نیند گم ہو جانے کی وجہ ان لیٹ ٹائٹ پرائیویٹ
شوہر کو ٹھہرایا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو خود کو مجرم سمجھنے لگتا۔ بعد کے دنوں میں جب
ویڈیوں سسٹم عام ہو گیا تو وہ آواز کو خاموش کر کے سونے سے پہلے ایک یا دو کیسٹ
دیکھ کر سونے لگا۔ ان متحرک تصویروں کا جنہوں نے اس کی بیوی کی نیند کو اجاڑا تھا
اس پر خواب اور اثر ہوتا تھا اور انہیں دیکھے بغیر وہ سو نہیں سکتا تھا۔ غالباً "سر شام
اس پر ان کو دیکھنے کی طلب طاری ہو جاتی تھی جس طرح شرابی شام کی راہ دیکھتے
ہیں کہ کب سورج ڈوبے اور میکدے کی راہ لیں۔ اس عادت کو

چھوڑنے کے لیے اس نے کبھی مدد نہیں چاہی۔ سب شرابی بھی شراب چھوڑنا نہیں چاہتے، نہ سب ایونی، ایون۔

گورنمنٹ ڈرائیور کے حالات

(Circumstances of Govt. Driver)

س 'ا' مرد، عمر 38 سال۔ بلو فلموں کو دیکھتے ہوئے 5 سال ہوئے، ہر ماہ پابندی سے دو بار۔ زیادہ اس لئے نہیں دیکھتا کہ فلم دیکھتے ہوئے ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا خرچہ سینما ہالوں میں پون گھنٹے کی فلم کا دس روپے تھا اور اس کا کہنا تھا کہ سب ہی سینما ہال یہ شو دکھاتے ہیں۔ اس کی فکر مندی یہ تھی کہ بے عزتی ہو جاتی ہے، کیونکہ ساتھی (بے حیائی سے) بلند آواز میں پوچھتے ہیں۔ "اوے کپڑے تے خراب نہیں ہو گئے؟" جس پر اس پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں ایک قہقہہ پڑتا تھا۔ علاج کے لئے آنے کی وہی عام وجہ تھی کہ نکاح کے بعد کیا ہو گا؟ اس کے ہاں بھی صرف جنسی بے عزتی کا تصور تھا، احساس گمراہی نہیں تھا۔

ایک لیکچرار کی حکایت: (Tale of a Lecturer)

ن س، عمر 35 سال یا زیادہ۔ نباتیات کی ایک لیکچرار جس کی شادی کافی دیر سے ہوئی تھی۔ جنس سے وہ شدید طور پر خائف تھی۔ اس کی حالت اس وقت اور بھی غیر ہوئی جب ایک ماہر نفسیات کے مشورے پر اس کے شوہر نے اسے ننگی فلمیں دکھانی شروع کیں۔ غالباً "مفروضہ یہ تھا کہ لذت، خوف پر غالب آ جائے گی اور یہ فیصلہ صرف دو منٹ کے انٹرویو میں کیا گیا تھا" بغیر یہ جانے ہوئے کہ بچپن سے شادی کے وقت تک اس کی تربیت کیسی تھی اسے کن کن چیزوں سے خوف آتا تھا۔ اسے ایسے ماحول میں تو نہیں پالا گیا تھا جو روزمرہ کے ناگہانی تجربات سے بچوں کو جوانی تک آگاہ نہیں ہونے دیتا۔ اس سے مرنے کی خبروں کو چھپایا جاتا ہے، چڑیوں اور سڑک کے جانوروں کو اپنے افعال فطری میں مصروف دیکھنے سے روکا جاتا ہے۔ انٹرویو میں یہ جاننے کی کوشش بھی نہیں کی گئی تھی کہ اسے کوئی

اندرون تکلیف تو نہیں ہے۔

پورے مریض کا دماغی اور جسمانی معائنہ اس عجلت کے دور میں ایک مردہ ضرورت بن چکا ہے۔ وپی (J. Wolpe) نے پرانی فرائیڈین تحلیل نفسی کا جو سلہ ہاسل پر چسپی ہوئی تھی، ذکر کرتے ہوئے ایک عورت کا کیس بیان کیا ہے جسے تکلیف ہوتی تھی اور یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ اس کی وجہ ذہنی رکاوٹ کے سوا کچھ اور نہیں جو اسے خود سپردگی اور اطف لینے سے منع رکھتی تھی۔ یہ بات بہت بعد مریضوں میں زیادہ تر بات کچھ اور ہوتی ہے اور ہر قسم کے معالج، غیر تربیت یافتہ خود کو ماہر نفسیات گردانتے والے اشخاص، عقلی فلمیں دیکھنے اور دکھانے کا مشورہ دیتے ہیں تاکہ بیمار فرد کی، 'ان کی دانست میں سرد مہری (Frigidity) ختم ہو سکے۔ نتیجہ اکثر بلاکت خیز یا توقع کے برعکس ہوتا ہے جیسا کہ ان بیمار نوجوانوں میں دیکھنے میں آیا ہے جو عقلی یا دماغی بیماری کی وجہ سے شب زفاف میں ناکام رہتے ہیں اور ان کے برے باپ تم (انہیں تجربے کے لئے جسم فروش عورتوں کے پاس بھیجتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کوچے کے علوی ہو کر رہ جاتی ہیں۔ عقلی فلموں کا دیکھنا بھی معالجوں اور مفت مشورہ دینے والوں کی وجہ سے ایک علت بن جاتا ہے اور اصلی مسئلہ اپنی جگہ پر جوں کا توں رہتا ہے۔

ف م س 'نوجوان مرد' عمر 21 سال، دسویں پاس۔ آٹھویں کلاس سے برمنہ فلمیں دیکھنی شروع کیں ہیں۔ وہ جو کچھ ان فلموں میں دکھتا تھا، اپنے تخیل میں وہی کچھ انڈین فلموں کی ایکٹریوں سے شادی کر کے ان کے ساتھ دہراتا رہتا تھا۔ انڈین فلم ایکٹریوں کے بارے میں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ وہ اس دور میں اپنے جسم کے اظہار میں پرانے دور کی سنجیدگی سے کلام پر توجہ دینے والی خواتین سے اتنی ہی مختلف ہیں جتنی گہاؤں کی شکار کی تصویر سے بیت الخلاؤں کی پنسل یا کونٹے کے ٹکڑے سے بنائی ہوئی تصویریں۔ ظاہر ہے کہ پرانے دور کی انڈین فلموں میں اس طور نہ سانس نظر آتی ہیں، نہ پیٹ کی جلد کو حرکتیں دیتی اداکارائیں اور نہ اس دور کی سنجیدہ اداکارائیں محبت کے سین میں عملاً "برمنہ ہو جاتی ہیں۔ اس نوجوان کے تخیل کی دنیا میں برمنہ فلموں کے سین ان ایکٹریوں

پر منطبق ہو جاتے تھے جن کے سونے کا کمر اقلیم میں خاص و عام کے لئے بے دیوار ہوتا ہے۔

جنسی مسائل کے علاج میں ماسٹریشن اور رات کا اخراج مریضوں کو بہ تسانی سمجھایا جاسکتا ہے۔ انانٹی کی تصویروں اور فزیو لوجی کے اصولوں کی مدد سے وہ سے اپنی استعداد بھر سمجھ بھی لیتے ہیں۔ چنانچہ ان کی پریشانی اور مایوسی کم ہو جاتی ہے اور وہ اپنی زندگی میں معمولی مناسب تبدیلیاں بھی پیدا کر سکتے ہیں، لیکن باقی چار جنسی برائیوں کا تدارک مشکل ہوتا ہے، کیوں کہ اس میں کسی فرد کی پوری زندگی کو دخل ہوتا ہے۔ اس کی فکر کی نچ کیا ہے، خواہشات کیا ہیں، مقصد حیات کیا ہے اور زندگی میں مذہب کی اخلاقیات کا کیا مقام ہے۔ ان میں شادی سے باہر کی جنس شامل ہے، اپنی ہی جنس وانوں سے رغبت عمل شامل ہے، چوپایوں سے کام چلانا اور ننگی فلمیں دیکھنا شامل ہے، ان اطوار میں تا وقتیکہ فرد خود ہی خواہش مند نہ ہو، تبدیلی مشکل ہی سے نائی جاسکتی ہے اور وہ وقت کے ساتھ ساتھ پیشین کی صورت اختیار کر جاتے ہیں، یعنی وہ عمل جو آدمی نہ چاہتے ہوئے بھی کرتا ہے اور بار بار کرتا ہے سگت اور نشہ ان عادات کو برقرار رکھنے میں بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔

فلم دیکھنے والوں کا کردار ہے۔

ننگی فلموں کو پابندی سے دیکھنے والوں کا کردار بالعموم وہ ہوتا ہے جو ہمہ وقت جنسی لذت کا جو یا رہتا ہے۔ وہ جنس مخالف کا پیچھا کرتا ہے، انہیں گھورتا ہے، ان کے جسم کو کسی بہانے سے چھوتا ہے۔ اس کے اپنے حلقے میں جنسی گفتگو اور ایف دوسرے سے جنسی مذاق کا راج رہتا ہے اور خود پر مسلط کئے ہوئے اس بیجان کے تحت فرد خود کو بار بار ختم کرنے پر مجبور رہتا ہے۔ ایسے کردار کی نیند بھی اس کی دن کی زندگی سے مختلف نہیں ہوتی اور عام فرد کی نسبت اس کے خواب میں بھی اچھے واقعات و مناظر اور صحت مند فکریں کم ہوتی ہیں اور جنس زیادہ۔

ایسے افراد کے پاس سانس جنسی تصاویر کا لین دین بھی ہوتا رہتا ہے اور

متحرک فلموں کا بھی۔ اس کے شکار موٹر گیراجوں میں کام کرنے والے قہل کے
دبوں سے بھرے کپڑے منے والے لڑکے بھی ہوتے ہیں اور اعلیٰ عمدوں پر قانز
اجلے کپڑے پہننے والے بھی۔

فلم کے اثرات (Effect of Film)

صحیح جنسی رغبت محض ساتھی کے نزدیک اور رضامند ہونے پر ایک وقت
کے بعد خود بخود پیدا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس بلو فلمیں دیکھنے والوں کی جنس کی
تیاری کے لیے بھی ساتھی کا موجود ہونا نا کافی ہوتا ہے۔ یعنی آمادہ ہونا۔ اگر ایک
دلہیز ہے تو عام صحیح افکار انسانوں کی زندگی میں وہ دلہیز اتنی نیچی ہوتی ہے کہ بہ آسانی
پار کی جا سکتی ہے۔ محض ساتھی کی موجودگی 'زردگی' وہ گرم سانسوں کا ایک ساتھ
آنا کافی ہوتا ہے 'بلو فلمیں دیکھنے والوں کا زندگی میں ان کی خود بلند کردہ جنسی طور
سے مہمیز ہونے کی دلہیز اتنی اونچی ہوتی ہے کہ اسے پار کرنے کے لیے بیک وقت کئی
کئی برہنہ جسموں کا ایک ساتھ نظر آنا ضروری ہو جاتا ہے اور ان کی باہم وہ حرکات
جن کے لیے انسان کا جسم اور اعضا نہیں بنے ہیں۔

دوسرا اثر بلو فلموں کے سال ہا سال کے ملاحظہ کا یہ ہے کہ وہ جسم کو ایسی
ڈسپوزیبل سرج بنا دیتا ہے جسے اس کے پیکٹ پر چھپی ہوئی ہدایت کے برخلاف ابالا
گیا ہو 'وہ مڑ کر رہ گئی ہو' استعمال کے وقت سیدھی نہ ہو سکے اور اس میں سے
دوا فوراً ہی بہ نکلے یعنی سینما ہالوں 'ریستورانوں' گھروں اور طاقتوں میں ان
فلموں کو دیکھتے ہوئے جسم میں بغیر تبدیلی کے آئے خارج ہو جانے کی عادت پیدا ہو
جاتی ہے۔

تیسرا اہم اثر جنسی زندگی پر ان فلموں کا یہ ہے کہ عام سیدھے سادے بے
گبڑے انسانوں کے برعکس جن کا ازدواجی اختلاط ان کے لئے مطمئن کرنے والا ہوتا
ہے 'بلو فلموں کے مارے ہوؤں کو اس میں وہ اشتعال نہیں ملتا ہے جو ان فلموں میں
دکھایا جاتا ہے اور جسے بہم پہنچانے کی سکت ایک عام خاتون خانہ میں نہیں ہوتی ہے
اور یوں (بالعموم) یہ مرد اپنی بیویوں سے نامطمئن رہتے ہیں اور آسودگی نفس

کے دوسرے طریقے ڈھونڈتے ہیں۔

ایک چوتھی شکایت جو یہ مریض کرتے ہیں وہ پروسٹیٹکٹو سچارج، یعنی پیشاب کی نالی کے دہانے پر آب نما ایک قطرے کا ہمہ وقت موجود رہنا۔ اس کی وجہ ان کے جاگنے کے ہر گھنٹے میں جنسی اشتعال رہنا ہے۔ جس کے محرکات عورتوں کا پیچھا کرنا، ان پر بے ہودہ فقرے کسنا، بے ہودہ جنسی اشارے، تاک جھانک بالخصوص غسل خانوں میں، جسم کے موقع ملتے ہی خواتین اور اطفال سے مس کرنا، برہنہ فلمیں دن رات دیکھنا، بے حرکت جنسی تصاویر کو سینوں سے لگائے رکھنا، جنسی لطائف کا بیان اور ایسی کتابوں کا پڑھنا ہیں جن میں کہانی صرف اس لیے ہوتی ہے کہ اس کے ہر فقرے اور واقعے سے کوئی جنسی تفصیل یوں لٹکائی جاسکے جیسے وہ کپڑا ٹانگنے کے ہک ہوں اور ان واقعات کی اپنی کوئی حیثیت نہ ہو۔

برہنہ فلموں کو دیکھنے کی عادت یا کوئی بھی جنسی بے راہ روی خال خال ہی اپنی جگہ واحد برائی ہوتی ہے۔ بالعموم دوسری برائیاں اس کی ہم رکاب ہوتی ہیں جن میں نشہ آور اشیاء کا استعمال، وقت کی فراوانی، زندگی میں ذمے داری کا نہ ہونا، مفت کا پیسا جو اپنا بھی ہو سکتا ہے اور چوری چکاری کا بھی، جنسی مزدوری کرنے والی عورتوں اور بچوں، بچیوں کی سماج میں موجودگی اور اخلاقی اقدار سے دوری سب ہی شامل ہیں۔ ایسے نوجوانوں کا خود کو احساس محرومی کا شکار کرنا وغیرہ، وہ لیبل ہیں جو وہ خود پر لگا لیتے ہیں۔ اس طرح جو بچا کھچا ضمیر ہوتا ہے، وہ اس کی ایذا رسانی سے محفوظ رہتا ہے۔

خاتمہ ممکن نہیں :- (End is Impossible)

اس صورت حل کا سدباب ممکن نہیں۔ نہ بیت الخلاؤں میں لیکروں کی تصویریں بنانے والوں کے ہاتھ پکڑے جاسکتے ہیں نہ برینہ فلموں کے بنانے بیچنے والوں کے ہاتھوں پر ہرے بھائے جاسکتے ہیں۔ بیت الخلا کے مصوروں کے ہاتھ میں موقع اور قلم نہ دیکھے۔ "ان کی صلاحیت کو بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ وقت اور پیسے کا صحیح حصول اور مصنف سوسائٹی کے از سر تاپا ہر فرد میں پیدا کر دیکھے۔ نہ بہ فہمیں رہیں نہ ن میں ہمارے کرنے والے بچے، جانور اور انسان۔ یہ کاروبار تقدیر سے مرجائے گا۔ لیکن اس کو نیا کسے کہ انسان کی تعمیر میں ایک صورت خرابی نہ منظم ہے۔ وہ پھر برائی کی راہیں ڈھونڈنے لگے۔

الحوالہ میرے تحقیقی تجزیات عیاں ہیں)

دعا - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Prayer, Sunnah and Modern Science)

دعا کی قبولیت کے لئے ہمیشہ حلال طریقے سے کمائی ہوئی آمدنی اپنے استعمال میں لائے۔ (منہاج المسلمین) (مسلم کتاب الزکوٰۃ)

اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب سمجھے اور اس سے براہ راست مانگے۔ (البقرہ القرآن)

دعا کرتے وقت یہ یقین رکھے کہ دعا ضرور قبول ہوگی۔ (المومن القرآن)

دعا گڑبگڑا کر چپکے چپکے کرے۔ (الاعراف القرآن)

دعا حضور قلب سے کرے۔ اگر حضور قلب نہ ہو تو دعا قبول نہ ہوگی۔ (ترمذی - حاکم - منہاج المسلمین)

خوشحالی کے زمانہ میں کثرت سے دعا کرے تاکہ مصیبت کے زمانے میں دعا جلد قبول ہو۔ (ترمذی - حاکم - منہاج المسلمین)

اللہ تعالیٰ سے دعا ضرور کرتا رہے اگر دعا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ (ترمذی - منہاج المسلمین)

موت کی دعا نہ کرے۔ (بخاری مسلم - منہاج المسلمین)

دعا عبثوت ہے لہذا دعا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ مانگے۔ (احمد - ترمذی - منہاج المسلمین)

دعا ○ عبادت کا جوہر

(Prayer 'Extract of Divine)

دنیا سمجھ و چمن کی جگہ نہیں بلکہ تکلیف اور مشقت کی جگہ ہے ہمیں اس دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں ملے گا جس کی زندگی آرام و سکون سے پر ہو انسان کی زندگی میں ایسے نازک دور بھی آتے ہیں جب اسے کسی کی ادا اور اعانت کی ضرورت پیش آتی ہے اور اسے اس بھری دنیا میں کوئی ایسی طاقت نظر نہیں آتی جو اس مشکلات کو حل کر سکے۔ اسی حالت میں انسان کا دل دماغ ہاتھ پاؤں غرض جسم کا روالا دوالا اس پروردگار عالم کو پکارتا ہے جس کی بلا شہادت کائنات اور عالم کے گوشے گوشے پر ہے اور جس نے اپنے انبیاء کے ذریعے ہمیں ایک ایسا انمول ہیرا دیا ہے کہ جس کی قدر و منزلت کا ٹھکانا ہی نہیں اور وہ ہیرا "دعا" ہے۔

دعا مومن کا ہتھیار ہے:

(Prayer, Weapon of Momin)

طبرانی کی حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے۔ "دعا مومن کا ہتھیار ہے۔" کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مومن کی مراد ظاہر میں پوری نہیں ہوتی کیونکہ مومن کو اس آزمائش سے اس کے گناہوں کو مٹانا چاہتا ہے یہی چیز اس کے حق میں اچھی ہے کیونکہ اس کی دعا قبول کر کے اس کی معیبتوں کو دور کرنا اس کے حق میں نامناسب ہے ایسے وقت کچے ایمان والے ڈنوا ڈول ہو جاتے ہیں کہ خدا نے ہماری فریاد نہیں سنی۔ اسی طرح ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظاہر میں کافروں کی دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ معاذ اللہ ان کے جھوٹے معبود ان کی حاجتیں پوری کرتے ہیں بلکہ اس بے ایمان کے لئے اللہ کی طرف سے ایک ڈھیل دی گئی ہے جیسا کہ قرآن حکیم فرماتا ہے:-

میں انہیں ڈھیل دیتا ہوں اور میری تدبیر سے کوئی بچ کر نکلنے والا نہیں۔

مومن کی دانائی:

(Wisdom of Momin)

پس مومن کو بڑی دانائی اور ہوشیاری سے کام لینا چاہئے اور اس بات کو یاد رکھنا چاہئے کہ دنیا کے کارخانے میں اس کے لئے طرح طرح کے دکھ قسم قسم کی پریشائیاں اور وضع وضع کی تکلیفیں ڈھالی جارہی ہیں تاکہ وہ گناہوں سے پاک ہو جائے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:-

”جسے اللہ تعالیٰ بہت بھلائیاں دینا چاہتا ہے اس پر مصیبتیں بھیجتا ہے۔“
قرآن میں ہے۔

”تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔“
یعنی مسلمان کو حکم کیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ہی دعا کرے اور اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں اس کا ثواب دوں گا۔

تذی میں ہے ”دعا عبلوت کا جوہر ہے۔“ ایک اور جگہ تذی میں ہے اللہ کے نزدیک دعا کی بڑی قدر و قیمت ہے کیونکہ دعا عبلوت کا جوہر اور اس کا خلاصہ اور فرمانبردار بندہ اللہ کا محبوب ہوتا ہے اور محبوب کی قدر ہر جگہ ہوتی ہے۔ ایک اور جگہ تذی میں ہے ”جو آدمی اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ پاک اس پر غضب ناک ہو جاتا ہے کیونکہ دعا نہ کرنا تکبر اور غرور کی علامت ہے۔“

تذی میں ہے۔ ”تمہارا پروردگار بڑا غیرت والا اور بڑی عزت والا ہے جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھاتا ہے تو اسے خلی ہاتھ لوٹتے ہوئے شرم آتی ہے۔“

دعا کی شرائط:

(Condition's to Prayer)

دعا کی چند شرائط ہیں۔

☆ پہلی شرط توحید و اتہاء سنت۔ انسان جس قدر بھی سنت کا اتباع کرے گا اسی قدر اس کی دعا مستجاب ہوگی۔

☆ دوسری شرط اخلاص ہے۔ یعنی سچے اور صاف دل سے دعا کی جائے محض دکھوانا نہ لیا جائے۔

☆ دعا کی تیسری شرط حلال مل ہے۔ جب آدمی کا کھانا پینا اور لباس حلال مل کا ہو گا تو اس کی دعا ضرور اثر کرے گی۔

☆ چوتھی شرط بھی جھوٹ نہ ہونا ہے۔ کیونکہ جھوٹ بونے والا منافق ہے اور منافق ریاکار اور ریاکار مشرک اور مشرک کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (تیلین اُر اللہ چاہے)۔

☆ پانچویں شرط ہے کہ وہ دعا جس میں گناہ اور قطع رحمی کا شائبہ ہو قبول نہیں ہوتی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ”جب تک بندہ گناہ اور قطع رحمی کی دعا نہ چھوڑے گا اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔“

☆ چھٹی شرط جلدی نہ کرنا ہے۔ بہت سے لوگ دعا کرتے ہیں اور اس کا فوری اثر چاہتے ہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

☆ ساتویں شرط ممکنات کی دعا کرنا ہے یعنی دعا تو وہی قبول کی جائے گی جو ممکن ہوگی اگرچہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے لیکن وہ اپنے قانون کے خلاف نہیں کرتا۔

دعا کے آداب:

دعا کے آداب یہ ہیں۔

☆ انسان بلا وضو ہو۔ طہرائی کی ایک روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

نے فرمایا جس نے صحیح وضو کیا پھر دو رکعتیں نماز پڑھیں پھر اپنے رب سے دعا کی تو اس کی دعا قبول کی جائے گی خواہ جلدی اثر ہو یا دیر میں۔

☆ دعا کرتے وقت رخ قبلہ کی طرف ہو۔

☆ جب آپ قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ جائیں تو اپنی تمام تر توجہ اپنی دعا پر جمائیجئے۔ اس بات کا دھیان رکھئے کہ توجہ بننے نہ پائے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”یاد رکھو اللہ پاک غافل اور لہو و لعب والے دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔“

☆ دعا مسلسل کرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ انسان اس سے منگے جائے۔

☆ دعا مانگتے وقت خوب روؤ۔ جتنا رویا جائے۔ گڑ گڑا کر مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی کمی نہیں ارشاد ہوتا ہے۔ ”لوگو مردو اور عورتو! اپنے پروردگار سے گڑ گڑا گڑا کر اور چپکے چپکے دعا کرو۔“

☆ دعا کرتے وقت پہلے اپنے پروردگار کی خوب تعریف کرو۔ جس قدر ہو سکے اس کی پاکی اور عظمت کے پیارے بول بولو اور دعا کے آخر میں بھی تعریف بیان کرو۔

☆ دعا کے اول و آخر دو رکعت شریف پڑھنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی اور آسمانوں میں معلق رہتی ہے۔

☆ دعا مانگتے وقت ہتھیلیوں کا رخ منہ کی طرف کر لو اور دونوں ہاتھوں کو ملا لو حدیث میں بھی ہے کہ اللہ پاک کو خالی ہاتھ لوٹاتے ہوئے شرم آتی ہے۔

☆ دعا کے الفاظ بار بار پڑھنے چاہئیں کیونکہ سرکار رسالت ﷺ جب دعا فرماتے تھے تو تین مرتبہ دعا کے الفاظ دہراتے تھے۔

☆ جس چیز کی ضرورت ہو صرف اللہ تعالیٰ سے ہی مانگے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ”ہر شخص اپنی ہر

ضرورت صرف اپنے رب سے منگتے یہاں تک کہ اگر اس کے جوتے اُسے
تسہ بھی نوٹ جائے تو وہ بھی اپنے رب سے منگے۔

☆ دعا ختم ہو جانے کے بعد آمین کہنا چاہئے۔ آمین کے معنی ہیں اے
اللہ میری دعا قبول فرمائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ
آمین اللہ پاک کی مومن بندوں پر ایک مہر ہے۔

☆ دعا کرنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لو۔

☆ دعا کسی ایسے مقام پر مانگی جائے جہاں سکون اور اطمینان قلب نصیب
ہو یہی وجہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا کو عبلوت کے
لئے مخصوص کیا تھا۔

☆ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ پاک کے خوبصورت ناموں سے دعائیں مانگا
کر۔ پیارے پیارے نام اللہ ہی کے ہیں تم ان سے دعائیں مانگا کرو۔

☆ دعا پورے بھروسے کے ساتھ مانگو یعنی رکھ کہ تمہارا دعا ضرور پورا
ہو گا۔

☆ اگر کوئی اللہ سے اپنے لئے دعا مانگ رہا ہے تو یہ نہ کہے کہ یہ چیز اے
اللہ مجھے مل جائے اور فلاں کو نہ ملے۔

☆ دعا میں خیانت نہیں کرنی چاہئے۔ یعنی نہ صرف اپنے لئے بلکہ تمام
مسلمانوں اور عالم اسلام کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

مقامات قبولیت:

(Places of Acceptance)

یوں تو ہر جگہ دعا قبول ہو جاتی ہے مگر چند مقامات ایسے ہیں جہاں بہت
جلد دعا قبول ہو جاتی ہے۔

☆ بیت اللہ شریف۔ (ترمذی) کیونکہ یہاں کی ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں
کے برابر ہوتی ہے۔

☆ بیت المقدس۔ (ابوداؤد) یہاں ایک نسی پچاس ہزار نیکیوں کے برابر ہے۔

☆ مسجد نبوی۔ حضور اکرم ﷺ کے روضہ مبارک اور منبر کے درمیان ریاض الجنۃ۔ جنت کا باغیچہ ہے جہاں ایک دعا پچاس ہزار دعاؤں کے ہم پلہ ہوتی ہے۔

یہ تینوں مساجد وہ مقدس ترین مقلات ہیں جہاں بڑے بڑے عظیم المرتبت اور الوالعزم انبیاء نے نمازیں پڑھیں اور دعائیں مانگی ہیں اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مقلات پر دعائے مانگنے سے جلد قبول ہو جاتی ہے۔

رکن و مقام ابراہیم کے درمیان بیت اللہ کے اندر صفا و مروہ پر میدان سعی، میدان عرفات، مزدلفہ، منی، عقب مقام ابراہیم۔

تمام شب جمعہ، آدھی رات کے بعد، شب قدر اذان و اقامت کے درمیان، جہاں میں صف بندی کے وقت، فرض نمازوں کے بعد، سجدے میں، عرفہ کے دن، رمضان میں انظار کے وقت بارش میں، سحری کے بعد مظلومیت کے وقت آب زم زم پیتے وقت۔

(بحوالہ جوہر دعا)

اس ضمن میں جدید سائنسی رسرچ ملاحظہ فرمائیں۔

دعا اور علاج

(Prayer and Cure)

دعا بندہ کا اپنے خالق سے براہ راست مکالمہ ہے۔ جدید ماہرین نفسیات دعا کی معالجاتی اہمیت سے آگاہ ہو رہے ہیں۔ احساس گناہ جو کہ تشویش، خوف اور ڈپریشن کا موجب ہو سکتا ہے اس کو فرد کے ذہن سے نکل پھینکنے میں دعا بحیثیت آلہ علاج بہت اہمیت کی حامل ہے۔ بقول ولیم جیمز ”دعا خارجی ماحول میں کوئی تبدیلی پیدا کر سکے یا نہ مگر باطن میں تبدیلی یقیناً ہوتی ہے“ مذہب کے اندر یہ

یقین واثق ہے کہ جو نتائج کسی اور طریقے (طبی طریقے) سے پیدا نہیں ہو سکتے وہ دعا سے پیدا ہو سکتے ہیں (نفسیات واردات روہانی) بقول فریڈرک مائزر ”میرے لئے یہ ایک امر واقعہ ہے کہ ہمارے اردگرد ایک روحانی عالم ہے اور اس روحانی عالم کا ملوی عالم سے حقیقی رابطہ ہے، ملوی عالم کا قیام اسی روحانی عالم کی بدولت ہے۔ ہماری باطنی قوت کا ماخذ بھی یہی روحانی عالم ہے۔ جس طرح جسم عالم ملوی سے غذا حاصل کرتا ہے باطن روحانی عالم سے فیض یاب ہوتا ہے۔ دعا اس کیفیت نفس کا ماخذ ہے جس سے باطن روحانی قوت کو جذب کرتا ہے مگر اس عمل کی پوری ماہیت ہم پر واضح نہیں عمل ضرور ہوتا ہے مگر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے ہوتا ہے نتائج ہمارے سامنے واضح ہوتے ہیں تو ہم، تسلیم کر لیتے ہیں کہ جو کچھ ہمیں مطلوب تھا وہاں بدولت وہ ہمیں مل گیا۔ اس طرح یقین کی قوت ہمیں حاصل ہوتی ہے جس سے ہم میں مسائل کا مقابلہ کرنے کی ہمت پیدا ہو جاتی ہے۔ ہدایت الہی کے شعور کے ساتھ ہر چیز کی نسبت انسان کا زاویہ نگاہ بدل جاتا ہے۔ مسائل کے حل کرنے کے متعلق کامیاب طریقہ کار اس کے ذہن میں نقش ہو جاتا ہے جسے بروئے کار لا کر وہ اپنے مقاصد حاصل کر لیتا ہے مگر سائنس جس طرح یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ گلے کے تھنوں (Glands) میں دودھ کیسے پیدا ہوتا ہے اسی طرح وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ دعا سے خیالات اور کیفیات کس طرح بدل جاتی ہیں۔

جب ہم سب چیزوں کو نور الہی سے دیکھنے لگتے ہیں اور ہر شے کو مشیت الہی سے وابستہ کر کے سوچتے ہیں تو ہر بات ہمارے لئے بلند معنی کی حامل ہو جاتی ہے، جس طرح ایک پھول کو دیکھ کر عام شخص ایک شاعر کے احساس کا سا احساس پیدا نہیں کر سکتا اسی طرح ہر شخص چیزوں کی ماہیت کو اس نظر سے محسوس نہیں کر سکتا جس طرح اہل ایمان، حامل تقویٰ محسوس کر سکتا ہے۔ ایک ہی کتاب پڑھنے والا ہر شخص اس کتاب سے مختلف بصیرت حاصل کرتا ہے بقول ایک دانشور کتاب کو بھی علم ہے کہ اسے کون پڑھ رہا ہے اور اسے کیا فیض عنایت کرنا ہے ہر شخص کو اس کے ظرف کے مطابق فیض ملتا ہے۔

عقائد کی اہمیت

(Importance of Fundamental articles of faith)

ہمارے ملک کے ایک نامور شاعر منیر نیازی کے بقول ”میں سندر بن کے جنگلوں میں گیا تو وہاں درختوں سے ہمکلام ہونے سے میرے باطن میں عجب خوشگوار احساس پیدا ہوا جو کہ میرے دیگر ساتھیوں کو محسوس نہیں ہوا“ یہ حقیقت واضح ہے کہ ایک ہی ماحول میں ہر فرد کے تجربات و احساسات مختلف ہو سکتے ہیں۔ ذہن کی یہ کیفیت فرد کے عقائد کے تابع ہوتی ہے۔ عقائد فرد کے وقوف، احساسات اور فکر کو اس طرح متاثر کرتے ہیں کہ فرد کے جذبات بھی مختلف باطنی کیفیات کو پیدا کرتے ہیں۔ جو کہ خارجی ماحول اور مادی اجسام میں تبدیلی لانے کا موجب بنتی ہیں۔ جو عقیدہ دعا کے نتیجہ میں مادی جسم یا خارجی ماحول میں مطلوبہ تبدیلی کا سبب بناتا ہے اس کے مطابق خدا تعالیٰ کو واحد، لا شریک، بے نیاز اور مسبب الاسباب تسلیم کرنا ہے۔ اس عقیدہ کے عملی اظہار کے لئے ضروری ہے کہ فرد صبر اور تقویٰ اختیار کرے۔ پرہیزگار اور مومن بنے۔ کیونکہ روحانی زندگی محض فکر و مطالعہ نہیں بلکہ ایک عملی تجربہ حیات ہے۔ روحانی زندگی کا مقصود خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرنا اور اس راہ سے انسانی فلاح میں کوشاں ہونا ہے۔ یہ محض طرز فکر نہیں بلکہ انداز عمل ہے۔

جب فرد کو خیر ازلی کے سوا اور کسی چیز کی خواہش نہ رہے جو کچھ چاہے خدا کے لئے چاہے تو اس کو اعلیٰ ترین مسرت، راحت، سلامتی اور اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔

امیٹیشن کے الفاظ

(Words of Imitation)

اگر فرد "امیٹیشن آف کرائٹ" کے الفاظ کی عملی تصویر بن کر خدا تعالیٰ کے حضور دعا گو ہو تو ممکن ہے خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجائے اور اپنے بندہ کو نواز دے۔ بقول امیٹیشن "اے خدا تو جانتا ہے کہ بہترین بت کیا ہے جو کچھ تیری مرضی ہے اس کے مطابق کر جو کچھ چاہے دے اور جب چاہے دے میری بابت جو تیرا بتی چاہتا ہے کر اور وہی کر جو تیری عظمت اور شان کے مطابق ہے جہاں تیرا بتی چاہے وہیں مجھے رکھ دے اور تمام امور میں میرے بعد اپنی مرضی برت جہاں تیرا قرب ہو وہاں خرابی کماں ہو سکتی ہے تیرے لئے اگر میں مفلس ہو جاؤں تو یہ اس سے بہت ہے کہ میں تیرے بغیر دولت مند بنوں۔ میں تیرے ساتھ اس زمین پر پھرنے کو تیرے بغیر جنت میں رہنے پر ترجیح دیتا ہوں جہاں تو ہے وہیں اصل جنت ہے اور جہاں تو نہیں ہے وہیں موت اور جہنم ہے۔"

ایک جرمن عورت کے احساسات

(Feelings of a German Woman)

ایک جرمن عورت اپنی سوانح میں لکھتی ہے "میں سمندر کے کنارے تنہا بیٹھی تھی کہ نفس کو وسیع کرنے والے اور زندگی میں موافقت اور ہم آہنگی پیدا کرنے والے خیالات دل میں موجزن ہونے لگے۔ میں نے بے بس ہو کر بحر بے پایاں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے جو ہستی لا محدود کا مظہر ہے۔ میری روح دعا میں مشغول ہوئی اور زندگی میں پہلی مرتبہ دعا کی ماہیت مجھ پر منکشف ہوئی اور میں نے محسوس کیا کہ دعا انفرادیت کی تمنائی سے ہستی کل کی وحدت کے شعور کی طرف عود کر آنے کا نام ہے۔"

لیڈ بیٹر کے خیالات

(Ideas of Lead Beter)

عام طور پر دعا سے مراد وہ کلمات لئے جاتے ہیں جو ایک فرد اپنے سماجی، معاشی، طبی اور روحانی مسائل کے حل میں مدد مانگتے ہوئے اپنے رب کے حضور ادا کرتا ہے۔ لیڈ بیٹر (Invisible Helpers. p.4) رقمطراز ہے ”دعا کیا ہے؟ کاسمک ورلڈ میں قوت کے خزانوں کا منہ کھول دینا، یہ ایک زبردست ذہنی و جذباتی جدوجہد ہے اور اس دنیا میں جو ایک نظام کے تحت چل رہی ہے ہر کوشش کا کوئی نہ کوئی صلہ ہوتا ہے یہاں نتائج اعمال سے یوں بندھے ہوئے ہیں کہ انہیں جدا کرنا ممکن نہیں۔ یہی یورپی عسوفی ایک اور مقام پر کہتا ہے ”گداز میں ڈوبی ہوئی ہر آواز کا جواب فوراً آتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو لوگ کائنات کو مردہ سمجھنے لگیں۔ دعا اور قبولیت ایک اسکے کے دو رخ ہیں۔ قبولیت اسی طرح دعا کا دوسرا رخ ہے جس طرح نتیجہ سبب کا (The Masters and the Path p.23) (آر ڈبلیو ٹرائن R.W.Trine) کے بقول ہر خیال ایک لہر ہے جو دماغ سے نکلنے کے بعد موزوں صلہ لے کر واپس آتی ہے۔ (In Tune the Infinite p.81) قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے کہ اول اپنی غلطی کا اعتراف کیا جائے دوئم تمہ دل سے اضطراب کے ساتھ توبہ کی جائے یعنی کہ اس غلطی کو آئندہ نہ دہرانے کا مصمم ارادہ کیا جائے اور اپنے کردار میں اخلاقی و سماجی لحاظ سے مثبت تبدیلی لائی جائے نیز توحید و رسالت پر ایمان کو پختہ کیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ

(Command of Allah Almighty)

قرآن مجید میں ارشاد ہے (ہمارے سوا) وہ کون ہے جو بے قرار کی پکار کا جواب دے (نمل)

اللہ تعالیٰ مہربان ہے اور رحم کرنے والا ہے اس نے اپنے بندہ سے فرمایا ہے کہ رحمتوں سے ناامید ہونا گناہ ہے۔

اللہ کی ذات و صفات کا اقرار:

اللہ تعالیٰ کے وجود کا اظہار ہی اس کی صفات اور رحمتوں کی وجہ سے ہوتا ہے اگر ہم اس کی رحمتوں کا شکر نہیں بجالاتے تو اس سے مراد یہ ہوگا کہ حقیقتاً ہم اس کے وجود کو تسلیم کرنے سے انکاری ہیں اگرچہ لوگ زبان سے توحید کا اقرار کرتے ہیں مگر عمل سے اس اقرار کا اظہار نہیں ہوتا تو دراصل یہ بھی انکار کا ہی ایک پہلو ہے ہمیں چاہئے کہ اگر ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں تو زبان اور دل سے اقرار کریں اور اپنے عمل سے اس اقرار کا اظہار کریں اگر ہم اسے مہربان تسلیم کرتے ہیں تو اس امر پر یقین کرنا ہوگا کہ سچے دل سے کی ہوئی توبہ اور بے قراری سے مانگی ہوئی دعا وہ ہر صورت میں قبول فرماتا ہے۔ البتہ یہ حقیقت ذہن میں رہنی چاہئے کہ قبول کی ہوئی دعا پر عمل در آمد اللہ تعالیٰ بندہ کے مغلو کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض اوقات فوری کرتا ہے، بعض اوقات کچھ عرصہ بعد کرتا ہے اور بعض اوقات اس دعا کا صلہ آخرت کے لئے محفوظ کر لیتا ہے۔ اگر ہمارے مسائل حل نہیں ہو پاتے تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی بلکہ بعض اوقات خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو آزماتا ہے کہ اس کا بندہ کتنا صابر اور شاکر ہے نیز اس کا ایمان تقویٰ کتنا پختہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے ”سمندر میں پہاڑوں جیسے جہاز اللہ کی علامات ہیں“ اگر اللہ چاہے تو ہوا کو روک کر جہازوں کو سطح بحر پر

ساکن کر دے، اس میں صابر و شاکر انسان کے لئے کچھ اسباق موجود ہیں اور یا مسافروں کو ان کے اعمال بد کی پاداش میں غرق کر دے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اکثر لوگوں کو معاف کر دیتا ہے (شوری -)

ہماری اس زندگی کی نیا کاکھیون ہاں اللہ ہے کہ وہ حالات کے طوفانوں سے خوب باخبر ہے انسان اس پر بھروسہ کرے تو منزل مقصود بڑی آسانی سے حاصل ہو سکتی ہے مگر انسان اپنی کوشش کا نتیجہ خدا پر چھوڑنے کی بجائے اس کی رحمت کی امید رکھنے کی بجائے خود ہی اپنے نفس کی خواہشات کے پیش نظر اخذ کرنے کی کوشش کرتا ہے نصیحتاً "جب وہ نتائج اس کی توقع کے برعکس نکلتے ہیں تو وہ پریشان ہو جاتا ہے اور پھر سکون کے لئے مارا مارا پھرتا ہے۔

مارکیس ایلیس کے الفاظ:

اگر انسان پہلے ہی اپنی خواہشات کو خدا تعالیٰ کی رضا کے تابع کرتے ہوئے کہتا "بقول مارکیس ایلیس" "اے رب جو کچھ تجھے پسند ہے وہ مجھے بھی پسند ہے تیرے ہر عمل میں میری بہتری ہی ہے" تو اس صورت میں اسے پریشانی نہ اٹھانا پڑتی۔

قرآن حکیم کے ارشادات

(Instructions of Quran Hakim)

قرآن حکیم میں ارشاد ہے "جو لوگ ہم سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ہم انہیں بلندی کی راہیں دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ نیک لوگوں کا ساتھ دیتا ہے" (29-49)

جب ہم بیمار پڑتے ہیں یا کسی پریشانی و نقصان سے دو چار ہوتے ہیں تو اس کی وجہ کسی طبعی، اخلاقی یا روحانی قانون و اصول کی خلاف ورزی ہوتی ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے "نافرمانوں پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی

مصیبت ہمیشہ نوتی رہتی ہے۔ ”مگر اپنے نیک بندوں کے متعلق قرآن مجید میں فرماتا ہے ”ہم نے انسان کے آگے اور پیچھے محافظ مقرر کر رکھے ہیں جو اسے ہمارا اشارہ پا کر ہر مصیبت سے بچلتے ہیں (رعد 11) ایک اور جگہ ارشاد ہے ”طلوع آفتاب سے پہلے، غروب کے بعد، دوران شب اور دن کے دونوں کناروں پر اللہ کو یاد کیا کرو تاکہ تمہیں مسرت حاصل ہو۔“ (45 - 131)

مگر افسوس ہے کہ ہمیں دنیا اس قدر عزیز ہے کہ اس کی یاد سے غفلت برتتے ہوئے نہ صرف دنیا کے کاموں میں مگن ہیں بلکہ اس کے بندوں کے حقوق بھی سلب کرنے سے نہیں ڈرتے۔ دنیا ہلکانا منع نہیں ہے بلکہ حلال رزق حاصل کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ بھرنا باعث ثواب ہے اور رزق سے غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرنا باعث نجات ہے۔ مگر اللہ کے طریقوں کو ترک کر دینا، کمانے میں مگن رہنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، غفلت اور گناہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”تمہاری ہر مصیبت تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے“ قرآن مجید میں ارشاد ہے ”یہ مل و اسباب متلع و زینت دنیا ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر اور پائیدار ہے“ مگر انسان کو شاید یقین نہیں کہ یہ دنیا عارضی ہے اور ہمیشہ کی زندگی موت کے بعد ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انسان سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتا ہے ”اگلی زندگی ہی اصلی زندگی ہے“ (29 - 64) قرآن مجید میں مزید ارشاد ہے ”جو لوگ اللہ کو اپنا آقا تسلیم کرنے کے بعد اس راہ پر جم جاتے ہیں۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ڈرو مت، نہ غم کھاؤ اور اپنی موجودہ جنت کے حصول پر خوشیاں مناؤ، ہم اس زندگی، نیز اگلی زندگی میں تمہارے دوست رہیں گے اور جو چاہو گے وہاں مل جائے گا (حم سجدہ 29 - 30)

ایک اور جگہ ارشاد ہے ”پاکیزہ اعمال ایمانداروں کو ہم آسودہ زندگی اور عمدہ انجام کی بشارت دیتے ہیں۔“ (13 - 9)

دعا کا تجویز کی شکل بنانا (یعنی حل)

جب ہم مصیبت میں مبتلا ہونے کے بعد نیاز و گداز میں ڈوب کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو ہمارے اندرونی جذبات کی قوت، ایمانی قوت کاسمک ورلڈ میں زبردست لہریں پیدا کرتی ہے جب یہ لہریں فیض رساں طاقتوں سے نکراتی ہیں تو انہیں بے قرار کر دیتی ہیں تو وہ ہماری مدد کرنے کے لئے ہمارے دماغ سے نکلا کر ایک ایسی تجویز کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ جس پر عمل پیرا ہونے سے ساری تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ مثلاً "جب ہم بیمار ہو جاتے ہیں تو ہمیں تشویش لاحق ہو جاتی ہے کہ کیا کریں، کس طرح اس تکلیف سے نجات پائیں۔ ہماری قوت فیصلہ کمزور ہو جاتی ہے اور ہم راہنمائی کے طالب ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے اپنے علم میں کوئی معقول معالج یا نسخہ یا طریقہ ایسا آتا ہے کہ جس کی وجہ سے ہمیں تکلیف سے نجات مل جاتی ہے یہ سب ہمارے لئے مسبب الاسباب خدا تعالیٰ نے ہی پیدا کیا، اس لئے ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے ہمیں صحت دی و دیگر ہم یہ کہیں کہ فلاں ڈاکٹر یا نسخہ سے ہمیں شفا ہو گئی یہ خیال شرک ہے۔ شفا صرف خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارا یہی ایمان ہونا چاہئے اور بیماری اور تکلیف میں اسی سے رجوع کرنا چاہئے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے "اے ایمان والو اللہ کے سامنے جھکو، سجدے میں کرو۔ اس کی عبادت کرو اور نیکی کو اپنا شعار بنا لو" تاکہ تمہیں فلاح و کامرانی حاصل ہو" (-)

ایک اور جگہ ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کو ہر الجھن سے کامیاب بنا کر نکالتا ہے انہیں نہ کوئی دکھ ستا سکتا ہے اور نہ پریشانی" (-) مزید ارشاد ہے وہ ایمان دار جو اپنے ایمان میں گناہ کو داخل نہیں ہونے دیتے وہ امن و سکون اور ہدایت کی نعمت سے بہرہ ور ہوں گے۔

اللہ کی مدد

(Help of Allah Almighty)

نیک کی بدولت ہم کائنات کی ان طاقتوں سے رابطہ پیدا کر لیتے ہیں جو رحم و احسان کا سرچشمہ ہیں۔ ایمان ایک زبردست طاقت ہے جب ہم اس طاقت سے فیض رسانی طاقت کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو وہ ہماری مدد کرتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے ”جو لوگ اللہ کو رب تسلیم کرنے کے بعد سیدھی راہ پر جم جاتے ہیں وہ ہر قسم کے خوف و طلال سے بچے رہتے ہیں۔ (13 - 64)

ٹرائن کا تجزیہ

(Analysis of Trine)

بقول ٹرائن (In Tune with the Infinite, P.134) صحیح خدا پرستی ہی ہی دانش ہے، جس شخص کو یہ دانش حاصل ہے اور وہ خدا و لو طاقتوں کا صحیح استعمال جانتا ہے اس پر یہ عظیم کائنات اپنے خزانوں کے منہ کھول دیتی ہے اور وہ حسب طلب پاتا ہے۔

* اگرچہ اللہ تعالیٰ اپنے ہر بندے کی دعا قبول فرماتا ہے مگر دعا کی قبولیت کا تعلق بندہ کے کردار (Character) سے بہت گہرا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے ”اللہ ایمانداروں کی دعائیں سنتا اور ان پر زیادہ نوازش کرتا ہے“ (26 - 42) مزید ارشاد ہے ”ہم نیک اور ایمانداروں کے دکھ درد یقیناً دور کر دیں گے“ (7 - 29) ایک اور جگہ ارشاد ہے ”میں (نوح) نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے گناہوں کی معافی مانگو کہ وہ بخشنے والا ہے اس کے بعد وہ تمہاری کھیتوں پر چھما چھم بارشیں برسائے گا۔ مل و اولاد سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں بلذات و انہار کا مالک بنا دے گا (71 - 12)

دعا کے نفسیاتی پہلو

(Psychological aspects of Prayer)

دعا ذہنی صحت کو بہتر کرنے میں بہت اہم کردار کی حامل ہے خاص کر ڈپریشن (یاسیت) اور تشویش کے علاج میں بہت موثر آلہ علاج ہے۔ دعا کس طرح ذہنی بیماریوں میں معالجاتی اثرات مرتب کرتی ہے۔ آئیے ان پہلوؤں کا تجزیہ کریں۔

تکلیف دہ جذبات کا اظہار :- (Catharsis)

ایک فرد جب اللہ تعالیٰ کے حضور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق و مالک تسلیم کرتا ہے اس کا تکبر انکساری میں ڈھل جاتا ہے اور وہ اس کے حضور معصوم بن کر عرض کرتا ہے کہ اے خدا میں بہت گناہ گار ہوں۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی اس کے تحت الشعور میں موجود گناہوں اور غفلتوں کے تمام واقعات شعور کی اسکرین پر منکشف ہوتے ہیں جو کہ اس کے لئے بہت تکلیف دہ ہوتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی گرفت کا خوف اس پر طاری ہوتا ہے اس خوف کی وجہ سے بعض اوقات فرد کی آنکھوں سے آنسو بھی بننے لگتے ہیں۔ عام حالات میں فرد ان تکلیف دہ واقعات کو شعور میں لانا برداشت نہیں کر سکتا مگر خدا تعالیٰ اس کے باطن سے اس سے بھی زیادہ باخبر ہے۔ لہذا وہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی کا درخواست گزار ہوتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے بننے والے آنسو اور دل سے نکلنے والی آہیں اس کے دکھ و درد کو کم کر دیتی ہیں۔ نفسیات کی زبان میں اس عمل کو (Catharsis) کہتے ہیں جو کہ فرائڈین تحلیل نفسی کے مطابق نفسیاتی مسائل کے حل میں معالجاتی اثرات کا حامل ہے۔

کردار کی تبدیلی:

(Change of Character)

دعا کرتے وقت فرد اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اعتراف کرتا ہے اور آئندہ
اپنی غلطیوں کو نہ دہرانے کا عہد کرتا ہے جس کے نتیجے میں اس کے کردار
(Behaviour) میں مثبت اور مستقل تبدیلی کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔

امید:

(Hope)

فرد اللہ تعالیٰ کے حضور دعا اس لئے مانگتا ہے کہ وہ یقین، اثق رکھتا ہے
کہ وہی اس کے مسائل کو حل کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور وہ اس کے مسائل
حل کرے گا اس طرح وہ مستقبل میں اپنے مسائل کے حل ہونے کی امید باندھ
لیتا ہے اور اپنی تشویش اور یاسیت پر قابو پالیتا ہے۔

ارتکاز توجہ:

(Concentration)

مریضوں کے علاج کے دوران دعا کو میں نے جہاں تشویش یا یاسیت اور
احساس گناہ کے علاج کے لئے استعمال کیا ہے وہاں اسے ارتکاز توجہ و ذہنی انتشار
کے علاج میں مفید پایا ہے۔ جب کوئی فرد خدا تعالیٰ کے حضور دعا مانگتا ہے تو وہ خود
کو خدا تعالیٰ کے حضور حاضر سمجھتا ہے لہذا اس حالت میں عرض حل کے علاوہ کوئی
اور خیال اس کے ذہن میں آتا ہی نہیں اس طرح ذہن میں انتشار پیدا کرنے
والے خیالات خود بخود آنا ختم ہو جاتے ہیں اس سلسلے میں اپنے مریضوں کو
نشوع و خضوع سے دعا مانگنے کی تجویز دیتا ہوں۔

تجزیہ ذات:

(Self Analysis)

دعا مانگنے کے دوران فرد اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں کا تجزیہ کرتا ہے جہاں اسے اپنے مثبت کردار سے آگہی ہوتی ہے وہاں اسے غلطیوں اور منفی کردار نیز اس سے اٹھائے جانے والے نقصان کا بھی احساس ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں اس کے اندر بصیرت پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے مسائل کے حل کے لئے مثبت طرز عمل اپناتا ہے۔ فرد اپنے مسائل سے گھبرانے کی بجائے قوت ارادی سے کام لیتے ہوئے انہیں حل کرنے کے لئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتا ہے۔

تسکین کا حصول:

(Satisfaciton)

دعا مانگنے سے بندہ کے اندر یقین محکم پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اپنے مسائل کے حل کے لئے کی جانے والی کوششوں کے نتائج کو نہ صرف خدا پر چھوڑ دیتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے مثبت نتائج کی امید لگا لیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں اسے مکمل تسکین و مسرت کا احساس ہوتا ہے یہی ذہنی حالت معالج کے معالجاتی کردار کا مقصد ہوتی ہے لہذا دعا ایک ایسا آلہ ہے جس کا استعمال مریض کو مایوس ہونے سے بچائے رکھتا ہے۔

(بحوالہ نفسیاتی علاج اور انکا جدید طریقہ علاج)

صحبتِ صلح - سنتِ نبویؐ اور جدید سائنس

(Good Company - Sunnah and Modern Science)

☆ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے آپؐ نے فرمایا کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ تم میں ہر ایک غور کرے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔ (رواہ اللام احمد)

☆ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اچھی مجلس اور بری مجلس کی مثل خوشبو والے اور بھٹی میں پھونک مارنے والے کی طرح ہے۔ خوشبو والا یا تھبے عطا کرے گا یا تو اس سے خرید لے گا یا تھبے اس سے اچھی خوشبو آئے گی۔ اور بھٹی میں پھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلانے گا یا تھبے اس سے بدبو آئے گی۔ (بخاری)

☆ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کے علاوہ کسی کو دوست نہ بناؤ اور متقی کے علاوہ کسی کو کھانا نہ کھاؤ۔ (لام احمد - ابوداؤد - ترمذی)

☆ آپؐ نے فرمایا کہ جو بخار کے ارد گرد ہوتا ہے ہو سکتا ہے وہ اس میں جلا ہو جائے۔ (متفق علیہ)

مقولہ مشہور ہے کہ ”دوست کھینچ لے جاتا ہے“

ایک شاعر کہتا ہے کہ آدمی سے سوال نہ کرو بلکہ اس کے دوست سے پوچھو، کیونکہ دوست اپنے دوست کی تقلید کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ برا دوست اپنے دوست کو اپنے جیسا بنا لیتا ہے۔ جس نے نمازیوں سے دوستی کی وہ نمازی بن گیا اور جس نے بلو شاہوں سے دوستی کی وہ بلو شاہ بن گیا اور کتب اللہ میں بہت سے ایسی آیات موجود ہیں جن میں دنیا اور آخرت میں بری مجلس (بری صحبت) کے انجام کو بندوں پر واضح کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے مختلف عذابات - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Different Punishments of Allah due to
Disobey Sunnah and Modern Science)

پانچ چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگو:

(Take Shelter from five things)

- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ”
اے مہاجرین و انصار پانچ چیزوں میں مبتلا ہونے سے بچو۔“
- 1- جب کسی قوم میں بے حیائی عام اور اعلانیہ ہونے لگے تو ان میں
طاعون اور ایسی بیماریاں پھیلتی ہیں جو پہلے کبھی نہ تھیں۔
 - 2- اور جب لوگ نپ تول میں کمی کرنے لگتے ہیں تو قحط میں اور بلاشلہ
کے ظلم و ستم اور کئی طرح کی سختیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔
 - 3- جب لوگ زکوٰۃ روک لیتے ہیں تو آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے
اگر چوپائے وغیرہ دیگر مخلوق نہ ہوتی تو کبھی بارش نہ ہوتی۔
 - 4- جب لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد کو توڑتے ہیں
تو ان پر اللہ تعالیٰ غیر اقوام کے دشمن مسلط کر دیتے ہیں۔
 - 5- اور جب حکام کتاب اللہ کے احکام چھوڑ بیٹھتے ہیں تو ان میں باہم
اختلاف اور لڑائی ڈال دی جاتی ہے۔

امریکہ میں حوادث:

(Accidents in America)

امریکہ میں اس سال چند ایسے حوادث پیش آئے ہیں جو ہم سب کے لئے

باعث عبرت ہیں۔

Mississippi River میں ہر سال سیلاب آتا ہے۔ پانی کا زیادہ سے زیادہ اخراج ڈیڑھ لاکھ کیوسک تک پہنچتا ہے۔ اس سال سیلاب آیا تو پانی کا اخراج ساڑھے سات لاکھ کیوسک تک پہنچ گیا۔ جتنے پل اور ڈیم بنے ہوئے تھے پانی ان کے نیچے کی بجائے اوپر سے گزرنے لگا۔ سات ریاستیں زیر آب آگئیں۔ 30 بلین ڈالر کا نقصان ہوا حتیٰ کہ امریکی صدر نے ٹی وی پر اپنی تقریر میں کہا کہ چھوٹے والوں کو دعا کرنی چاہئے کہ یہ مصیبت دور ہو جائے۔ تقدیر کے سامنے تدبیر نے گھٹنے ٹیک دیئے۔

اللہ اکبر

ریاست ٹیکساس میں ٹارنیڈو آیا جس کی طاقت 10 ٹائیسٹروجن بموں سے زیادہ تھی۔ اس نے مکانوں کی چھتوں کو اڑا کر رکھ دیا۔ کاروں کو اٹھا کر پھینچ دیا۔ چند محلوں میں خوبصورت آبوئیاں کھنڈرات میں تبدیل ہو گئیں۔ کئی بلین ڈالر کا نقصان ہوا۔ سپر پاور قدرت الہی کا منہ دیکھتی رہ گئی۔ اللہ اکبر

ریاست کیلیفورنیا کے شہر لاس اینجلس میں تاریخ کا عبرتناک زلزلہ جنوری 1994ء کو رات 4 بجے آیا۔ یہ سترہ جنوری کی وہی رات ہے جب سپر پاور نے بغداد کے مقدس مقلات پر بم گرائے تھے۔ زلزلے کی تفصیلات عجیب ہیں۔

وقت سے پہلے زلزلے کی اطلاع پانے والے آلات خاموش رہے چونکہ زلزلے کا Epi-Centre سطح زمین سے 9 کلومیٹر نیچے تھا۔ انجینئرنگ کے نقطہ نظر سے اس زلزلے کی In ten thousand Fault Probability one تھی۔ انجینئر مطمئن تھے کہ یہ زلزلہ کبھی نہیں آئے گا۔ جب آگیا تو آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ سپر پاور کی ٹیکنالوجی دھری کی دھری رہ گئی۔ اللہ اکبر۔

زلزلے کا Amplitude سات سے زیادہ تھا۔ 45 سیکنڈ کا وقت

یوں لگتا تھا کہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ سوئے ہوئے لوگ بستروں سے گیند کی طرح اچھل کر نیچے آگرے۔

عجیب بات تو یہ ہے کہ پرائیویٹ پراپرٹی کا نقصان کم ہوا اور سرکاری املاک کا نقصان زیادہ خاص طور پر وہ عمارتیں جنہیں امریکی قانون کے تحت Life Long ڈیزائن پر تعمیر کیا جاتا ہے تاکہ بری سے بری Condition میں بھی ٹھیک رہیں۔ جیسے ہسپتال، پولیس اسٹیشن، فائر بریگیڈ اسٹیشن، ہائی وے کے پل وغیرہ۔ انہیں عمارتوں کو زیادہ نقصان پہنچا فقیر نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ دو دو میٹر چوڑے ستون تنکوں کی طرح ٹوٹے پڑے تھے۔ ہائی وے کے پل سو فٹ کی بلندی سے یوں نیچے جا گرے جیسے بچہ Candy کو دور پھینک دیتا ہے۔ سرکاری نقصان کا اندازہ بلین ڈالر ہوا۔ یہ اتنی ہی رقم ہے جو کویت کی جنگ میں امریکہ نے کمائی۔ ایک ہی جھٹکے میں حساب برابر ہو گیا۔ اللہ اکبر

ریاست کیلیفورنیا میں اب بھی 8 سے 10 Live faults موجود ہیں۔ ان میں سے ایک Big one کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کسی وقت بھی آسکتا ہے اس کا سنٹر، سطح زمین سے چند میٹر نیچے ہے لہذا نقصان کا اندیشہ بے حد و حساب ہے۔ انجینئرز کا Estimate بتاتا ہے کہ اگر Big one آگیا تو ہلی ووڈ کے لوکاروں اور ہم جنس پرستوں کی یہ آبلوی کا ٹکڑا زمین سے کٹ کر سمند میں ڈوب جائے گا۔ قرآن شہد ہے کہ چھلی نافرمان قوموں پر بھی اسی طرح کے اچانک عذاب آئے۔

فقیر نے لاس اینجلس شہر کے چوراہوں پر کئی کئی میٹر لمبے چوڑے Metallic Board دیکھے جن پر OH GOD لکھا ہوا تھا۔ پوچھنے پر بتایا گیا کہ امریکی انتظامیہ کے ایما پر یہ بینرز لگائے گئے تاکہ لوگ دعا کریں تاکہ Big one نہ آئے۔ اللہ اللہ

عبرت:

(Admonition)

ہمارے لئے عبرت کا سبق سیکھنے کا وقت ہے۔ جب سپرپلور اپنے پروردگار کے سامنے صفرپلور بن جائے تو پھر ہمیں اپنے رب کے سامنے کتنی عاجزی کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ بھی سمجھ لیں کہ اگر وہی پروردگار ہماری مدد کرے تو سپرپلور ہمارا تو ہل بھی بیکا نہیں کر سکتی۔ یہی بات قرآن میں چودہ سو سال پہلے کہہ دی گئی۔ **اليوم ينس الذين كفروا من دينكم فلا تخشوهم** وانشوہنی امید ہے جماعت کے احباب ان حالات و واقعات سے عبرت حاصل کریں گے۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ جو شخص دوسروں کے حالات سے عبرت حاصل نہیں کرتا لوگ اس کے واقعات سے عبرت پکڑتے ہیں۔ عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے۔

(بحوالہ خطوط نقشبندی)

غم کے وقت آنسو بہانا۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Tears on Sorrow - Sunnah and Modern Science)

سرور کائنات ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ اسی طرح آپ کے نواسے ابن زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ پوچھا گیا۔ یا رسول اللہؐ یہ کیا؟ فرمایا یہ رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھ دی ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے انہیں بندوں پر رحم فرماتا ہے جو رحم کرنے والے ہیں۔

(آداب زندگی)

☆ ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ عدالت سے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ اس شخص کے قتل کے بعد اس کی بیٹی نوحہ کرتی ہوئی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ خدمت میں پہنچ گئی۔ اس کا نوحہ سن کر حضور اکرم ﷺ بھی رونے لگے۔ صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رونے پر تعجب ہوا تو آپ نے فرمایا۔ ”یہ رونا محمد بن عبد اللہ کا فعل ہے اور مجرم کو قتل کرانا محمد رسول اللہ کا فعل تھا۔“

حضرت اسلمہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے آپ کی خدمت میں خبر بھیجی کہ میرا بیٹا مرنے کے قریب ہے، آپ تشریف لائیے۔ آپ نے جواب میں سلام کہلوا یا در پیغام بھجوایا کہ بے شک جو کچھ لے وہ اسی کا ہے اور جو کچھ دے وہ بھی اسی کا ہے، اور ہر چیز کے لئے اس کے یہاں وقت مقرر ہے، لہذا صبر کرنا چاہئے اور ثواب کی پختہ امید رکھیں۔ آپ کی صاحبزادی نے دوبارہ قسم دیکر پیغام بھیجا کہ ضرور ہی تشریف لائیں۔ آپ روانہ ہوئے اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت اور دیگر چند حضرات تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو بچہ آپ کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ جو جان کنی کے

عالم میں تھا۔ بچہ کی حالت خود دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعد بن عبلوہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! یہ کیا بات ہے (آپ رو رہے ہیں) آپ نے فرمایا یہ رونا اس صفت رحمت کی وجہ سے ہے جو اللہ پاک نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے۔ (بخاری - مسلم)

حضرت داؤد علیہ السلام کا رونا:

(Weeping of Hazrat Dawood (Alah-e-Salam))

ہمارے اسلاف زیادہ دانش مند تھے۔ پیغمبر اپنی لولاد کی موت پر رونے کو نبوت کے وقار کے منافی نہیں سمجھتے تھے۔ داؤد علیہ السلام خدا کے حضور میں بے تحاشا روتے تھے، فرمایا کرتے تھے، ”میرا سر آنسوؤں سے لبریز اور میری آنکھیں آنسوؤں کا فوارہ ہیں۔“

بزرگ کا قول: (Saying of Saint)

ایک بزرگ کا قول ہے ”یقیناً“ ہم کو رونے کی اجازت ہے۔ خدا اگر یہ پسند فرماتا اور کھل کھلا کر بے تحاشا ہنسنے کو پسند کرتا ہے پیغمبر اسلام کے جب اپنے بیٹے کی رحلت پر آنسو نکل پڑے تو لوگوں نے حیرت سے پوچھا آپ بھی روتے ہیں تو فرمایا! ”غم کے وقت آنسوؤں کا نکلنا ایک قدرتی امر ہے۔“

صحت کے لئے مضر

سخت صدمے کے باوجود نہ رونا:

تجییز و تکفین کے موقع پر ہر شخص اس کی تعریف میں رطب اللسان تھا کہ

وہ سخت صدمے کے باوجود آنسو بہا کر تماشا نہیں بنی ہوئی تھی اور اپنے جذبات کی رو میں بہہ نہیں رہی تھی۔ وہ اپنے ایسے شوہر کی موت کے سانحے پر اپنے آپ کو قابو میں رکھے ہوئے تھی جس کے ساتھ اس نے چھ سال تک شادمانی اور عیش اور ایسی بے پایاں محبت کے ساتھ زندگی بسر کی جس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ وہ بھری جوانی میں بیوہ ہو گئی تھی اور اپنے تین چھوٹے بچوں کو رنج و غم اور صدمے سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنے طوفانِ غم کو بڑے صبر و ضبط کے ساتھ روکے ہوئے تھی۔

تین ماہ گزر جانے کے بعد میں نے اس کو سہارا دینے کی کوشش کی۔ وہ اندرونی غم سے گھلی جا رہی تھی اور اپنی صحت کو تباہ کر رہی تھی۔ ایسے موقع پر مبدائے فیاض نے انسان کو بابرکت آنسوؤں کی جو علاجی نعمت عطا فرمائی ہے اس سے غم نصیب نے اپنے آپ کو اس لئے محروم کر لیا تھا کہ معاشرہ غم کے موقع پر آنسو بہانے سے نفرت کرتا ہے۔ اس رسم و رواج کی کیا اصل ہے جو رونے کو ایک شرم ناک کمزوری قرار دیتا ہے۔ ایسے موقع پر جذبات کی روانی کو روکنے کے میں بڑے اندوہ ناک نتائج دیکھے ہیں۔

ایک دوست کی کہانی: (Story of a Friend)

آنسو بہانا ایک ناشائستہ فعل قرار دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے میرے ایک دوست نے اپنی پندرہ سال کی بیٹی کی موت کی حقیقت کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ اس کی بیٹی کی موت پر لوگوں نے کہا، ”اس کو رونے مت دو“۔ قبرستان میں اس کے دوستوں نے کہا، ”اس کو رونے نہ دو“۔ نعش قبر میں اتارتے وقت لوگوں نے اس کو اپنی بیٹی کا چہرہ دیکھنے سے باز رکھا کہ کہیں وہ رونے نہ لگے۔ اس کو اس ہستی کے چہرے کو دیکھنے سے روکا گیا جس کی زندگی کا واحد کردار یہ تھا کہ وہ اپنے ابو کو مسکراتا ہوا رکھے۔

اس قدغن کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے کمرے کو ٹھیک اسی حالت میں

رکھے ہوئے ہے جس حالت میں وہ اس کی زندگی میں تھا۔

المیہ:

(Tragedy)

ہمارے معاشرے کا ایک المیہ یہ ہے کہ ہم قدرت کے اندملی طریقے کو کمزوری پر محمول کرتے ہیں اور ہنسنے کو دل کا مرہم سمجھتے ہیں حالانکہ کھل کھلا کر ہنسنا اور ہنسنے چلے جانا دل کو افسردہ کرتا ہے اور رونا دل کی غیر معمولی حدت کو توڑتا ہے۔ آخر یہ کہاں کی دانش مندی ہے کہ انسان کی فطرت کے معصوم جذبے پر پابندی عائد کی جائے۔ رونا اہل محبت کے دل کی آگ کو بجھاتا، دل کو تسکین دیتا اور اس کی آب یاری کرتا ہے۔ جذبات کے گرم گرم آنسو محبت اور ہمدردی کے بے ریا اور پر خلوص ترجمان ہوتے ہیں۔ احساسات کا گلا گھونٹنے پر مجھ کو ایک طنزیہ کلموت یاد آتی ہے بیٹھنا کھڑے ہونے سے بہتر ہے اور لیٹ جانا بیٹھے ہوئے ہونے سے بہتر ہے اور سب سے بہتر مر جانا ہے۔ فطری گریہ مسکن قلب بلکہ فرحت بخش ہوتا ہے۔ مسرت کے موقع پر آنسوؤں کا نکل آنا بھی فطری بات ہے۔ ایسے موقع پر چہرہ خوشی سے دکنے لگتا ہے۔ آنسو محبت کا آئینہ ہیں۔

موت کے شعور سے بے گانہ ہونا انسان کا عزیز ترین مقصد نہیں ہونا چاہیے۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ عقل کا تعلق جذبات کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا لباس کا جسم کے ساتھ۔ لباس کے بغیر ہم شائستہ زندگی نہیں گزار سکتے۔ صدے کے وقت واویلا کرنا اور مچلنا البتہ ناشائستہ اور بے ہودہ بات ہے، مگر آنسو بہانے میں عین فطرت ہے اور فطرت کی خلاف ورزی نہ صرف نقصان رساں ہے بلکہ گستاخی اور ڈھشائی ہے۔ جذبات کی فطری اظہار پر پابندی فطرت کی توہین ہے۔ جوہر انسانیت کی بلندی اور عرفان نفس کی آب یاری نہیں ہو سکتی، اگر بشر کی آنکھوں میں آنسوؤں کا آب حیات نہ ہو۔ مجھے اس اعتراف میں کوئی شرم یا باک نہیں کہ جب میں فطرت پر ظلم کرنے والوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے رونا آجاتا ہے۔

(ہمدرد صحت)

آنسو بہانا سنت نبویؐ - کیا فوائد ہیں؟

رونے سے اللہ تعالیٰ راضی اور اس کا حبیب حضرت محمد ﷺ راضی۔ جہنم کی آگ بجھ گئی جنت کی ٹکٹ مل گئی اگر یہ رونا اللہ تعالیٰ کے خوف اور محبت میں ہو۔ اس ضمن میں جدید تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

جدید سائنسی تحقیق :-

رونے کا اتنا فائدہ ہے کہ اگر سب کو پتہ چل جائے تو لوگ کام چھوڑ کا رونا شروع کر دیں رونے سے آنکھوں کی بیماریاں ختم ہوتی ہیں اور گناہ بخشے جاتے ہیں یہ حقیقت ہے کہ ہنسنے والے کی بجائے رونے والا ہر ایک کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ ہم میں سے بہت کم لوگ رونے کی افادیت سے آگاہ ہیں اگر اس مفید عمل کے فوائد پتہ چل جائیں تو لوگ سارے کام چھوڑ کا رونا شروع کر دیں ایک بھارتی اخبار کی تحقیق کے مطابق رونے سے آنکھوں کی بے شمار بیماریاں جاتی رہتی ہیں رونے سے بڑے سے بڑے گناہ کی بخشش ہو جاتی ہے بے شمار نہ پوری ہونے والی خواہش رو دھو کر پوری کرالی جاتی ہیں یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ہنسنے والوں پر لوگ توجہ نہیں دیتے لیکن رونے والا ہر ایک کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے خدا کے متلاشی گوشہ تنہائی میں رو رو کر کائنات کے بڑے بڑے راز پالیتے ہیں آدم اور حوا جنت سے نکلے تو ہر وقت کا رونا ہی ان کی معافی کا باعث بنا۔ روٹھے محبوب کو منانے کے لئے بھی آنسو کامیاب گر ہے اور سچ تو یہ ہے کہ رونا ایک امید کا نام ہے اور امید پر دنیا قائم ہے۔

جاپان کی بغیر کھاؤ، کیمیکل کے کینو کی مانگ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Demand of Orange in Japan Without using

fertilizer and Chemical Sunnah and Modern Science

دور نبویؐ میں حقیقی اور فطری غذا استعمال کی جاتی تھی۔ اور ہم مصنوعی
غذائیں استعمال کر رہے ہیں۔ لیکن عقلمند اور سمجھ دار یورپ پھر سے اس حقیقی غذا
کی طرف لوٹ رہا ہے۔

پاکستان کے ایک بڑے زمیندار جن کے وسیع کینو کے باغات ہیں انہوں
نے بتایا کہ جاپان کی ایک بہت بڑی فرم نے اس بات کی ڈیمانڈ کی کہ ہمیں ایسے
کینو درکار ہیں۔ جن پر کیمیکل سپرے اور کھلا استعمال نہ ہوئی ہو۔ ایسی قدرتی کھلا
کے استعمال شدہ ہوں (یعنی جانوروں کے فضلہ جلت) کیونکہ کیمیکلز سپرے اور
مصنوعی کھلا سے وٹامنز ختم ہو جاتے ہیں۔ جبکہ قدرتی کھلا کے استعمال سے پھل
میں بھرپور غذائیت اور وٹامنز پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ زمیندار مزید فرمانے لگے کہ
ہمارے پاس ایک مشین ہے جس میں بے ضرر (Antiseptic) محلول ہے اس کا
سپرے ہم پھلوں پر کر دیتے ہیں۔ جس سے وہ محفوظ ہو جاتے ہیں۔

بچوں کے لئے لوری - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Lullaby for Children - Sunnah and Modern Science)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی بہن حضرت شیماء یہ لوری
کہا کرتی تھیں۔

ہذا نیس
آخ من
لی کنسل
لم ابی
تلدہ و
امی عمی

اللهم آئمة فيما تنيمي

(حضور اکرمؐ کی سیاسی زندگی - ڈاکٹر حمید اللہ)

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی ماہرانہ رپورٹ:

(Report of world health Organization)

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی ریسرچ کے مطابق نوری نہ صرف نیند لاتی ہے بلکہ بچے کا مستقبل بھی سنوارتی ہے۔ جو بچے ماں کی شفقت اور قربت کے سائے میں نیند لیتے ہیں وہ اکیلے سونے والے بچوں کے مقابلے میں بڑے ہو کر سلجھے ہوئے اور ذہین انسان بنتے ہیں۔ ماں کے ساتھ سونے والا بچہ خود کو زیادہ محفوظ خیال کرتا ہے اس کے بغیر یعنی ماں کے بغیر سونے والے بچے احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں جبکہ ماں کے ساتھ سونے والے بچے خود اعتماد اور نڈر ہوتے ہیں۔
(بحوالہ میڈیکل سروے - امریکہ)

بچوں کی کثرت - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Excess of Childern - Sunnah and Mod. Science)

حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔
ایسی عورت سے نکاح کرو جو محبت کرنے والی ہو، اور بچے جننے والی ہو۔ (اگر وہ بیوہ ہے تو پہلے نکاح سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اگر کنواری ہے تو اس کی تندرستی سے اور اس کے خاندان کی نکاح کی ہوئی عورتوں سے اس کا اندازہ ہو سکتا ہے)
کیونکہ میں تمہاری کثرت سے اور امتوں پر فخر کروں گا۔ (کہ میری امت اتنی زیادہ ہے)

(ابوداؤد - نسائی - حیات المسلمین)

ہمارے ساتھ فرانس میں ایک صاحب چل رہے تھے۔ ہم جرمنی میں گئے

تو ہمارے ساتھ تھے۔ کیونکہ سفر کے اخراجات زیادہ تھے اور ہمیں احساس ہوا کہ اس کی جیب اجازت نہیں دے گی ہم نے اس سے کہا کہ آپ فرانس واپس چلے جائیں کیونکہ آپ کے سات بچے ہیں۔ بیوی ہے ان کی ضروریات زندگی کے لئے کچھ سامان ضروری ہے۔ وہ صاحب فوراً کہنے لگے مجھے اس کی قطعی فکر نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے حکومت کی طرف سے بچوں کے اخراجات، تعلیم، کتابیں اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے باقاعدہ خصوصی امداد ملتی ہے اور جس کے جتنے بچے زیادہ ہوتے اتنا فنڈ بڑھتا جائے گا۔ (حوالہ فرانس سے جرمنی تک)

کیا کم بچوں کی آواز کا نعرہ صرف مسلمانوں کے لئے ہے یا ایشیائی ملکوں کے لئے ہے؟ یورپ نے کم بچوں کی تحریک پر زور دیا۔ آخر کار ان کی نسل کم ہونا شروع ہو گئی۔ بلٹر کے یہ الفاظ ”بچے بڑھاؤ“ فوج بناؤ“ اٹھائیوں کو بھگاؤ“۔

کمر کاورد، ایک شخص کی داستان سنت نبوی اور جدید سائنس

(Back ach, Story tale of Man)

Sunnah and Modern Science

چٹائی، فرش اور سخت جگہ سونا سنت نبوی ہے۔ ایک صاحب کہنے لگے کہ مجھے کمر کا شدید درد تھا۔ علاج کرایا لیکن افادہ نہ ہوا۔ کسی نے مجھے فرش پر سونے کا مشورہ دیا میں نے جب سے فرش پر سونا شروع کیا ہے میرا درد ختم ہو گیا ہے۔
(راوی)

رات کا کھانا، ایک شخص کی داستان سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Dinner, Tale of Person -

Sunnah and Modern Science)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کا کھانا بھی تناول فرمایا کرتے تھے، اگرچہ کھجور کے چند دانے ہی کیوں نہ ہو۔ فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کا چھوڑ دینا بدھلے کو لاتا ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، اسوہ رسول)

میرے پاس ایک صاحب آئے، کہنے لگے کہ میں نے رات کا کھانا کھانا چھوڑ دیا اور خلی پیٹ ہی سو جاتا۔ اس سے میں دل کا مریض بن گیا اور اب تک مسلسل زیر علاج ہوں۔

سور کے گوشت سے یورپ کا منع سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Prohibition of Europe from Swino flesh

Sunnah and Modern Science)

لیاقت علی شاہ صاحب فرماتے لگے کہ میرے انگلینڈ کے تجربات میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ اب یورپ کے ڈاکٹر سور کے گوشت کے استعمال سے سختی سے منع کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس سے گرووں کے امراض (Kidney disease) بہت زیادہ ہو رہے ہیں۔

مزید بتایا کہ اب جگہ جگہ ہاتھ کے ساتھ لکھا ہوا ہے کہ ”اپنے ہاتھوں کو دھو لیں“ اور اب وہ ہاتھوں کو کھانے سے قبل دھونا ضروری خیال کر رہے ہیں۔

اسلام میں میانہ روی - سختی سے منع سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Moderation in Islam - Prohibition with
sternityg Sunnah and Modern Science)

- نبی ﷺ نے فرمایا سیدھے سلوے رہو، میانہ روی اختیار کرو اور ہشاش رہو۔ (المسکوۃ)
- ایک بار آپؐ نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے دو بیٹوں کا سہارا لئے ہوئے ان کے بیچ میں گھسٹتے ہوئے جا رہا ہے۔ آپؐ نے پوچھا اس بوڑھے کا کیا ہوا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بیت اللہ تک پیدل جانے کی نذر ملنی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ بے نیاز ہے۔ یہ بوڑھا خود کو عذاب میں مبتلا کرے اور اس بوڑھے کو حکم دیا کہ سوار ہو کر اپنا سفر پورا کرو۔ (لوب المفرد)
- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے اتنا ہی عمل کرو جتنا کر سکنے کی تمہارے اندر طاقت ہو۔ اس لئے کہ اللہ نہیں آگاتا یہاں تک کہ تم ہی آگتا جاؤ۔ (بخاری)
- حضرت ابو قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوئے جبکہ آپؐ خطبہ دے رہے تھے۔ حضرت ابو قیس دھوپ میں کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے حکم دیا تو سائے کی طرف ہٹ گئے۔ (لوب المفرد)

اس بارے میں جدید ماہرین کی آراء پر مشتمل سائنسی تحقیق book
Annal Besaint's ملاحظہ فرمائیں۔

اپنی بے سینٹ کی کتاب:

(Anni Besaint's Book)

اسلام کی میانہ روی، اعتدال انسانی طرز زندگی پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے۔ انسان کی طبیعت میں موجود طمع و حرص اسے بعض اوقات اپنے جسم سے کہیں زیادہ کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ اور جب کچھ لمحے کی یہ حرص ختم ہو جاتی ہے تو وہ نفسیاتی شکست میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر وہ عمل جو زور شور سے شروع ہوا تھا۔ وہ اپنی جان کھودیتا ہے اور عمل کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔

(The life & Teaching of Hazrat Muhammad (PBUH))

تھامس - ڈبلیو آر نلڈ:- (Thamis W. Ormald)

تھامس - ڈبلیو آر نلڈ - جب ایک طویل باطنی کشمکش اور بے چینی انسان کے اندر عزم اور ارادے کو پختہ کرتی ہے۔ تو یہ عزم اور ارادہ اس کو بڑے بڑے کام کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ لیکن جب یہی انسان اپنے زور بدن سے کہیں زیادہ کام سرانجام دینے کی کوشش کرتا ہے تو وہ ناکامی اور نامرادی کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔

(بحوالہ The Preaching of Islam)

تیراکی - سنت نبوی اور جدید سائنس

(Swimming - Sunnah and Modern Science)

○ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ سلاہ اور مجاہدانہ زندگی گزارتے تھے اور ہمیشہ اپنی مجاہدانہ قوت کو محفوظ رکھنے اور برصغیر کی کوشش فرماتے تھے۔ آپ تیرنے سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ اس لئے کہ تیرنے سے جسم کی بہترین ورزش ہوتی ہے۔

ایک بار ایک تلاب میں آپ اور چند صحابہ تیر رہے تھے۔ آپ نے تیرنے والوں میں سے ہر ایک کی جوڑی مقرر فرمادی کہ ہر آدمی اپنے جوڑی کی طرف تیر کر پہنچے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ قرار پائے۔ آپ تیرتے ہوئے ان تک پہنچے اور جا کر ان کی گردن پکڑ لی۔ (المسکوٰۃ - آداب زندگی)

○ سیدنا سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل بے شمار سائنسی، طبی، نفسیاتی، دنیاوی اور اخروی فوائد لیے ہوئے ہے۔ تیراکی کے بارے میں جدید سائنس نے کیا پایا نیچے دیئے گئے تجزیہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

میجر آر تھر گلن لینونارڈ کا تجزیہ:

(Major Arthur Gillon Leonard)

میں نے جب اسلامی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتب میں تیراکی میں دیکھا تو میں کچھ حیران بھی ہوا۔ لیکن جب دوسری طرف پیغمبر اسلام کی مجاہدانہ زندگی کا تجزیہ کیا تو یہ بات بہت واضح ہو گئی۔ دراصل تیراکی سے دماغی صلاحیتیں، اعصابی اور عضلاتی سکون، سوچوں کی گہرائیاں، خون کی تازگی اور جسم کی سختی، مشقت پسندی اور ہاتھ پاؤں کی حرکت میں مضبوطی، گرفت کی مضبوطی وغیرہ تمام چیزیں یقیناً تیراکی سے حاصل ہوتی ہیں۔

اور پیغمبر اسلام نے ان چیزوں کو کرنے کے بعد اس بات کی تعلیمات دیں ہیں کہ اگر کوئی زندگی کے معمولات سے ہٹ کر تفریح کرنی بھی ہے تو اس تفریح کے لئے بھی ایسا طریقہ استعمال کیا جائے جس سے صحت و تندرستی میں اور اخلاقی اقدار میں اضافہ ہو۔

(بحوالہ (Islam - Her Moral and spritual value)

گھڑسواری - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Horsing - Sunnah and Modern Science)

○ نبی کریم ﷺ کو سواری کے لئے گھوڑا بہت پسند تھا۔ آپ اپنے گھوڑے کی خود خدمت فرماتے۔ اپنی آستین سے اس کا منہ پونچھتے اور صاف کرتے اس کی ایال کی بالوں کو اپنی انگلیوں سے بٹتے اور فرماتے بھلائی اس کی پیشانی سے قیامت تک کے لئے وابستہ ہے۔ (ابوداؤد)

حدیث میں گھوڑے کا تذکرہ:

(The Mentioning of Horse in Hadiath)

صحیح بخاری میں حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ” میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی انگلیاں اپنے گھوڑے کی پیشانی کے بالوں میں پھیر رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک خیر کو گھوڑوں کی پیشانی میں گرہ دے کر باندھ دیا ہے، یعنی لازم کر دیا ہے۔“

اس حدیث میں ناصیتہ (پیشانی) سے مراد وہ بال ہیں جو پیشانی پر لٹکے رہتے ہیں۔ خطابی نے کہا ہے کہ ناصیتہ (پیشانی) سے مراد پورے گھوڑے کی ذات ہے۔ (بحوالہ حیات الحيوان)

○ حضور ﷺ گھوڑوں کے اندر شکل کو ناپسند فرماتے تھے شکل کا

مطلب یہ ہے کہ گھوڑے کے داہنے پچھلے پیر میں اور اگلے پیروں کے بائیں پیر سفید ہو یا داہنے اگلے میں پیر میں اور بائیں پچھلے پیر میں سفیدی ہو۔ شکل کے بارے میں کئی اقوال ہیں۔ جمہور اہل لغت کا قول یہ ہے کہ شکل کا مطلب یہ ہے کہ گھوڑے کے تین پیر سفید ہوں اور چوتھا پیر سفید نہ ہو۔ (بحوالہ حیاتِ احیوان)

شیخ الاسلام حافظ ذہبی نے طبقات الحفاظ میں اپنے شیخ شرف الدین دمیاطی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابی ایوب انصاریؓ سے روایت کی ہے کہ ”حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ملائکہ تین کھیل کے علاوہ کسی کھیل میں شریک نہیں ہوتے“ ایک تو مرد کا اپنی عورت سے کھیلنا (ہنسی مذاق کرنا) دوسرے گھوڑے دوڑانا اور تیسرے تیر بازی کرنا۔

آنحضور ﷺ کے گھوڑے اور ان کے نام:

(The Holy Prophet's horses and their name)

سہلی نے ”التعریف ولاعلام“ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑوں کے یہ نام لکھے ہیں۔

سکب:

- یہ نام اس وجہ سے رکھا گیا تھا کہ وہ (گھوڑا) پانی کی رو کی طرح تیز چلتا تھا اور ”سکب“ کے معنی شقائق التعمان (گل لالہ) کے بھی آتے ہیں۔
- آپ کے ایک گھوڑے کا نام ”مرتجز“ تھا اور یہ نام اس کے خوش آواز ہونے کی بنا پر تھا۔
- آپ کے ایک دوسرے گھوڑے نام ”لیمف“ تھا لیمف کے معنی لپیٹنے اور ڈھانکنے کے آتے ہیں۔ چنانچہ یہ گھوڑا اپنی تیزی کے سبب راستہ کو لپیٹتا جاتا تھا۔ بعض حضرات اسکو لیمف کی بجائے خائے معجم کے ساتھ نحیف بھی لکھا ہے۔
- امام بخاریؒ نے اپنی جامع میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک

گھوڑے کا نام لڑا ذکر کیا ہے۔

- آپ کے ایک گھوڑے کا نام جلاوح تھا۔
 - اور اسی طرح ایک گھوڑے کا نام فرس تھا۔
 - آپ کے ایک گھوڑے کا نام درد تھا۔ اس گھوڑے کو آپ نے حضرت عمرؓ کو بہہ فرما دیا تھا اور اس گھوڑے پر حضرت عمرؓ نے بوقت جملو سوار ہوتے تھے اور یہ وہ گھوڑا تھا جو بہت سستے داموں بکنا ہوا ملا تھا۔ (بحوالہ حیات الحيوان)
- گھوڑے کے بارے میں ماہرین نے جو حیرت انگیز تحقیق کی ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں۔

سر لاپل گریفن کا انکشاف:

(Manifestation of Sir Lapal Grefon)

”جو آدمی گھڑ سواری کا علوی ہوگا“ اس شخص میں بے شمار صفات پائی جائیں گی۔ وہ توانا اور تندرست ہوگا مضبوط جسم کا مالک ہوگا۔ بے باک اور نڈر ہوگا، بزدل اور کم ہمت نہیں ہوگا۔ خود اعلویٰ کا حامل ہوگا۔ شجاعت، بہادری اور خطرات کا مقابلہ کرنے کی طاقت و قوت بدرجہ اتم اس میں موجود ہوگی۔

(بحوالہ The Chiefs of the Punjab)

گھوڑوں کی نفسیات

(Psychology of Horses)

اس دنیائے رنگ و بو میں ہوش سنبھالنے کے بعد میں نے جس چوپائے کو سب سے پہلے اپنے سامنے دیکھا وہ گھوڑا تھا۔ وہ دن اور آج کا دن گھوڑا میری آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوا۔ اور اب تو میں اپنے چپے کی بدولت ایک ایسے مقام پر ہوں کہ گونگے کی طرح جانوروں کی رمز شناسی، نگاہوں کی زبان اور حرکت و سکنت سے ان کی ذہنی سوچ کا صحیح تجزیہ کرنا ہی میرا کام ٹھہر چکا ہے۔

گھوڑے کی سوچنے کی صلاحیت:

(Efficiency of thinking of horse)

گھوڑے کے بارے میں سب سے متنازعہ مسئلہ ان کے سوچنے کی صلاحیت کا ہے کچھ لوگ گھوڑے کو ایک عام سا جانور تصور کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ گھوڑا سوچ کی نعمت سے قطعاً "بہرہ ور نہیں بلکہ صرف ڈنڈے کی راہنمائی اسے انسان کے لئے مفید بناتی ہے۔ اس کے برعکس بہت سے ماہرین اسپاں اس بات پر متفق ہیں کہ گھوڑا مختلف چیزوں کے بارے میں باقاعدہ طور پر سوچ بچار کرتا ہے۔ یہ استدلال اگر سو فیصدی نہیں تو بڑی حد تک ضرور صحیح ہے۔ اگر آپ کا گھوڑے سے کچھ تعلق رہا ہے تو آپ ضرور جانتے ہوں گے کہ کوئی گھوڑا ایک دن کوئی کام یا ورزش احسن طریقے سے نہیں کرتا لیکن دوسرے یا تیسرے دن جب اسے پھر اسی کام پر لگایا جائے تو وہ پورا کام بغیر کسی خاص راہنمائی کے نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے سرانجام دے ڈالتا ہے۔ گھوڑے کو علم ہوتا ہے کہ آپ کے ہاتھ میں چھڑی ہے یا نہیں آپ نے نوکیلی کیلوں والے جوتے پہن رکھے ہیں یا نہیں۔ یا پھر اگر آپ باقاعدگی سے مختلف موقعوں پر مختلف لباس پہنتے ہیں تو گھوڑا آپ کو دیکھتے ہی اندازہ لگا لے گا کہ آج آپ اسے شکار کے لئے لے جا رہے ہیں یا صرف

سواری کے لئے۔

دراصل گھوڑوں کے ذہن اور کند ذہن ہونے کا دارومدار اس کے مالک کی ذہانت پر ہوتا ہے۔ گھوڑا اپنے مالک یا سائیں سے بہت جلد اپنی مدد آپ کے اصول پر تربیت حاصل کر لیتا ہے جبکہ ایک کم عقل آدمی کا گھوڑا مسلسل زیر تربیت رہنے کے باوجود گاؤدی رہتا ہے۔

ناپسندیدہ افراد کو ٹاک کر زخمی کر دینا، اپنے مالک کی عزت و تکریم کرنا، کھانے کا وقت قریب ہونے پر کام کو جلد از جلد نبٹانے کی کوشش کرنا، برے اور غیر تجربہ کار سوار کو زمین پر پچھاڑ دینا، گھڑ دوڑ میں شکست اور فتح کا احساس وغیرہ روزمرہ کے مشاہدات ہیں جو گھوڑے کی عقل و دانش کی گواہی دیتے ہیں اس کے باوجود بھی اگر آپ اس سلسلے میں کسی شک میں مبتلا ہیں تو ذیل کے واقعات پر ایک نظر ڈالئے اور دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ دیجئے۔

راقم کے والد گھڑ دوڑ میں جانے پہچانے ہیں اور گزشتہ بلون برس سے ان کا تعلق گھوڑوں سے استوار ہے۔ موصوف کی ایک گھوڑی ”الفت“ کی یادیں امنت ہیں۔ اس گھوڑی کو علم ہوا کرتا تھا کہ آج میرا مالک مجھے ریس میں جیتنے کے لئے بھیج رہا ہے یا نہیں۔ جس روز یہ حساس گھوڑی اتفاق سے ریس میں ہار جاتی اس شام کا کھانا اپنے اوپر حرام کر لیا کرتی تھی اور دوسری صبح تک مکمل بھوک ہڑتل پر رہتی یہاں تک کہ راجہ صاحب اسے پیار کرتے پچھارتے اور اپنے ہاتھ سے راشن دیتے تب کہیں اس کے جی سے صدمے کا پتھر اترتا اور وہ کھانا شروع کرتی۔

گھوڑی کا پانی نکالنا: (The drawing of water of mare)

ایک گھوڑی باقی جانوروں سے پہلے ہی چرائی (پانی پینے کا مقام) پر پہنچ جلیا کرتی تھی۔ چرائی کے ایک سرے پر ہینڈ پمپ نصب تھا جس کے ذریعے اس چرائی کو بھر دیا جاتا تھا۔ مذکورہ گھوڑی نے نہ جانے یہ عادت اور ہنر کس طرح سیکھا کہ

وہ ہینڈ پمپ کا دستہ اپنے ہونٹوں میں دبا کر اسے چلانا شروع کر دیتی۔ پمپ کا والوڈ ہوا کے اخراج کے بعد پانی کھینچنا شروع کرے تو زیادہ زور لگواتا ہے۔ جونہی یہ صورت حل پیش آتی تو گھوڑی نہایت مہارت سے دستہ ہونٹوں کی بجائے دانتوں میں پکڑ لیتی اور اسے خاصی تیزی سے حرکت دیتے ہوئے پانی نکلنے لگتی۔ جب سارے جانور پانی سے سیر ہو چکے تو چرتی کو لبالب پھرنے کے بعد خود پانی چیتی لور یہ جاوہ جا۔ گھوڑی کے اس عمل کے دوران اگر کوئی تماشائی آکھتا تو وہ اپنا کام چھوڑ کر اس کی طرف دیکھتی اور زمین پر زور زور سے پاؤں مارنے لگتی جیسے کہ رہی ہو کہ ”برائے مہربانی آئیے اور ذرا یوں پانی نکل کر تو دکھائیے۔“

انگلستان کے ایک گھوڑے کا ذکر:

(The mention of England horse)

انگلستان کے ایک کرنل رچی ٹلڈ کے گھوڑے کا قصہ بھی حیران کن ہے۔ انہوں نے چرتی پر پمپ کی ٹونٹی والے دو ٹکے لگا رکھے تھے۔ ایک ٹکا گرم لور دوسرے ٹھنڈے پانی کے لئے مخصوص تھا۔ انگلینڈ کے مخصوص موسمی حالات کے مطابق گرم یا ٹھنڈا پانی ملا کر چرتی میں بھردیا جاتا تھا۔ یہ گھوڑا دو گھونٹ پانی پی کر دیکھتا اور اگر پانی کو اپنی پسند سے زیادہ گرم پاتا تو اپنے منہ سے ٹھنڈے ٹل کی ٹونٹی کھول دیتا اور جہاں پانی کی دھار گرتی اس کے قریب ہی منہ ڈبو کر پیاس بجھانے لگتا۔ کرنل صاحب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ایک روز گھوڑے نے بھولے سے گرم پانی کی ٹونٹی کھول دی لیکن منہ لگاتے ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اس نے فوراً ”وہ ٹونٹی بند کی ٹھنڈے پانی کی ٹونٹی آخری چوڑی تک کھولی اور جی بھر کی پانی پیا۔ کرنل کئی بار اپنے مہمانوں کو دکھانے کے لئے پانی پلائی کے دوران ٹونٹی بند کر دیتے تھے۔ اور مہمان یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے کہ گھوڑا پانی چھوڑ کر ایک نظر بند ٹونٹی پر ڈالتا اور پھر بڑے اطمینان کے ساتھ دانتوں کی مدد سے ٹکا کھولتا اور سر جھکا کر آب نوشی شروع کر دیتا۔“

حکم کو سمجھنا اور ماننا: (To Comprehend orders and Obeying)

کرنل صاحب ہی کے دو اور گھوڑوں نے خاصی شہرت حاصل کی ایک گھوڑا کرنل صاحب کے حکم پر کتے کی طرح بھونکتا اور جب وہ دوسرا حکم دیتے تو عام گھوڑوں کی طرح ہنہنا کر دیکھا کرتا تھا۔ ایک اور گھوڑی خواہش ظاہر کرنے پر کرنل کا بوسہ لیا کرتی تھی کرنل کے بیان کے مطابق وہ اس حکم کے ایک ایک لفظ کو پوری طرح سمجھتی تھی کیونکہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کرنل کے کہے پر اس نے کوتاہی برتی ہو یا دوسری باتوں کے دوران کہے گئے اس جملے کو سمجھ نہ پائی ہو۔

اردو زبان کا محاورہ دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے۔ گھوڑے پر پوری طرح صادق آتا ہے۔ گھوڑا زندگی میں ایک بار اتفاقاً "بھی آگ کی لپیٹ میں آجائے تو اس واقعے کو عمر بھر یاد رکھتا ہے وہ جلتے ہوئے چند تنکوں سے بھی دامن بچا کر گزرتا ہے۔ بعض اوقات تو اس جگہ سے خاصا چکر کٹ کر نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک سائیں منہ میں سگریٹ دبائے ایک گھوڑی کی مالش کر رہا تھا اچانک وہ جھک کر گھوڑی کے ناک پر ایک معمولی خراش کا جائزہ لینے لگا تو اس کی سگریٹ گھوڑی کی تھوتھن سے چھو گئی۔ وہ دن اور آج کا دن ادھر تھان کے قریب کوئی شخص سگریٹ پیتا ہوا نظر آیا یا سگریٹ سلگایا ادھر گھوڑی نے اچھل کود شروع کی۔

ہسپتال میں گھوڑے کا طرز عمل :-

(Style of acting of a horse in hospital)

ہسپتال میں گھوڑوں کا طرز عمل خاصا مدبرانہ ہوتا ہے۔ وہ ایک مرتبہ طریقہ علاج کو سمجھ لینے کے بعد ڈاکٹر سے پورا پورا تعاون کرتے ہیں بھینسوں کی طرح انجکشن دیکھ کر اچھل کود نہیں مچاتے بلکہ سکون سے ٹیکہ لگوا لیتے ہیں۔

گھوڑے کا اٹھو بھل کر دیا جائے تو خلصے آپریشن تک اطمینان سے کروا لیتا ہے۔ راقم نے ایک ایسا گھوڑا دیکھا جسے نزلے کا پرانا مرض تھا۔ نزلہ کثیف ہونے کی وجہ سے ناک سے خارج نہیں ہو پاتا تھا۔ ناک کی نالیوں میں اس کے جملو کی وجہ سے سانس کی آمد و رفت دشوار ہو جاتی تھی سل میں تقریباً دو مرتبہ اس کی ناک کی بڈی میں سوراخ بنا کر جما ہوا مولو کھرچ کر نکالنا پڑتا تھا۔ اصطبل سے نکل کر یہ گھوڑا خود جلئے آپریشن تک آجاتا اور جراحی کے طویل عمل کے دوران ایک ایسے انداز سے ساکت کھڑا رہتا کہ ڈاکٹر پورے اطمینان اور آزادی کے ساتھ اپنا کام مکمل کر سکے۔

گھوڑے کے دانت: (Teeth of horse)

گھوڑے کے منہ میں چھیالیس دانت ہوتے ہیں جن میں داڑھوں کی تعداد چوبیس ہے۔ گھوڑا جبڑوں کو دائرہ نما دائیں بائیں کھلتے ہوئے خوراک چباتا ہے جس کے نتیجے میں داڑھیں تیزی سے کھستی چلی جاتی ہیں۔ بلائی جبڑا نچلے جبڑے کی نسبت زیادہ کشادہ ہوتا ہے۔ اس لئے بلائی داڑھیں یکساں طور پر نہیں کھس پاتیں بلکہ بتدریج ان کی نوکیں باریک اور تیز ہوتی چلی جاتی ہیں اور گھوڑے کے نچلے سوڑوں میں متواتر چھین پیدا کرتی رہتی ہیں۔ اس صورت میں انہیں رگڑ کر ہموار کیا جاتا ہے۔ راقم کے پاس ایک ایسا گھوڑا آیا جو کچھ اس طرح جبڑا چلاتا تھا کہ داڑھیں تقریباً ہر تین ماہ بعد نوکدار ہو کر سوڑے میں زخم پیدا کرنے لگتی تھیں۔ جب اس گھوڑے کو ہسپتال لایا جاتا تو وہ کلنی ویر تک اطمینان سے منہ کھولے دانت رگڑواتا رہتا۔ حالانکہ اس عمل کے لئے ایک آدھ بار آنے والے گھوڑے بڑی اچھل کود مچاتے ہیں اور اگر کبھی آپ اس تجربے سے گزرے ہیں تو آپ جانتے ہوں گے کہ یہ کتنا صبر آزما کام ہے۔

گھوڑے کی اپنے گھر سے محبت:

(The love a horse with his dwelling place)

گھوڑے ”اپنے گھر“ سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور گھر جانے کے لئے بالکل اسی طرح بے تاب رہتے ہیں جیسے کوئی محبوب اپنے محب کے لئے۔ وہ بغیر کسی کی مدد کے میلوں دور اپنے گھر تک عام طور پر چلے جاتے ہیں۔

شکار پر جانے والے گھوڑے جب گھر کی طرف لوٹتے ہیں تو تھکن سے چور ہونے کے باوجود راستے میں جا بجا خوشی سے ناچنے لگتے ہیں۔ گھر سے محبت تقریباً سو فیصد گھوڑوں میں دیکھی گئی ہے۔ گھر سوار، مانگہ بان، رہڑہ بان اور باربرداری کا کام لینے والے مزدور اس سلسلے میں آپ کو ہزاروں قصے سنا سکتے ہیں۔

راقم کے ایک دوست کے پاس ایک ایسا گھوڑا تھا جو چیئرنگ کر اس سے گھن روڈ تک جانے والے تقریباً تمام راستوں سے واقف تھا۔ گھوڑے کا مالک چیئرنگ کر اس پر باگیں تلنگے کے ساتھ باندھ کر سگریٹ سٹکا لیا کرتا تھا اور گھوڑا ٹریفک بھری سڑکوں سے گزرتا گھن روڈ پر واقع اپنے گھر جا کر دم لیتا۔ فوج کا ایک گھوڑا فروخت ہوا تو اس کا نیا مالک اسے مقام فروخت سے پچیس میل دور ایک دوسرے شہر میں لے گیا۔ ابھی اس نیلامی کو ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ یہ گھوڑا ایک دن نہایت خستہ حالت میں اپنی فوجی یونٹ میں آ پہنچا۔ ایک گھوڑے کو بوڑھا ہو جانے کی وجہ سے اس کے مالک نے واپس گاؤں بھیج دیا تاکہ چراگاہ میں گھوم پھر کر اپنی زندگی کے باقی دن پورے کر سکے۔ گاؤں سولہ میل دور تھا اور گھوڑا اس سے قبل کبھی وہاں نہیں گیا تھا۔ گھوڑے کو چند ہی دن بعد اپنے مالک اور گھر کی یاد نے اس قدر ستایا کہ وہ نہ صرف گاؤں سے نکل بھاگا بلکہ راستے میں آنے والے تین ریلوے پھاٹکوں اور ایک دریا کے ٹول ٹیکس والے پل سے گزرتا ہوا شام ڈھلے پرانے گھر آ پہنچا اور کھڑکی کے قریب بڑی زور سے ہنسا کر مالک کو اپنی واپسی کی اطلاع دی ایک اور بات ایسی حیران کن ہے کہ یہ گھوڑی ایک آنکھ سے اندھی اور دوسرے سے شدید قسم کے ضعف نظر کا شکار تھی۔

بعض لوگ گھوڑے گھر کے ساتھ ساتھ اپنے کام کی نوعیت اور مالک پر بھی فخر کرتے ہیں اور ان سے علیحدہ ہونا انہیں سخت شق گزرتا ہے۔ ایک گھوڑا دس سال تک فائریٹیڈ میں خدمات سرانجام دیتا رہا اور آخر کار ایک رہڑہ بن کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا۔ اس ”زلت“ پر گھوڑے کا دل ٹوٹ گیا۔ ایک دن اتفاقاً رہڑہ بن فائریٹیڈ کی عمارت کے سامنے گزرا۔ جونہی گھوڑے کی نظر اپنے پرانے گھر پر پڑی اس نے زبردست دلتیاں چلائیں اور رہڑہ توڑ پھوڑ کر اس کی قید سے آزاد ہو گیا۔ ایک لمحہ رک کر فائریٹیڈ کی عمارت پر حسرت بھری نگاہ ڈالی ہنسٹیا اور ناک کی سیدھ میں سرٹ بھاگتا ہوا عمارت کی مضبوط دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے سر پر شدید چوت آئی اور اس نے دیکھتے ہی دیکھتے دم توڑ دیا۔ اس خود کشی نے گھوڑوں کی نفسیات میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔

ایک گھوڑے کو جب سواری سے ہٹا کر رہڑے میں جوتا گیا تو اس نے احتجاج کا یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ رہڑہ کھینچتے ہوئے موقع ملنے پر اپنے ایک ٹخنے کو بری طرح زخمی کر لیتا تھا اور اس طرح دس پندرہ دن کے لئے خود کو کام کے ناقابل بنا لیتا تھا۔ مہینے میں وہ کم از کم دو مرتبہ ایسا ضرور کرتا۔ یعنی صرف چار یا چھ دن کام اور باقی مہینہ آرام تین ماہ کی مسلسل کوشش کے بعد اس نے اس رسم احتجاج کو خیر باد کہا اور رہڑے میں جی لگا کر کام شروع کیا۔

بیکاری: (Uselessness)

بیکاری اور فروخت کے دنوں میں گھوڑے عجیب عادات بد کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ کافی دنوں تک بغیر نگہداشت کے بندھے رہیں تو بیکار مہاش کیا کچھ کر کے مصداق اپنا سرا صطبل سے باہر نکال کر قوس نما انداز میں گھمٹنے لگتے ہیں اور یہ شغل گھنٹوں تک جاری و ساری رہتا ہے یا پھر فلسفیانہ انداز میں آسمان کی طرف مسلسل گھورنا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ بھی نہ ہو تو کسی بانس یا کمرے کے کسی کونے میں دانت گاڑ کر بیک وقت بہت سی ہوا آید خاص قسم کی آواز کے ساتھ

نکل جلتے ہیں۔ اگر کوئی روکنے والا نہ ہو تو سارا سارا دن ہوا پینے کا عمل جاری رہتا ہے۔ شام ڈھلتے ڈھلتے ان کا بدن پھول کر کپا ہو جاتا ہے اور مالک کو بے پرواہی کی سزا کے طور پر وٹرنری ڈاکٹر کے پیچھے بھاگنا پڑتا ہے۔

کام اور کرتب سیکھنے کی صلاحیت:

(Ability of Learning work and tricks)

گھوڑوں میں کام اور کرتب سیکھنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔ عام سرکسوں کے گھوڑے اپنی پسند یا ناپسند یعنی ہاں اور نا کا اظہار انسانوں کی طرح یعنی اپنے سر کی جنبش سے کر سکتے ہیں۔ بھرے پنڈال میں سے سیاہ یا سفید رنگ کی ٹوپو، ہیٹ اور گجڑیوں والے اشخاص کو بازو سے پکڑ کر علیحدہ کر سکتے ہیں۔ پاؤں اٹھا کر سلام کرنا اور زمین پر گرا ہوا رومل اٹھا کر مالک کو دینا گھوڑے نہایت آسانی سے سیکھ سکتے ہیں۔ ہر سال ہونے والے گھوڑوں اور مویشیوں کے انٹرنیشنل میلے میں گھوڑوں کے چند کرتب بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکے ہیں اس میلے کا ٹینٹو شو ساری دنیا میں مشہور ہے۔ اس شو میں سارے کے سارے لظم و ضبط سلیقے اور خوب صورتی کا انحصار گھوڑے کی سوجھ بوجھ اور ذہن انسانی تک رسائی کا ثمر ہے۔ اگر گھوڑے پر یکسوئی سے توجہ دی جائے تو یہ اپنے غیر معمولی نظام جس کی وجہ سے مالک کی مزاج شناسی میں محیر العقول حد تک بڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ دور کھڑے ہوئے مالک کے اشارہ پر ابرو یا آنکھوں کی حرکت ہی سے اس کا مدعا سمجھ جاتا ہے اور اس کے دل میں نہاں خواہش کے مطابق عمل کرتا ہے۔ ایک شخص پیدرو کا قصہ انتہائی درد ناک ہے۔ اس نے ایک چھوٹے قد کاٹھ کے گھوڑے ”مراکو“ کے طلسماتی نظام جس سے پورا فائدہ اٹھایا۔ اور اسے ایسے ایسے کرتب سکھائے کہ عقل دنگ رہ جائے۔ اس کی تربیت کی انتہا یہ تھی کہ وہ احکامات اتنے خفیف اشاروں میں دیا کرتا تھا کہ پورے مجمع میں سے ایک شخص بھی اسے کوئی حرکت کرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ایک روز اس نے اپنا شو ایک

ایسے مجمع میں پیش کیا جس میں بڑے بڑے رؤساء، امرامہ، راہب اور معزز لوگ شامل تھے۔ پورا مجمع معمرہ کچھنے سے قاصر رہا۔ جب پیڑو اور مراکو کے درمیان کسی ظاہری رابطے کا سراغ نہ مل سکا تو یہ فتویٰ دے دیا گیا کہ گھوڑے اور اس کے مالک میں کسی شیطان کی روح حلول کر گئی ہے اس ناکردہ گنہ کی سزا کے طور پر ایک پر رونق بازار میں پیڑو اور اس کے گھوڑے کو زندہ جلا کر خاکستر کر دیا گیا۔ 1708ء میں شائع ہونے والی ایک کتاب میں ایک ایسے انگلش گھوڑے کا پتہ ملتا ہے جو تاش کے مختلف پتے شناخت کر کے علیحدہ کر لیا کرتا تھا۔ لوگ گھوڑے کے اس کرتب سے اس قدر خوفزدہ ہوئے کہ 1707ء میں اس پچارے کو بھی مراکو اور پیڑو کی طرح نذر آتش ہونا پڑا۔

گھوڑوں کی گفتگو: (Conversation of Horses)

گھوڑے مختلف تاثرات کا اظہار اپنی آواز کے ذریعے بھی کرتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ گھوڑے تمام پالتو جانوروں میں تک کہ کتے سے بھی زیادہ موثر اور جامع طور پر گفتگو کر سکتے ہیں، تو یقیناً بے جا نہ ہوگا ساتھ ساتھ رہنے والے گھوڑوں کو علیحدہ یا کسی اور اصطبل میں منتقل کیا جا رہا ہو تو وہ روانگی کے وقت ایک خاص آواز میں بول کر اپنے پڑوسی گھوڑوں کو الوداع کہتے ہیں۔ ان اپنے بچے کو بلانے کے لئے ایک خاص انداز میں بولتی ہے۔ اسی طرح نوجوان گھوڑے اپنے نوجوان ساتھیوں سے اور نر گھوڑے مادہ گھوڑیوں سے مخصوص لہجوں میں ہم کلام ہوتے ہیں۔ ایک ساتھ رہنے والے گھوڑے کلام کے دوران تیز دوڑتے ہوئے ایک دوسرے کے سامنے سے گزریں تو آپس میں ایک باریک اور مختصر ہینناہٹ کی مدد سے باقاعدہ "سلام دعا" کا پہلو کرنا نہیں بھولتے۔

بھرے اصطبل سے ایک گھوڑا نکل کر لے جایا جائے تو اس کے ساتھ والا گھوڑا اسے الوداع کہتا ہے لیکن واپسی پر آنے والا گھوڑا سلام کا جواب دیتا ہے۔ گو کہ اصطبل میں اور بہت سے گھوڑے موجود ہوتے ہیں لیکن یہ نامہ و پیام صرف دو ساتھی گھوڑوں ہی کے درمیان چلتا ہے۔

کھانا سامنے آنے پر گھوڑے سیک ہلکی لیکن حلقوم سے نکلنے والے ہینناہٹ میں خوشی کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ کھانے میں دیر ہو جانے پر حلقوم سے نکلنے والی آواز کرخت ہو جاتی ہے اور اس میں ناگواری کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ گھوڑے گو کہ چھوٹی چھوٹی چیزوں سے خوفزدہ ہو جاتے ہیں لیکن ڈر کی وجہ سے انسانوں کی طرح چیخنے لگنا کسر شان سمجھتے ہیں۔ جنگلوں کے گھمسان میں البتہ گھوڑوں کو چیخنے سنا گیا ہے۔ لیکن یہ چیخیں خوف کے برعکس ان آوازوں سے زیادہ مشابہ ہوتی ہیں جو سپاہی دشمن پر حملہ آور ہوتے ہوئے اپنے منہ سے نکالتے ہیں۔

درد کا احساس: (The feeling of pain)

ایک ماہر حیوانات نے تقریباً "ایک درجن گھوڑے ریل کے نیچے کچل کر ہلاک ہوتے دیکھے۔ اس کا بیان ہے کہ حلوٹے میں مرتے وقت گھوڑوں نے جو آوازیں نکالیں وہ ان کی عام آوازوں سے بہت مختلف تھیں۔ گھوڑے درد کا احساس رکھتے ہیں۔ پیٹ کے درد میں باقاعدہ انسانوں کی طرح کراہتے اور ہلکے ہو کرتے ہیں اور منہ گھما گھما کر مقام درد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی ڈاکٹر انہیں باقاعدہ بے ہوش یا کم از کم متعلقہ جگہ کو بے حس کئے بغیر آپریشن شروع کر دے تو اپنی سٹی نماجیج سے درد اور ناگواری کا اظہار کرتے ہیں جنگ کے دوران بمباری کے موقع پر گھوڑے بے ہنگم طریقے پر چیخے چلاتے ہیں۔ خصوصاً وہ جو کبھی پہلے بھی اس خوفناک تجربے سے گزر چکے ہوں لیکن شدید طور پر زخمی ہو جانے کے بعد نہایت خاموشی اور صبر کے ساتھ موت کا نظارہ کرتے ہیں۔

اگر آپ کسی گھوڑے کو سانپ کی طرح پھنکارتا ہوا سنیں یا وہ تیز غراہٹ نما آواز میں جھٹے تو فوراً" سمجھ جائیں کہ سامنے کھڑے ہوئے لوگوں میں سے گھوڑے نے اپنے کسی دشمن کو شناخت کر لیا ہے اور اس پر حملہ کرنے ہی والا ہے۔ اس کے بعد گھوڑے کے سامنے ٹھہرنے سے قبل یقین کر لیجئے کہ کہیں اس کی ٹپسندیدہ افرلو کی فرست میں آپ کا اسم گرامی بھی تو شامل نہیں۔

انسانوں کی گفتگو کو سمجھنا:

(To Comprehend Conversation of human)

گھوڑے آپس میں تبولہ خیال کرنے کے ساتھ ساتھ ہماری گفتگوں کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ سمجھ لیتے ہیں۔ اس سلسلے میں گھوڑے انسانی بول چال اور لب و لہجہ کا مشاہدہ بہت غور اور عرق ریزی سے کرتے ہیں۔ دراصل یہ لب و لہجہ ہی ہے جس سے گھوڑے انسانوں کے مطالب سمجھ جاتے ہیں کیونکہ آپ ایک خوش

کن بت بھی غصے کے لہجے میں ادا کریں تو گھوڑے کا رد عمل وہی ہوگا جو آپ کے عام غصے کی حالت میں ہوتا ہے۔ گھوڑا محبت بھرے دوستانہ احکام کو با رعب انداز میں بلند آواز احکامات کی نسبتاً زیادہ شائستگی سے قبول کرتا اور ان پر عمل کرتا ہے گھوڑے کی سماعت اتنی عمدہ ہوتی ہے کہ دور سے کی گئی سرگوشی تک سن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ شور و شغب سے نفرت کرتا ہے۔ گھوڑا آپ کی پیار بھری پچکار کا بھوکا ہوتا ہے۔ انتہائی نامساعد اور خوفناک صورت حال میں بھی جب وہ سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ رہا ہو مالک کی ایک پیار بھری آواز اسے روکنے کے لئے کافی ہے۔ اس کے برعکس جن گھوڑوں کی تربیت خام ہو ان پر کلام نرم و نازک بالکل بے اثر ثابت ہوتا ہے۔

انتقام کا جذبہ: (Imotion of revenge)

گھوڑوں میں انتقام کا جذبہ بدرجہ اتم موجود ہوتا ہے لیکن وہ اسے صرف بدترین دشمنوں کے خلاف ہی استعمال کرتے ہیں یا پھر رقابت کی وجہ سے تشدد پر اتر آتے ہیں۔

ایک صاحبہ بچپن سے ایک پستہ قد گھوڑے پر سواری کر رہی تھیں جب یہ بلوغت کے قریب پہنچیں تو قد میں اضافے کے باعث پستہ قد گھوڑا ناقابل استعمال ہو گیا۔ انہوں نے ایک نیا گھوڑا خرید لیا نئے گھوڑے پر لطف و کرم شروع ہوا تو پستہ قد کے دل میں رقابت کی آگ بھڑک اٹھی۔ وہ نئے گھوڑے کو دیکھ کر سخت مشتعل ہو جاتا..... زمین پر پاؤں پٹختا اور رسہ ٹڑانے کی کوشش کرتا ایک روز رسہ ٹوٹ گیا۔ پستہ قد نئے گھوڑے پر بجلی بن کر گرا اور بوڑھا ہونے کے باوجود اسے شدید زخمی کر دیا۔ ایک وٹرنری سرجن نے ایک گھوڑے کو پوری طرح بے ہوش اور متاثرہ حصہ بے حس کئے بغیر ایک آپریشن کر لیا جس کی وجہ سے اسے سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی۔ اس واقعہ کے پورے تین برس بعد گھوڑے نے ایک روز سرجن کو گھڑ دوڑ کے میدان میں دیکھ لیا اور غصے میں پھنکارتا ہوا اس پر

ٹوٹ پڑا۔ اگر بہت سے لوگ فوراً "لہ لو کونہ دوڑ پڑے ہوتے تو سرجن صاحب کا زندہ بچنا بہت مشکل تھا۔

بہت سی جنگوں میں ایسے واقعات پیش آئے کہ گھڑ سوار ہلاک ہو کر گھوڑے سے گر پڑا تو گھوڑے نے غضبناک ہو کر اپنے مالک کے قاتل پر حملہ کر دیا۔ تاریخ کے اوراق اس قسم کے واقعات کے گولہ ہیں۔ انگلستان کے ایک بلو شاہ ولیم سوم نے اپنے خلاف سازش کے الزام میں ایک درباری سرجن لینوک کو پھانسی پر چڑھلویا۔ مرنے سے قبل سرجن نے بلو شاہ سے کئی بار رحم کی اپیل کی جسے مسترد کر دیا گیا۔ بلاخر اس نے پرانی دوستی کی یادگار کے طور پر اپنا خوب صورت لور و فلوار گھوڑا بلو شاہ کو تحفے میں دے دیا۔ انگلستان بھر میں یہ گھوڑا اپنی قوت برداشت اور تیز رفتاری کے سبب اپنا مانی نہیں رکھتا تھا۔ جلد ہی بلو شاہ کو اس گھوڑے سے اس حد تک محبت ہو گئی کہ وہ ہر جگہ جانے کے لئے اسے ہی استعمال کرنے لگا۔ اسی طرح پانچ برس گزر گئے۔ ایک دن بلو شاہ اپنے محل کے قریب گھوڑے پر سواری کر رہا تھا کہ اچانک وہ اچھلا اور اپنے سوار کو زمین پر دے مارا۔ ولیم کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ 8 مارچ 1902ء کو اسی سبب انتقال کر گیا۔ اس طرح سرجن کے گھوڑے نے پانچ سال بعد اپنے مالک کے قاتل سے انتقام لے لیا۔

گھوڑا اور نشہ: (Horse and narcotics)

گھوڑے آسانی سے نشے کے علوی ہو جاتے ہیں اور تقریباً تمام ہی معروف نشہ آور اشیاء کا اثر قبول کرتے ہیں۔ والد صاحب کی ایک گھوڑی "شفقت" کو اس کے خلوم نے چائے کی لت ڈال دی تھی وہ چائے کی اس قدر علوی ہو گئی تھی کہ لوہر چائے کا وقت ہوا لوہر اس نے اصطبل میں اچھل کود مچائی۔ کیا مجال جو خلوم اکیلا چائے پی جائے وہ دولتیاں مار مار کر اصطبل کی دیواروں کا پلستر اکھیڑ دیا کرتی تھی۔ رالم نے ایک کوجوان کو دیکھا جو سگریٹ کا کش لے کر

دھواں گھوڑے کے نتھنوں میں چھوڑا کرتا تھا۔ گھوڑا سگریٹ نوشی کا اتنا علوی ہو چکا تھا کہ تمام کا تمام دھواں اپنے ہنھروں میں اتار لیا کرتا تھا۔ اگر کوچوان الگ بیٹھ کر سگریٹ سے اکیلے لطف اندوز ہوتا رہے تو یہ زور زور سے زمین پر پاؤں مار کر د کا ایک طوفان اٹھا دیا کرتا تھا۔

ریس کے گھوڑوں کے بعض مالکان گھوڑوں کو شراب کا علوی بنا دیتے ہیں۔ اور مقابلے کے روز نشہ پلا کر ریس کے لئے بھیجتے ہیں۔ نشہ کی حالت میں گھوڑے اپنی تمام استطاعت سے بڑھ کر اپنے جوہر دکھاتے ہیں اور رند بلانوش انسانوں کی آزمائش کے وقت ہرگز یہ نہیں کہتے کہ

یارو مجھے معاف کرو میں نشے میں ہوں ○

لیمر ڈیورڈ (مائی فارسٹ لائف)

خواتین کی سخت گھریلو محنت سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Domestic hard labour of Woman
Sunnah and Modern Scienecer)

صحابیہ عورتیں اپنے گھروں کا کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں۔ بلورچی خانہ کا کام بھی خود کرتیں، چکی پیستیں، پانی بھر کر لاتیں، سینے پر دے کا کام کرتیں اور محنت و مشقت کی زندگی گزارتیں اور ضرورت پڑنے پر میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور پانی پلانے کا نظم بھی سنبھال لیتیں۔ اس سے خواتین کی صحت بھی بنی رہتی ہے۔ اخلاق بھی صحت مند رہتے ہیں اور بچوں پر بھی اس کے اچھے اثرات پڑتے ہیں۔ اسلام کی نظر میں پسندیدہ بیوی وہی ہے جو گھر کے کام کاج میں مصروف رہتی ہو اور جو شب و روز اس طرح اپنی گھریلو ذمہ داریوں میں لگی ہوئی ہو کہ اس کے چہرے بشرے سے محنت کی ٹکڑیاں بھی نملیاں رہے اور بلورچی خانے کی سیاہی اور دھوئیں کا ٹکبھاپن بھی ظاہر ہو رہا ہو۔

نبی پاک ﷺ نے فرمایا ”میں اور تلخے چہرے والی عورت (یعنی جس کے چہرے پر گرد و غبار ہو) قیامت والے دن اس طرح ہونگے (آپؐ نے شہوت کی لور بیچ کی انگلی کو ملاتے ہوئے بتایا۔) (آداب زندگی)

جب محنت تھی امراض نہیں تھے۔ محنت گئی تو امراض آگئے۔ گھر کی محنت سے کنار کشی دراصل یورپ کا شیوہ ہے۔ لیکن آج وہی یورپ پھر سے گھر کی محنت اور توجہ کی طرف لوٹ رہا ہے۔

حضرت فاطمہؑ کے کام کاج کی وجہ سے (یعنی گھر کے کام) کپڑے میلے رہتے تھے۔ (معمولات نبویؐ)

آر تھرا این ولاسٹن (سی - آئی - ای):
(Arther N. Wolleston (C.I.E))

Arther Wolleston (C.I.E) کی مشہور کتاب (Half Hour with Muhammad-PBUH) کے صفحہ نمبر 28 پر یہ بات لکھی ہے کہ اسلامی تعلیمات عورت کو گھر کی زندگی میں مصروف اور محنت کش دیکھنا چاہتی ہے لیکن جب یہی عورت گھر کی آرائش کو اور تعیش میں پڑ جاتی ہے۔ پھر وہی عورت بیماریوں میں ایسی مبتلا ہوتی ہے کہ بڑے بڑے ڈاکٹر اور ہسپتال عاجز آجاتے ہیں۔ میری اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رائے یہ ہے کہ عورتوں کو گھر کی سخت محنت اور مشقت کرنی چاہئے۔

(Half Hours with Muhammad-PBUH)

صبح کی سیر اور ورزش سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Morning walk and exercise
Sunnah and Modern Science)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلخ کی تفریح کو پسند فرماتے تھے اور کبھی کبھی خود بھی ہانوں میں تشریف لے جاتے تھے۔ (معمولات نبویؐ - آداب زندگی) یہی معمولات صحابہ کرامؓ کے بھی تھے۔ کتب اطولت میں اور تاریخ کے مطالعہ سے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں کہ صحابہ کرام کبھی کبھار سبزے اور بلخ کی سیر کے لئے جلیا کرتے تھے۔

صحابہ کرامؓ کی مجاہدانہ زندگی مسلسل ورزش ہی تھی۔ خندق کھودنا، جنگل سے لکڑیاں کلٹ کر لانا، غریبوں کی مدد کرنا، پانی کے ڈول کھینچنا، مٹی کے مکان تعمیر کرنا، گھر کے کام کلج میں گھروالوں کا ہاتھ بٹانا وغیرہ وہ کام تھے جو مسلمانوں کی زندگی میں ورزش کا کام کرتے تھے۔ مزید یہ کہ حضور اکرم ﷺ نے کشتی اور تیراکی جیسی ورزش میں بھی حصہ لیا ہے۔

گٹھیا کے مریض کی کہانی:

(Story of patient of Rheumatismic)

سولھویں صدی کی بات ہے، طب جدید کے بلوا آدم تھا۔ اس سڈن ہام کے پاس گٹھیا کا ایک مریض آیا۔ ڈاکٹر سڈن ہام نے ہر چند اس کا علاج کیا، دوا میں بدلیں اور ممکنہ تدابیر اختیار کیں، مگر شفا ہونا بھی نہ ہوئی۔ آخر ڈاکٹر موصوف نے اس مریض کو لندن سے سو میل دور ایک ایسے ڈاکٹر کے پاس جانے کا کہا جو گٹھیا کا دنیا میں سب سے بڑا معالج شمار ہوتا تھا۔ مریض نے جب معلوم کیا تو پتہ چلا کہ اس قصبے تک جانے کے لئے گھوڑے کی سواری کے علاوہ کوئی سواری مہیا نہیں

ہو سکتی۔ جب مریض سفر کی تکلیف برداشت کر کے گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس نام کا کوئی ڈاکٹر وہاں نہیں پایا جاتا جو ڈاکٹر سیڈن بام نے بتایا تھا۔ چنانچہ مریض بے نیل مرام ان کے پاس آیا اور کہنے لگا: ”کس جنگل میں آپ نے مجھے بھیج دیا تھا؟ وہاں تو کوئی ڈاکٹر کا نام بھی نہیں جانتا!“

سیڈن بام نے جواب دینے کے بجائے سوال کر دیا:

”تمہاری گٹھیا کا کیا حال ہے؟“

مریض نے کہا: ”کیسی گٹھیا؟“

گھوڑے کی پیٹھ پر دو سو میل کے سفر نے اس مریض کو جسمانی طور پر اتنا متحرک کر دیا تھا کہ جسمانی حرکت سے جو پینہ جسم سے خارج ہوا جو آکسیجن مختلف اعضا میں پہنچی، جو ہارمون اس کے غدودوں نے بنائے، سب نے مل کر مرض کی علامات کو رفع کر دیا۔

ایک حکیم سے کسی نے پوچھا: ”گٹھیا کا کیا علاج ہے؟“ حکیم نے کہا: ”دن بھر میں دو روپے خرچ کرو اور اتنا کھاؤ!“ مطلب یہ تھا کہ محنت و مشقت زیادہ سے زیادہ کرو۔

ہوا خوری کے فائدے: (Advantages of Morning walk)

ہوا خوری اور چہل قدمی سے آپ کو کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟ آپ کا دوران خون بڑھتا ہے، آپ کے جسم کے ہر حصے میں آکسیجن پہنچتی ہے، آپ کی طاقت و ہمت میں اضافہ ہوتا ہے، آپ کا دماغ تازہ اور آپ کی قوت فکر بڑھتی ہے، ذہن کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن ان سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ ٹھنڈے سے مختلف غدود ہارمون پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر حالت استراحت میں غدء کلاہ گروہ کم و بیش ست ہوتا ہے، لیکن دس منٹ کی جسمانی حرکت یا ورزش سے یہ غدء کارٹی زون پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ جو لوگ دن بھر بیٹھے رہتے ہیں یا جب کہیں جانے کی ضرورت ہو تو سواری میں جاتے ہیں،

ان کا غدہ کلاہ گردہ عملی طور پر کارٹی زون قطعاً نہیں بناتا۔ اس کی کے نتیجے میں وجع مفاصل کی شکایت پیدا ہو سکتی ہے، جس کے لئے معلق، کارٹی زون تجویز کرتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ ایک مصنوعی چیز ہوتی ہے اور آپ کے جسم میں تیار شدہ کارٹی زون کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس طرح بہت سے ضمنی اثرات پیدا ہوتے ہیں، جیسے جسم کے استخوانی ڈھلچے کا نرم ہو جانا اور ذرا سے گر پڑنے سے ہڈی ٹوٹ جانا وغیرہ۔ اس کے علاوہ بعض لوگوں کو دماغی عارضہ بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ تو کیا یہ اچھا نہیں ہے کہ آپ خود اپنے غدہ کلاہ گردہ کو کام کرنے اور کارٹی زون پیدا کرنے کا موقع دیں؟

اسی طرح دوسرے غدود کا معاملہ بھی ہے! ان کو سرگرم کار ہونے کے لئے تحریک کی ضرورت ہے۔ غدہ نخلمیہ، غدہ قدامیہ، بلب اور غدہ درقیہ سب کو ورزش کے ذریعہ سے مستعد رکھنا چاہئے۔ بعض لوگوں کے غدہ قدامیہ میں تکلیف ہو جاتی ہے اور وہ جراحی کا شکار بنتے ہیں۔ اس کے اور اسباب بھی ہیں، لیکن ان میں جسمانی ورزش کی کمی اہم ہے۔

ورزش کے خیال سے پابندی کے ساتھ ٹھنڈا خون کے دباؤ کو غیر ضروری طور پر بڑھنے سے روکنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ نبض کی رفتار کو بھی معمول سے زیادہ نہیں ہونے دیتا۔ حسن اتفاق سے جانس ہا پکنز یونیورسٹی کے ڈاکٹر رے منڈپرل آنجملنی نے ان ہزاروں آدمیوں کی نبض کا ریکارڈ رکھ لیا ڈاکٹر پرل کے اس ریکارڈ سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبض کی رفتار جتنی تیز ہوگی، زندگی اتنی ہی مختصر ہو جائے گی۔ یہ بالکل دو اور دو چار والی بات ہے۔ اگر گھڑی تیز چلے گی تو اس کی چابی جلد ختم ہو جائے گی۔ دل ایک پمپ ہے اور نبض کی ہر حرکت کا مطلب ہے کہ پمپ کا ایک پورا عمل۔ پمپ، جو ایک خاص رفتار سے حرکت کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اگر بہت تیزی سے چلنے لگے تو نتیجہ کیا ہوگا؟ اموات کے اعداد و شمار میں اس کا جواب ملے گا۔

ورزش کے لئے ہوا خوری اور چہل قدمی کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ یہ خون میں کو ایسٹرول کو بڑھنے نہیں دیتی بلکہ اس میں کمی کا سبب بنتی ہے۔ شریانوں

کو درست رکھنے کے لئے بھی شاملنا بہترین علاج ہے۔ شاملنے سے جسم کی تمام بانٹوں (سیجوں) میں لچک پیدا ہوتی ہے، عضلات کو تقویت ملتی ہے اور جوڑوں کی سختی کم ہو جاتی ہے۔ اس سے جسم کے تمام وظائف جو سہل انگاری کی وجہ سے کم رفتار ہو جاتے ہیں، از سر نو مستعدی سے انجام پانے لگتے ہیں۔

ورزش کا کام: (Purpose of Exercise)

ورزش کا ایک کام پسینہ لانا ہے۔ بہت سے زہریلے مادے، کیمیائی غذاؤں اور کسی فضا سے انسانی جسم میں پہنچ جاتے ہیں۔ پسینے کے ذریعہ سے یہ زہر جسم سے خارج ہو جاتا ہے۔ اگر آپ کا پسینہ اس زہر کو باہر نہ نکل پھینکے اور آپ بے پروائی سے بیٹھے رہیں تو نظام جسم میں زہر جمع ہوتا رہے اور یہ بیماریوں کی المج گاہ بن جائے۔ ہو سکتا ہے ان امراض میں سرطان بھی شامل ہو۔ یقیناً "ایک مجھول زندگی سرطان کا سبب بن سکتی ہے۔"

75 سالہ شخص کی کہانی:

(Story of Seventy five year old man)

بعض پیشوں میں ہاتھوں کو زیادہ کام لانا اور پھرتی سے حرکت دینی پڑتی ہے۔ ایک 75 سالہ شخص کو دیکھا گیا جو دفتروں میں کھڑکی، دروازوں کے شیشوں وغیرہ کی صفائی کیا کرتا تھا۔ جب اس سے سوال کیا گیا کہ تمہارے دل کی کیا حالت ہے؟ تو اس نے کہا، "کیسا دل؟ گویا اس کے نزدیک یہ سوال ہی غیر ضروری تھا، کیوں کہ اس کو دل کی کوئی شکایت نہ تھی۔ اس شخص نے 30 - 40 سال تک اپنے ہاتھوں کو پھرتی اور مستعدی کے ساتھ شیشوں کی صفائی کے لئے استعمال کیا تھا اور غالباً وہ جان گیا تھا کہ ہاتھوں کو حرکت دینا دل کی بانٹوں اور پیپھروں پر صحت بخش اثر ڈالتا ہے۔ اس پورے عرصے میں اس کے کام نے اس کو بھرپور سانس

لینے اور آکسیجن کو جسم کے تمام حصوں میں پہنچانے کا علوی بنا دیا تھا۔ یہ طریقہ درازی عمر کا ایک حیرت انگیز ذریعہ ہو سکتا ہے۔ بڑھتی ہوئی کالم بھی زیادہ تر ہاتھ کا ہے۔ وہ کیلیں ٹھونکنے اور آرا چلانے کے لئے اپنے ہاتھوں کو ہی حرکت دیتا ہے، لیکن وہ زیادہ پھرتلا نہیں ہوتا اور نہ ہاتھوں کو اتنی دور پھیلاتا ہے، جتنی دور کہ آرکسٹرا بجانے والے اور شیٹے صاف کرنے والے اس میں شبہ نہیں کہ زیادہ عرصے جینے میں کسرت اور حرکت دونوں اہم عوامل ہیں۔

ریلوے ملازم کی کہانی: (Story of Railway servant)

ایک آدمی ریلوے کے محکمے میں ملازم تھا۔ چالیس سال تک اس کا یہ کام تھا کہ ریل کی پٹری کے غنائیں چیک کرتا۔ چند سال ہوئے وہ سبک دوش ہو گیا اور اطمینان کا سانس لیا کہ اب میں مکمل آرام کروں گا۔ چنانچہ وہ دن بھر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہتا۔ اس کی صحت اچھی تھی، مگر ایک سال کی بے کاری میں ہی وہ ست ہو گیا اور دائمی آرام کی منزل کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کو دل کی شکایت ہو گئی اور حالت استراحت میں اس کے قلب نے کام کرنے سے انکار کر دیا۔ بے عملی اس کو کھا گئی۔

پہلو انوں کی شکل: (Problem of Whestrer)

پیشہ ور پہلو انوں کو بھی یہی مشکل پیش آتی ہے۔ جب تک وہ ریاض میں مصروف رہتے ہیں، تندرست رہتے ہیں، لیکن لنگر لنگوٹ کھولنے کے بعد وہ تن دہی چھوڑ کر کلہا بن جاتے ہیں تو ان کی عمر کم ہو جاتی ہے۔ ریکارڈ بتاتا ہے کہ جو پہلو ان آخر تک محنت کرتے رہے وہ بچی عمر تک جیئے۔ ورزش سے پہلو انوں کی عمر کم نہیں ہوتی بلکہ آخری عمر کی کاہلی ان کی زندگی کو مختصر کر دیتی ہے۔ جو لوگ فلیٹ میں یا مکان کی بالائی منزل میں رہتے ہیں ان کے لئے اوپر چڑھنا اتارنا بھی ایک

ورزش ہے۔ میڑھیوں سے چڑھنا اترنا یا پہاڑوں یا ٹیلوں پر چلنا پھرنا، ہموار زمین پر چلنے کے مقابلے میں کہیں زیادہ اعضاء جسم کو حرکت میں لاتا ہے۔ اس لئے بالائی منزلوں پر رہنے والوں کو اترنے چڑھنے کو مصیبت نہیں سمجھنا چاہئے اور ورزش سمجھ کر فائدہ اٹھانا چاہئے۔

ورزش کی افلیت: (Importance of Exercise)

ورزش کی ضرورت و افلیت کسی شرح و بسط کی محتج نہیں ہے۔ جوانوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں، صحت مند لوگوں اور غیر صحت مند لوگوں سب کو ورزش ہے جو ہر ایک کے لئے مناسب ہو سکتی ہے۔ دماغی کام کرنے والے لوگوں کا خاص طور پر ورزش کی ضرورت ہے۔ صبح کے وقت کی چہل قدمی اور کھلی ہوا میں تیز چلنا ان کے دماغ کو صاف، تازہ اور بیدار کرنے میں بڑا معاون ہوتا ہے۔

(ہیلتھ اینڈ نیو جنزیشن)

مسلمان میت - سنت نبویؐ کافر میت اور جدید سائنس

(Muslim dead body - Sunnah)
(Orthodox body and Modern Science)

اسلامی اصولوں میں سلوگی۔ آسانی اور سہولت پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک ہے بلکہ مہد سے لے کر تک اسلام مسلمانوں کو آسانی ہی آسانی دیتا ہے جس سے ہر امیر و غریب مستفید ہو سکتا ہے۔

بالکل ہی عالم مسلمان اور کافر میت کا ہے۔ جب مسلمان فوت ہوتا ہے تو بالکل سستا انتظام ہی ہوتا ہے کہ ایک عام سلوہ سے کپڑے میں کفن دے کر بالکل سلوہ قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے۔

جبکہ اس کے برعکس یورپی زندگی میں جہاں جینا عذاب ہے وہاں مرنا بھی عذاب اور مسلسل تکلیف سے کم نہیں۔ اس ضمن میں ایک سیاح اور سکالر کے تجربات ملاحظہ فرمائیں۔

”جب سے منگائی کا منہ زور گھوڑا سرٹ دوڑنے لگا ہے یورپ میں مرنا بھی منگا ہو گیا ہے اس منگائی کا عالم یہ ہے کہ جب تک پوری اپنی کھل رسومت ادا نہ کرے اس وقت تک میت کو دفنانا عذاب سے کم نہیں۔“

(پروفیسر بلیک آفرگٹ)

یورپی میت کی اقسام:

(Kinds of European's dead bodies)

میت کو تھری پیس اعلیٰ قسم کا لباس پہنایا جاتا ہے لاجواب ٹائی لگائی جاتی ہے ایک بہترین صندوق میں ڈال کر اس کو دفن کیا جاتا ہے۔ اس دفن میں ویلفیر ادارے کا نھلانے، گھر سے لے کر جانے اور قبرستان تک لے جانے، لباس اور

پرفوم لگنے، صندوق بنوا کر اس میں رکھنے کا بل موجود ہوتا ہے یہ اوارہ ہر عمل کا علیحدہ حساب وصول کرتا ہے۔

اس کے علاوہ جس زمین اور جگہ کو قبر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے وہ زمین بھی قیمتاً لی جاتی ہے اور بعض یورپی ملکوں میں اس کی میلو ہوتی ہے اگر مقررہ میلو تک لی گئی زمین کے لئے مزید رقم ادا کر دی جاتی ہے تو قبر محفوظ ورنہ وہاں کسی اور میت کے لئے جگہ بنائی جاتی ہے۔

ایک اور قسم یورپی مردے کی ایسی ہوتی ہے جو اس سے بھی مہنگی ہوتی ہے اس میں مردے کو تھری پیس سوٹ مہنگی اور اعلیٰ کوالٹی کا پہنایا جاتا ہے جس کی ٹائی سے لے کر صندوق اور تمام لوازمات تک مہنگے اور قیمتی ہوتے ہیں۔

تیسری قسم یورپی مردے کی ایسی کہ اس کو ہالیکٹرک بھٹی میں جلا کر راکھ کر دیا جاتا ہے اور اس راکھ کو پانی میں بہا دیا جاتا ہے۔

موجودہ دور میں زمین کی کمی، آبلوی کی زیادتی اور وقت کی قلت کے پیش نظر اکثر یورپی ممالک میں تقریباً یہی جلانے کا عمل کیا جاتا ہے۔

کچھ انڈیا کا حال: (Some Mentioning of India)

دنیا کے غریب ممالک میں شمار ہونے والے ملک ہندوستان میں رسم و رسوم نے امیر سے لے کر غریب ہندو تک کو جکڑا ہوا ہے۔

مالدار ہندو کی ارتھی:

(Burning place of wealthy Hindu)

پنڈت جی مہاراج کی حاضری، خالص کھن کا گھی، (بعض دفعہ پر ٹکلف بلوام روغن کا استعمال کرتے ہیں) صندوق کی قیمتی لکڑی، دیگر کھانے پینے کے لوازمات کے ساتھ اس ہندو کو جلایا جاتا ہے۔ اور یوں ایک جسم اختتام پذیر ہوتا ہے۔

غریب ہندو: (Poor Hindu)

ایسے پنڈت جی کی حاضری جو خود غریب اور للوارث ہوتا ہے مٹی کا تیل،
عام جلانے کی سستی لکڑی اور کچھ کھلنے کے لوازمات۔

مفلس تلوار ہندو: (Insolent Hindu)

ایسے میں بعض ایسے غریب مفلس اور تلوار ہندو بھی ہوتے ہیں جس کے پاس میت کے جلانے اور رسومت کی ادائیگی کے لئے رقم نہیں جن کا ایک وقت کا کھانا بمشکل پورا ہوتا ہے وہ اتنی ہندوانہ رسوم کیسے لوا کر سکتے ہیں ایسے میں کچھ لوگ بطور رسم میت کی انگلی کٹ کر جلادی جاتی ہے ہلتی جسم گنگا دریا کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ اس میت کو وصول کرنے کے لئے بعض خطرناک گروہ ہیں جن کا کاروبار ہی صرف اور صرف ایسے للوارث میت پانی سے نکل کر جلد گوشت جلا کر ہڈیوں کا ڈھانچہ فروخت کرنا ہے۔

(یورپ میرا دیکھا ہوا ہے۔ سید نور خاں سدید)

قارئین! کیا خیال ہے؟ اسلامی موت جہاں آخرت کی آسانی ہے وہاں دنیا میں بھی آسانی اور راحت ہے۔

اسلامی اجتماعی خانگی تعلقات سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Combined Islamic Family Relations
Sunnah and Modern Science)

رشتہ کو نہ توڑے بلکہ ملائے رکھے، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک
کرے۔

جو شخص رشتہ توڑے اس سے بھی رشتہ نہ توڑے، رشتہ توڑنے والے
سے رشتہ کو ملائے رکھنا ہی درحقیقت رشتہ کو ملانا ہے، رشتہ ملانے سے رشتہ ملانا تو
مخس بدلہ ہے، رشتہ ملانا نہیں ہے۔ (صحیح بخاری) (منہج المسلمین)

رشتہ داروں کے حقوق لو اکرتا رہے۔ (بنی اسرائیل - القرآن)
اگر رشتہ داروں کو دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو نرمی سے بات کرے (بنی
اسرائیل - القرآن)

اگر ورثہ کی تقسیم کے وقت رشتہ دار آجائیں تو ورثہ کے مل میں سے
انہیں بھی کچھ دے لو، ان سے شیریں کلامی سے بات کرے (النساء - القرآن)
اگر کوئی شخص اپنے کسی رشتہ دار سے جس کے پاس مل ہو کچھ مل طلب
کرے اور وہ نہ دے تو قیامت کے دن جہنم سے ایک ستپ لگے گا جو نہ دینے
والے کو گلے میں مثل طوق کے لٹک جائے گا۔ (طبرانی - منہج المسلمین)

زندگی سے مایوس ہوں تو خاندانی روابط
کو بدھلیا جائے (امریکن ہیلتھ سروے رپورٹ)
(You are disappointed from life then
you should improve family terms)

لوہیات سے زیادہ بیماری سے پہلے دلی کیفیت کو سمجھ کر اس پر قابو پانے
سے خواتین خود کو بچاویوں سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ اس امر کا انکشاف امریکی ہیلتھ
سروے میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جب بھی کسی عورت کو بھوک میں کمی
اور روز سو کی زندگی میں یکسانیت اور مایوسی محسوس ہو تو اس کا مطلب ہے کہ
کوئی نہ کوئی بیماری حملہ آور ہونے والی ہے۔ اگر خواتین فوراً لوہیات لینے کی
جگہ اپنی تہذیب ہونے والی کیفیات کو بگڑنے سے از خود بچالیں تو صحت خراب
نہیں ہوتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جب بھی کیفیات میں بگاڑ محسوس ہو اور
زندگی سے ٹھیس پیدا ہو تو خاندانی روابط کو مزید خوشگوار اور نئے سے نئے روابط
بنائے جائیں۔

(پراسیکالوجی کے کرشمات)

وظیفہ زوجیت کی سائنسی تحقیق
صحت بخش ازدواجی تعلقات

(Healthy Married Relationships)

اسلام نے وظیفہ زوجیت کو ثواب بتایا اور اس عمل کے فضائل کتب
احیاء میں بکثرت ہیں لیکن شرط اپنی بیوی ہو۔ جدید سائنس کیا کہتی ہے ملاحظہ
فرمائیں۔

انسانی جسم اور دماغ کبھی جدا نہ ہونے والے رشتے میں منسلک ہیں۔ یہ

رشتہ منفی بھی ہو سکتا ہے اور مثبت بھی۔ وظیفہ زوجیت کے دوران یہ تعلق نمایاں کردار ادا کرتا ہے اور اس عمل کے دوران میں انسانی جسم میں ایسے کیمیائی مرکبات بنتے ہیں کہ وہ قوتِ مدافعت کے نظام کی صلاحیتوں کو بدھلتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس عمل سے انسان بہت سے بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔ منفی احساس کا مسلسل قائم رہنا ذہنی تنکو یا غصہ وغیرہ انسانی جسم کی مختلف نظاموں کو غیر متوازن کر دیتا ہے۔ اس کی مثل ایسے ہی ہے جیسے چلتی مشین میں لوہے کی کوئی ایسی چیز پھینک دی جائے جس سے مشین میں فوراً گڑ بڑ پیدا ہو جائے جو اس کے فعل کو بگاڑ کر رکھ دے۔

نتیجہ: (Results)

ماہرین تحقیقی مشاہدات کے بعد ان نتائج تک پہنچے ہیں کہ اگر کوئی شخص انتہائی ذہنی تنکو کا شکار ہوتا ہے تو اس کے بیمار ہونے کے امکانات ایک، نارمل آدمی سے چار گنا بڑھ جاتے ہیں۔ نیز یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ایسی خواتین میں چھاتی کے کینسر کے امکانات دوگنے ہو جاتے ہیں جن کے خلود دور ہوتے ہیں یا وہ بہو ہوں۔

یہ بات شک و شبہ سے بلا تر ہے کہ ذہنی تنکو کا ماحول انسان کو جسمانی اور نفسیاتی دونوں طرح نقصان پہنچاتا ہے۔ آج کل یہ مرض ہمارے ماحول میں بڑھ رہا ہے۔ اس کی وجہ ہمارے معاشرتی و معاشی ماحول میں تبدیلی ہے۔ بچوں کا احترام ختم ہوتا جا رہا ہے اور نئی نسل پر لڑائی روایات سے روگردانی کر رہی ہے جس سے والدین انتہائی ذہنی دہو کے ماحول کی وجہ سے لوگ دل کے امراض میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں اور یہ ماحول چھاتی میں درد کا باعث بھی بن رہا ہے۔

دفاعتی نظام کی جہتی:

(Failure of Humunity system)

مسلل ذہنی دہاو اور تھو کا ماحول انسان کی قوت مدافعت کے نظام کا تباہ بنا
بکھیر کر رکھ دیتا ہے اور انسانی جسم مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ان امراض
میں زیادہ تر دل کا درد، السر اور ہائی بلڈ پریشر شامل ہیں۔

وظیفہ زوجیت: (Task of the Married State)

صحت مند وظیفہ زوجیت ذہنی دہاو اور تھو کو کلنی حد تک کم کرتا ہے، کیوں
کہ اس عمل سے انسانی جسم کھل آرام کی حالت میں آ جاتا ہے۔ ذہنی حالت بہت
بہتر ہو جاتی ہے اور قوت مدافعت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔
خلوند اور بیوی کا اپنے سونے کے کمرے میں انسی خوشی آنے مسور ہونے
اور ایک دوسرے کی قربت سے فیض یاب ہونے سے انسانی جسم میں ایک کیمیائی
عمل شروع ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں نہ صرف قوت مدافعت کا نظام بہتر سے
بہتر ہوتا ہے بلکہ بہت سے دوسرے عناصر انسانی صحت پر مثبت طور پر اثر انداز
ہوتے ہیں۔ اس کیمیائی عمل کے نتیجے میں انسانی جسم میں ایک کیمیائی مرکب جس
کو "لیٹھورفن" کہتے ہیں، بنتا ہے۔ وظیفہ زوجیت کے دوران دلغ یہ کیمیائی
مرکب پھوڑتا ہے۔ اس مرکب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ انسانی جسم کے
تمام دندوں کو ختم کرتا ہے۔ یہ کیمیائی مرکب خون میں مل کر تمام جسم میں گردش
کرتا ہے۔ اس سے مو و دن ہشاش بشاش دکھائی دیتے ہیں۔ اس کیمیائی مرکب
کے اثرات مارفین سے ملتے جلتے ہیں، کیوں کہ مارفین انسان کو ذہنی تھو اور دہاو
سے بھٹکارا دلاتی ہے، درد سر کو ختم کرتی ہے اور دوسری جسمانی بے آراہی کا خاتمہ
کرتی ہے۔

تحقیقات کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ بعض خواتین کے جنسی

جذبت جب پایہ تکمیل پر پہنچ جاتے ہیں تو ان کے جوڑوں کے درد اور رحم کے درد (Cervical Pain) میں کئی افاقہ ہو جاتا ہے، کیوں کہ اس سے درد کی قوت برداشت بڑھ جاتی ہے، لیکن یہ نتیجہ ہر خاتون میں نہیں دیکھا گیا۔ صحت مند وظیفہ زوجیت سے انسان کو جسمانی طور پر پرسکون ہونا چاہئے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب بیوی اور شوہر انتہائی خوشی کے موڈ میں اس عمل کو سرانجام دیں۔

وظیفہ زوجیت کا سائنسی عمل:

(Scientific process of the task of married state)

وظیفہ زوجیت شروع ہوتے ہی اینڈورفین بننا شروع ہو جاتا ہے۔ اس کے بننے میں یہ شرط نہیں ہے کہ جنسی جذبت کی مکمل تسکین ہو۔ وظیفہ زوجیت کے دوران جنسی جذبت کی لہریں درد پیدا کرنے والی لہروں کی جگہ لے لیتی ہیں۔ مکمل جنسی جذبت کی تسکین زیادہ سے زیادہ اینڈورفین بنانے میں مدد دیتی ہے۔ اینڈورفین انسانی جسم میں یہ سیل کی تعداد بڑھاتی ہے۔ اینڈورفین جسم کے درد کو ختم کرنے کا بہترین کیمیائی مرکب مانا جاتا ہے۔ اینڈورفین اور ٹی خلتے دونوں قوت مدافعت کے نظام کو خوب سے خوب تر کی طرف لے جاتے ہیں۔ اس طرح انسان کینسر اور اسی قسم کے دوسری خلیاتی بیماریوں کے حملے سے آسانی بچ سکتا ہے۔

وظیفہ زوجیت کے باقاعدہ سرانجام دینے سے انسانی جسم میں مفید ہارمون کی مقدار بڑھتی ہے۔ وہ خواتین جن کے ساتھ باقاعدگی سے وظیفہ زوجیت سرانجام دیا جاتا ہے ان کے خون میں ایسٹروجن کی مقدار کئی بڑھ جاتی ہے۔ جن خواتین کے ساتھ وظیفہ زوجیت کم ہوتا ہے یا کبھی کبھی ہوتا ہے ان میں اس ہارمون کی مقدار کم ہوتی ہے۔ یہ ہارمون عورت کو زیادہ دیر تک جوان رکھتا ہے۔ باقاعدگی سے اور زیادہ عمر تک ماہواری آتی رہتی ہے اور دوسری طرف خواتین کی ہڈیوں کو بھی مضبوط کرتا ہے اور ان کے نظام اور دل کے نظام کو بہتر حالت میں رکھتا ہے۔ یہ

ہارمون عورت کی ذہنی حالت پر بھی اثر انداز ہوتا ہے اور ذہنی کیفیت اور سوچ کو بہتر کرتا ہے۔ نیز ذہنی دہاو تھوڑا اور تھوڑا کو روکتا ہے۔ مصنوعی ہارمون کے استعمال سے بہت سی خرابیاں جسم میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ لہذا ان سے گریز کرنا چاہئے اور وہ قدرتی ذرائع استعمال کرنے چاہئیں جن سے یہ ہارمون خواتین میں زیادہ پیدا ہوا۔

اہمیت: (Importance)

مندرجہ بالا حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ شوہر اور بیوی کا ملاپ ایک دوسرے سے محبت و پیار کا اظہار، مرد و عورت دونوں کو صحت مند رکھنے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ وہ مرد جو نوجوانی کے دوران وظیفہ زوجیت باقاعدگی سے سرانجام دیتے ہیں، ان کی جنسی قوت بڑھنے میں بھی کافی حد تک قائم رہتی ہے۔ اور جو ایسا نہیں کرتے وہ جلد ہی جنسی قوت سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کہ لوہے کا وہ آلہ جسے استعمال نہ کیا جائے اور وہ زنگ آلود ہو کر بے کلا ہو جائے، لیکن اگر لوہے کے اس آلے کو باقاعدگی سے استعمال کیا جائے، صاف ستھرا رکھا جائے تو وہ کافی دیر تک کام میں لایا جاسکتا ہے۔ وہ شوہر اور بیوی جو اپنی نوجوانی دونوں عمروں میں جنسی جذبات سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں بھی اس نعمت کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ وظیفہ زوجیت ایک مسکن عمل ہے، کیوں کہ صحت بخش وظیفہ زوجیت کے بعد دونوں شریک حیات بہترین نیند سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور جب بیدار ہوتے ہیں تو کسی قسم کی کمزوری یا سستی کا نام و نشان تک نہیں ہوتا جب کہ مصنوعی لوویہ کے استعمال سے آنے والی نیند سے جب انسان بیدار ہوتا ہے تو تھکاوٹ، سستی اور کمزور سے محسوس ہوتا ہے۔ نیند کا نہ آنا بھی ذہنی تھوڑا اور دہاو کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وظیفہ زوجیت ذہنی دہاو تھوڑا سے نجات دلاتا ہے۔ عضلات و اعصاب کے تھوڑا کو ختم کر کے ایک بہترین نیند سے سرفراز کرتا ہے۔

صحت بخش و خفیہ زوجیت وہ ہے جس میں دونوں پارٹنر اس عمل کے لئے جسمانی اور ذہنی طور پر تیار ہوں۔ دونوں جسمانی طور پر چاق و چوبند اور ذہنی طور پر مطمئن اور مسرور ہوں۔ ایسے پارٹنر زندگی کے تمام امتحانوں میں فتح یاب ہوتے ہیں۔ و خفیہ زوجیت کے عمل کے بعد جب آپ بیدار ہوں تو غسل کرنے سے طبیعت ہشاش بشاش ہو تی تازہ ہو جاتی ہے اور پاکیزگی بھی آجاتی ہے۔

اخلاقی فائدے: (Virtual Benefits)

تحقیقات سے پتا چلا ہے کہ و خفیہ زوجیت ذہنی تندرستی اور دہاؤ سے نجات دلاتا ہے۔ قوت مدافعت کو بہتر سے بہتر کرتا ہے اور ظاہری جسمانی خوب صورتی میں اضافہ کرتا ہے، لیکن یہ عمل صرف اور صرف اپنی بیوی کے ساتھ ہی زیادہ سے زیادہ فوائد پہنچا سکتا ہے کیوں کہ دوسری عورت کے ساتھ ذہن پر کسی قسم کے جرم کا احساس مذہبی طور پر یا اخلاقی طور پر جرم کا احساس، خوف و ڈر و خفیہ زوجیت کے پورے فوائد سے بہرہ ور نہیں کر سکتا۔

عورتوں میں جنسی رجحان کی کمی:

(Lack of Sexual Attitude in woman)

عورتوں میں قدرتی طور پر دو ہارمون ایسٹروجن اور پروجیسٹیرون پائے جاتے ہیں۔ یہ ہارمون خواتین میں ماہواری قائم رکھتے ہیں۔ عورت کے جسم میں ایسٹروجن زیادہ کردار ادا کرتا ہے، لیکن و خفیہ زوجیت کی طرف رجحان کا زیادہ تر انحصار پروجیسٹیرون پر ہے۔ ہمارے ہاں خواتین اپنا زیادہ خیال نہیں رکھتیں جس کی وجہ سے وہ فولاد، کیلشیم اور میگنیزیم کی کمی کا شکار رہتی ہیں۔ اس وجہ سے ان میں سستی، کللی، تھکاوٹ، عضلاتی و اعصابی تندرستی پیدا ہو جاتا ہے۔ حمل کے دوران اور بچے کو دودھ پلانے کے عرصے میں خواتین کو وافر مقدار میں کیلشیم اور فولاد کی

ضرورت ہوتی ہے۔

ان کے علاوہ جست بھی ایک نہایت اہم عنصر ہے۔ ان عناصر کی کمی کی وجہ سے خواتین کو وظیفہ زوجیت کی طرف رجحان کم ہوتا ہے۔
ذہنی کیفیت اور گھر کا ماحول وظیفہ زوجیت کے رجحان کو پیدا کرنے اور اہلے میں نمایاں کروا لیا کرتا ہے۔ بہر حال صحت مند وظیفہ زوجیت کے عمل کو سرانجام دینے کے لئے خواتین کو ایک موثر کردار لیا کرنا چاہئے۔ خواتین کی خلوند میں عدم دلچسپی اسے غلط راستے کی طرف لے جاسکتی ہے، جس سے گھر کا ماحول جہاں پیدا ہو سکتا ہے۔

مرد حضرات گھر سے باہر کام کرنے کے دوران میں مختلف حالات سے گزرتے ہیں اور مختلف حضرات سے ملنے کے بعد کافی ذہنی، عضلاتی اور اخلاقی تھو کا شکار ہوتے ہیں۔ جب وہ گھر میں داخل ہوتے ہیں تو ایک صحت مند ماحول کے خولہاں ہوتے ہیں۔ اگر ماحول ان کے پسند کے مطابق ہو، بیوی بچے ان میں دلچسپی لیتے ہوں اور انہیں احترام کی نظر سے دیکھیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وظیفہ زوجیت اچھی طرح سے سرانجام نہ پائے۔

صحت مند وظیفہ زوجیت میں خوشبو بھی بڑا اہم کردار لیا کرتی ہے۔ جدید طبی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ دار چینی، کافور، تیل جنسی جذبیت کو بھلنے میں موثر ہے۔

مردوں میں جنسی رجحان کی کمی:

(Lack of sexual preference in men)

ہر انسان میں قوت مردی مختلف ہوتی ہے جس میں غذا نمایاں کردار لیا کرتی ہے۔ منی اور کرم منی کی مقدار کسی میں کم اور کسی میں زیادہ ہوتی ہے۔ ماہرین کی رائے کے مطابق منی اور کرم منی میں کمی کی وجہ انسان کے جسم میں جست کی کمی ہے۔ اس کے علاوہ حیاتیات الف بھی جست کے جزو بدن ہونے اور

جسم کے اندر اس کے کردار کو بہتر کرنے کے لئے موثر ہے۔
 ٹیسٹو سٹیرون ہارمون دراصل وظیفہ زوجیت کے رجحان کا بنیادی کردار
 ہے۔ اس کی کمی مرد میں وظیفہ زوجیت کے رجحان کو کم کر دیتی ہے۔ اس کے علاوہ
 خوراک متوازن نہ ہونے کی وجہ سے یہ رجحان متاثر ہوتا ہے۔ حیاتین (ای) بھی
 منی اور کرم منی کی پیدائش کو برعکاس ہے۔ تل، وٹامن ای کا ذریعہ ہیں۔ اس کے
 علاوہ وٹامن اے گاجروں میں بدرجہ اتم ہوتا ہے۔ ان کا استعمال بطور غذا و دوا
 مردوں میں وظیفہ زوجیت کے رجحان کو قائم رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ میگنیزیم اور
 کیلشیم بھی اس عمل کے سرانجام دینے میں کافی بہتر ثابت ہو چکے ہیں۔ اس سے
 کلی، کمزوری اور تھکاوٹ وغیرہ ختم ہو جاتی ہے، جسم چست و چلاک نظر آتا ہے۔
 مٹاپے کا رجحان ختم ہوتا ہے۔ اچھی خوراک بھی نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ مغزیات
 بہترین محرک ہیں۔ تل اور عشبہ کے کیپول وظیفہ زوجیت کے رجحان کو برعکاس
 میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

مرد کی ذہنی کیفیت اور گھر کا ماحول اور شریک حیات کو اپنے آپ کو خوب
 صورت دکھائی دینے کی کوششوں سے وظیفہ زوجیت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے
 ہیں۔ خواتین کو وہ لباس زیب تن کرنا چاہئے جس میں وہ اپنے خلوند کو خوب
 صورت نظر آئیں۔ اگر خواتین خلوند کی پسند اور ناپسند کا خیال رکھیں! محبت سے
 پیش آئیں تو مرد میں وظیفہ زوجیت کو بہتر طور پر سرانجام دینے کی صلاحیتیں بڑھتی
 ہیں۔ خواتین کی لباس میں عدم دلچسپی اور خلوند کی طرف متوجہ نہ ہونا، یہ عناصر مرد
 و زن میں وظیفہ زوجیت کے رجحان کو کم کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

(کیولری لو اینڈ آئی)

اسلام کے خانگی نظام میں بوڑھے والدین کو جس قدر و منزلت کی نظر سے
 دیکھا جاتا ہے اس کی مثل تمام عالم کے ادیان میں نہیں ملتی۔ بوڑھے والدین پر
 محبت کی نگاہ اسلامی نقطہ نظر میں حج اور عمرے کے ثواب کے برابر، ان سے آگے
 نہ چلنا، ان کو جھڑکنا نہیں ان کے لئے دعا مغفرت کرنا حتیٰ کہ اوب و احترام کی
 آخری علامت جس کو قرآن نے بیان کیا کہ اف تک نہیں کہنا چاہیے لیکن اس

کے برعکس یورپی زندگی نے کیا کید ملاحظہ فرمائیں۔

بوڑھی عورتوں کا برعکس: (Oldness of Old Women)

خاندانی نظام کی وجہ سے بوڑھی عورتوں کے نرسنگ ہوم میں داخلے کے امکانات کم ہوتے ہیں بالخصوص جن خواتین کے شوہر یا بیٹے زندہ ہوں۔ ان میں خاندانی نظام کے رشتے خوشگوار بنیادوں پر استوار ہوں وہ خواتین اپنا برعکس زیادہ آسانی سے گزارتی ہیں۔ اس امر کا انکشاف این آئی ایچ آر رپورٹ میں کیا گیا ہے رپورٹ کے مطابق اس سلسلے میں تین ہزار مردوں اور عورتوں سے انٹرویو لئے گئے اعداد و شمار کے مطابق جو بوڑھی خواتین ایسے رشتہ داروں اور اپنے گھروں میں رہائش پذیر ہیں وہ زیادہ پرسکون ہیں جبکہ نرسنگ ہوم میں رہنے والی خواتین کو تمام تر سہولیات کے بلوجود سکون نہیں ملتا اور ان کی زندگی آرام دہ ماحول کے بلوجود اذیت میں گزارتی ہے جن بوڑھے لوگوں کی بیگمالت ہوتی ہیں وہ بھی نرسنگ ہوم میں رہنے سے انکار کر دیتے ہیں۔

(اولڈ ہومز - کے - بے جے جلیوید)

بچوں اور بزرگوں کی اکٹھے سیر:

(Combined walk of Children and Elders)

بچوں کا بزرگوں کے ساتھ سیاحت کے لئے جانا بچوں اور بزرگوں دونوں کے لئے فائدہ مند ہے یہ ہلت برطانوی اخبار ”انٹرنیشنل ہیئرلڈ ٹریبیون“ نے اپنی ایک اشاعت میں کہی ہے اخبار کا کہنا ہے کہ بزرگوں کو اپنے پوتوں اور نواسوں کو سیاحت کے لئے ساتھ لے جانے سے بزرگوں اور نئی نسل کے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے اور اس طرح باہمی تعلق بھی ختم ہوتا ہے اس سلسلے میں ان کو گروپوں

کی شکل میں جانا چاہئے کیونکہ اس طرح بزرگوں اور بچوں کو اپنے ہم عمروں سے ملنے کا موقع بھی میسر رہے گا اور وہ سکون محسوس کریں گے اور بچوں کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوگا۔

اسلامی زندگی میں ازدواجی تعلقات کو بہت اہمیت حاصل ہے اس میں سختی سے منع بلکہ رواداری، عفو و درگزر اور انصاف سے کام لیا گیا ہے اسلام میں عورت کو ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہونے کی وجہ سے زیادہ سختی سے منع اور مرد کے اوب و احترام کے بارے میں یہاں تک بتایا گیا کہ اگر سجدے کی اجازت ہوتی تو بیوی اپنے خوند کو کرتی۔ لیکن ان اصولوں کے انحراف یورپی زندگی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ازدواجی تعلقات کی کشیدگی

عورتیں اور بچے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

(Misunderstanding of Married life

women and childrens are more effected)

ازدواجی تعلقات میں کشیدگی سے سب سے زیادہ متاثر خواتین اور بچے ہوتے ہیں۔ اس امر کا انکشاف این آئی ایچ آر رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جب والدین لڑائی جھگڑا کرتے ہیں تو سب سے پہلے ان کے بچے شدید اعصابی تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد بیوی شدید قسم کے نفسیاتی مسائل میں گھر جاتی ہے۔ ازدواجی تعلقات میں کشیدگی سب سے پہلے مالی معاملات کی وجہ سے آتی ہے۔ اس کے بعد خاندانی امور سے میاں اور بیوی میں جھگڑا ہوتا ہے۔ جنوبی ایشیا کے نواح میں مشترکہ خاندانی نظام کی وجہ سے بھی ایسے جھگڑے ہو جاتے ہیں جنکی وجہ سے خواتین اور بچے شدید نفسیاتی اور جسمانی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

(ویکلی سن)

اسلام نے عورت کو گھر کا چراغ اور پردہ داری عطا کی ہے جب یہ عورت

محفل لور دفتر کا چراغ بن جاتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے؟
اسلامی زندگی میں عورت کو پردہ کی حالت میں جو مقام ملتا ہے لور گھر کی
چار دیواری میں جو اہمیت حاصل ہے وہ لور کہیں نہیں۔ اسلامی عورت گھر کی مالک
ہے بازار کی رونق نہیں۔ جب یہ عورت نمود و نمائش کی طرف لوٹتی ہے تو پھر کیا
ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ورکنگ ویمن ماحولیاتی آلودگی اور ذہنی تناؤ:

(Working women, Environmental
Pollution and Tention Mental)

گھریلو نوعیت کے کاموں میں زندگی بسر کرنے والی خواتین کو مسلک امراض
زیادہ متاثر نہیں کرتے کیونکہ وہ گھر سے باہر رہنے والی خواتین کی نسبت خود کو
زیادہ صاف ستھرا رکھتی ہیں لور خوراک کا توازن بگڑنے نہیں دیتیں۔ اس امر کا
انکشاف امریکن ویمن سنڈی کی حالیہ رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق
گھریلو نوعیت کے کاموں میں مصروف رہنے والی خواتین پر ماحولیاتی آلودگی کے
اثرات بھی بہت کم اثر انداز ہوتے ہیں جبکہ ورکنگ خواتین کو سب سے زیادہ
ماحولیاتی آلودگی کا شکار ہونا پڑتا ہے جس کی وجہ سے اس کے اھصاب بعض اوقات
جواب دے جاتے ہیں اور وہ اتنے شدید تناؤ میں آجاتی ہیں کہ انہیں ملازمتوں سے
استعفیٰ دینا پڑتا ہے یا لوہارے ان سے مزید خدمات لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔
(امریکن ویمن ہسٹری رپورٹ)

ورکنگ ویمن - مسائل کا گھر:

(Working Women - House of Problems)

بچے کی پیدائش کے دوران ماؤں کی شرح اموات ترقی یافتہ ممالک میں
بہت زیادہ ہے تیسری دنیا کے ممالک میں دنیا کے 85 فیصد بچے پیدا ہوتے ہیں لور

ایک بھارتی اخبار میں شائع ہونے والی تحقیق رپورٹ کے مطابق ممتا کے تحفظ کے لئے ترقی پذیر ممالک میں مناسب اقدامات نہیں کئے جا رہے۔ سوشل سیٹ اپ اور غربت کی وجہ سے دنیا بھر میں ہر روز ان گنت مائیں موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں صرف بھارت میں زچگی کے دوران روزانہ اوسطاً 321 مائیں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں وزارت صحت کی رپورٹ کے مطابق 1950 کے عشرے میں صورتحال انتہائی سنگین تھی جب ہر ہزار میں سے 146 مائیں زچگی کے دوران ہلاک ہو جاتی ہیں۔ 90ء کے ابتدائی برسوں میں یہ تعداد کم ہو کر 74 فی ہزار ہو گئی جو گزشتہ برس تک 4 سے 5 فی ہزار تک کم ہو گئی ہے اس کے باوجود ابھی مزید اقدامات کی ضرورت ہے رپورٹ کے مطابق ورکنگ ویمین جب امید سے ہوں تو انہیں بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے تنہا کے باعث ہونے والی جسمانی اور ذہنی کمزوری سے انہیں حمل کے دوران تشنج کا خدشہ ہوتا ہے اس سلسلے میں سرکاری محکموں میں زچگی کی چھٹیاں برعہلانے کا فیصلہ کیا گیا ہے لیکن پرائیویٹ سیکٹر میں کام کرنے والی خواتین اس حوالے سے تکلیف دہ صورتحال سے دوچار ہیں چونکہ خلوند اور بیوی دونوں کام کرتے ہیں اس لئے بچوں کو گھر پر سنبھالنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ مشترکہ خاندانی سسٹم میں اس حوالے سے کچھ سہولت موجود ہو سکتی ہے بصورت دیگر ماں کے لئے بہت مسئلہ بن جاتا ہے وہ بچوں کو نہ گھر چھوڑ سکتی ہے اور نہ ہی ساتھ آفس لے جاسکتی ہے انہیں چائلڈ ڈے کیئر یا آیا کی خدمات حاصل کرنا پڑتی ہیں لیکن اگر معاشی لحاظ سے وہ یہ اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تو مسئلہ بن جاتا ہے رہاتوں اور شہروں میں بچوں اور ماؤں کی دیکھ بھل کے لئے قائم زچہ بچہ سنٹرز اور دوسرے یونٹوں پر کام کرنے والی ماؤں کے لئے خود اپنی اور اپنے بچوں کی دیکھ بھل مسئلہ بن رہتی ہے۔ جسمانی مسائل کے علاوہ ذہنی دباؤ کی زندگی اور صحت کے لئے خطرناک ہے وٹامنز اور معدنیات کی کمی سے ماؤں میں خون کی کمی پیدا ہو جاتی ہے ماں میں وٹامن اے کی کمی بچی کی بینائی کو متاثر کرتی ہے۔

(روزنامہ پرتاب بھارت)

برطانیہ میں مردوں کے درمیان کام کرنے والی ہزاروں خواتین کے بل تیزی سے گرتے جا رہے ہیں اس ہلت کا انکشاف برطانوی اخبار ٹائمز میں شائع ہونے والی ایک تحقیق میں کیا گیا ہے جس کا اہتمام یونیورسٹی آف پورٹس بلوٹھ نے کیا تھا رپورٹ کے مطابق مردوں کے ساتھ کام کرنے والی کم از کم 30 فیصد خواتین کو بل کرنے کی شکایت ہے تحقیق کے دوران مختلف دفاتر اور کارخانوں میں کام کرنے والی 800 خواتین سے رائے لی گئی۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ مردوں کے ساتھ مسلسل کام کرنے کے نتیجے میں ان خواتین میں مردانہ ہارمونز کے بارے میں حساسیت بڑھ جاتی ہے ایک ماہر کلیس لائز کے مطابق خواتین کے بدلتے ہوئے سماجی کردار کے باعث اب ایسی خواتین کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے جن میں مردوں کی علوات و خصائل پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق صحافت، طب، وکالت، ہوابازی اور دیگر شعبوں میں مردوں کی شبہت اختیار کر رہی ہیں جن کے سر پر کامیاب کیریئر کی دھن سوار ہے بالعموم یہ خواتین مردوں کی نسبت دگنی محنت کرتی ہیں ڈاکٹر لائز نے بتایا کہ وہ بل کرنے کی شکایت کرنے والی خواتین کا علاج مردانہ ہارمونز کی حساسیت ختم کر کے کرتے ہیں۔

(بحوالہ فارن ہسٹری آف میڈیکل)

سچ تھراپی :-

اسلامی ماں بچوں کو اپنے سینے کا دودھ پلاتی ہے۔ اپنی گود میں اس کی پرورش کرتی ہے۔ محبت اور شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی ہے۔ اس کو محبت سے بوسے دیتی ہے۔ حتیٰ کہ اپنے ہاتھ سے اس کی گندگی دھوتی ہے پھر جب بڑا ہوتا ہے اپنے ہاتھ سے نرم غذا پھر خوراک دیتی ہے یہ تمام اعمال کی وجہ سے بچے کا جسم ماں کا ہاتھ مسلسل چھو رہا ہے۔ یہی چھونا یورپ میں نہیں رہا کیونکہ ڈے کیئر سنٹر جہاں صبح سے شام تک بچے ماں کے علاوہ بلکہ اپنے گھر کے علاوہ دوسری جگہ تربیت پاتے ہیں ان کو وہ شفقت اور محبت میسر نہیں ہو سکتی جو مسلمان عورت کے بچے کو میسر ہے۔ جدید سائنس کیا کہتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

بچوں کے لئے لس اور محبت کی جو اہمیت ہوتی ہے اس کا مشاہدہ مختلف تجربات سے کیا جاسکتا ہے حیاتیاتی ماہر نفسیات ساؤل شین برگ نے جن کا تعلق ڈیوک یونیورسٹی سے تھا تجربات سے پتہ چلایا کہ چوہوں کے نامولود بچوں کو جب ان کی ماؤں سے الگ کیا گیا تو ان کی نشوونما رک گئی جس کی وجہ یہ تھی کہ ماؤں انھیں اپنا لس مہیا کرتی تھیں اور جب یہ نہیں ملا تو نشوونما کے ہارمونز میں کمی واقع ہو گئی اور پھر جب ان بچوں کو نم برش سے سہلایا گیا جیسے ان کی ماں انھیں چاٹا کرتی تھی تو ان کی ہارمونز کی سطح برہ گئی اور نشوونما بھی تیز ہو گئی اس نوع کی تجربات سے علم ہوا کہ سچ تھراپی یعنی علاج بذریعہ لس سے انسانی جسم صحتمند ہوتے ہیں اور وزن بڑھتا ہے نظام ہاضمہ متحرک اور فعل رہتا ہے انسولین جیسے ہارمونز پیدا ہوتے ہیں انسولین کی بلند سطح کے نتیجہ میں خوراک کا انجذاب بہتر ہوتا ہے اور بچے زیادہ تیزی سے بڑھتے ہیں جن نومولود اور شیرخوار بچوں کو مساج کیا جاتا ہے ان میں سٹریس کی سطح کم پائی گئی ہے سٹریس کے ہارمونز قوت مدافعت کے خلیات کو بڑے پیمانہ پر مار دیتا ہے۔

مشرق خصوصاً "برصغیر میں صدیوں سے یہ روایت ہے کہ نومولود اور کمسن بچوں کی مالش کی جاتی ہے تقریباً تمام ہی علاقوں میں ماں، دایہ، نانی، داوی وغیرہ یہ کام کرتی ہیں اب صدیوں بعد سائنس نے اس کی افلویت کو تسلیم کیا ہے۔

انٹرنیشنل ایسوسی آف اینیفٹ مساج کی عمدیدار کہتی ہے کہ مجھے یہ جان کر حیرت نہیں ہوئی کہ دماغ پر ہونے والی تحقیق سے لس کی طاقت ثابت ہوگی کیونکہ جو والدین مجھ سے مساج کی تربیت حاصل کرتے ہیں ان سے مجھے بچوں کے جس عمل کا علم ہوتا تھا وہی بطور ثبوت میرے لئے کافی ہے۔

اب دنیا بھر کے ہسپتالوں میں زیر علاج بچوں پر سچ تھراپی ضرور آزمائی جاتی ہے اور لس کے ذریعے ان کا علاج ہوتا ہے مغرب میں والدین باقاعدگی کے ساتھ اپنے بچوں کا مساج کرنے لگے ہیں۔ روایتی معاشروں کی اس روایت کو سمجھنے میں سائنس نے سات 700 برس لگادیئے۔

(بحوالہ چائلڈ کیئر فار یونیورسل)

حمل کے دوران ماں کی ذہنی حالت:

(Mental Condition of a Mother during Pregnancy)

انسانی دماغ کی صلاحیتوں کا تعین بچے کے پیدائش سے پہلے ہو جاتا ہے امریکی ڈاکٹروں کی تازہ ترین ریسرچ کے مطابق رحم ماور میں دماغ اس وقت بننا شروع ہو جاتا ہے جب حمل کو صرف دس ہفتے گزرے ہوں اس وقت دماغ کی تشکیل کے لئے جو نقشہ بنتا ہے وہ زندگی کے آخری دنوں تک سیکھنے کی صلاحیتوں پر اثر انداز ہوتا ہے اس تحقیق سے یہ تاثر غلط ثابت ہو گیا ہے کہ انسانی دماغ پیدائش کے بعد ایک ایسا گول پتھر ہوتا ہے جسے قدرت حلات اور تجربات کے ساتھ کوئی شکل دے دیتی ہے تجربہ کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ رحم ماور میں بچے کی تشکیل کے دوران جب حمل کے دس ہفتے بعد دماغ بننے کا عمل شروع ہوتا ہے تو ان دنوں ماں کی ذہنی حالت اور خوراک بہت اثر انداز ہوتی ہے کہ وہ کیا کھاتی ہے اور کس حد تک پریشان یا خوش و خرم رہتی ہے اس لئے اس پیریڈ میں ماؤں کو پریشانیوں سے بچنے کے ساتھ ساتھ اپنی خوراک کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے۔ پیدائش کے بعد کے ابتدائی دس برس بھی مافی صلاحیتوں کی نشوونما کے حوالے سے خصوصی اہمیت رکھتے ہیں پیدائش کے بعد بچے کے ذہن میں کوئی نئے کنکشن تشکیل پاتے ہیں لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کا استعمال ممکن بنایا جائے۔ مافی ماہرین کا کہنا ہے کہ انسانی ذہن کی نشوونما دس برس کی عمر میں اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ ابتدائی برسوں میں اگر بچے کو تحریک دینے والا ماحول فراہم نہ کیا جائے تو بھی اس کی مافی حالت متاثر ہوگی۔ محققین نے یہ انکشاف بھی کیا ہے کہ جو بچے پیدائش کے بعد ابتدائی برسوں میں اپنے والدین کی براہ راست پرورش سے محروم رہیں ان کے دماغ کی ترقی 20 سے 30 فیصد تک متاثر ہوتی ہے۔ زبان سیکھنے کا وقت پیدائش کے وقت سے لے کر 3 برس کی عمر تک کو ہوتا ہے ریاضی اور متعلق چار برس تک موسیقی تین سے دس برس تک۔ اگر آپ

بچے کو دوسری زبان سکھانا چاہتے ہیں تو بچے کو اس نئی زبان سے دس برس کی عمر کو پہنچنے سے پہلے متعارف کروانا چاہئے۔

(امریکن ویمین ہسٹری رپورٹ)

اسلام سن بلوغت کے بعد شلوی کو لازم قرار دیتا ہے بلکہ اسے سنت اور بعض مواقع پر واجب قرار دیا لیکن یورپ کی ناکام شلوئیاں یورپین افراد کو شلوی کے بغیر حرام کاری پر مجبور کر رہی ہیں۔

اسلام کتنا عظیم مذہب ہے کہ اس نے مسلمانوں کو شلوی جیسے لازوال علاج کی طرف مائل اور راغب کیا۔

شلوی شدہ لوگوں کا مہتمند ہونا:

(Sound health of Married people)

اگر آپ صحت مند رہنا چاہتے ہیں تو شلوی کر لیں امریکی ڈاکٹروں کی تازہ ترین تحقیق کے مطابق کنواروں کے مقابلے میں شلوی شدہ لوگ زیادہ صحت مند رہتے ہیں۔ سیرج کے مطابق شلوی شدہ لوگوں میں نشے کی طرف راغب ہونے کا کم رجحان ہے اور اپنی غذا کا بھی خاص خیال رکھتے ہیں ان کا ساتھی دونوں معاملات میں اس کی مدد کرتا ہے باقاعدگی سے ورزش کرتے ہیں اس سلسلے میں 19 ہزار افراد پر سیرج کی گئی تو پتہ چلا کہ شلوی شدہ افراد دمہ سے لے کر سر درد تک تقریباً تمام بیماریوں کا کنواروں کے مقابلے کم شکار ہوتے ہیں۔

(روزنامہ جنگ)

شلوی شلومانی ہے تو عمر لمبی ہوگی:

(If Marriage is mettiment then life will be long)

برٹش میرج ون پلس ون نے یورپ اور امریکہ میں سیرج کے بعد اس

بت کا انکشاف کیا ہے کہ شلوی شدہ لوگ زیادہ دیر تک زندہ رہتے ہیں اور ان کی صحت بھی اچھی ہوتی ہے اور ان پر ذہنی اور جسمانی بیماریاں بھی کم اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان میں ڈیپریشن بھی کم ہوتا ہے اور وہ ملی طور پر مستحکم ہوتے ہیں۔ برعکس ان لوگوں کے جو کنوارے، رنڈوے اور طلاق یافتہ ہوتے ہیں۔ اسی سلسلے میں یورپ اور امریکہ میں کی گئی حلیہ تحقیق سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ازدواجی زندگی کی ناکامی متعدد جسمانی اور ذہنی بیماریاں پیدا کرتی ہے۔ اس سلسلے میں فائنا ایم سی الیٹر کا کہنا ہے کہ صرف برطانیہ میں 3,64,000 بالغ حضرات ہر سال طلاق سے متاثر ہوتے ہیں اور تقریباً 150,000 بچے جو کہ غیر شلوی شدہ جوڑوں کے تعلقات کے نتیجے میں جنم لیتے ہیں ازدواجی تعلقات میں لونچ پنچ کے سبب عملی زندگی میں اکثر و بیشتر ناکام رہتے ہیں۔

شلوی مندرجہ ذیل حفاظتی اثرات کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے نمبر 1 خوشگوار ازدواجی زندگی روزمرہ کی پریشانیوں اور تفرقات کے درمیان ایک ڈھل کا کلم دیتی ہے۔ نمبر 2 شلوی شدہ لوگوں کی صحت عموماً "غیر شلوی شدہ لوگوں سے بہتر ہوتی ہے۔ نمبر 3 شلوی بعض برائیوں مثلاً "شراب نوشی ناجائز تعلقات سگریٹ نوشی وغیرہ سے بھی بچاتی ہے۔

ایم سی الیٹر کا کہنا ہے کہ شراکت کی ناکامی جسمانی بیماریوں کے علاوہ ذہنی بیماریوں کے پیدا ہونے کا سبب بھی بنتی ہے۔ تحقیقی رپورٹ کے مطابق 1973ء میں برطانیہ کے ذہنی امراض کے ہسپتال میں تقریباً 1,00,000 افراد میں سے 257 شلوی شدہ مرد ہسپتال میں علاج کے لئے داخل ہوئے جبکہ اس کے برعکس 663 غیر شلوی شدہ 752 رنڈوے اور 1,596 مطلقہ افراد ہسپتال میں علاج کی غرض سے داخل ہوئے جبکہ عورتوں میں 433 شلوی شدہ 623 غیر شلوی شدہ 620 رنڈوی اور 1,596 مطلقہ عورتیں علاج کی غرض سے داخل ہوئیں۔ تحقیق میں یہ بت بھی سامنے آئی ہے کہ غیر شلوی شدہ افراد میں دل کی بیماریوں کی وجہ سے شرح اموات شلوی شدہ افراد کی نسبت بہت زیادہ ہے نیز غیر شلوی شدہ افراد کیلئے خود کشی اور دیگر جان لیوا امراض میں شلوی شدہ افراد کی نسبت زیادہ جتلا

ہوتے ہیں رپورت مزید بتاتی ہے کہ طلاق سے بچوں کی نفسیت پر بڑے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اکثر حقیقی کیسوں میں ان کی شخصیت کا شیرازہ کھس حور پر ٹکھر جاتا ہے۔ رپورت کے آخر میں قائمہ الیم سے الشکر کہتی ہے کہ ہمیں شعور و ناگاہی کی وجوہات پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور مددگار ازدواجی مسائل کو خوش اسلوبی سے حل کرنا ہی پائیدار ازدواجی زندگی کی علامت ہے۔

(پیش کش: سینٹرون پریس)

فرج کے ذریعے بچوں کا قتل۔

اسلامی زندگی بچوں کے قتل کے بالکل خلاف اور برعکس ہے۔ بچوں کی حرمت نے بھوک اور افلاس کے ڈر سے نوموود بچوں کے مختلف انداز سے قتل کرنا شروع کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ نوموود بچے کو فرج میں رکھ کر قتل کر دیا جاتا ہے۔ اسلامی رو سے حرام اور قتل ہے۔ اسلام کتنا پاکیزہ اور عظیم مذہب ہے۔

نومولود بچوں کا قتل: (Murder of Infant born baby)

دنیا میں آج بھی حوا کی بیٹیوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے اس میں سے سب سے بھیانک تصویر ہمیں بھارت میں ملتی ہے جہاں پر غریبی اور بھوک کے ڈر سے والدین اپنی بچیوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ برطانوی جریدے "ٹائمز" کے مطابق بھارت کی دو ریاستوں تامل ناڈو اور بہار میں نومولود بچیوں کو افلاس اور جینز کے خوف سے بے رحم طریقے سے قتل کیا جاتا ہے۔ باپ بیٹیوں کو پیدا ہوتے ہی قرہی جنگل میں لے جا کر انہیں ایک زہریلے پودے کا رس پلا کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ کچھ باپ اپنی بچیوں کو ایسے تنگ برتنوں میں ڈال کر دور چھوڑ آتے ہیں کہ ان میں سانس گھٹنے سے بچیوں کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ جبکہ بچیوں کو دیوار کے ساتھ پٹخ کر بھی موت کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ تاہم غریب گھرتوں میں

ہونے والی پہلی لڑکی کو زندہ رکھا جاتا ہے تاکہ وہ گھر کلم کلج میں مل کا ہاتھ بنا سکے۔ برازیل میں بھی لڑکیوں کی حالت کچھ اسی طرح ہے اور وہاں لڑکیوں کو غربت کی وجہ سے جسم فروشی جیسے کھل نفرت پھیلنے کو اپنانا پڑتا ہے۔ غریبی کی وجہ سے یہ بچیاں چھوٹی عمر میں ہی گھروں سے بھاگ جاتی ہیں اور جرائم پیشہ افراد کے ساتھ مل کر چھوٹی موٹی وارداتیں کرتی ہیں اور بالغ ہونے پر یہی جرائم پیشہ افراد ان لڑکیوں کو جسم فروشی کے کلم پر لگا دیتے ہیں اور اس کلم کے لئے برازیل کا ایک شہر "ریسنے" بہت بدنام ہے جہاں ہزاروں قحبہ خانے ہیں۔ تاہم اب برازیل میں ان معیبت زدہ لڑکیوں کی امداد کے لئے ایک ادارہ "کلسلاپا ساہم" بنا ہے جس کو ایک خاتون وکیل "رینا ویسکو نیلوس" نے بنایا ہے جس میں ان عورتوں اور ان کے بچوں کو رہائش فراہم کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں ان عورتوں کو فنی تعلیم دی جاتی ہے۔

(تامن)

مکمل اور سالم پھل کا استعمال

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Use of full and complete fruit
Sunnah and Modern Science)

اسلام پوری دنیا میں غالب ہوا۔ اور مسلمان حجاز مقدس سے پورے عالم میں پہنچے۔ اس کی طاقت اور قوت مثل ہے۔ مرحب والئی خیر کا یہ کہنا کہ میں اتنی اور اتنی ڈھیروں طاقت کی غذائیں ایک وقت میں کھاتا ہوں۔ اور اس کے مقابلے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جواب کہ میں جو کی روٹی سے اپنا پیٹ بھرتا ہوں۔ جدید سائنس نے اسلامی غذاؤں کا غائر تجزیہ اور تحقیق کی ہے۔ وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ حضور پاک ﷺ اور آپؐ کے جانشین تمام ایسی غذائیں استعمال کرتے تھے جو اپنی فطری حالت اور کیفیت پر ہوتی تھیں۔ وہ پھل استعمال کرتے تو اس کو جوس یا کسی مصنوعی شکل (Product) میں نہیں۔ بلکہ ان کا پینا اصل اور فطری اور ان کا کھانا بھی فطرت کی پیکنگ میں تھا۔

لہذا آج سائنسی رجحانات، تحقیقات اور انکشافات اس بات کی کھلی صداقت کا بین ثبوت ہیں کہ غذاؤں کو ان کی اصلی اور حقیقی شکل میں استعمال کیا جائے اور اگر آپ ان کے اندر موجود وٹامن اور فوائد سے بھرپور استفادہ چاہتے ہیں تو کبھی بھی ان کو کسی مصنوعی، غیر فطری شکل میں قطعی استعمال نہ کیا جائے۔ آئیے سائنسی اور جدید تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

ریشہ، کتنی حقیقت، کتنا فسانہ:

(Fiber, Reality or Imagination)

ایک وقت تھا کہ مغربی ملکوں میں گھاس پھوس کی طرح بھوسی اور چھان کو بھی جانوروں کی غذا سمجھا جاتا تھا، لیکن اب ترقی یافتہ دنیا میں لوگ بڑے اہتمام

سے اسے حلق سے نیچے اتار رہے ہیں۔

یہ 1970ء کی بات ہے کہ جب ایک مہلج، ڈاکٹر ڈینس برکت نے بتایا کہ دنیا کی جو قومیں زیادہ مقدار میں ریشہ کھاتی ہیں، سرطان قولون اور مقعد سے زیادہ محفوظ رہتی ہیں۔ اسی طرح ریشے کا استعمال انہیں آنتوں کے امراض، بواسیر، ہپائٹائٹس، ہرنیا، اینڈی سائٹس، دوالی وریڈوں (ویری کوزو و -ٹرن) پتے کی پتھری اور قلب کی تکلیف سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

مغربی دنیا میں یہی بات ڈاکٹر جن ہاروے کیلاگ نے 1920ء میں بڑے زور و شور سے کہی تھی بلکہ اس نام کی ریشے والی بہت سی ڈبہ بند غذائیں تیار ہونے لگی تھیں۔ یہ غذائیں آج بھی تیار ہو کر فروخت ہوتی ہیں۔ انہوں نے بھی یہی کہا تھا کہ ریشہ دار غذاؤں کے استعمال سے امریکی اپنی آنتوں کی صحت ٹھیک رکھ سکتے ہیں۔

ریشہ کیا ہے؟ (What is Fibre)

تاریخ طب کھنگالنے تو اندازہ ہوتا ہے کہ قدیم طبوں میں اسے بڑی اہمیت حاصل تھی۔ جڑی بوٹیوں کے سفوف سے تیار ہونے والے معجون اور جوارش بھی اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر تیار کئے جاتے تھے۔ معجون کی دوائیں جوارش کے مقابلے میں زیادہ باریک پسی جاتی تھیں تو جوارش کی دوائیں ذرا موٹی ہوتی تھیں تاکہ یہ معدے سے جلد نکل کر آنتوں میں پہنچیں اور اپنے چوبلی ریشے سے لن کا فعل تیز کریں۔ اصولی دوا سازی میں آج بھی یہ فرق ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ گویا دور قدیم سے انسانی غذا میں ریشے کی اہمیت مسلمہ چلی آرہی تھی۔

غذائی ریشے سے مراد غذا کے وہ اجزاء ہیں جو انسانی نظام ہضم کے خامرات (انزائم) اور ہاضم رطوبت سے متاثر نہیں ہوتے یعنی گلتے گھلتے نہیں ہیں۔ یہ نباتاتی ریشے جو دراصل پودے کے خلیات کی دیواریں ہوتی ہیں، معدے اور آنتوں میں سے گزر کر بھی حل نہیں ہوتے۔ اب نباتاتی ریشے کی دو قسمیں کی جاسکتی ہیں:

1- وہ جو پانی میں گھل کر یا حل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً "پھلوں کا گودا، سیکٹین، گوند وغیرہ۔"

2- پانی میں حل نہ ہونے والے ریشے۔ مثلاً "خلوی ریشے (سیلونوس) چوبی مادہ (لکٹین) اور نیم خلوی مادہ۔"

غذائی ریشے کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دانتوں اور معدے سے لے کر بڑی آنت تک ہضم ہوئے بغیر گزر جاتا ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ بڑی آنت یا قولون میں پہنچنے کے بعد آنتوں کے بیکیٹیریا کی وجہ سے اس میں سے نصف ریشے میں خمیر پیدا ہو کر گیس یا ریاخ بنتی ہے۔

ریشے کی خصوصیات: (Qualities of Fibre)

ریشے کی چونکہ کئی قسمیں ہیں اس لئے ان میں سے ہر ایک کی خصوصیات بھی مختلف ہوتی ہیں، اس لئے کسی ایک قسم کے غذائی ریشے کے استعمال سے تمام فائدے حاصل نہیں ہو سکتے۔

ملین اثر: (Constipation)

یہ بات صدیوں کے تجربات سے ثابت ہے کہ ریشے میں قبض دور کرنے کی تاثیر ہوتی ہے۔ ریشے بڑی عمدگی سے آنتوں کی کارکردگی کو بہتر رکھتے ہیں۔ ریشے اپنے سے کئی گنا زیادہ پانی جذب کر کے بڑی آنت کو گیلے کپڑے کی طرح نرم اور گیلا رکھ کر اجابت کو سخت نہیں ہونے دیتے۔ ان سے فضلے کا حجم زیادہ اور نرم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ آسانی کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ ریشے کی وجہ سے غذا کے آنت سے گزرنے کی مدت بھی کم ہو جاتی ہے۔ قبض دور کرنے کے لئے دلیہ، بے چھنے آٹے کی روٹی، بھورے چاول، پھل اور پتے دار سبزیوں کے ریشے بہترین ہوتے ہیں۔

آنتوں کے عارضے: (Diseases of Intestines)

تجربے اور مشاہدے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آنتوں کے کئی عارضے

اور تکلیف ان پر پڑنے والے بوجھ کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ آنتیں جب بار بار فضلہ خارج کرنے کی کوشش کرتی ہیں تو اس سے ان پر بڑا بار پڑتا ہے۔ اس کے نتیجے میں ان میں مل پڑ جلتے ہیں تو بواسیر کی شکایت بھی ہو جاتی ہے۔

غذائی ریٹے کا فائدہ یہ بھی ہے کہ ان کی وجہ سے بڑی آنت میں سرطان لاحق نہیں ہوتا، کیوں کہ ریٹے کی وجہ سے فضلہ زیادہ عرصہ اس آنت میں رکتا نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ زہریلے مواد اور رطوبت کو سمیٹ کر جلد خارج کر دیتا ہے۔

وزن پر اثر: (Effect on weight)

غذا میں ریٹہ جتنا زیادہ ہوتا ہے اس میں حراروں کی تعداد بھی اتنی ہی کم ہوتی ہے۔ خود ریٹے میں حرارے نہیں ہوتے ہیں تو کئی ریٹے دار غذاؤں میں حراروں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ ریٹے سے پیٹ کے جلد بھرنے کا احساس بھی ہوتا ہے اور یہ پانی بھی زیادہ جذب کر کے خفہ ہضم سے جلد گزر جاتا ہے۔

غذائی ریٹے کی وجہ سے چونکہ انہیں چبنے میں زیادہ وقت لگتا ہے، اس وجہ سے بھی کھانا کم کھایا جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ دماغ پیٹ بھر جانے کا اشارہ جلد دے دیتا ہے۔

قلب کا مرض: (Heart Problem)

غذائی ریٹے سے چونکہ خون میں کو لیسٹرول کی سطح کم رہتی ہے، اس طرح قلب کے مرض کا خطرہ بھی کم رہتا ہے۔ اس سلسلے میں ریٹے کی قسم کی بڑی اہمیت ہوتی ہے۔ کو لیسٹرول کی سطح پر 90 فی صد سے زیادہ سلولوس والے ریٹے کا کوئی اثر نہیں ہوتا، لیکن پانی میں حل پذیر ریٹوں مثلاً "پھلوں میں پائے جلنے والے ریٹے جیکسن، گوارگم (پھلوں میں پایا جانے والا ریٹہ) جئی اور گاجر کے ریٹے سے کو لیسٹرول کی سطح میں نمایاں کمی ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشرقی طب میں گاجر اور اس کے مربے کا استعمال صدیوں سے قلب کے لئے ہو رہا ہے۔ اس ریٹے کی افادیت کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کے استعمال سے کو لیسٹرول

میں شامل صفراوی تیزابیت کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔
اس ریشے کی غذا میں موجودگی سے آنتوں میں کوئی سٹرول جذب ہونے کی
شرح کم اور اخراج کی شرح بڑھ جاتی ہے۔

زیابیطس: (Diabetes)

زیابیطس کے جو مریض اپنی غذا میں ریشہ زیادہ شامل کرتے ہیں انہیں
انسولین کم مقدار میں لینی پڑتی ہے۔ گویا ریشے کی وجہ سے وہ خون میں شکر کی سطح
کم رکھ کر اپنے مرض کو قابو میں رکھ سکتے ہیں۔

اس کی ایک یقینی وجہ یہ ہے کہ جب نشاستہ دار اشیاء ریشے کے ساتھ
کھائی جاتی ہیں تو ان سے خون کی شکر کی سطح اتنی نہیں بڑھتی جتنی ریشے کے بغیر
کھائی جانے والے کاربوہائیڈریٹس (نشاستے دار) سے بڑھتی ہے۔

ریشے کے استعمال کے چند مسائل:

(Few Problems of Fibre use)

ریشے کی مقدار بڑھا دینے سے بھی چند مسائل پیش آتے ہیں۔ ان میں
سے ایک اہم مسئلہ پیٹ میں ریح گیس کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں،
یہ مسئلہ بڑی آنت میں ریشے بیکٹیریا کے عمل سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ خاص
طور پر ریشے کی مقدار یکایک بڑھا دینے سے پیش آتا ہے، اس لئے مناسب یہ ہے
کہ اس کی مقدار میں رفتہ رفتہ اضافہ کیا جائے۔

ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ ریشے کی وجہ سے آنتیں بعض اہم غذائی
اجزاء مثلاً "کیلشیم، جسٹ، فولاد، میگنیزیم فاسفورس، تانبا اور حیاتین ب" صحیح طور پر
جذب نہیں کر پاتیں۔ ان اجزاء کی قلت سے خاص طور پر نقص تغذیہ میں مبتلا افراد
زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔

ریشے کی مقدار: (Quantity of Fibre)

آنتوں کے فعل کو چست رکھنے کے لئے روزانہ 25 سے 50 گرام ریشے

کی مقدار بہت مناسب ہوتی ہے۔

اضافہ کیسے؟ (How to Increase)

ریشے سے فوائد حاصل کرنے کے لئے مناسب یہ ہے کہ غذا میں چکنائی اور شکر کی مقدار کم کر کے ریشے دار غذاؤں کو ان کی جگہ دی جائے اور صرف مجبوری کی صورت میں بازار میں منے والا ریشہ جو اب مختلف ناموں سے فروخت ہو رہا ہے، استعمال کیا جائے۔ ریشہ دار غذاؤں سے ریشے کے علاوہ جسم کو کئی غذائی اجزاء بھی مل جاتے ہیں۔

تازہ پھل اور کچی و پکی سبزیاں غذا میں شامل رکھ کر ریشے کی ضرورت پوری کی جاسکتی ہے۔ پھل مثلاً "سیب" امرود، چیکو وغیرہ پھیلے بغیر کھانے چاہئیں۔ اپنی غذا میں رفتہ رفتہ ریشے کی مقدار بڑھائیے اور صحت کی دولت میں اضافہ کرتے جائیے۔

(بہتر صحت)

پھلوں کا قابل تحلیل غذائی ریشہ مہلک بیماریوں کے خلاف مدافعت پیدا کرتا ہے:

(Desolveable Fibre of Fruit produce
Immunity against fatal Diseases)

پھلوں کا تحلیل ہونے والا غذائی ریشہ جگر کی بیماریوں اور کینسر میں فائدہ پہنچانے اور بلڈ پریشر نارمل رکھنے کے ساتھ غذا سے پیدا ہونے والے زہریلے اثرات کو بھی زائل کرتا ہے اور بخار جیسی بیماریاں عموماً "لوگوں کو گھیرے رہتی ہیں جن کے خلاف جسم کو زیادہ قوت مدافعت کی ضرورت ہوتی ہے ایک جریدے کی رپورٹ کے مطابق سردیوں کے ہی موسم میں قدرت نے موسمی ملاٹا، نارنگی، سنگترہ، کینو انار اور سیب ایسے پھل عطا کئے ہیں جن میں توانائی بحال کرنے والے اجزاء کے علاوہ وٹامن سی وافر مقدار میں ہوتا ہے جو جسم میں قوت مدافعت پیدا کرتا ہے

سرویوں کے ان پھلوں میں شکر اور وٹامنز تو ہوتے ہی ہیں ان میں فائبر (غذائی ریشہ) بھی وافر مقدار میں ہوتا ہے فائبر دو قسم کا ہوتا ہے ایک تحلیل ہونے والا جبکہ دوسرا تحلیل نہ ہونے والا تحلیل ہونے والا فائبر رس دار پھلوں میں موجود ہوتا ہے جو عام جسم کی ضرورت ہوتا ہے جبکہ ذیابیطس سے متاثر افراد کو رس دار پھلوں کے چھلکے کے اندر اتارنے کے بعد پایا جانے والا سفید ریشہ نہیں ہٹانا چاہئے اور اس ریشے سمیت کھانا چاہئے پھلوں کا یہ غذائی ریشہ پھلوں کی شکر کو جسم میں بہت آہستہ آہستہ جذب کرنے میں مدد دیتا ہے اس لئے جسم میں شکر کی مقدار یا تو بڑھتی نہیں یا بہت کم رفتار سے بڑھتی ہے پھلوں کا تحلیل ہونے والا فائبر بلڈ پریشر کو بھی کنٹرول کرنے میں مدد دیتا ہے اور وہ مضر اور زہریلی اشیاء جو ہم کھاتے ہیں انہیں زہریلے اثرات سے پاک کرتا ہے علاوہ ازیں یہ فائبر کینسر یا جگر کی بیماریوں کے ہائی لیڈز کو بھی جسم سے خارج کرتا ہے۔

(بحوالہ میڈیکل ٹائمز)

حاصل مطالعہ :-

غذایات نبوی ﷺ میں کھجور سالم استعمال ہوئی۔ انجیر اصلی حالت میں استعمال ہوئی۔ بی کے پھل کو چھیل کا استعمال نہیں کیا گیا۔ جو کو چھلکے کے ساتھ استعمال کیا گیا۔ حب الرشاد کا بیج کوٹا نہیں گیا بلکہ سالم استعمال ہوا۔ اس طرح منامکی، معتر، قسط، کاسنی، کلونجی، کھنسی، لہسن، میتھی، منقیہ، بیر، پیاز، پیلو، چقدر، سنگترہ، سوٹھ، کدو، کھیرا یہ تمام وہ غذائیں ہیں جن میں غذائی ریشے پائے گئے۔ اور یہی چیز اس دور کے مسلمانوں کی صحت کا کامل راز ہے۔

مراقبہ - سنت نبویؐ اور جدید سائنس (Meditation - Sunnah and Modern Science)

مراقبہ دراصل ارتکاز توجہ اور قوت خیال کا ایک جگہ مجتمع کرنا ہے۔ رسول پاک ﷺ نبوت کے اظہار سے قبل غار حرا میں کئی کئی دن تک مسلسل غور و فکر اور مراقبہ میں رہتے تھے۔

اسلام کا پورے عالم میں پھیلنا اسی مراقبہ کا نتیجہ ہے۔

○ ایک ساعت کا غور فکر 60 یا 70 سال کی بے ریا عجلت سے بہتر ہے۔
(نزہۃ المجالس)

○ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کی ذات کے بارے میں غور و فکر کیا اللہ نے ہدایت کے راستے کھول دیئے۔

○ اللہ کی قدرتوں کو اور عجائبات کو سوچا کرو۔ اس کی مخلوق میں غور و فکر کرو، اس کی ذات کے بارے میں نہ سوچا کرو۔

اسلامی زندگی میں صوفیاء کرام نے حقیقت ذات اور سکون قلب کے حصول کے لئے مراقبہ کو جتنا استعمال کیا اور کر رہے ہیں شاید اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ سکون قلب کا ہو سکتا ہو۔

آج پورا عالم سکون کی تلاش میں ہے۔ دواؤں سے لے کر سلان آرائش و آسائش تک تمام چیزیں صرف سکون حاصل کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں لیکن افسوس کائنات کے بنانے والے نے ان چیزوں میں سکون نہیں رکھا۔ بلکہ سکون تو یاد الہی میں ہے وہ لوگ جنہوں نے یاد الہی کو دل میں بسایا یا پھر اولیاء کرامؒ کا مروجہ طریقہ یعنی مراقبہ کو اختیار کیا وہ ہمیشہ سکون میں رہے اور رہیں گے۔

مراقبہ ہاؤس: (Meditation House)

یورپ مادی زندگی کے عروج کے بعد اب سکون کی تلاش میں روحانی زندگی کی طرف لوٹ رہا ہے، اس ضمن میں یورپ کے تمام بڑے بڑے شہروں

میں مراقبہ ہالوں کا قیام ہے۔ جہاں پریشان لوگوں سے ڈالر اور پونڈ کے بدلے سکون کی تلاش میں کچھ قطرے آنسوؤں کے، چند جھونکے آہوں کے اور مختلف الفاظ تکرار کے لئے آنکھوں کو بند کر کے، وجود کو ڈھیلا ڈھیلا چھڑوا کے، اس بات کا حکم دیا جاتا ہے دنیا اور دنیا کی تمام فکروں کو بھول کر صرف ان مخصوص الفاظ کا تکرار کیا جائے۔ (مواعظ)

کیا نماز مراقبہ نہیں، خشوع خضوع مراقبہ نہیں، ذکر اللہ میں دھیان مراقبہ نہیں، مخلوق الیہ پر غور مراقبہ نہیں، اسلام کی مکمل زندگی مراقبے اور سکون کا دوسرا نام ہے۔

یورپ اور یورپی زندگی مادی ترقیوں کے بحران سے بے سکونی کا تریق چکھ چکی ہے۔ موجودہ سکون کے حصول کے لئے پھر سے وہ اسلامی طریقہ سکون کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ جدید تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

مراقبہ ذریعہ علاج:

(Meditation - Source of cure or Medical treatment)

مراقبے کو آپ مختصراً "یک سوئی" سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

مراقبے کا لفظ سنتے ہی انسان کے ذہن میں مذہبی پیشواؤں کا خیال آجاتا ہے، لیکن موجودہ دور میں اس کا اطلاق بہت وسیع ہو چکا ہے اور اسے ترقی یافتہ ممالک میں لوگوں کو صحت مند رکھنے کے لئے کلنی مفید پایا جا رہا ہے۔ مراقبے کو آپ دماغ اور جسم کا رابطہ کہہ سکتے ہیں۔ جو لوگ بلڈ پریشر سے دوچار ہو چکے ہیں، مراقبے کے ذریعہ سے اپنی بیماری کو دور کرنے میں کلنی حد تک کامیاب ہو چکے ہیں۔ امریکہ میں لوگوں کو دوا استعمال کرانے سے پیشتر مراقبے کی طرف راغب کیا جاتا ہے، کیونکہ آج کل ادویہ سے علاج کلنی منگا ہوتا جا رہا ہے۔ مراقبے کے ذریعہ سے علاج کا رجحان خاص کر ترقی پذیر ممالک میں بھی بڑھنا چاہئے، لیکن اس کے برخلاف ترقی یافتہ ممالک اس میں آگے جا رہے ہیں۔

مراقبہ اپنے آپ کو انتہائی باخبر رکھنے کی تربیت کو کما جاتا ہے۔ عام طور پر

جو طریقے استعمال کیے جاتے ہیں ان میں کسی ایک چیز پر نظر کو کچھ عرصے کے لئے (مثلاً آدھ گھنٹہ) جمائے رکھنا اور کسی لفظ یا فقرے کو بار بار دہراتے رہنا شامل ہے۔ وقت کے گزرنے کے ساتھ آپ کی نبض ست ہو جائے گی، ہلڈ پریشتر کم ہو جائے گا، آپ اپنے آپ کو خوش گوار موڈ میں تآؤ کھچاؤ سے آزاد محسوس کریں گے اور ساتھ ہی آپ میں سکون گہرا احساس بیدار ہو گا جیسے کہ آپ نے ایک بہت ہی آرام دہ وقت گزارا ہو۔

مراقبہ کے فوائد: (Advantages of Meditation)

مراقبہ انسان میں ترو تازگی، ہلکا پھلکا پن اور توانائی سے بھرپور ہونے کا احساس پیدا کرتا ہے۔ کچھ حضرات تو مراقبہ کو اس حد تک لے جاتے اور دعواء کرتے ہیں کہ دنیا میں امن و امان قائم رکھنے میں اس کا بڑا عمل دخل ہے۔ مراقبہ کے ماہرین حیران کن حد تک کامیابیوں سے ہم کنار ہوتے ہیں اور وہ چند لمحوں میں تآؤ اور کھچاؤ سے نجات، جوان و تندرست ہونے کے احساسات اور زیادہ دیر تک زندہ رہنے کے راستے پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

مراقبہ کا بنیادی اصول یہ ہے کہ پر سکون دماغ، انسان کی جسمانی اور جذباتی صحت کو مکمل طور پر قائم رکھتا ہے۔ ماہرین مراقبہ کے خیال میں مراقبہ کے ساتھ چند دوسرے عوامل کو شامل کر کے اور زندگی بسر کرنے کے طریق کار کو قدرے بدل کر اپنے جسم کے عوارض، قوت باہ کی کمی، کھانے میں بے قاعدگی، پیشاب کے نظام میں انفیکشن، کولیسٹرول کی زیادتی، نشے کی عادت، ذہنی دباؤ اور کینسر جیسے موذی امراض سے چھٹکارا حاصل کیا جاسکتا ہے۔

امریکی ہسپتال کی تحقیق:

(Research of American Hospital)

امریکہ کے ایک بہت بڑے ہسپتال میں تقریباً "نو ہزار مریضوں کو جن میں ایڈز سے لے کر اولاد سے محرومی کے عوارض تک کے مریض شامل تھے، جب مراقبہ کے مراحل سے گزارا گیا تو مراقبہ کے چھ روز کے پروگرام کو مکمل کرنے

کے بعد تقریباً 36 فیصد خواتین حاملہ ہو گئیں اور باقی مریضوں نے بھی کافی آرام محسوس کیا۔

جو لوگ برسوں مراقبے میں وقت گزار دیتے ہیں ان کے جسم میں ڈی ایچ ای اے (DHEA) ہارمون جو عمر کے ساتھ ساتھ جسم میں کم ہوتا جاتا ہے، عام آدمی کی نسبت بہت زیادہ پایا گیا۔ ایسے لوگ بہت کم بیمار ہوتے ہیں اور دل کے امراض سے دور رہتے ہیں۔

نفسیاتی و ذہنی بیماریوں کا علاج:

(Treatment of Psychological and Mental diseases)

ترقی یافتہ ممالک میں بہت سے معالج مریضوں کو مراقبے کی طرف راغب کرتے ہیں جس سے مریض آسانی سے درد و تکلیف پر قابو پا لیتے ہیں اور زخم مندمل ہونے کی رفتار تیز تر ہو جاتی ہے۔

تندرستی قائم رکھنے کے لیے اچھے خون کی ضرورت ہوتی ہے جو آکسیجن اور دوسرے اجزائے نمو کو بیمار خلیوں تک پہنچاتا ہے۔ بیماری، زخم، خوف، پریشانی، ذہنی دباؤ، غصہ وغیرہ میں خون کی نالیاں بند ہو جاتی ہیں اور عضلات میں کھچاؤ آ جاتا ہے۔ مریض درد اور آرام کے چکر میں پھنس جاتا ہے جو اس کو اس خوف کی طرف لے جاتا ہے کہ وہ کبھی صحت مند نہیں ہو گا۔ مراقبے کا عمل اس درد اور بے چینی کے چکر کو ختم کر دیتا ہے اور مریض آرام محسوس کرتا ہے اور اس کی قوت مدافعت جسم کی مرمت کرنا شروع کر دیتی ہے۔ دوسرے نفسیاتی عوارض میں بھی باقاعدگی سے مراقبہ کرنے سے انسان میں ذہنی شعور زیادہ بیدار ہو جاتا ہے اور جسمانی طاقت بھی بڑھتی ہے۔

مراقبہ آپ کے کام کرنے کے ارادے اور عمل کو بڑھا دیتا ہے۔ مکمل دماغی توجہ سے سال میں 10 دن کا مراقبہ جس کے دوران میں مراقبہ کرنے والا اپنی توجہ لمحہ بہ لمحہ جسمانی احساسات پر رکھتا ہے، اس کو ایک گھنٹہ بغیر ہلے بیٹھنا ہوتا ہے اور اس دوران جسمانی نقل و حرکت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اس میں جسمانی

احساسات کے پیدا ہونے اور ختم ہونے کے مشاہدے شامل ہیں۔

ماہرین کے تجربات: (Experiments of Experts)

ماہرین نے مراقبہ کو ذہنی دباؤ کے مریضوں پر آزمایا۔ ذہنی دباؤ کے مریض ہمیشہ اپنی منفی سوچ کی وجہ سے ذہنی دباؤ برصالتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے منفی طریق زندگی کو پس پشت ڈال کر کسی ایک چیز پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے تو وہ ضرور آرام محسوس کرے گا۔ اور یہی چیز اس کو تندرستی کی طرف لے جائے گی۔

ماہرین نے یہ تجربہ کیا ہے کہ کھل توجہ سے مراقبہ کیا جائے تو بے چینی، شدید خوف کا احساس اور کھلی جگہ کا خوف جیسی علامت کم ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

مراقبے کی طاقت ذہنی دباؤ کے مریضوں کو ٹھیک کرنے میں نمایاں کردار ادا کرتی ہے۔ یہ طاقت بھی سائنسی اصولوں پر مبنی ہے۔ جب کبھی آپ کو ناگہانی تکلیف یا حلوٰۃ کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو آپ کا دلغ فوراً "ایڈریٹل گینڈ کو ہارمون" مہیا کرنے کا اشارہ دیتا ہے جس آپ کا دل بھاری پن محسوس کرتا ہے۔ بلڈ پریشر فوراً "برہ جاتا ہے" سانس پھول جاتا ہے اور تیز ہو جاتا ہے، عضلات میں تلو آجاتا ہے، خون کا بہاؤ کم ہو جاتا ہے اور آپ پسینے میں تر ہو جاتے ہیں۔ دماغی آرام سے اعصاب کو آرام آتا ہے، جس سے انسان کے اندر جو جنگ ہو رہی ہوتی ہے اس کو روک دیتا ہے۔ اگر آپ مراقبے کے علوی ہو چکے ہیں تو اوپر والے بیان کردہ حالات میں اپنے آپ پر جلد قابو پائیں گے۔

یہ آسان عمل ہے: (It is an easy process)

مراقبہ نہ کوئی عجوبہ ہے اور نہ معالج کا نعم البدل ہے، کیونکہ یہ نہ تو جنسی بیماریوں کو ٹھیک کر سکتا ہے اور نہ بکھری شخصیت کو مجتمع کر سکتا ہے اور نہ آپ کے جسم کی خرابی کو ختم کر سکتا ہے۔ مراقبہ سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کو فائدہ اٹھانے کی خواہش ہوتی ہے۔ مراقبہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا اور آسان اور قلیل عمل فعل ہے۔ اس میں کسی قسم کی دواؤں کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ اس

کے کوئی مابعد اثرات ہوتے ہیں۔ ہر شخص مراقبہ کر سکتا ہے۔
روزانہ بیس منٹ کا مراقبہ انسان کے لئے آسان اور بہتر ہوتا ہے تاکہ
خیالات ایک مرکز پر مرکوز ہو سکیں اور مسائل کو حل کرنے کی قوت بھی عود کر
آئے اور برے حالات میں بھی انسان پر سکون رہے۔

ماہرین کا خیال ہے کہ اگر کوئی آدمی ذہنی دباؤ کا شکار ہو جائے اور ذہنی طور
پر کوئی فیصلہ کرنے کے قائل نہ ہو تو مراقبہ کرنے سے ان دونوں حالتوں سے نجات
حاصل کی جاسکتی ہے۔ مراقبے کا عمل آپ کے اندر خوشی کا احساس بیدار کرتا ہے۔
خوشی اس وقت ہوتی ہے جب کوئی وجہ ہو، مثلاً "آپ کو ابھی اچھی نوکری مل
جائے" آپ اپنی پسند اور خواہش کے مطابق کوئی چیز خرید لیں۔ جب خوشی بغیر کسی
وجہ کے ہو تو اسے آپ خوشی سے بہتر کوئی نام دے سکتے ہیں۔ مثلاً "قناعت۔"

روحانی رہنمائی کا ملنا: (Spiritual guidance)

جب آپ فطرت کے بالکل قریب ہو جاتے ہیں تو اس سے آپ کو ایک
خاص خوشی ملتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کو روحانی سکون بھی میسر آتا ہے
اور روحانی طور پر رہنمائی ملتی ہے۔

مراقبہ کے طریقے: (Methods of Meditation)

مراقبہ کرنے کے لئے مندرجہ ذیل طریقوں کا رواج عام ہے۔

باخبر ہو کر متوجہ ہونا:

یہ مراقبہ آپ کو یہ درس دیتا ہے کہ مختلف ذہنی دباؤ میں دماغ اور جسم
کس طرح رد عمل ظاہر کرتے ہیں۔ انسان فرش یا کرسی پر سیدھا بیٹھ جائے اور
سانس کے لینے اور خارج کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کرے اور اپنے جسم کا اور دماغ کا
جائزہ لے اور یہ دیکھے کہ جسمانی اور ذہنی تناؤ کس طرح درو پیدا کرتا ہے اور کس
طرح خوف کے خیالات اور ناراضگی کا تصور انسان کو ناخوش کر دیتا ہے۔ اس
تجزیے سے انسان میں باخبری آتی ہے۔ آپ ہر ایک لمحے سے لطف اندوز ہوتے

ہیں۔ زیادہ ہنسنے اور کم بولنے والے ہو جاتے ہیں اور جنسی عمل سے زیادہ لطف اندوز ہونے لگتے ہیں۔ یہی حل خواتین کا ہوتا ہے۔ اس مراقبے سے انسان پرسکون ہو کر جھگڑے لڑائی سے دور رہتا ہے اور ان کا جذباتی طور پر بھڑک اٹھنا ختم ہو جاتا ہے۔

چہل قدمی سے مراقبہ: (Meditation with walking)

آہستہ چلیں اور سیدھی لائن پر چہل قدمی کریں۔ اس لائن کی لمبائی تقریباً 20 فٹ ہونی چاہئے اور آپ کی مکمل توجہ سانس لینے اور ان احساسات کی طرف ہونی چاہئے جو پاؤں اٹھانے پاؤں آگے بڑھانے اور پاؤں کو واپس زمین پر رکھنے سے پیدا ہو رہے ہیں۔ خاموش رہیں۔ اس سے آپ کا بلڈ پریشر اور بے چینی کم ہو جائے گی۔

بہتر مراقبہ: (Better Meditation)

سارے دن کام کاج سے تھکاوٹ اور ذہنی دباؤ کو کم کرنے کے لئے ایک لفظ ”اللہ اکبر“ یا ”یا قیوم“ یا ”اللہ رحم کر“ کو بلند آواز سے یا پھر خاموشی سے تواتر سے پندرہ بیس منٹ پڑھئے۔ اس عمل کو دن میں کئی دفعہ کریں۔ انسانی جسم کے اندر کے تمام عمل ست ہو جائیں گے اور آپ تمام دن خوش گوار موڈ میں رہیں گے۔

تصوراتی مراقبہ: (Imaginary Meditation)

جسمانی تبدیلی لانے اور دماغ کو اس تبدیلی سے ہم آہنگ کرنے کے لئے عضلاتی تناؤ کو آرام دیں، وزن کم کریں۔ اس سے کینسر پھیلانے والے نشوز میں سکڑاؤ پیدا ہوگا۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ آپ تصور کریں ایک سفید روشنی آپ کے سر سے پاؤں کی طرف رواں دواں ہے اور یہ احساس پیدا کریں کہ یہ سفید روشنی آپ کے جسم کے اندر ہر ٹھوس چیز کو پگھلا رہی ہے۔ دوسرے تصور سے آپ یہ خیال کریں کہ ذہنی دباؤ ایک مانع کی شکل کی کوئی چیز ہے جو آپ کی انگلیوں

اور آپ کے پاؤں کے تلوے سے خارج ہو رہی ہے۔ سانس کو ایک صحت بخش عمل سمجھیں اور یہ یقین کریں کہ ہر سانس آپ کو تن درستی کی طرف لیے جا رہا ہے۔

اس میں کوئی حرج نہیں کہ آپ کون سا مراقبہ کرتے ہیں۔ اکثر لوگ مراقبہ چند دن کرنے کے بعد چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے وہ فائدے نہیں ہو سکتے جو ہونے چاہئیں۔ آپ کو ایک نقطے پر اپنے تمام خیالات کو مرکوز کرنا ہوتا ہے اور اس میں تغیر و تبدل آتا رہتا ہے۔ دماغ کا کام یہ ہے کہ وہ آپ کے خیالات ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر گھماتا ہے۔ دماغ کو ایک نقطے پر مرکوز کرنے کے لئے بعض لوگوں کو برسوں مراقبہ کرنا پڑتا ہے۔ مراقبہ زندگی کو پرسکون کرنے کا طریقہ ہے۔ اس کو ٹھیک طریقے سے سرانجام دینے کے لئے اس کو اچھی طرح سیکھنا ہوتا ہے۔ نماز مراقبے کی بہترین ابتدائی شکل ہے۔

مراقبہ کے نکات: (Points of Meditation)

- 1- فرش پر آرام سے بیٹھیں یا کرسی پر بیٹھ کر دونوں پاؤں فرش پر رکھیں اور کمر کو سیدھا رکھیں۔ جب تک کہ آپ کو حقیقی نیند نہ آجائے لیٹنا نہیں ہے۔ اس حالت میں ڈھیلے کپڑے زیب تن کرنے چاہئیں۔
- 2- آنکھیں بند کر کے کچھ گہرے سانس لیں اور ذہن کو بلور کرائیں کہ یہ بیس منٹ آپ کے ہیں اور یہ آپ کا وقت ہے۔
- 3- جسم کو آرام کی حالت میں رکھیں اور ذہنی طور پر اپنے جسم کے تمام اعضا کا سروے کریں۔ خاص کر چھاتی، گردن اور چہرے کے عضلات پر توجہ دیں کہ تناؤ کسی جگہ موجود ہے۔ ہر سانس کے باہر نکالنے کے ساتھ یہ تصور کریں کہ عضلاتی کھنچاؤ کم ہوا ہے۔ اپنے جسم کو مخاطب کر کے کہیں کہ اے عضلات! واپس اپنی اصل حالت پر آ جاؤ۔
- 4- چند لمحات کے لئے اپنی اس آواز پر توجہ دیں اور کرسی کا آپ کے جسم کے ساتھ لگنے کا احساس پیدا کریں یا پھر پاؤں کو فرش کا احساس دلائیں یا پھر جلد کو

کپڑوں کے لمس کا احساس دلائیں۔

5- اپنے دماغ کو ایک نقطے پر مرکوز کریں۔ مراقبہ کے کسی بھی طریقہ، نمبر 2 یا 3 کو اپنایا جاسکتا ہے۔ اس تسلسل کو کچھ عرصے کے لئے قائم رکھیں۔ سانسوں کو 10 تک گنیں۔ پھر ایک سے شروع کریں۔

6- ساکن بیٹھ جائیں اور کسی عضو کو حرکت نہ دیں۔ جب آپ میں کسی عضو کو حرکت دینے کی خواہش پیدا ہو، اپنے جسمانی احساسات کو محسوس کریں اور انتظار کریں کہ اس کی شدت ختم ہو جائے۔ اگر آپ تکلیف محسوس کر رہے ہوں اور خیال کرتے ہوں کہ اگر آپ نے حرکت نہ کی تو آپ مر جائیں گے تو آہستہ سے حرکت کریں۔ اپنی توجہ دوبارہ ایک مرکز پر مرکوز کریں اور دوسرے خیالات کو ہٹا دیں۔ اپنے مرکز کو یاد رکھیں اور یہ دونوں مراتبے نمبر 1 اور نمبر 2 سے کیے جاسکتے ہیں۔

7- غنودگی کا مقابلہ کریں، کمر کو سیدھا رکھیں اور اسے سہارے سے دور رکھیں۔ کمر کو ٹیڑھا کرنے سے باز رہیں اور نیند سے بھی اپنے آپ کو دور رکھیں۔

8- گھڑی کو بھی دیکھتے رہیے تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ جو وقت آپ کو مراقبہ میں خرچ کرنا ہے، وہ پورا ہوا ہے یا نہیں۔ ہمیں اس کا اندازہ خود ہونے لگے گا۔ تجربہ سے یہ معلوم ہو جائے گا۔

9- آہستہ سے اپنے جسم میں حرکت پیدا کریں۔ ابتدا میں پاؤں اور بازوؤں کو آہستہ سے حرکت دیں اور ان کو آہستہ سے پھیلا کر کھول لیں۔

مراقبہ کے لئے کچھ ضروری ہدایات:

(Some Important Instructions for Meditation)

- 1- مراقبہ خلی پیٹ کریں۔
- 2- علی الصبح کا وقت بہتر ہے۔
- 3- غنودگی ختم کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں اور چہرے کو مراقبہ سے پہلے دھو

لیں۔

- 4- مراقبہ کو جبر سے نہیں، خوشی سے کریں۔
- 5- ہلکی موسیقی، موم جتی کی روشنی، خوشبو مراقبہ میں معلون ہوتے ہیں۔
- 6- اگر بے آراہی قائم رہتی ہے تو ایسا مراقبہ کریں جس میں جسمانی نقل و حرکت بھی شامل ہو مثلاً "یوگا کی ورزشیں۔"
- 7- مراقبہ ختم کرنے کی خواہش کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ اگر پندرہ بیس منٹ زیادہ محسوس ہوں تو پانچ منٹ سے شروع کریں۔
- مراقبہ جاری رکھیں۔ کامیابی کے لئے اس کے مختلف طریقے آزمائیں۔ اگر مراقبہ کا استاد مل جائے تو اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔

(مقالات سائنس، ڈاکٹر خالد محمود)

انگھٹیوں کا دور

عزت مآب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل کچھ افراد اپنی طبیعت کے مطابق قوم کی اصلاح و فکر کے لئے کڑھن رکھتے تھے۔ بعض عجیب و غریب قسم کے رواج اس وقت زندگیوں میں رائج تھے۔ چونکہ بے راہ روی کا دور تھا۔ کوئی نصیحت پر عمل کرنا تو کجا، اس کو سننا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ اس وقت میں انگھیشی کی رسم چل رہی تھی۔ جو کوئی نصیحت کرتا اور سننے والا اس کو پسند نہ کرتا اور نصیحت کرنے والے کو انگھیشی دکھا دیتا تو گویا یہ انگھیشی کا دکھایا جانا اس کے لئے نہایت قابل شرم مقام ہوتا۔ اس بناء پر ایک آدمی جو کہ قوم کی خیر خواہی اور فلاح کا جذبہ رکھتا تھا اس رسم کے ڈر سے مکر کو چھوڑ کر جنگل کی طرف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔ گھاس کھاتا، درختوں کے پتے کھاتا، اپنی عبادت میں مصروف رہتا۔ اللہ کی ذات کے عجائبات کو سوچتا۔ اسکی اس قربانی میں چند صفات اللہ نے پیدا فرمادیں۔ وہ پرندوں کو دیکھتا تو پرندے نیچے گر پڑتے پتھروں کو ٹکنکی لگا کر دیکھتا تو پتھر گرنے شروع ہو جاتے۔ غرض جس

چیز کو ممکن لگا کر دکھاتا تو اس کی توجہ سے وہ گھائل ہو جاتی۔ اس کی شہرت ہوتی گئی۔ مکہ والے اس کے پاس آنے لگے۔ اسی اثناء میں مکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کا اعلان فرمایا اور کفار آپ کو تکلیف دینے لگ گئے اور آپ کو نعوذ باللہ ختم کرنے کا سوچنے لگے اور چونکہ آپ کے کلام کو ساحر کا کلام سمجھتے تھے۔ اس لئے وہ آپ کے کلام کو توڑنے کے لئے بڑے سے بڑے ساحر کو لاتے مگر سب ناکام ہوئے تو سرداران مکہ اس آدمی کی طرف متوجہ ہوئے جو کلمات کو اپنا چکا تھا۔ اس کو راضی کر کے یعنی متا کر واپس مکہ لانے کا سوچا (کیونکہ یہ ناراض ہو کر گیا تھا)۔

ان کو لانے کے لئے کفار نے اپنے نمائندے بھیجے انہوں نے اپنے آنے کا مدعا بیان کیا تو اس نے کہا کہ وہ کلام جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سناتے ہیں وہ یاد کر کے لائیں۔ میں مراقبہ میں بیٹھوں گا آپ مجھے بار بار سنائیں گے۔ وجد میں آکر میں جو کہوں گا وہ میرا جواب ہوگا۔ چنانچہ یہ نمائندے واپس آئے اور سورۃ کوثر کو یاد کر کے لے گئے۔ اس کو سنایا۔ اس نے وجد میں آکر کہا کہ یہ کلام حق ہے۔ یہ کسی بشر کا کلام نہیں۔ میں تو مایوس ہو کر سر زمین مکہ سے چلا آیا تھا مجھے علم نہیں تھا کہ ایسی ہستی پیدا ہوگی جو ایک خدا کی طرف بلائے گی۔ لہذا آدمی مسلمان ہونے کی نیت سے چل پڑا۔ سرداران مکہ اپنے اس منصوبے میں بھی ناکام ہو گئے۔ اس کو ہر طاقت و قوت مراقبہ کے عمل سے ملی۔

(احوال اسلام - کیوز جیکسن تھرو)

کیا دین عقل کا نام ہے یا نقل

جدید سائنس اور نفسیاتی تحقیقات

(Whether the Religion is Reason or immetation)

○ عقل انسانی ناقص، دین محمدی ﷺ کا نام ہے۔ انسان طبعاً بہت کمزور اور ضعیف ہے۔ یہ بیک وقت تمام نظام ہائے زندگی کو فوراً نہیں سمجھ پاتا۔ اگر یہ ایک شعبہ میں کمال رکھتا ہے تو زندگی کے دوسرے شعبے اس کے سمجھ سے بالاتر ہیں۔ ہاں جب تک ان کو سمجھنے کے لئے کوشش و سرگرداں نہ ہو۔

تاریخ عالم کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بے شمار لوگ اس دنیا میں ایسے آئے جنہوں نے دین کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کو شش کی۔ لیکن ان کی ناقص عقل و سمجھ نے ساتھ نہ دیا۔ تو انہوں نے دین کے بعض اہم ارکان سے انکار کر دیا۔ بعض لوگوں نے دین کی ظاہر حیثیت و حالت کو دیکھ کر دین کو سمجھنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی حقیقت دین سے دور رہے کیونکہ دین تو صرف اور صرف نقل محمدی ﷺ ہی کا نام ہے۔ میری نگاہیں مانیں یا نہ مانیں، عقل سمجھے یا نہ سمجھے، لوگ کہیں یا نہ کہیں، لیکن میں نے تو قرآن کی اس آیت کے مصداق ”سن لیا اور مان لیا“ یہ اور بات ہے سائنس نے اسلام پر تحقیق کا جو دروازہ کھولا ہے اس سے مقصود وہ بھٹکی ہوئی زندگی سے پھر سے اسلام میں آنا چاہتے ہیں اور اسلام میں آنا ان کی مجبوری ہے۔

زیر نظر حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسان کی ظاہری نظر دھوکہ کھا سکتی ہے اور اگر ہم دین کی نظر سے ماننا چاہتے بھی ہیں تو پھر آپ کی نظر نے جو کچھ دیکھا وہ حق ہے۔ باقی میری نظر دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔

واقعات

(Events)

ایک بحری لیفٹنٹ جو لین فیکس اپنی کتاب ”سمندری سفرنامہ“ میں ایک

واقعہ درج کرتا ہے، (واضح رہے کہ درج ذیل واقعے میں عالم لور جہاں سب شامل تھے) مصنف لکھتا ہے

”پوش جہاز اہل پول جہاز لیبر سر کی جو سخت طوفان کی وجہ سے کم ہو گیا تلاش کر رہا تھا‘ موسم خوشگوار تھا لور سورج چمک رہا تھا کہ اچانک ایک جھنڈی نظر آئی جو ایک غرق ہونے والی کشتی کی طرف اشارہ کر رہی تھی‘ جہاز پر جتنے بھی لوگ سوار تھے ان کو نظر آیا۔ ایک جہاز جو لوگوں سے بھرا ہوا ہے‘ وہ غرق ہو رہا ہے لور لوگ بچلو بچلو کا شور مچا رہے ہیں اگرچہ یہ سب کچھ خیال تھا‘ مگر پکتان نے یکدم ایک کشتی ان نامیدوں کو بچلنے کے لئے سمندر میں روانہ کر دی‘ جوں جوں قریب ہوتے گئے‘ لوگوں کی آوازیں اسی رفتار سے تیز سنائی جانے لگیں‘ مگر جب ہم منزل مقصود پر پہنچے تو وہاں درختوں کے سوا کچھ نہیں تھا‘ نہ جہاز غرق ہوا تھا نہ کسی فرد کا پتہ چلا‘ جیسے ہی اصل چیز ظاہر ہوئی‘ خیال عائب ہو گیا۔ اس واقعے سے اندازہ لگائیے کہ جماعت کس عجیب و غریب طریقے سے ایک خیالی صورت اپنے ذہن میں لاتی ہے لور واقعہ کے صحیح ہونے کے بارے میں اتنی شدت سے یقین کرنے لگی ہے کہ اس کے بارے میں شک شبہ کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی‘ جہاز میں سوار سارے لوگوں نے ایک خیالی صورت کو واقعہ سمجھ لیا‘ جماعت کی طرف سے چیزوں کی اصل حقیقت کو نہ سمجھنا‘ واقعات کو غیر مربوط خیالات کی شکل میں منتقل کرنا‘ اس کے لئے یہ ضروری نہیں ہوتا کہ جماعت زیادہ افراد پر مشتمل ہو۔ (یعنی دھوکہ کھانے کے لئے زیادہ لوگوں کی جماعت کا ہونا لازمی نہیں) مگر جب کچھ لوگ جماعت کی صورت اختیار کرتے ہیں‘ خواہ وہ کتنے ہی بڑے عالم لور دانشور کیوں نہ ہوں مگر جماعت کی صورت گری ہوتے ہی اس کے اندر وہی لوصاف پیدا ہو جاتے ہیں‘ جو عام افراد کی جماعت میں پیدا ہوتے ہیں‘ عالموں کی جماعت کا بھی ہر فرد عقل اور تیز سے دور ہو جاتا ہے۔

موسیو ڈیوی کا واقعہ: (Event of Mosu-Divy)

اس حقیقت کے ثبوت کے لئے ایک واقعہ ملاحظہ ہو‘ جو مشہور ماہر

نفیات موسیوڈیوی کی طرف سے روزنامہ ”علم النفسیات“ میں شائع ہوا ہے۔
 واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ موسیوڈیوی یورپ کے سائنسدان ماہروں کو
 جس میں انگلستان کا مشہور عالم مسٹروینس بھی شامل تھا کو دعوت دی کہ وہ ایک جگہ
 جمع ہو کر اس کے حیرت انگیز طلسمی اعمال کا مشاہدہ کریں، جب سارے افراد جمع
 ہوئے تو موسیوڈیوی نے ان کے سامنے کچھ چیزیں پیش کیں اور ان کو اجازت دی
 کہ وہ ان چیزوں پر جمل چاہیں مہرنگائیں اس کے بعد موسیوڈیوی نے ان کے
 سامنے وہ سارے طریقے استعمال کئے۔ جو فن استخدام ارواح اور فن تجسیم ارواح
 میں استعمال کئے جاتے ہیں، اس کے وہ عمل اتنے حیرت انگیز تھے کہ ان کو دیکھ کر
 ان سارے سائنسدانوں جو بڑے بڑے عالم بھی تھے موسیوڈیوی کو یہ سرٹیفیکٹ دیا
 کہ جو چیزیں ہمارے سامنے پیش ہوئی ہیں۔ وہ انسانی صلاحیت و طاقت سے باہر ہیں
 اور ماورائی چیزیں ہیں جب موسیوڈیوی کہ یہ سرٹیفیکٹ ملا تو اس کے بعد اس نے
 سب کے سامنے اقرار کیا کہ یہ سارا جلدو تھا، اس کا روحانی طاقت اور کشف وغیرہ
 سے کوئی بھی تعلق نہیں تھا، اس واقعہ کے مرتب کا کہنا ہے کہ موسیوڈیوی کے
 حیرت انگیز مشاہدے سے جس بات پر حیرت ہوتی ہے وہ اس کی مہارت نہیں ہے
 بلکہ حیرت یہ ہے کہ بڑے بڑے عالموں نے اس کو سرٹیفیکٹ کیسے دیا۔

موسیولیبان اپنے موقف کے ثبوت میں تیسرا واقعہ بھی بیان کرتا ہے کہ
 پیرس شہر کے ایک مقام پر ایک لڑکے کی لاش ملی، انفلق سے وہاں سے ایک لڑکے
 کا گزر ہوا، اس نے لاش کو دیکھ کر کہا کہ یہ لاش میرے کلاس فیلو دوست کی ہے،
 دوسرے دن اس لڑکے کی والدہ کو لایا گیا، وہ لاش کو دیکھ کر اپنے آپ کو کنٹرول نہ
 کر سکی، اس کا کہنا تھا کہ یہ لاش اس کے لڑکے کی ہے، جو بہت دنوں سے غائب
 تھا، عورت کا نام جاؤنڈ ریٹ تھا، اس کے بعد قریبی رشتہ دار کو اطلاع دی گئی، اس
 نے کہا کہ یہ لاش میرے بھتیجے فلیر کی ہے، اس کے بعد جموں نے گواہیاں لیں،
 جس میں لڑکے کے استاد کی گواہی بھی شامل تھی، اسکول کے استاد نے اس کے
 کاندھے پر سونے کا تمغہ دیکھ کر کہا کہ یہ اس عورت کا بیٹا ہے، یہ تمغہ اسکول میں
 اسے ملا تھا، یہ ساری تحقیقات ہو گئی۔ تین ہفتوں کے بعد پتہ چلا کہ جس لڑکے کی

یہ لاش تھی، وہ پیرس کا نہیں تھا، بلکہ یہ لاش بورڈ و شر کے ایک لڑکے کی تھی، جس کو ایک کمپنی پیرس لائی تھی، چنانچہ کلاس فیلو، والدہ، عزیز، اسٹو سارے گواہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔

دو لڑکیوں کا ڈوبنا: (Drowning of two Girls)

مصنف کتب کو ترتیب دے رہا تھا کہ اخبارات میں نمایاں طور پر ایک خبر شائع ہوئی کہ دو لڑکیاں دریائے سین (فرانس کا دریا) میں ڈوب گئیں، ان کی لاشیں دریا سے نکل کر لوگوں کے سامنے رکھی گئیں، تو کچھ لوگوں نے گواہیاں دیں کہ یہ لاشیں فلاں صاحب کی لڑکیوں کی ہیں۔ یہ گواہیاں اتنی اہم تھیں کہ ججوں کو بھی یقین کرنا پڑا اور انہوں نے ان کو دفن کرنے کی اجازت دے دی، لوگ ان کے دفن کا انتظام کر رہے تھے کہ وہ لڑکیاں جن سے وفات شدہ لڑکیوں کی مشابہت کا شبہ تھا، جس کی بنا پر گواہوں نے گواہی دی تھی، اتفاقاً آگئیں معلوم ہوا کہ گواہوں کو گمان ہوا تھا، حالانکہ ان لڑکیوں کی زندہ لڑکیوں سے مشابہت برائے نام تھی۔

نظر کا فریب اور دھوکہ:

نظر کا فریب اور دھوکے کے بارے میں ڈاکٹر لیبن نے جو نقطہ بیان کیا ہے وہ بہت اہم ہے، انسانی سوسائٹی میں پیغمبروں اور صلحاء امت کے سوا دوسرے انسانوں کو بنیادی انسانی معاملات کے فہم کے سلسلے میں نظر کا دھوکہ ہوتا رہا ہے، نظر کے اس فریب نے انسانی سوسائٹی کو ہر دور میں غیر معمولی نقصان پہنچایا ہے۔ تاریخ میں اس دھوکے کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ انسانی تاریخ کا بڑا حصہ ذہین افراد کے فریب نظر سے عبارت رہا ہے، ہر دور میں پیغمبر اس لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ وہ افراد کو ان کے فریب نظر اور اس کے نتائج سے واقف کر کے صحیح راستہ دکھائیں موجودہ دور میں نظر کا یہ فریب سوشلزم اور سرمایہ داری نظام کی شکل میں ہمارے سامنے ہے، سوشلزم کو کروڑوں انسانوں نے ستر سال تک انسانی مسائل کے واحد حل کی حیثیت سے دیکھا، مگر تجربے کے بعد

معلوم ہوا کہ سوشلزم سراسر نظر کا فریب تھا، انسانی مسائل کو حل کرنا تو دور کی بات ہے، یہ نظریہ تو زندہ رہنے کے قابل بھی نہیں ہے یہی حالت سرمایہ داری نظام کی ہے، ساری مغربی دنیا سرمایہ داری نظام کو بہتر، موثر کامیاب اور ترقی یافتہ نظام کی حیثیت سے اختیار کر چکی ہے۔ مگر سرمایہ داری کے نظریے نے دنیا میں جو معاشی بحران پیدا کیا ہے، وہ تاریخ کا سب سے بڑا بحران ہے، دنیا کی دولت کا 80 فیصد سے زیادہ حصہ چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں منتقل ہو گیا ہے۔ کروڑوں انسانوں کو بنیادی سہولتیں بھی حاصل نہیں ہیں، مگر سرمایہ دار ہیں کہ وہ پوری دنیا کی دولت کو اپنے گرد جمع کرنے کے جنون میں مبتلا ہیں نیز ہل من مزید کا حرص ہے، جس نے ساری انسانی ذات کو عذاب میں مبتلا کر دیا ہے، کوئی قانون ایسا نہیں ہے، جو انہیں سرمایہ پرستی اور دولت کے حرص سے بچا سکے۔ انشاء اللہ یہ نظام بھی جلد ہی اپنی تباہ کاریوں کی وجہ سے زمین بوس ہو گا۔

اسلام کا بنیادی اصول: (Basic Principle of Islam)

اسلام نے مسلمانوں کو افراد کے فریب نظر سے بچنے کے لئے ایک بنیادی اصول دیا ہے وہ اصول یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راستہ اختیار کیا جائے اور وہ راستہ جو مومنوں نے اختیار کیا ہے، یعنی رسول اور مومنوں کے اختیار کردہ راستے کے سوا اگر اپنے علم، ذہانت اور ہوشیاری سے زندگی کے بنیادی اور فیصلہ کن مسائل کے بارے میں راستہ اختیار کیا جائے گا یا کوئی طریقہ اختیار کیا جائے گا تو وہ قابل قبول نہیں ہوگا، سورۃ النساء کی 15 ویں آیت میں کہا گیا ہے کہ ”جو کوئی اس کے بعد کہ اس کے اوپر راہ ہدایت کھل چکی ہے، رسول کی (راہ کی) مخالفت کرے گا اور مومنوں کے راستے کے علاوہ دوسری راہ اختیار کرے گا تو ہم اس کو ایسا کرنے دیں گے بعد میں ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے“ رسول اور مومنوں کا جو راستہ ہے وہ رواداری، محبت، تحمل، بروباری، ہمدردی، حکمت اور بصیرت کا راستہ ہے۔ (معاشرہ - جدیدیت اور اسلام)

اسلام میں جاسوسی کا تصور۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(of Spying in Islam Sunnah and Modern Science)
(Concept)

موسلا 'را' کے جی بی 'سی آئی اے' اٹھلی جنٹ 'سیکرٹ سروس اور شہان مملکت کی خفیہ بے شمار جاسوسی تنظیمیں ادارے اور گروپ پورے عالم میں کام کر رہے ہیں۔

اولیات فاروقی اور سکمنڈ کا اعتراف

اسلام نظام حکومت اور فاروقی طرز حکومت میں جن شعبہ ہائے زندگی کو فروغ اور ترقی ملی ان میں عدالتوں کا نظام، جیلوں کا نظام، پولیس کا انتظام، چیک پوسٹوں کا نظام اس کی بہترین مثالیں ہیں۔ انہیں میں جاسوسی کا نظام بھی ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس وقت ترقی یافتہ خفیہ تنظیمیں اسی طرز پر ترقی کر کے عالم میں پھیل گئی ہیں۔

(سکمنڈ کے نظریات - اے - آر - عثمانی)

اسلام میں جاسوسی کا تصور: (Concept of spying in Islam)

اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے یہ جملہ آپ نے بارہا سنا ہوگا مگر اس بارے میں آج تک امت مسلمہ کے قائدین کو جو یورپ سے متاثر ہی نہیں بلکہ یورپین نظام کے داعی ہیں اور اسلام کو ایک مذہبی حد تک یعنی عبادت تک ہی محدود رکھنا چاہتے ہیں۔

حالانکہ اسلام وہ واحد دین ہے جس میں نظام حکومت سے لے کر انسان کی شخصیت اور زندگی تک کا نظام یعنی نظم و ضبط موجود ہے نظام حکومت میں سب سے اہم مسئلہ دفاعی نظام کا ہوتا ہے اس وقت دنیا میں جتنی بھی بڑی سلطنتیں ہیں ان کے دفاع کے مضبوط اور کمزور ہونے کا دارومدار جاسوسی کے نظام پر ہے۔

امریکہ ہو یا روس یا اسرائیل وہ اپنے جاسوسی کے نظام کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے اربوں ڈالر خرچ کر رہے ہیں امریکہ کا ایک جاسوس طیارہ کھربوں ڈالر سے تیار ہوتا ہے وہ خفیہ ایجنسیاں فعل اور متحرک بنانے پر کروڑوں ڈالر خرچ کرتے ہیں اس وقت سی آئی اے یا موساد یا راء Raw کتنے جدید جاسوسی کے آلات کے ساتھ متحرک اور فعال ہیں۔ اس سے ہر باخبر اور باشعور انسان واقف ہے جس کی وجہ ان کے یہاں یعنی غیر مسلم کے یہاں جاسوسی کے نظام کی اہمیت تھی اور ہے حالانکہ اس نظام کو امت مسلمہ کو اپنانا چاہئے تھا اس لئے کہ ہمارے دین ملت اسلام کا یہ نظام جاسوسی ایک لازمی حصہ رہا ہے سرور کائنات ﷺ نے ہمیشہ جنگوں کے موقع پر اور مدینہ میں آنے جانے والے افراد پر کڑی نظر رکھنے کی تدبیر فرمائی ہے۔

غزوہ بدر: (Ghazwa Bader)

غزوہ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چند لوگوں کے ساتھ بدر کے پانی کی طرف روانہ فرمایا تاکہ وہ دشمن کی خبر معلوم کریں۔ ان حضرات نے وہاں پر قریش کے کچھ پانی پلانے والے دیکھے ان میں سے دو کو پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا آپ نے خود ان سے پوچھ گچھ فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قریش کے بارے میں بتاؤ ان دونوں نے کہا خدا کی قسم وہ اس ٹیلے کے پیچھے ہیں جو آپ کو نظر آ رہا ہے آپ نے پوچھا ان کی تعداد کتنی ہے اس شخص نے کہا بڑی تعداد ہے آپ نے پھر پوچھا ان کی تعداد کس قدر ہے انہوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہر روز کتنے جانور ذبح کرتے ہیں ان دونوں نے کہا کسی دن نو جانور اور کسی دن میں دس جانور ذبح کرتے ہیں آپ اس وقت صحابہ کرام سے فرمایا دشمن کی تعداد نو سو اور ہزار کے درمیان ہے پھر آپ نے پوچھا ان میں سرداران قریش میں سے کون کون ہیں انہوں نے کہا عقبہ بن ربیعہ، شیبہ بن

ربیعہ، حکیم بن حزام، نوفل بن خویمد، ابو جھل، امیہ بن خلف اور خضر بن حارث اس کے بعد رسول اللہ ﷺ دونوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ یہ مکہ ہے جس نے اپنے بچہ کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیئے ہیں۔

غزوہ حنین: (Ghza Hunain)

غزوہ حنین میں معرکہ شروع ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی کو دشمن میں گھس کر ان کی خبر لانے کے لئے روانہ فرمایا وہ دشمن کے لشکر میں داخل ہو گئے بلا آخر مالک سردار طائف کی یہ گفتگو لے کر پیچھے مالک نے کہا بے شک محمد ﷺ اس سے پہلے ہماری طرح کی قوم سے نبی کریم نہیں ہوا اور ایسے ایسے لوگوں سے اس کا آئنا سامنا ہوتا رہا ہے جنہیں جنت لڑنے کی خبر تک نہیں اور وہ اجنبیوں سے تھے جن پر اس کو غلبہ حاصل ہو جاتا تھا۔

جب بحر ہو تو اپنے مویشی، عورتیں اور اولاد کو اپنے ساتھ لے کر صف بندی کر لو پھر تمہاری طرف سے ہوگا اور اپنی میانوں کو توڑ ڈالو کہ تمہارا مقابلہ بیس ہزار تلواروں سے ہوگا ایک ساتھ یکبارگی حملہ کرنا غلبہ اسی کا ہوتا ہے جو پہلے حملہ آور ہو یہ تمام گفتگو سن کر عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تمام گفتگو سے آپ ﷺ کو آگاہ فرمایا۔

آپ نے اس گفتگو کی روشنی میں جنگی حکمت عملی اختیار فرمائی۔

غزوہ احزاب: (Ghza Ahzab)

غزوہ احزاب میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور حذیفہ نے اس خطرناک فریضہ کی انجام دہی کی اس مہم کی روداد کو یوں بیان فرمایا ہم خندق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے کہ آپ نے فرمایا کون ہے جو دشمن کی نقل و حرکت کی خبر لائے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں واپس آنے کی شرط لگادی تھی اور فرمایا کہ میں اللہ سے اس کے لئے اپنے ساتھ جنت میں ہونے کی

یہ سن کر کوئی کھڑا نہیں ہوا چونکہ سردی شدت کی تھی۔ خوف بھی پھر بھوک بھی عروج پر تھی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے آواز دی اور فرمایا۔ اے حذیفہؓ جاؤ دشمن کے لشکر میں گھس جاؤ اور ان کی خبر ہم کو پہنچاؤ مگر راستے میں کسی کو خبر نہ ہو حذیفہؓ فرماتے ہیں میں دشمن کے لشکر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کے لشکر میں ان کے ساتھ وہ کچھ کر رہے ہیں کہ ان کی ہانڈی چولے پر ٹھہرتی ہے نہ ان کی آگ جلتی ہے اور نہ ان کے خیمے قائم رہ سکتے تھے اس حال میں ابوسفیان نے اٹھ کر کہا۔

اے قوم قریش ہر شخص کو اپنے ساتھی کو دیکھ لینا چاہیے۔

حذیفہؓ فرماتے ہیں میں نے فوراً اپنے ساتھ کے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا فلاں بن فلاں پھر ابوسفیان نے کہا اے قوم قریش تم اپنے گھر میں نہیں ہو۔ ہمارے اونٹ اور گھوڑے ہلاک ہو گئے ہیں۔ بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی اور ہمیں ان کی طرف سے سخت ناپسندیدگی موصول ہوئی لہذا کوچ کرو میں کوچ کر رہا ہوں۔ پھر وہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر چل دیا۔

اگر رسول اللہ ﷺ کا حکم نہ ہوتا کہ بغیر کچھ واقعہ ہونے کے واپس آنا ہے تو میں اسے تیر مار کر قتل کر ڈالتا۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے واپس آ کر تمام حالات آپ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیئے آپ ﷺ نے میرے لیے رفاقت کی دعا فرمائی۔

ان مذکورہ واقعات کو ضبط تحریر لانے کا مقصد صرف یہ تھا کہ آپ ﷺ کے بے شمار واقعات ایسے ہیں جس سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ جب تک ہم اسلام کے تمام شعبوں کو نہیں اپنائیں گے تو کامیابی کی منزل دور ہوتی چلی جائے گی یقیناً ہمیں اسلام میں پورا پورا داخل ہونے کا حکم ہے ایک مومن کی شان بھی یہی ہے کہ نجی، شخصی، اقتصادی، معاشی، معاشرتی دفاعی حکومتی نظاموں میں مکمل اسلام کی پیروی کرے۔ تو کامیابی یقیناً ہماری منزل ہوگی۔

(اسلام میں جاسوسی کا تصور)

موجودہ کھیلوں کے نقصانات

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Disadvantages of present games-
Sunnah and Modern Science)

اسلام صحت و تندرستی کے حصول کے لئے کھیلوں کو بھی ترجیح دیتا ہے۔ آپؐ نے ایسا خود کر کے دکھایا۔ آپؐ نے تیراکی کی دوڑ لگائی، گھڑ سواری کی۔ کشتی کھیلی تیر اندازی کی، بلقالت کی سیر کی۔ ان امور میں جہاں بے شمار اسلامی اور جملوی صفات وابستہ ہیں وہاں شرعی تفریح اور تندرستی مقصود بھی ہے۔

اسلام قید کا مذہب نہیں اور نہ ہی سختی کا مذہب ہے بلکہ اسلام پابندی کا مذہب ہے۔ امت جب بھی ان پابندیوں کو اپنے اوپر لاگو کر کے زندگی گزارے گی وہ خوشحال اور کامران اور ترقی کی منازل طے کرتی چلی جائے گی۔ لیکن آج ہم نے صحت و تندرستی، تفریح و تہنم کو حاصل کرنے کے لئے جس انداز کی کوشش اور کھیلوں کا انتخاب کیا ہے۔ اس کا انجام کیا ہوگا۔ کچھ یورپی فلاسفر کی زبان سے۔

ڈاکٹر ایڈمن کی وارننگ: (Warning of Dr. Edman)

میرے خیال میں جتنی عریانی اور فحاشی جم خانوں اور کلبوں نے پھیلائی موجودہ (Game System) (کھیلوں کا نظام) نے فحاشی حتیٰ کہ بعض لاعلاج امراض کو پھیلانے کے لئے کھلاڑیوں نے بہت بڑا کام کیا۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ (Game System) کھیلوں کا نظام سے پھیلنے والی تمام برائیوں کا قلع قمع کیا جائے تو اس کا واحد حل ایسے کھیلوں کو اختیار کیا جائے جو یا تو اندرون خانہ ہوں یا پھر ان کھیلوں میں کھلاڑیوں کے بدن ڈھکے ہوئے ہوں۔

(ماہنامہ رابطہ)

موجودہ کھیلوں میں شرکت اور اس کے نقصانات:

(Participation in the present games and its disadvantages)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اے علی! اپنی ران دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کرو، اور کسی زندہ یا مردہ (کی) ران کی طرف نہ دیکھو۔ (مشکوٰۃ ص 296 - ابوداؤد، ابن ماجہ)

آج کل ہمارے ہاں جو کھیل مثلاً "فٹ بال" ہاکی، ٹیبل ٹینس وغیرہ وغیرہ متعارف و رائج ہیں، ان کھیلوں میں حصہ لینے والے مرد اور عورتیں مندرجہ بالا حدیث طیبہ کی کھلم کھلا مخالفت کرتے ہیں اور مفت میں دیکھنے والے لوگ بھی گنہ گار ہوتے ہیں۔

تلف سے لے کر گھٹنے کے ختم تک کسی بھی مرد کو کسی مرد کی طرف دیکھنا حلال نہیں ہے، اسی طرح کشتیوں کے اکھاڑوں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں تلف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کسی حصہ کو کسی کے سامنے یا کھولنا یا کسی کے ستر کا کوئی حصہ دیکھنا دونوں حرام ہیں۔

افسوس ہے کہ کشتی کے مقابلوں میں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں بڑے بڑے دین داری کے دعویدار اس مسئلے کو بھول جاتے ہیں۔ کھیل کے میدان، مختلف کھیلوں میں اور مقابلہ حسن میں عورتوں کے لباس — وغیرہ؟ بہر حال اس قسم کے گیمز وغیرہ میں ستر کو ڈھانپنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے تاکہ ہم غضب الہی سے بچ سکیں۔

حضور اکرم ﷺ کی لعنت:

(Imprecation of Holy Prophet (PBUH))

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ بالا کام (یعنی بد نظری کرنے والے) پر اور جس کی طرف بد نظری کی جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بیہقی شریف)

گویا اپنے ستر کو برہنہ کرنے والے اور ان کے برہنہ ستر کو دیکھنے والے تمام مرد اور عورتیں طعون ہیں۔

موسیقی اور اس کے نقصانات:

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”گھٹا“ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سے کھیتی پیدا ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ”گھٹنے“ کو شیطان کی آواز بھی کہا گیا ہے۔ (الحدیث)

موسیقی روح کی سزا: (Music, the spiritual retribution)

موسیقی شیطان کا ایک دلفریب اور لطیف جمل ہے جس میں شیطان دنیائے انسانیت کو پھانس کر آسانی سے گمراہ کرتا ہے۔ بعض لوگوں کے ہاں موسیقی روح کی غذا ہے جیسا کہ تفصیلات آگے آ رہی ہیں مگر ناچیز کے ہاں موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ روح کی سزا ہے، جس طرح مداری ڈگڈگی بجا کر بندر کو نچاتا ہے اور لوگوں کو بے وقوف بنا کر پیسے بھرتا (اپنے مقاصد دنیوی) حاصل کرتا ہے بالکل اسی طرح شیطان بھی موسیقی کی ڈگڈگی بجا کر نہ صرف لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے مقاصد حاصل کرتا ہے بلکہ موسیقی کے تحت دنیائے انسانیت کو نچا کر (جیسا کہ بعض لوگوں کو موسیقی سنتے ہوئے گنگناتے ہوئے یا مزے میں سرمارتے ہوئے بھی دیکھا گیا ہے اور تلج، ڈانس وغیرہ تو بالکل ہی عام ہے) یہ ثابت کرتا ہے کہ دیکھو!

وہ قوم جو خیر الامم اور اشرف المخلوقات ہے آج اسی قوم کو اسی امت کو میں نے اپنی ڈگڈگی پر نچا کر یوقوف بنایا ہوا ہے۔

نفاق ایک ایسی برائی جس کا تعلق قلب (دل) سے ہے مندرجہ بالا حدیث طیبہ میں نفاق والے جملہ کا ایک مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ جو آدمی موسیقی میں طوٹ ہو گا دینی اور دنیوی لحاظ سے اس کے ظاہر اور باطن میں فرق ہوگا، دوسرا مقصد اس جمالت کا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دینی امور اور نیک کاموں سے دور ہوتا چلا جائے گا اور ایک مقصد علماء حدیث نے یہ بھی بیان فرمایا کہ اس کی موت نفاق پر واقع ہوگی۔ واللہ اعلم۔

کسی بھی بیماری کا خطرناک اور آخری درجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی بیمار شخص بیماری کو بیماری ہی نہ سمجھے اسی طرح گناہ کا آخری اور مہلک درجہ یہ ہے کہ انسان گناہ تو کرے لیکن گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھے بلکہ انہیں اس پر فخر کرے۔

ہمارے ہاں آج کل بعض اپ ٹو ڈیٹ اور جدت پسند طبقے موسیقی اور رقص و سرود کو گناہ ہی نہیں سمجھتے بلکہ اسے فن لطیف، آرٹ، باعث تفریح، ثقافت اور روح کی غذا اور نہ معلوم کیا کیا کہتے ہیں۔

نافرمانیاں اور ان کے عذابات:

(Disobediences and their misfortunes)

جبکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب لوگ محصول مملکت کو اپنی دولت بنا لیں گے اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو تاوان سمجھیں گے اور غیر دین کے لئے علم پڑھیں گے، اور آدمی اپنی بیوی کا تابعدار بن جائے گا اور ماں کا نافرمان ہو جائے گا، اپنے دوست کو آرام پہنچائے گا اور اپنے باپ کا ستلے گا، اور لوگ مسجدوں میں شور مچائیں گے، اور خاندان کا سردار فاسق شخص ہو گا اور قوم کا رئیس ایک رذیل آدمی ہو گا، اور انسان کے شر و فساد سے ڈر کر لوگ اس کی تعظیم کریں گے، اور گلے بجانے والیاں اور گلے بجانے کی چیزیں عام طور پر ظاہر ہوں گی، اور شراب پی جانے لگے گی، اور اس امت کے پچھلے لوگ اپنے پہلے والوں پر لعنت بھیجیں گے، اس حالت میں لوگ منتظر رہیں کہ ایک سرخ آندھی اٹھے گی، زلزلہ آئے گا، خسوف واقع ہو گا، صورتیں مسخ ہو جائیں گی، آسمان سے پتھر برسیں گے، اور ان کے علاوہ دیگر علامتیں بھی پے در پے ظاہر ہوں گی، جس طرح کسی ہار کا دھاگہ توڑ دیا جائے تو موتی لگاتار گرتے چلے جاتے ہیں۔ (پچاس تقریریں ص 146-147)

علامات کا وجود: (Existance of Ensign)

بروردان اسلام!

اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالئے اور دیکھئے کہ ان علامتوں میں سے کونسی

- علامت ایسی ہے جو ہمارے معاشرے میں نہیں پائی جاتی۔
- کیا حکمرانوں نے عوام کے محصولات کو ذاتی جاگیر نہیں سمجھ رکھا ہے؟
 - کیا والدین اور اقرباء کو ستیا نہیں جا رہا؟
 - کیا قوم کے بدترین افراد کو لیڈر اور رہنما بنے ہوئے نہیں ہیں؟
 - کیا ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر اور سینما کے ذریعے گلے بجانے کو عام نہیں کیا جا رہا ہے؟
 - کیا زکوٰۃ کو تلوان اور ٹیکس نہیں سمجھا جا رہا ہے؟
 - کیا گھر گھر میں رقص و سرور کی محفلیں برپا نہیں کی جا رہی ہیں؟
 - علامت تو پوری ہو چکی ہیں، بس اب عذاب الہی کا انتظار کیجئے، بلکہ انتظار کیا معنی، عذابوں میں تو ہم مبتلا ہیں، بلاؤں اور آفتوں کا تو ہم شکار ہیں۔
 - کیا ظالم اور فاسق حکمران عذاب الہی نہیں؟
 - کیا بین الاقوامی تحقیر و تذلیل عذاب الہی نہیں ہے؟
 - کیا باہمی قتل و قتل اور نفاق و افتراق عذاب الہی نہیں؟
 - کیا عدم تحفظ اور خوف و ڈر عذاب الہی نہیں؟
 - کیا خون انسانی کی ارزانی عذاب الہی نہیں؟
 - کیا دلوں کا اضطراب اور دھوکوں کی بے چینی عذاب الہی نہیں؟
 - کیا عزت و ناموس کی پللی عذاب الہی نہیں؟
 - کیا یہ زلزلے، یہ دھمکے، یہ سیلاب یہ دہشت گردی، یہ ایکسیڈنٹ اور یہ جنگیں عذاب الہی نہیں؟

حضور اکرم ﷺ کے ارشادات گرامی:

(Sayings of Holy Prophtet (PBUH))

یہ سب بلائیں اور مصیبتیں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، تاہم ہمیں توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی بلکہ ہم رات دن گلے بجانے اور لغو و لہب جیسے فضول کاموں میں لت پت ہیں۔ جبکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

کبھی تو یوں ارشاد فرمایا ہے کہ گلنے والوں کی نماز قبول نہیں، کبھی فرمایا کہ جو کسی گانا گلنے والے کا گانا سنے گا قیامت کے دن اس کے کانوں میں پکھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا، کبھی یہ فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مر گیا کہ اس کے پاس گلنے والی ہو اس کی نماز جنازہ مت پڑھو، کبھی فرمایا کہ گانا بجانا، سننا معصیت ہے اس کے لئے بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لطف اندوزی کفر ہے؟

یورپ کی اندھی تقلید: (Blind Imitation of Europe)

افسوس ہے کہ مسلمان یورپ کی تقلید میں اندھا ہو کر گمراہیوں کی دلدل میں پھنستا جا رہا ہے، یورپ سے اٹھنے والی ہر برائی کو یہاں آسانی تحفہ سمجھ کر قبول کر لیا جاتا ہے۔ ہماری یورپ کی اندھی تقلید پر کسی شاعر نے کیا خوب ہی کہا ہے کہ

حال دل میں چراغ انگریزی، سر کے اندر دماغ انگریزی
چال انگریزی، ڈھل انگریزی، جسم کا ہر اک بل انگریزی
جسم ہندی میں جان انگریز، منہ کے اندر زبان انگریزی
چھل رہا ہے گلا تو چھل جائے، لہجہ صاحب سے اپنا مل جائے

وقت وقت کی بت ہے کبھی تو غیرت کا یہ عالم تھا کہ قیام پاکستان سے پہلے مساجد کے سامنے کوئی جلوس گاتے ہوئے اور ڈھول بجاتے ہوئے گزر جاتا تو اس پر مسلمان مشتعل ہو جاتے اور غیرت مند مسلمان خصوصاً "نوجوان تو جان تک دینے سے گریز نہ کرتے، آج مساجد کے سائے میں نخس اور عریاں فلمیں چلتی ہیں مگر کسی نوجوان کی غیرت ٹس سے مس نہیں ہوتی۔

پہلے گلنے والوں کو میراثی، بھانڈ، کنجر اور ڈوم کہا جاتا تھا اور میراثیوں کو یہ جرات نہیں ہوتی تھی کہ وہ معزز لوگوں کے ساتھ کسی چارپائی یا کرسی پر بیٹھیں بلکہ انہیں نیچے بیٹھنا پڑتا تھا۔ آج میراثیوں اور کنجریوں کو فنکار اور گلوکار کا نام دیا جاتا ہے اور ان کی ایسی آؤ بھگت کی جاتی ہے جو کسی بڑے سے بڑے عالم دین، محدث، ولی، بزرگ، مفسر بلکہ کسی وزیر کی بھی نہیں ہوتی۔

موسیقی کے دینی نقصانات:

(Religious disadvantages of music)

ہمارے ملک پاکستان میں اگر ہندو کا کوئی مشہور میراثی اور کبچر آجاتا ہے تو پوری قوم نیچے سے لے کر اوپر تک دیدہ و دل فرس راہ کر دیتی ہے۔ بہت سے خوف خدا سے عاری لوگ بڑی ڈھٹائی سے کہتے پھرتے ہیں کہ جناب موسیقی روح کی غذا ہے، مگر ناچیز کہتا ہے کہ یہ کیسی غذا ہے؟

جسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملعون قرار دیا۔

جس سے نفاق اور قسوت پیدا ہوتی ہے۔

جس کی وجہ سے ذکر و تلاوت اور عبادت و اطاعت کی لذت ختم ہو جاتی ہے۔

نیز جو مسلمان خواتین کو بے حجاب اور بے حیاء بنا دیتی ہے۔ اس لئے راقم یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ سزا و عذاب ہے۔

یہ تو ایک نشہ ہے ہم غذا سمجھ بیٹھے ہیں۔ اگر بالفرض موسیقی غذا ہے بھی

سہی تو پھر جان لیجئے کہ شیطان اور شیطان کے چچوں اور چیلوں اور شیطانی روح کی غذا ہے۔

○ یہ قیصر و کسری اور یہود و ہنود کی غذا ہے۔ مسلمانوں کی نہیں

○ مسلمانوں کی روح کی غذا تو قرآن حکیم کی تلاوت ہے۔

○ مسلمانوں کی روح کی غذا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت و توصیف ہے

○ مسلمانوں کی روح کی غذا نماز اور ذکر و استغفار ہے۔

والدین کے اثرات: (Effect of parents)

وہ والدین جو گانے بجانے کا شوق رکھتے ہیں، جو ہر وقت عشقیہ غزلیں اور

نغمے سنتے رہتے ہیں، انہیں اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ ان کی فحاشی اور بے حیائی

کا اثر ان کی اولاد پر بھی پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ والدین جب نیک اور خدا ترس ہوں،

عابد و زاہد، متقی، نمازی و پرہیزگار ہوں، حلال روزی کمانے والے ہوں، حرام سے

بچنے والے ہوں تو پھر اولاد محمد بن قاسم "جیسی ہوتی ہے" طارق بن زیاد "جیسی ہوتی ہے" حضرت مجدد الف ثانی "جیسی ہوتی ہے" شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا "جیسی ہوتی ہے" حضرت مولانا احمد علی لاہوری "اور حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری "جیسی ہوتی ہے" حضرت مفتی محمود "اور مولانا حق نواز جھنگوی "جیسی ہوتی ہے۔

لیکن جب معاملہ اس کے برعکس ہو، یعنی والدین فاسق و فاجر ہوں، حرام کھانے والے ہوں، گانے بجانے کے رسیا ہوں تو پھر اولاد گلوکار اور فنکار بنتی ہے، چور ڈاکو بنتی ہے، پنولین اور ہٹلر بنتی ہے، چینگیز خان اور ہلاکو خان بنتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

فتنہ خوشبو اور اس کا نقصان:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان علی شان ہے کہ مردوں کے لئے وہ عطر (خوشبو) مناسب ہے جس کی خوشبو نمایاں اور رنگ مخفی ہو، جبکہ عورتوں کے لئے وہ عطر (خوشبو) مناسب ہے جس کا رنگ نمایاں اور خوشبو مخفی ہو۔ (ترمذی شریف)

نبی اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو عورت عطر (خوشبو) لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے وہ آوارہ قسم کی (زانیہ) عورت ہے۔ (ترمذی شریف)

خوشبو بھی ان مقاصد میں سے ایک ہے جو ایک نفس شریر کا پیغام دوسرے نفس شریر تک پہنچاتی ہے۔ یہ خبر رسائی کا سب سے بڑا موثر، سب سے زیادہ لطیف ذریعہ ہے، جس کو دوسرے لوگ تو شاید خفیف ہی سمجھتے ہوں مگر اسلامی حیاء اس قدر حساس ہے کہ اس کی طبع نازک پر یہ لطیف تحریک بھی گراں ہے، وہ ایک مسلمان عورت کو اس کی اجازت نہیں دیتی کہ خوشبو میں بے ہوشی سے کپڑے پہن کر راستوں سے گزرے یا محفلوں میں شرکت کرے، کیونکہ اس کا حسن اور اس کی زینت پوشیدہ بھی رہے تو بھی کیا فائدہ اس کی عطریت تو فضا میں پھیل کر جذبیت کو متحرک کر رہی ہے۔ چنانچہ ایسا کرنا گناہ ہے اور اس معاملہ میں

شدید احتیاط کی ضرورت ہے۔ آج کل خواتین جن بوجھ کر ایسے ایسے 'عطر' سینٹ اور ایسی ایسی خوشبوئیں استعمال کر کے بازاروں، مارکیٹوں، محافل میں یا راستوں پر سے آتی جاتی ہیں کہ ابھی کسی مارکیٹ میں کسی دکان میں یا کسی بھی مقام پر پہنچی نہیں مگر خوشبو پہلے ہی تشریف لانے کی خبر دے دیتی ہے اور کئی جگہوں پر تو ایسا بھی ہو رہا ہے کہ بعض خواتین علیحدہ ہی قسم کی ایسی منفرد خوشبوئیں استعمال کرتی ہیں کہ وہ ان کی موجودگی اور آنے جلنے کی نہ صرف علامت ہی ہیں بلکہ آمدرفت کی بھرپور اطلاع بھی دیتی ہیں۔

یہ سب کچھ صرف اور صرف اس لئے ہوتا ہے کہ آس پاس کے لوگ حسرت بھری نظروں سے ان کو دیکھ کر نہ صرف رشک کریں بلکہ دلو بھی دیں کہ کوئی صاحبہ تشریف لئے جا رہی ہیں۔ یقیناً ایسی ہی عورتوں کے بارے میں محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ آوارہ قسم کی (زانیہ) عورت ہے۔ اس حدیث طیبہ نے مذکورہ صفت خواتین کو بدکارہ — قرار دیا ہے۔ اس لئے اس قسم کی تحریکات سے بچنے اور بچانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی اور خصوصاً بدکاری سے بچ سکیں۔

(کھیل اور اسلامی تعلیمات)

تنگ لباس - سنت نبویؐ اور جدید سائنس (Tight Dress - Sunnah and Modern Science)

عورتوں نے بل کٹوائے مردوں نے بل بڑھوائے۔
تج کل کی تہ ایسی سلامتی - لی انگریزی ٹلکے نوٹ گئے۔
اسلام پردے حیا اور وقار کا مذہب ہے۔ اس نئے اسلامی لباس کھلا ہو اور
اور سفید ہوتا ہے۔ لیکن جب یہی لباس تنگ ہو تو اس کے نقصانات کیا ہوتے ہیں
ملاحظہ کریں۔

تنگ لباس اور فزیالوجی (Tight dress and Physiology)

تنگ لباس سے موکل مسز (Local Muscles) مردہ اور کمزور ہو جاتے
ہیں کیونکہ باہر کے مسز میں جیسے حرکت ہوتی ہے ایسے ہی اندرونی باریک باریک
مسز ہوتے ہیں اور ان میں حرکت ہوتی ہے۔ جیسا کہ سوئی اگر جلد کے اندر چلی
جائے تو وہ ان باریک باریک مسز کی حرکت کی وجہ سے کہاں سے کہاں چلی جاتی
ہے۔

تو جب تنگ لباس زیب تن کیا جاتا ہے تو ان باریک مسز کو بہت نقصان
پہنچتا ہے ان کی حرکت کم ہو جاتی ہیں۔ جس سے ذہنی دباؤ، اعصابی تناؤ اور کھچاؤ
جیسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

(بحوالہ جمعہ میگزین مشرق)

نیت کے اثرات - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Effects of Intension, Sunnah and Modern Science)

حضرت قیسؓ اپنی سند کے ساتھ حضرت زید بن میسرۃ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں ہر دانا کا کلام قبول نہیں کرتا۔ اس کی اغراض و افکار کو دیکھتا ہوں اگر اسے میری رضا مقصود ہو تو اس کی خاموشی کو نظر اور اس کے کلام کو ذکر بنا دیتا ہوں گو وہ کلام نہ کرے۔

حضرت ابراہیمؑ بھی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کلام کرتا ہے جس میں لوگوں کی ناراضگی ہوتی ہے مگر اس کی نیت خیر ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں اس کی جانب سے عذر ڈال دیتے ہیں۔ جس سے وہ خود ہی کہنے لگتے ہیں کہ اس کا مقصد تو خیر ہی تھا اور کبھی ایک آدمی کلام بہت عمدہ کرتا ہے مگر نیت ٹھیک نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے قلوب میں ڈال دیتے ہیں جس سے کہنے لگتے ہیں کہ اس شخص کو خیر مقصود نہیں ہے۔

اہل خیر کے چند کلمات:

(Few Statements of good people)

عون بن عبد اللہ فرماتے ہیں اہل خیر حضرات ایک دوسرے کی طرف تین (3) کلمات لکھ بھیجا کرتے :-

1- جو آخرت کے لئے عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی کفالت فرماتے ہیں۔

2- جو اپنے باطن کی اصلاح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو درست فرما دیتے ہیں۔

3- جو اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ اس کا معاملہ درست فرما دیتے ہیں۔

○ سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے اور منافق کا عمل اس کی نیت سے اچھا ہے اور اس کے عمل کا تعلق اس کی نیت سے ہی ہوتا ہے۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہارے ظاہر کو دیکھتے ہیں اور نہ تمہارے اموال و احوال کو دیکھتے ہیں بلکہ وہ وہ تمہارے اعمال اور قلوب کو دیکھتے ہیں۔

○ ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ سن جو دین تو اخلاص ہی کا نام ہے۔ عرض کیا گیا اس کے ساتھ؟ کس کے لئے۔ ارشاد ہوا۔ اللہ کے ساتھ اس کے رسول کے ساتھ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ۔

○ فقہیہ فرماتے ہیں کہ خود بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان و یقین رکھے اور لوگوں کو اسکی دعوت دے اور دل میں تمنا رکھے کہ تمام لوگ دیندار ہو جائیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں نیت صحیح نہ ہونے کے نقصانات پر مشتمل تحقیق۔

نیت، ریسٹورینٹ اور یورپی ماہرین

(Intension, Resturant and European Experts)

ڈاکٹر لیڈ بیٹر جو پیرا سائیکالوجی کے ماہرین میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا تجزیہ ہے کہ ہوٹل کا کھانا کبھی بھی جسم اور صحت کے لئے شفا کا ذریعہ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس میں ہوٹل والے کی نیت گاہک کی جیب سے زیادہ سے زیادہ وصول کرنا ہوتی ہے۔

میرا سائنسی تجزیہ یہ کہتا ہے کہ اس کھانے میں قطعی شفا اور برکت نہیں ہو سکتی۔

(تصویرات اسلام)

ایک نایاب روسی تحقیق (A valuable Russian Research)

روسی ماہرین نے جسم انسانی میں تحقیق کی ہے اس بات کی کیا وجہ ہے کہ
بعض میں ایک مخصوص اصطلاح عام ہے جسے دست شفا کہتے ہیں آخر اس کی وجہ
یہ ہے۔ سل باسل کی تحقیقات کے بعد ماہرین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جس مریض
کی نیت درست ہو اس کے جسم سے ایسی غیر مرئی شعاعیں یا لہریں (Rays
Invisible) نکلتی ہیں جو کہ مثبت (Positive) ہوتی ہیں اور یہی لہریں مریض
کے لئے شفا کا ذریعہ بنتی ہیں اور اگر مریض کی نیت میں فرق ہے تو اس مریض کے
جسم سے منفی (Negative) لہریں نکل کر مریض کے جسم میں داخل ہو جاتی ہیں
جو کہ بذات خود ایک مرض ہے۔

(بحوالہ خبرنامہ بہار)

بچوں کی فطری پرورش یعنی مٹی میں پلنا

سنت نبوی اور جدید سائنس

(Natural Patronage of Children (Soil Patronage)

Sunnah and Modern Science)

حضور پاک ﷺ کے دور مبارک میں بچے مٹی پر کھیلتے تھے، پلتے تھے تو تو مند اور صحت مند ہوتے تھے۔ بہادر اور جریں ہوتے تھے۔ فہم و فراست بصیرت اور خود اعتمادی کے حامل ہوتے تھے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اور معوز رضی اللہ عنہ نے میدان بدر میں وہ جو برد کھائے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اگر تلوار ان کے گلے میں ڈالی جاتی تو وہ ان کے قد سے بڑی معلوم ہوتی حتیٰ کہ چلتے ہوئے گھسنے معلوم ہوتی تھی۔

آج بھی جو بچے مٹی میں کھیلتے اور پلتے ہیں تو مند، صحت مند، بہادر اور جریں ہوتے ہیں اس ضمن میں جدید سائنس کیا کہتی ہے۔

ڈاکٹر ہنی من کے مشاہدات

(Observations of Dr. Honey Mun)

مٹی میں دافع تعفن یعنی (AntiSeptic) اثرات ہوتے ہیں۔ اس میں نوشاور، فلورائیڈ (Flouride)، آیوڈین (Auyodin)، کیشیم (Calcium) اور فاسفورس وغیرہ جیسے صحت اور تندرستی کو برہلانے والے اجزاء ہوتے ہیں یہ وہ اجزاء ہیں جو جسم انسانی کی ضرورت ہیں اس لئے چھوٹے بچوں کو مٹی میں کھیلتے رہنا چاہئے اور اسی میں ان کے لئے صحت ہے۔

(دی ہسٹری آف ہنی من)

ریڑھ کی ہڈی کے درمیان کارڈی لیج لیٹر نماز سنت نبویؐ اور جدید سائنس

ریڑھ کی ہڈی کے درمیان ایک انتہائی اہم ترہ یعنی کارڈی لیج لیٹر ہوتی ہے
تو وہ متحرک نہ ہو تو وہ بوسیدہ اور گھلتی رہتی ہے۔ جب کہ نماز میں وہ بہت زیادہ
متحرک رہتی ہے۔

ہماری گردن کے مہوں میں درد ہوتا ہے۔ کارڈی لیج کم ہو سکتی ہے
اعصاب پر درد ہوتا ہے۔ اس کے لئے ورزش بتاتے ہیں۔ ملتے پر ہاتھ رکھ کر
مخالف جانب دباؤ ڈالیں یہ گردن میں کارڈی لیج۔ لیکن نماز کے سلام اور سجدہ میں
یہ ورزش ہو جاتی ہے۔

نماز ریڑھ کی ہڈی کے امراض میں مفید ہے:

ایک مصری سرجن نے انکشاف کیا ہے کہ وہ 40 مریضوں پر تحقیق کے
بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ریڑھ کی ہڈی کی بیماری میں جتلا افراد کے لئے نماز کی
حرکت بہت مفید ہیں۔ مصری سرجن جو ایک یونیورسٹی کے پروفیسر بھی ہیں۔ اپنے
زیر علاج آپریشن شدہ مریضوں کو اس بات کا مشورہ دیتے ہیں کہ وہ آپریشن کے
بعد ایک ہفتے تک دن میں پانچ مرتبہ نماز ضرور ادا کریں۔ الجزائر کی خبر رساں ایجنسی
نے بھی اپنی ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ ایک امریکی دانشور نے اپنی کتاب میں جو
”ریڑھ کی ہڈی کی بیماریاں“ کے نام سے چھپ چکی ہے۔ مصری سرجن کی باتوں کی
تائید کی ہے کہ ریڑھ کی ہڈی کی شکایات رکھنے والے مریضوں کو دن میں پانچ بار
نماز قائم کرنا چاہئے۔

لائٹ ورزش نماز سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Light Exercise Prayer Sunnah and Modern Science)

مینیڈیکل سائنس کہتی ہے کہ لائٹ ورزش کریں ایسی ورزش جو مسلسل ہو۔ یہ عمر میں مفید ورزش ہو۔ سال سے کم عمر آدمی سخت ورزش کر سکتا ہے۔ اس سے اوپر سخت ورزش نہ کرے۔ اور نماز سے بہتر کوئی ہلکی ورزش اور نہیں ہو سکتی۔

نماز بہترین ڈسپلین:

(Prayer, the best discipline)

اس وقت پوری دنیا میں اوب آداب، انتظام و انصرام اور ڈسپلین کھلنے کے لئے مختلف قانون، ضوابط اور کورس کرائے جا رہے ہیں۔

ماؤس کی کا تجزیہ:

(Analysis of Mouseky)

لیکن ماؤسکی کے تجربات میں یہ بات واضح ہے کہ میں نے نماز سے بڑھ کر ڈسپلین سکھانے والا کوئی عمل نہیں دیکھا۔ نماز میں ایک ہی امام کے پیچھے ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ امام کے استاداؤں پر جسم کو مختلف انداز میں جھکا دیا جاتا ہے تو اس سے بڑھ کر ڈسپلین سکھانے والے کوئی چیز شاید ہی ہو۔

(بحوالہ اسلام مستشرقین کی نظر میں)

ایک منیجر کا اعتراف

(Admission of an English Manager)

مئی وفد بریسٹن سے گلاسگو / اور ایڈنبرا کے لئے روانہ ہوا۔ بخش نیلی کے علاوہ جناب اقبال ڈھل نے مستقل ایک گاڑی وفد کے ساتھ کر دی جو ہمارے برطانیہ میں قیام کے دوران سب سے اس کے ڈرائیور موسیٰ بھائی ہمارے پاس رہی۔ موسیٰ بھائی جو سعودی ریال بنانے والی 'برطانوی فیکٹری میں کام کرتے ہیں عابد و زاہد اور متقی مسلمان اور دعوت کے کام سے ایک عرصہ سے منسلک ہیں۔ علماء و دعات کی خدمت میں پیش پیش رہتے ہیں۔ خود اپنا قصہ بتا رہے تھے کہ فیکٹری کے انگریز منیجر نے ان کی تعیناتی کے موقع پر جب ان سے کام کی تفصیلات طے کیں۔ تو آخر میں ان سے پوچھا کہ موسیٰ صاحب آپ نے نماز کے اوقات کی مجھ سے بات نہیں کی؟ تو میں نے کہا اللہ کے اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے ہم مخلوق سے پوچھنے کے محتاج نہیں ہیں تو وہ انگریز منیجر جو ہم نمازیوں کی محنت اور دیانت داری سے واقف تھا اس نے مجھے مکلف بنایا کہ اب اس فیکٹری میں جو نیا مزدور رکھاجائے وہ نمازی ہی ہو؟ نبی کریم ﷺ کا سچا فرمان ہے کہ جس شخص نے نماز کو ضائع کیا وہ دیگر ذمہ داریوں کو زیادہ ضائع کرنے والا ہو گا۔ گویا خدا کے اس فریضہ کی ادائیگی سے ہی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کا شعور پیدا ہو گا۔ یہ فلسفہ ہمارے ان ملوہ پرست مسلم بھائیوں کی سمجھ میں نہ آیا جو نماز کے اوقات میں اپنے مزدوروں اور کام کرنے والوں کو چھٹی دینا بوجھ سمجھتے ہیں۔

مسکراہٹ، ہنسی اور جدید سائنس

مسکرا کر ملنا بھی صدقہ ہے۔ بہترین مسلمان وہ ہے جس کے چہرے پر مسکراہٹ ہو۔

حضور اقدس ﷺ جب کسی سے ملتے تو آپ کے چہرہ انور پر مسکراہٹ ہوتی۔

بعض مواقع پر آپ سے ہنستا بھی ثابت ہے۔ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے سے ہنسی مذاق (شرعی حدود میں) کر لیا کرتے تھے۔
جدید سائنسی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

ہنسی بھی ایک دوا ہے :- (Laughter is also a remedy)

اپنے آپ کو خوش نصیب تصور فرمائیے ہنسی ”مذاق“ نہیں بلکہ ایک سنجیدہ فعل اور اہم دوا ہے۔ اس کی حقیقت و اہمیت کا انکشاف حل ہی میں ہوا ہے۔ اگرچہ ڈاکٹر طویل عرصے سے یہ قیاس کرتے چلے آئے ہیں کہ ہنسی جسم کے غلاوہ دماغ کی بھی اچھی دوا ہے۔

فارسٹ بوراڈ نے لکھا :- (Forest Bowrad Wrote)

1942ء میں ’فارسٹ بوراڈ نے لکھا تھا کہ ہنسی دوران خون میں مدد دیتی ہے۔ شکم کے عضلات کی مالش کرتی ہے، اشتہام کو چمکاتی اور بلند فشار خون کو پست کرتی ہے۔ رجائیت (خوش امیدی) اور خود اعتمادی کو ابھارتی اور خوف اور قنوطیت (پاس پروردی) کو پسا کر دیتی ہے۔

لیکن جب سے نارمن کزنس نے جو طویل عرصے تک ”سیٹھریڈے ریویو“ کے ایڈیٹر رہے ہیں ہنسنے اور حیاتین ج کے استعمال سے اپنے آپ کو ایک مہلک بیماری سے نجات دلائی ہے تو ہنسنے کی شفا بخشی کی طاقت سے ان کی دلچسپی اور برہم

تھی۔

اگرچہ بہت سے مواقع ایسے پیش آتے ہیں کہ آپ بے اختیار ہنس پڑتے ہیں لیکن ہر ہنسی میں یہ غلط نہیں ہوتا یہ بت ڈاکٹر ہنری لولسن نے کہی ہے۔

میری لینڈ کے ماہر نفسیات

(Psychiatrists of MarryLand)

میری لینڈ کے ماہر نفسیات ڈاکٹر لولسن کہتے ہیں کہ علاج کی غرض سے مزاج و مذاق کو دل آزار ہونے کے بجائے دل آسا اور صبح پرور ہونا چاہئے۔ طنز و تعریض کا ہنسی مذاق دوسروں کی قیمت پر اپنے آپ کو پھلانا خود بینی و خود آرائی ہے۔

”حقیقت یہ ہے کہ آپ کیوں ہنستے ہیں یہ بت اتنی ہی اہم ہے جتنی یہ بت کہ کیسے ہنستے ہیں۔“

”تمسخر اور چیز ہے اور علانی ہنسی دیگر شے ہے۔ اس کی تشریح میں ڈاکٹر لولسن کہتے ہیں کہ ہنسی مذاق کے تین درجات یا اقسام ہیں۔ طنز ان میں سے ایک ہے، یہ تخریب پر مبنی ہوتا ہے۔ دوسری قسم ہے ذومعنی لفظ کے مزاحیہ استعمال سے لطیف پیدا کرنا یا ایسے الفاظ کا استعمال جو تلفظ میں یکساں ہوں، لیکن معنی میں مختلف (ضلع جگت) اس میں مثبت خاصیت ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک تیسری قسم ہے عام مسخرگی یعنی الٹی بات کی تحسین یعنی وہ بات جو کسی مسلمہ خیال کے خلاف ہو یا ایسی بات جو بظاہر مہمل معلوم ہوتی ہو لیکن دراصل صحیح ہو یا وہ بات جو زندگی کے مہملات کی تحسین پر مبنی ہو۔ جو اس قسم کا مسخر ہو اس میں لچک اور سلائی ہوتی ہے اور وہ ایسے اقدام کی صلاحیت رکھتا ہے جس کو زندگی مسترد کرتی ہے۔ ڈاکٹر لولسن کہتے ہیں۔

”میں اس تیسری قسم کے مذاق کو پسند کرتا ہوں۔“

مسٹر رامنڈ مسٹر موڈی :- (Mr. Ramond Mody)

یہی رائے رامنڈ موڈی کی ہے جو کتاب ”ہنسی پر ہنسی“ (Laugh After Laugh) کے مصنف ہیں۔

مسٹر موڈی کہتے ہیں کہ عام مذاق کا شعور رکھنے والا شخص دنیا میں اپنے آپ اور دوسروں کو فاصلے سے دیکھتا ہے۔ ایسے شخص میں زندگی کو تمسخر کے ساتھ دیکھنے کی ایسی صلاحیت ہوتی ہے جس سے نہ اس کی اپنی محبت یا عزت مجروح ہونے کا عام انسانیت کی۔

زندگی کو بڑی اہمیت نہ دو

(Not to give so importance to life)

بیمار افراد خاص طور پر وہ لوگ جو پستی طبع کے شکار ہوتے ہیں اس حالت پر بہت زیادہ فکر مند ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر اولسن کہتے ہیں۔ ”اکثر لوگوں کو مسائل درپیش ہوتے رہتے ہیں، لیکن ایک شخص کے اور اک و احساس سے ان کی مدت طویل یا مختصر ہوتی ہے۔ ہر شخص کو منفی یا مثبت احساسات سے واسطہ پڑتا ہی رہتا ہے تو پھر مثبت پر کیوں نہ توجہ مرکوز کی جائے؟ یہ بات آپ کے انتخاب پر موقوف ہے۔

اگر آپ ہوش مند و خوش فہم ہیں تو مثبت کا انتخاب کریں گے کیوں کہ اگر منفی جذبات جیسے خوف، نفرت، اور غصہ جسم کی مرض کے خلاف قدرتی مدافعتوں کو کمزور کر سکتے ہیں تو مثبت جذبات کا اثر اس کے برعکس ہونا چاہئے۔

ٹھیک یہی بات ہے جو اب ڈاکٹروں پر منکشف ہوتی جا رہی ہے۔ اگرچہ ہنسی کی کیمیا پر عیاری (Controlled) تجربات بہت شاز و نادر کئے گئے ہیں لیکن اتنا ضرور دریافت ہوا ہے کہ یہ نظریہ کہ خوش مذاقی اچھی صحت کو پروان چڑھاتی ہے، درست ہے۔

نارمن کزنس :- (Norman Crince)

نارمن کزنس کے معالجوں نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ہنسی اس کی صحت پر واضح کلل پینٹس اثرات مرتب کر رہی ہے، ارساب یعنی رسوبت یا تھمت کے نشین ہونے کی شرح کی پینٹس کی۔ یہ پینٹس ہنسی سے ٹھیک پہلے اور ہنسی کے کئی گھنٹے بعد بھی کی گئی۔ یہ امتحانی پینٹس جسم کے التھاب کی نشان دہی کرتی ہیں جو کزنس کی بیماری کی ایک بڑی خصوصیت تھی۔ کزنس کہتا ہے ہر مرتبہ کہ از کم ارساب پانچ ڈگری کم ہو جاتا تھا۔ یہ کسی معقول حد تک نہیں ہوتی تھی رک بھی جاتی تھی، لیکن افزائش پذیر تھی۔

دوسرے ڈاکٹروں نے سائنسی طور پر ثابت کیا ہے کہ ہنسی سانس کی رفتار کو تیز کرتی اور خون میں بخارات و خانیہ (کاربن ڈائی آکسائیڈ) کی مقدار کو کم کرتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ ڈاکٹر دو اوں کے نسخے کے ساتھ یا دو اوں کے بغیر ہنسی کو تجویز کرنے لگے ہیں، کیوں کہ ہنسی صحت کو واپس لانے میں بہت موثر ہے۔ ڈاکٹر موڈی کہتے ہیں کہ بہت سی ایسی نملیاں مثالیں موجود ہیں جن میں مسخروں نے ذہنی ضعف اور مایہو لیا کے مریضوں کی حالت کو جن میں بعض نے چپ سلاہ لی تھی درست کر دیا۔ خاموش مریض بہت چیت کرنے لگے۔ انہوں نے یہ رپورٹ بھی دی ہے کہ لن کے ایک دوست طبیب نے ایسے مریض کو شغلیاب کر دیا جس کے سر میں دہاؤ کے سبب سے درد رہتا تھا۔

ڈاکٹر بریسلر :- (Dr. Bresler)

ڈاکٹر بریسلر نے کئی فورنیا یونیورسٹی میں درد شکن مرکز کے ڈائریکٹر رہ چکے ہیں وہ ہمیشہ اپنے مریضوں سے سوال کرتے ہیں کہ آپ کے خون میں طرافت

کی مقدار کتنی ہے؟

وہ کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ”خوناب ظرافت“ کی مقدار کی پیمائش کو ایسٹروں کی آب خون (سپرم) میں روایتی طب کی پیمائش کی مانند صحت کی ایک اہم مقیاس (بیانہ) ہے۔ روایتی طبیب بھی مریض میں خوش طبعی و مسرت کی مقدار پر ہمیشہ اپنی توجہ کو مرکوز کرتے ہیں۔

جو لوگ مزمن اوجلع (دردوں) میں مبتلا ہوتے ہیں وہ ایسے کام نہیں کرتے جن سے وہ پہلے لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ وہ محسوس کرتے ہیں کہ درد ان کے ان کاموں میں منع ہے۔ ڈاکٹر بریسلر کہتے ہیں کہ بات کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ ان کا درد زیادہ دن تک قائم رہتا ہے، کیوں کہ وہ خوش طبعی اور ظرافت کو خیرباد کہہ دیتے ہیں۔

زیادہ بٹیس جیسے مزمن امراض کے مریضوں کا بھی یہی حال ہوتا ہے، بشرطیکہ انہوں نے ہنسی مذاق کو اپنے علاج جزو قرار نہ دیا ہو۔ بہت سے بالغوں میں زیادہ بٹیس کے آغاز کا موثر علاج ورزش، مناسب غذا اور دباؤ پر کنٹرول ہے۔ ڈاکٹر بریسلر کہتے ہیں کہ ہنسی ایک اچھی ورزش ہے اور دباؤ کو بھی دفع کرتی ہے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ عام زکام بھی جلد تر پیچھا چھوڑ دیتا ہے اگر دوا کے ساتھ ہنسی مذاق کو بھی تجویز کر دیا جائے۔

بہت سے لوگوں کو جب زکام دبوچ لیتا ہے تو وہ بستر پکڑ کر پڑے رہتے ہیں ایسی صورت میں میرا مشورہ یہ ہوتا ہے کہ گھر جاؤ اور کوئی ایسا کام کرو جس سے تم بہت لطف اندوز ہوتے ہو۔ خواہ وہ کوئی سا مشغلہ ہو۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بیماری میں اپنے وقت کو ہنسی خوشی کے کاموں میں صرف کیا جائے تو بیماری شاید رخصت ہو جائے گی۔

یہ ایک ایسی دوا ہے جس کو آپ مزے لے کر پی سکتے ہیں، لیکن اگر آپ کھیل اور تفریح کے کاموں میں حصہ لینے کے بجائے بیماری کی بادل ناخواستہ ہی سہی پذیرائی کریں گے اور اس کا مذاق اڑانے کے بجائے اس کو اپنا مہمان بنا لیں گے تو وہ سر پر چڑھ جائے گی اور آپ کا ناک میں دم کر دے گی۔

دو ماہرین ذیابیطس کا یہی مشورہ ہے لیکن ان کا یہ نصیحت صرف ذیابیطس کے مریضوں کے لئے مخصوص نہیں بلکہ یہ ہر شخص کے لئے کارآمد ہے۔
تپ اس گر کو ہر مرض میں استعمال کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر لولسن کہتے ہیں کہ خواہ تپ کو اسل (دستوں) کی شکایت ہو، لیکن اگر تپ نے تن درست، امید پور اور خندہ پیشانی سے رہنے کا تیرہ کر یا ہے تو تپ ہر مرض سے شفا کے لئے اس سے مدد لے سکتے ہیں۔

مزید برآں ہر انسان میں جبلی طور پر طرافت کا شعور پایا جاتا ہے اور ہم سب میں پیدائشی طور پر ہنسنے کی استعداد پائی جاتی ہے۔
بعض لوگ طبعی طور پر طرافت سے بے گنہ ہوتے ہیں اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ نہایت سنگین مواقع پر بھی طرافت کا کوئی پہلو نکل لیتے ہیں۔

ڈاکٹر برمن اور ڈاکٹر ٹوکی

(Dr. Berman and Dr. Tokey)

ڈاکٹر برمن اور ڈاکٹر ٹوکی کہتے ہیں کہ منفی مزاج لوگوں سے گریز کیجئے اور مثبت ذہن کے لوگوں کی ہم نشینی اختیار کیجئے ایسے لوگوں کی جو آپ کو خوش و خرم رکھیں اور ہنساتے رہیں اور افسردہ دل افسردہ کندا بگننے را کے مصداق نہ ہوں۔
اس پر ڈاکٹر برمن اسل یہ اضافہ کرتے ہیں کہ خشک مزاج افراد دوسروں کو نچوڑ کر خلی اور کھوکھلا کرتے رہتے ہیں اور خوش باش لوگ بلند حوصلہ بھی ہوتے ہیں وہ گرے ہوئے لوگوں کو اٹھاتے اور سہارا دیتے ہیں۔ ڈاکٹر لولسن اس کو ڈھالنا (Modelling) یعنی صورت گری کہتے ہیں۔ یہ طرافت کے مثبت شعور کے نشوونمو کا تیز ترین طریقہ ہے۔ طرافت سکھانے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے اس کو آپ خوش مزاج لوگوں میں نشست برخواست ہی سے سیکھ سکتے ہیں۔ طرافت میں خود اپنی خیر خواہی مضمحل ہوتی ہے۔

طرافت کے لئے کسی خاص وقت اور خاص موقع کی تلاش کی ضرورت

نہیں۔ باشعور لوگ ہر وقت اور ہر موقع پر اس سے کلام لے سکتے ہیں اور جیسا کہ
میں پہلے کہہ چکا ہوں، ظرافت استہزا نہیں ہے اس کو دانائی اور سلیقے سے استعمال
کرنا چاہئے۔

حاصل مطالعہ :-

مذکورہ مضمون میں محقق نے ہنسی کو کسی طنز و مزاح سے بلا تر رکھا ہے
اس طرح زور زور سے ہنستا اور قہقہہ لگانا صحت کے لئے سخت مضر ہے لہذا
مسکراہٹ اور ہنسی ہی صحت کے لئے مفید ہے۔ مسکراہٹ اور ہنسی ہی صحت کے
لئے مفید ہے۔

(جے آر نرائن - مسکراہٹ اور معاشرہ)

بری عورت سے پنہ مانگو سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Seeking Protection from acquitted woman
Sunnah and Modern Science)

آپ ﷺ کی تین پسندیدہ چیزوں میں سے ایک نیک عورت ہے۔ اس لئے کہ اگر عورت نیک نہ ہو تو اس سے حضور اقدس ﷺ نے پنہ مانگی۔
”اے اللہ! میں اس عورت سے پنہ مانگتا ہوں جو مجھے برحاصل سے پہلے
بوزھا کرے اور اس اولاد سے پنہ مانگتا ہوں جو میرے لئے وہیل ہو جائے۔ اللہ
تعالیٰ بچائے۔ آمین۔“

اس لئے جب اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے تلاش کرو تو ایسی عورت
تلاش کرو جس میں دین ہو۔ صلاح ہو۔ نیکی ہو۔ اگر خدا نہ کرے نیکی نہیں ہے تو
وہ پھر عذاب بننے کا اندیشہ ہے۔ لہذا اگر کسی شخص کو صلح بیوی کی نعمت میسر آئی
ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کی قدر کرے۔ اس کی بھداری نہ کرے۔ اور اس کی
قدر یہی ہے کہ اس کے حقوق ادا کرے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرے۔
اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔
(بحوالہ اصلاح خطبات جلد نمبر 2)

اپنی بے سینٹ کا اعتراف (Confession of Anni Saint)

ہلوی عالم ﷺ نے عورتوں کی تخصیص اور تقسیم کا ایک بہترین نظام مرتب
کیا ہے۔ مجھے اس سے کمال اتفاق ہے کیونکہ عورت بد مزاج اور بد اخلاق ہو۔ ایسی
غیر پاکیزہ عورت گھر کے نظام کو کیا پلٹے گی، وہ تو اپنے مزاج کو نہیں پلٹ سکتی۔
حسن اخلاق کی علامت نہیں۔ اخلاق چہرے میں نہیں کھوار میں ہوتا ہے

اس لئے عورتوں کے انتخاب میں بہت احتیاط اور توجہ برتنی چاہئے کیونکہ میری تحقیق مسلسل اس بات کی علامت ہے عورت اخلاق و کردار کے لحاظ سے اگر درست ہے تو یہ گھر میں سکون کی علامت ورنہ ڈپریشن کا وجود۔
(حوالہ - دی لائف اینڈ ٹیچنگ آف محمد ﷺ)

بیویوں کے حقوق - سنت نبویؐ اور جدید سائنس (Rights of Wives - Sunnah and Modern Science)

○ حضرت معاویہ بن حنیفہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول! ہم لوگوں کی بیویاں کا ہم پر کیا حق ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کھاؤ تو اس کو بھی کھاؤ اور جب تم پہنو تو اس کو بھی پہناؤ اور یہ کہ چہرے پر نہ مارو اور برا بھلا مت کہو "تقیہ" کے معنی ہیں کونے دینا۔ برا بھلا کہنا اور اس سے دل آزاری کی باتیں کرنا اور اس کو مت چھوڑ مگر گھر ہی میں۔

(بحوالہ اصلاح خطبات جلد نمبر 2)

- بیوی کے شوہر پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے شوہر کے بیوی پر ہیں۔ شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے حقوق ادا کرے۔ (البقرہ 228)
- اگر شوہر کی کئی بیویاں ہوں تو اسے چاہیے کہ سب کے ساتھ یکساں سلوک کرے، اگر یکساں سلوک نہ کرنے کا اندیشہ ہو تو پھر ایک ہی بیوی پر قناعت کرے۔ (النساء 4)
- شوہر کو چاہئے کہ بیوی کے ساتھ اچھی طرح رہے، بد سلوکی نہ کرے۔ (ترمذی، منہاج المسلمین)
- شوہر کو چاہئے کہ بیوی سے بغض نہ رکھے، اگر اس کی ایک بات ناپسندیدہ ہوگی تو دوسری پسندیدہ ہوگی۔ (صحیح مسلم، منہاج المسلمین)
- شوہر کو چاہئے کہ بیوی کا مہر بخوشی ادا کرے۔ (النساء 4)

شوہر اگر بیوی کو طلاق دینا چاہے تو جو مل اس نے بیوی کو دیا ہے اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لے۔ (النساء 20)

اگر بیوی اطاعت کرے تو شوہر کو اس پر زیادتی کرنے کا بہانہ تلاش نہیں کرنا چاہئے۔ (النساء 34)

شوہر کو چاہئے کہ بیوی کی ہر قسم کی نگرانی کرے۔ (بخاری - منہاج المسلمین)

شوہر کو چاہئے کہ جب خود کھلے تو بیوی کو بھی کھلائے، جب خود پننے تو بیوی کو بھی پہنائے۔ (احمد - ابوداؤد - ابن ماجہ - منہاج المسلمین)

اگر بیوی سرکشی کرے یا ایسے آدمی کو بلا کر پھونے پر بٹھائے جس کا بٹھانا شوہر کو ناگوار ہو یا بے حیائی کی بات کرے تو شوہر کو چاہئے کہ پہلے اسے اچھی طرح نصیحت کرے، اگر وہ نہ ملنے تو اس کے ساتھ سونا ترک کر دے۔ اگر پھر بھی نہ ملنے تو اس کو سزا دے لیکن چہرہ کو ہاتھ نہ لگائے اس طرح سزا دے کہ چوٹ نہ آئے اگر اس کو چھوڑے تو گھر ہی میں اسے چھوڑ رکھے، گھر سے نہ نکالے، اسے برا بھلا نہ کہے اور نہ بے ضرورت مارے۔ (النساء 34) (احمد - ابوداؤد و الترمذی - مسلم - ترمذی - منہاج المسلمین)

بیوہ سے نکاح کرنے کے بعد کنواری سے نکاح کرے تو شوہر کو چاہئے کہ اس کے پاس سات دن رہے پھر مساویانہ تقسیم کرے، اگر کنواری سے نکاح کرنے کے بعد بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن رہے پھر مساویانہ تقسیم کرے۔ (بخاری - مسلم - منہاج المسلمین)

عورت پر اسلام کے احسانات غیر مسلم مورخین اور دانشوروں کا اعتراف حقیقت

(Admission of Non-Muslim,
Historian and Intellectuals)

عورت چونکہ تمدن انسانی کا مرکز و محور اور بلخ انسانی کی زینت ہے اس لئے اسلام نے اسے بلوقار طریقے سے وہ تمام معاشرتی حقوق عطا کئے جن کی وہ مستحق تھی۔ اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ قرار دیا، دیگر اقوام و تہذیبوں کے برعکس اسے اپنا ذاتی مال و ملکیت رکھنے کا حق دیا شوہر سے ناچاقی کی صورت میں خلع کا حق دیا۔ نکاح ثانی کرنے کی اجازت دی، وراثت میں اس کو اس کا حصہ دلایا اسے معاشرے کی قتل احترام ہستی قرار دیا اور اس کے تمام جائز قانونی، معاشی و معاشرتی حقوق کی نشاندہی کی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ !

ہم زمانہ جاہلیت میں عورتوں کو کوئی شے نہیں سمجھتے تھے (یعنی معاشرہ میں اس کی کوئی حیثیت اور اہمیت نہیں تھی) مگر جب اسلام آیا اور اللہ تعالیٰ نے عورتوں کا خصوصی تذکرہ کیا تو پھر احساس ہوا کہ ہم پر عورتوں کا بھی حق ایسا ہی ہے جیسا کہ ہمارا ان پر حق ہے۔ (بخاری کتاب اللباس)

قرآن و حدیث اور اسلامی تعلیمات سے قطع نظر ہم غیر مسلم مورخین اور دانشوروں کی آراء کو پیش کریں گے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام ہی در حقیقت حقوق نسواں کا علمبردار، حقیقی ضامن، نجات دہندہ اور محسن ہے۔

اب ان نام نہاد آزادی نسواں اور حقوق نسواں کے علمبرداروں اور مغرب پرست حلقوں اور دین اسلام کے نکتہ چینوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ خود

مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم فلسفیوں، مورخوں، مفکروں، لویوں، راہبن کیسا، غیر مسلم ارباب فکر و نظر، ڈائلمین فرنگ اور دانشوران عالم نے اعتراف حقیقت کرتے ہوئے دین اسلام کو ”علبردار حقوق نسواں“ اور نجات دہندہ قرار دیا ہے۔ معروف فرانسیسی محقق ڈاکٹر گسٹاوی بن ”اسلام کا اثر مشرقی عورتوں کی حالت پر“ کے عنوان کے تحت رقمطراز ہے:

”اسلام نے مسلمان عورتوں کی تمدنی حالت پر نہایت مفید اور گہرا اثر ڈالا انہیں ذلت کی بجائے عزت و رفعت سے سرفراز کیا اور کم و بیش ہر میدان میں ترقی سے ہمکنار کیا۔ چنانچہ قرآن کا قانون وراثت و حقوق نسواں یورپ کے قانون وراثت و حقوق نسواں کے مقابلہ میں بہت زیادہ مفید اور زیادہ وسیع اور فطرت نسواں سے زیادہ قریب ہے۔“

موصوف مزید لکھتے ہیں:

عورتوں کی حالت پر اسلام کے اثر کو دریافت کرنے کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ہم معلوم کریں کہ قبل از اسلام ان کی کیا حالت تھی؟ جو برتاؤ قبل از اسلام عورتوں کے ساتھ ہوتا تھا اس کا پتہ ہمیں قرآن کے بعض احکام و نواہی سے ملتا ہے۔ مثلاً ”ارشاد ربانی ہے:

”اور نکاح میں نہ لاؤ جن عورتوں کو نکاح میں لائے تمہارے باپ، مگر جو پہلے ہو چکا“ یہ بے حیائی ہے اور کام غضب کا اور برا چلن ہے، حرام ہوئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور بیٹیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خلاتیں اور بیٹیاں بھائی کی اور بہن کی، اور جن ماؤں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ کی بہنیں اور تمہاری عورتوں کی مائیں اور ان کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن کو کہ جتا ہے تمہاری ان عورتوں نے جن سے تم نے صحبت کی اور اگر تم نے ان سے صحبت نہیں کی تو تم پر کچھ گناہ نہیں اس نکاح میں اور عورتیں تمہارے بیٹوں کی جو تمہاری پشت سے ہیں۔ اور یہ کہ اکٹھا کرو دو بہنوں کو مگر جو پہلے ہو چکا ہے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“ (سورت النساء آیت 22، 23) ترجمہ حضرت شیخ الحد علامہ محمود الحسن قدس اللہ سرہ)

ان احکام و نواہی سے معلوم ہوا کہ جن اقوام نے ان احکام پر عمل کیا ان کا کردار کتنا بلند اور اخلاق کیسا پاکیزہ رہا ہے۔
موصوف مزید رقمطراز ہیں!

اگر ہم معلوم کرنا چاہیں کہ اسلام نے عورتوں پر کیا اثر ڈالا تو ہمیں تمدن اسلامی کے زمانہ میں ان کی حالت کو دیکھنا چاہئے، اقوال مورخین سے جن کو ہم اب نقل کریں گے معلوم ہو گا کہ تمدن اسلام میں عورتوں کو بالکل وہی مرتبہ دیا گیا تھا جو انہیں بہت مدتوں بعد یورپ میں حاصل ہونے والا تھا۔ یعنی بعد اس کے کہ اندلس کے عربوں کا سپاہیانہ برتاؤ یورپ میں جاری ہوا ہم دیکھ چکے ہیں کہ اہل یورپ میں سپاہیانہ اخلاق جس کا ایک بڑا جزو عورتوں کا برتاؤ تھا عربوں سے آیا اور وہ مذہب عیسائی نہ تھا جیسا کہ عموماً سمجھا جاتا تھا بلکہ اسلام تھا جس نے عورتوں کو اس وقت کی گری ہوئی حالت سے ترقی دی دیکھئے۔ (تمدن عرب صفحہ 273'274'275)

اس بحث کے بعد کہ اسلام نے عورتوں کو علوم و ادب میں نہایت بلند مرتبہ پر فائز کیا رقمطراز ہیں!

پس ہم نے ثابت کر دیا کہ ہمارا قول بالکل صحیح ہے کہ اسلام نے عورتوں کے درجہ کو گھٹانے کے بجائے بڑھایا ہے، یہ رائے ہم نے ہی پہلے ظاہر نہیں کی ہے بلکہ ہم سے پہلے ”موسیو کو سان دی پر سواں“ کا بھی یہی قول تھا اور علی ہی میں ”موسیو بار تھا لیمی سینٹ ہیلر“ نے بھی یہی رائے ظاہر کی ہے۔ اسلام نے عورتوں کی حالت کی بہت اصلاح کی ہے اور یہی مذہب ہے جس نے ایسا کیا بہت آسانی سے ثابت ہو سکتا ہے کہ کل مذاہب اور اقوام میں جو عربوں سے پہلے تھیں عورتوں کی حالت بہت ہی ابتر تھی۔

ڈاکٹر گستاوی بن اپنے اس قول کی تائید کے لئے بر سیل اختصار لکھتے ہیں!
یونانی عموماً عورتوں کو ایک کم درجہ کی مخلوق سمجھتے تھے جن کا مصروف صرف خانہ داری اور ترقی نسل تھا اگر کسی عورت کا بچہ خلاف فطرت پیدا ہوتا تو اس عورت کو مار ڈالتے تھے۔

موصوف مزید رقمطراز ہیں!

زمانہ قدم کے کل مقتنوں نے عورتوں کے ساتھ ایسی ہی سختی کی ہے۔ ہندوؤں کا قانون کہتا ہے! تقدیر، طوفان، موت، جہنم، زہر، زہریلے سانپ، ان میں کوئی اس قدر خراب نہیں ہے جتنی عورت۔ کتب مقدس بھی اس سے کچھ کم سخت نہیں اس میں بھی لکھا ہے کہ عورت موت سے زیادہ تلخ ہے، عمد نامہ قدم کے باب ”واعظ“ میں لکھا ہے جو کوئی خدا کا پیارا ہے وہ اپنے کو عورت سے بچلے گا ہزار آدمیوں میں میں نے ایک خدا کا پیارا دیکھا ہے لیکن تمام عالم کی عورتوں میں ایک عورت بھی ایسی نہیں پائی کہ جو خدا کی پیاری ہوتی۔ (تہذیب عرب 376)

ممتاز یورپی مصنف پروفیسر ”ڈی۔ ایس۔ مارگولیوتھ Margoliouth D.S. جو اسلام اور پیغمبر اسلام کے ساتھ دشمنی، بہتان تراشی، اعتراضات اور الزامات کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا اس نے پیغمبر اسلام کی سیرت طیبہ میں جو کتاب (Life of Mohammad PBUH) کے نام سے تصنیف کی اس میں من گھڑت اعتراضات کا ایک طوفان پا ہے۔ با این ہمہ نیش زنی ایک موقع پر حقیقت کا اعتراف اس طرح کیا ہے۔

دور جاہلیت کے عرب تو ایک طرف رہے، عیسائیت اور ہندومت میں بھی یہ تصور تک نہ کیا جاسکتا تھا کہ عورت بھی صاحب حیثیت اور صاحب جائد لو ہو سکتی ہے۔ یہ مذاہب عورت کو اس کی اجازت ہی نہیں دیتے تھے کہ وہ مرد کی طرح معاشی اعتبار سے خوشحال ہو سکے۔ عورت کی حقیقی حیثیت ان مذاہب اور ثقافتوں اور معاشروں میں ایک باندی کی سی تھی، جو مرد کے رحم و کرم پر اپنی زندگی بسر کرتی تھی۔ محمدؐ نے عورت کو آزادی عطا کی، خود مختاری دی، اور اسے خود اعتمادی سے جینے کا حق دیا۔

ممتاز اسکالر مانسیور یفل کا بیان (Statement of eminent Schlor Mansuriffle)

اگر ہم پیغمبر اسلام کے زمانے کی طرف رجوع کریں تو معلوم ہو گا کہ عورتوں کے لئے جو مفید احکام پیغمبر اسلام نے صادر کئے ہیں کسی نے نہیں کئے۔ عورتوں پر آپ کے بہت احسانت ہیں۔ قرآن میں عورتوں کے حقوق کے متعلق بہت سی مہتمم بالشان آیات ہیں۔ بعض آیتوں میں یہ بیان ہے کہ عورتوں سے کس قسم کے تمتعت ناجائز ہیں۔ بعض میں یہ تفصیل ہے کہ کس حشمت و وقار کے ساتھ ان سے معاملہ کرنا چاہئے۔ (مقالات شبلی جلد اول 164)

اسلام حقوق نسواں کا مثالی علمبردار (Islam an Ideal Standard bearer for rights of Woman)

ای ڈر منگھم لکھتا ہے!

اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ محمدؐ کی تعلیمات نے عربوں کی زندگی بدل دی تھی۔ اس سے پہلے طبقہ نسواں کو کبھی وہ احترام حاصل نہیں ہو سکا تھا جو محمدؐ کی تعلیمات سے انہیں حاصل ہوا، جسم فروشی، عارضی شادیاں اور آزادانہ محبت ممنوع قرار دے دی گئیں، لونڈیاں اور کنیزیں جنہیں اس سے قبل محض اپنے آقاؤں کی دل بستگی کا سامن سمجھا جاتا تھا وہ حقوق و مراعات سے نوازی گئیں۔ دیکھئے

(The life of Mohammad 1930)

ای بلائیڈن کا بیان ہے!

سچا اور اصلی اسلام جو محمدؐ لے کر آئے اس نے طبقہ نسواں کو وہ حقوق عطا کئے جو اس سے پہلے اس طبقہ کو انسانی تاریخ میں نصیب نہیں ہوئے تھے۔
دیکھئے

(Christianity Islam and the Negro race, 1969)

ڈبلیو ڈبلیو کیش لکھتا ہے!

اسلام نے عورتوں کو پہلی بار انسانی حقوق دئے اور انہیں طلاق کا حق دیا،
ماخذ ہو۔

(The expansion of Islam, 1928)

ڈبلیو لائٹر قمبراز ہے!

عورت کو جو نکریم اور عزت محمدؐ نے دی وہ مغربی معاشرے اور دوسرے
مذہب اسے کبھی نہ دے سکے تھے دیکھئے

(Mohammadanism in religious systems of the world)

پروفیسر راما کرشنا راؤ نے چند سہل قبل محسن انسانیت ﷺ کی میرت
طیبہ پر ایک کتاب تصنیف کی۔ اسلام اور جدید تہذیب کا مطالعہ کرنے کے بعد
پروفیسر موصوف اپنی کتاب ”اسلام کے پیغمبر محمدؐ (the Prophet of Islam)
(Mühmmad) میں لکھتے ہیں!

اسلام کی یہ جمہوری روح ہے جس نے عورت کو مردوں کی غلامی سے
نجات دلائی۔

اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ انسان موروثی طور پر گناہوں سے پاک ہوتا ہے
مرد اور عورت ایک ہی خیر سے پیدا ہوئے ہیں لن میں ایک ہی روح ہے، لن میں
ذہنی، روحانی اور اخلاقی صلاحیتیں مساوی ہوتی ہیں۔
موصوف مزید لکھتے ہیں!

عربوں کی ایک مضبوط روایت تھی کہ وہ وارث ہو سکتا ہے جو برچھے سے
کھیل سکے اور تلوار استعمال کر سکے۔ لیکن اسلام کمزور جنس کا دفاع کرتا ہے اور
عورت کو ماں باپ کے ورثہ میں سے حصہ دیتا ہے، اسلام نے صدیوں قبل ہی
عورت کو جائداد رکھنے کا حق دیا، لیکن 13 صدیاں گزرنے کے بعد 1881ء میں
انگلستان نے جو جمہوریت کا بانی سمجھا جاتا ہے اسلام کے اس اصول کو اپنایا اور ایک
قانون بنایا جسے ”شادی شدہ عورت کا قانون“ کا نام دیا گیا ہے۔

لیکن صدیوں قبل پیغمبر اسلام نے اعلان کیا تھا کہ خواتین مردوں کی جڑواں نصف حصہ ہیں، خواتین کے حقوق مقدس ہیں اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ عورتیں اپنے تسلیم شدہ حقوق سے محروم نہ رہنے پائیں۔ دیکھئے (اسلام کے پیغمبر محمدؐ - مولفہ پروفیسر کرشنا راؤ)

سزا اپنی سینٹ اسلام میں عورت کی حیثیت، مقام اور حقوق پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں!

یاد رکھئے اسلام کا قانون موجودہ زمانہ تک جب کہ اس کے اجزاء پر انگلینڈ میں بھی عملدرآمد شروع ہو گیا ہے سب سے زیادہ منصفانہ قانون ہے۔ اس قانون میں جہاں تک جائداد کا تعلق ہے یا طلاق کے معاملات طے کرنا ہے یہ مغربی قوانین سے بہت سبقت لے جا چکا ہے۔ اسلامی قانون کے تحت عورتوں کے عام حقوق کو وسیع تر کر دیا گیا ہے بہ نسبت ان قوانین کے جنہیں آج ہم قانون خیال کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (The life and teaching of Mohmmad)

مشہور غیر مسلم سیرت نگار آر۔ وی۔ سی۔ ہاڈلے اسلام میں عورت اور جدید تہذیب اور مذاہب میں اس کی حیثیت اور مقام کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے! اس طرح ان قوانین نے عرب میں عورت کی وقعت و عزت اس وقت کے مغربی ممالک کے مقابلہ میں زیادہ بلند کر دی۔ درحقیقت آج بھی ایک مسلمان مرد کو اپنی بیوی کی جائداد پر اتنے حقوق نہیں ہیں جتنے اکثر یورپین ممالک میں شوہر کو ہیں۔ اسلام نے آج سے تیرہ سو برس پہلے عورت کو اپنی ملکیت کے حقوق میں شوہر سے قطعی آزاد اور خود مختار بنا دیا تھا۔

ہاڈلے مزید لکھتا ہے!

جب کوئی شخص ان احکام کو اور اسی قبیل کے بہت سے احکام کو پڑھتا ہے جو حضرت محمدؐ نے اپنی زندگی میں وضع کئے تو اس ضمن میں آپ کو بدنام کرنے والوں کی بے انصافیوں پر حیران رہ جاتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ عورت کے متعلق اسلام کی تعلیمات کی دل کھول کر بدگوئی کر کے اور مسلمان عورت کو

دنیا کی دوسری عورتوں کی نظروں میں ذلیل اور بے عزت کر کے خوش ہوتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

(The Messenger ص 356)

دختر کشی کا خاتمہ اور عورت کے حقوق کی ضمانت (End of killing daughters and security of woman rights)

مشہور ہندو اویب اور سیرنگار سوامی لکشمین پر شلو "عرب کا چاند" میں اسلام سے قبل عورت کی معاشی حالت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے: انسان کی حیثیت کی صفت اپنے اصلی رنگ میں نمایاں ہو گئی تھی، عورتوں کے ساتھ غلاموں جیسا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ پانچ پانچ سات سات سال کی نو عمر بچوں کو کھلا پلا کر اور خوبصورت کپڑے پہنا کر باہر لے جا کر کسی گڑھے میں دھکیل کر پیوند زمین کروانا ان کے ظلم و ستم کا لونی سا کرشمہ تھا۔ (عرب کا چاند ص 36 و 37)

آئرینامیڈکس رقمطراز ہے!

محمد ﷺ نے تین چیزوں کو اپنی پسندیدہ قرار دیا، نماز، روزہ، خوشبو اور عورت۔ عورت آپ کے لئے قتل احرام تھی، اس معاشرہ میں جہاں مرد اپنی بیٹیوں کو پیدائش کے وقت زندہ دفن کر دیتے تھے محمد نے وہاں عورت کو جینے کا حق دیا۔ دیکھئے۔

(Women in Islam 1930)

ریونڈ جی ایم رائڈیل انتہائی متعصب عیسائی ہے

مگر اس حقیقت کے اعتراف سے باز نہیں رہ سکا کہ!

قرآنی تعلیم سے سیدھے سادے خانہ بدوش ایسے بدل گئے کہ جیسے کسی

نے ان پر سحر کر دیا ہو۔ بت پرستی کو مٹا دینا، جنوں اور دوسرے ملوی شرک کی جگہ اللہ کی عبادت کو قائم کرنا، اولاد کشی کو ختم کرنا، توہمت کو دور کرنا، بیویوں کی تعداد کو گھٹا کر ایک حد مقرر کرنا وغیرہ وہ چیزیں ہیں جو عربوں کے لئے بلاشبہ برکت اور نزول حق تھیں، گو عیسائی ذوق اسے تسلیم نہ کرے۔ (فاران ستمبر 1976ء)

حقوق نسواں کے سلسلہ میں اسلام کا شاندار کارنامہ

(Great work of Islam is case of woman right)

”دی ریپبلین، ہسٹری آف دا ورلڈ“ کا مصنف جے ایم رابرٹس لکھتا ہے! اسلام کی آمد بہت سے پہلوؤں سے انقلابی تھی مثل کے طور پر اس نے عورتوں کو جائداد پر قانونی حق دیا جو یورپ کے اکثر ملکوں کی عورتوں کو انیسویں صدی عیسوی تک بھی حاصل نہ ہو سکا تھا، حتیٰ کہ غلام بھی حق رکھتے تھے۔ اور اہل ایمان کی جماعت کے اندر نہ ذات پات تھی اور نہ پیدائشی درجات، اس انقلاب کی جڑیں ایک ایسے مذہب میں جمی ہوئی تھیں جو کہ یہودیوں کی مانند صرف دوسری زندگی سے تعلق نہیں رکھتا تھا بلکہ سب کچھ اپنے اندر سمیٹا ہوا تھا۔ دیکھئے

(The religion history of the world newyork 1984, p 334)

میرے کرابائٹس نے جو (مصر کی مخلوط ٹریبونل کا سابق امریکی جج تھا) اپنے ایک مقالہ میں جس کا عنوان ہے ”محمدؐ نے عورت کے لئے کیا کیا؟“

یہ اعتراف کیا ہے کہ حقوق نسواں کے سلسلہ میں محمدؐ کا شاندار کارنامہ وہ حق ملکیت ہے جو انہوں نے اپنی امت کی عورتوں کو عطا کیا، قانونی درجہ عورت کا بالکل وہی ہے جو اس کے شوہر کا ہے۔

جہاں تک ایک مسلمان بیوی کے حق ملکیت کا تعلق ہے اس کو وہی آزادی حاصل ہے جو کسی پرندے کو پرواز کی حاصل ہوتی ہے اسلامی قانون اس کی اجازت دیتا ہے کہ عورت اپنے شوہر کی رائے کے بغیر اپنے مال و متاع کو دست

کے مطابق جس طرح چاہے صرف کرے۔

(بحوالہ نقوش رسول نمبر جلد سوم ص 115)

دہلی ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر راجندر بھرنے نئی دہلی کی ایک تقریب میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تاریخی طور پر اسلام عورتوں کو جائیداد کے حقوق دینے میں بہت زیادہ فراخ دل اور ترقی پسند رہا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ 1956ء میں ہندو کوڈ بل بننے سے قبل ہندو عورتوں کا جائیداد میں کوئی حصہ نہ تھا۔ حالانکہ اسلام مسلم عورتوں کو یہ حقوق چودہ سو سال پہلے دے چکا تھا۔ بحوالہ

(The statesman, Delhi, April 26, 1986)

ایچ سٹپ رقمطراز ہے!

صدیوں پر محیط ایک طویل عرصہ ہے جس میں مغرب کی عورت کو اپنے باپ دادا کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہ مل سکتا تھا وہ اس کی قانونی حقدار نہیں سمجھی جاتی تھی اور اب بھی یورپ کے بہت سے ممالک ہیں جہاں بیٹی کو قانونی طور پر مرنے والے باپ کے ورثہ سے حصہ نہیں ملتا ہے، اگر باپ وصیت میں اس کے لئے کچھ چھوڑ جائے تو وہ وارثوں میں شامل ہو سکتی ہے۔ محمدؐ نے عورت کو قانونی سطح پر یہ مرتبہ بخشا کہ وہ اپنے والد کی جائیداد میں حصہ دار ہے۔

ایس اسکاٹ لکھتا ہے!

محمدؐ ہی واحد قانون عطا کرنے والے ہیں جنہوں نے دنیا میں پہلی بار طبقہ نسواں کے لئے قوانین وضع کئے اور ان کے حقوق کا تحفظ فراہم کیا۔ عورت کو اس سے پہلے مردوں کے پدری سلج نے بے آسرا اور بے سہارا بنا دیا تھا معاشی اعتبار سے اس معاشرے میں اس کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ محمدؐ نے ایسے قوانین بنائے اور نافذ کئے کہ تعدلو ازدواج کو محدود کر دیا اور عورت کو وراثت کا حقدار قرار دیا۔ بحوالہ

(ارو ڈائجسٹ رحمت للعالمین جلد نمبر دوم ص 1)

مسٹر پیٹر کریپٹس کا بیان ہے!

محمدؐ نے عورتوں کے حقوق کی ایسی حفاظت کی کہ اس سے پہلے کسی نے نہ

کی تھی اس کی قانونی ہستی قائم ہوئی جس کی بدولت وہ مال کی وراثت میں حصہ کی حقدار ہوئی۔ وہ خود اقرار نامے کے قابل ہے۔ اور برقعہ پوش مسلمان خاتون کو ہر ایک شعبہ زندگی میں وہ حقوق حاصل ہیں جو آج بیسویں صدی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ آزاد عیسائی عورت کو بھی حاصل نہیں۔

(فاران سیرت نمبر جنوری)

جان بیگٹ (جنرل گلپ پاشا) ایک طویل مدت تک عرب ممالک میں قیام پذیر رہے اس کے بعد انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ پر ایک کتاب (The life and times of Mohammad) تصنیف کی، وہ اس میں لکھتے ہیں!

مالی طور پر حضورؐ نے عورتوں کی مدد اس طرح کی کہ وہ میراث کے ایک مقرر کردہ حصہ کی مالک ٹھہرائی گئیں۔ اپنے ماں باپ کی جائداد کے وارثوں میں عورت کو شامل کیا گیا، اسلام سے قبل صرف بیٹے ماں باپ کی جائداد کے وارث ہوتے تھے۔

حضور ﷺ نے نومولود لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کی رسم کو بالکل ختم کر دیا، بیٹوں کو باپ کی بیویوں سے شادی کرنے سے منع فرمایا۔

نکاح اور طلاق کے قوانین

(Laws of Nikah and Divorce)

مشہور یورپی دانشور ہملٹن لکھتا ہے!

اسلام کے احکام عورتوں کے بارے میں نہایت واضح ہیں انہوں نے عورتوں کو ہر اس چیز سے بچانے کی کوشش کی ہے جو ان کو تکلیف پہنچائے اور ان کی شہرت پر وجہ لگائے۔

موصوف مزید لکھتے ہیں!

اسلام میں پردہ کا دائرہ اتنا تنگ نہیں ہے جتنا بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ وہ

عین حیا و غیرت اور وقار کے تقاضے کے مطابق ہے۔ دیکھئے

(اسلام اور عربی تمدن ص 98)

اسلامی معاشرہ میں عورت پر پابندی کی نوعیت

(Nature of restriction on
woman in Islamic Society)

سر جان بیگٹ اسلامی معاشرہ میں عورتوں پر پابندی پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے!

عورتوں پر آپ نے جو پابندیاں عائد کی ہیں وہ محض اخلاقی نوعیت کی ہیں ان میں حقارت، سختی، یا بے رحمی کا کوئی پہلو نہیں لگتا اس کے برخلاف آپ نے ہمیشہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور ان کے نقطہ نظر کو سمجھنے کی وکالت کی ہے۔

(محمد رسول اللہ ص 331، 332)

ایک اور موقع پر جان بیگٹ لکھتے ہیں!

واقعہ یہ ہے کہ حضور نے عورتوں پر جو پابندیاں عائد فرمائی ہیں ان کی نوعیت سخت نہیں ہے بلکہ ان پابندیوں میں عورتوں کے لئے آسائیاں فراہم کی گئی ہیں۔

(محمد رسول اللہ ص 415)

وہ مزید لکھتے ہیں!

مختصر یہ کہ اسلام نے زندگی کی تشکیل میں مردوں اور عورتوں کے درمیان نظریاتی حد فاصل کھینچی ہے زندگی کے مختلف شعبوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلام نے ان دونوں کے درمیان فرق محسوس کیا۔ یہ صحیح ہے کہ عورتیں اپنی جسمانی، طبعی کمزوریوں کے باعث ہمیشہ مردوں کا آلہ کار بنتی رہیں۔ مرد نے عورت کا استحصال خوب کیا ہے۔ مغربی دنیا نے مسلم معاشرت میں عورت کے مقام کو سمجھنے

میں غلطی کی ہے اور اس کے مقام کو توڑ مروڑ کے پیش کیا جاتا ہے۔ دیکھئے
(محمد رسول اللہ ترجمہ The life and times of Mohammad ص 416)

اسلامی معاشرہ میں عورتوں پر پابندی کے مفید اثرات (Beneficial effects of restriction on woman in Islamic Society)

ہیلن جو ایک امریکی صحافی خاتون ہے امریکہ کے بیشتر اخبارات اور رسائل و جرائد میں اس کے مضامین مقالات شائع ہوتے رہتے ہیں یہ امریکی صحافی خاتون عرب ممالک میں گئی وہ اسلامی معاشرہ میں عورت کے حجاب اور اس کے پاکیزہ مقام سے بے حد متاثر ہوئی۔ اس نے وہاں کے عوام کے سامنے اس وقت اپنے جو تاثرات پیش کئے وہ حسب ذیل ہیں!

عرب عوام کی سوسائٹی ایک صحتمند سوسائٹی ہے اس کے معاشرتی اور سماجی اصول اتنے مناسب اور معقول ہیں کہ اسے ہر نوجوان لڑکے اور لڑکی کو قبول کر لینا چاہئے۔ یہ بات امریکہ اور دیگر یورپین سوسائٹیوں میں مفقود ہے وہاں مرد و زن کے میل جول کی آزادانہ عام اجازت ہے، عورت پر کوئی پابندی نہیں اسی بنا پر والدین کا احترام ختم ہو گیا ہے اس کا نتیجہ ہے کہ تمام اخلاقی قدریں ناپید ہو گئی ہیں۔ ہر قسم کی بے حیائی عام ہے۔ مہذب تمدن کی آڑ میں معاشرہ ایک زبردست بیجان اور انتشار کا شکار ہے۔

اے عرب مسلمان قوم!

تمہارے یہاں عورت پر ایک حد تک پابندی ہے احترام والدین ضروری ہے اور معاشرتی قوانین اتنی بہترین بنیادوں پر وضع کئے گئے ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اخلاقی قدریں نشوونما پائیں گی، صلح معاشرہ وجود میں آئے گا، ہر صنف کو اس کا لازمی حق اور صحیح احترام ملے گا۔

اس لئے میں تمہیں یہ نصیحت کرتی ہوں کہ اپنے مذہبی و معاشرتی قوانین

کو گلے لگائے رکھو، اسی پر عمل کرو، پردہ کو نہ صرف باقی رکھو بلکہ اس کو لور رواج دو، عورت کی بے جا آزادی پر پابندی برقرار رکھو۔ مرد و زن کا بے جا اختلاط جو امریکہ اور یورپ سے چلا ہے اپنے معاشرہ کو اس سے پاک رکھو، یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر اسے چھوڑ کر یورپ کی اندھی تقلید میں اسلامی معاشرتی قوانین ختم کر دے اور عورت کو من مانی کی آزادی دو گے تو اخلاقی لور روحانی قدریں پامال ہو جائیں گی اور تمہارا معاشرہ بھی اسی طرح انحفاظ و انتشار سے دوچار ہو گا جیسا کہ مغربی دنیا کا حال ہے۔ (عورت، ماں، بہن بیوی، بیٹی / انٹار زیدی مجلس نشریات اسلام کراچی)

توہم پرست خواتین کے بچوں میں جدوجہد کا حوصلہ نہیں رہتا

اسلام نے توہم پرستی سے منع فرمایا ہے۔ خواتین کی اکثریت توہم پرستی کا شکار ہوتی ہے مسائل حل کروانے کے لئے منتوں مرلوں کا سہارا لیتی ہیں۔ ”سلو“ کی رپورٹ

خواتین کی توہم پرستی ان کے بچوں پر منفی اثرات مرتب کرتی ہے بڑے ہو کر ان کی شخصیت نفسیاتی اور بعض اوقات جسمانی لحاظ سے بھی مسائل کا شکار ہو جاتی ہے۔ یہ بت سوشل اینڈ آرگنائزیشن ”سلو“ کی ایک سروے رپورٹ میں سامنے آئی ہے تنظیم کی خواتین ونگ کی صدر غزالہ سجاد کے مطابق اس سروے میں ”سلو“ نے سینکڑوں خواتین سے رابطہ کیا جن میں پانچ خواتین ڈاکٹرز اور اٹھارہ پوسٹ گریجویٹ تھیں جبکہ باقی تمام خواتین کی کم از کم تعلیم میٹرک تھی سروے کے مطابق 98 فیصد خواتین توہم پرستی کا شکار ہوتی ہیں۔ خواتین کی اکثریت نے اس وہم کا اظہار کیا کہ جمعرات کو کوئی کلام شروع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اس طرح کلام ختم ہونے میں نہیں آتا چارپائی الٹی نہیں رکھنی چاہئے جس وقت چھینک آری ہو تو سمجھ لیں کوئی یاد کر رہا ہے۔ ایک مشہور لیڈی ڈاکٹر نے کہا کہ اگر کسی

گھر میں بلیاں روئیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس گھر کا کوئی فرد فوت ہونے والا ہے انہوں نے بتایا کہ ان کی ماں کے فوت ہونے سے پندرہ روز پہلے سے لے کر آخری روز تک بلیاں گھر کی منڈیر پر روتی تھیں۔ ایک سرکاری دفتر میں اٹھارہ گریڈ کی ایک خاتون نے بتایا کہ کسی کام پر جاتے ہوئے گھر واپس نہیں آنا چاہئے کیونکہ اس طرح جس کام کے لئے جارہے ہوتے ہیں وہ کام نہیں ہوتا۔ متعدد خواتین پیروں فقیروں کے چکر میں پڑی ہوتی ہیں یا یہ خواتین ان پیروں کی معتقد ہیں جن کے معتقد ان کے گھروں کے مرد ہیں۔ یہ خواتین تمام مسائل کا حل نکالنے کے لئے مختلف منتوں مراووں کا سہارا لیتی ہیں۔ ان خواتین کی توہم پرستی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کی اولاد بھی مختلف توہمت کا شکار ہو جاتی ہے اور وہ غیر مرئی قوتوں کی مدد کے محتاج سے بن جاتے ہیں۔ سروے سے یہ دلچسپ حقیقت سامنے آئی ہے کہ ایسی خواتین کے بچے بھی اپنی ہر ناکامی کو کسی نہ کسی توہم سے تعبیر کر دیتے ہیں اور یوں وہ اپنی غلطیوں سے سبق سیکھنے کی بجائے اپنے آپ کو غیر مرئی قوتوں کے چنگل میں بے بس سمجھتے ہیں۔ ایسے بچوں میں جدوجہد کی قوت خاصی حد تک کمزور ہو جاتی ہے۔ غزالہ سجاد نے کہا کہ اگر خواتین یہ چاہتی ہیں کہ ان کے بچے معاشرے میں مردانہ وار جدوجہد کریں تو وہ اپنے آپ کو ہر قسم کے توہمت سے آزاد کروائیں۔

خاتمہ بحث

(End of discussion)

اسلام عورت کو تمام تر معاشی، معاشرتی اور دیگر انسانی حقوق عطا کرتا ہے۔ اسلام نے عورت کو پست سے بلند و بالا کیا اور اس کے تمام جائز حقوق کی یقینی اور محکم ضمانت فراہم کی، قرآن کریم میں تلقین کی گئی کہ عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے گزر کرو۔ محسن انسانیت ﷺ نے عورت کو کائنات کی بہترین متاع قرار دیا اور عورت کی دنیا پر چھائے ہوئے مہیب بادل کا خاتمہ کر کے عورت کی

شام غم کو صبح عید سے بدل دیا۔ آپ نے مردوں کو عورتوں سے مہر و محبت اور موانست و مودت کا درس دیا، مرد و زن کے لئے حصول تعلیم کو لازمی عمل قرار دے کر عورت کو جہالت کے قعرِ زلت سے نکل کر علم و دانش کے نور سے روشنی فراہم کی۔

اسلام کی ارفع و اعلیٰ تعلیمات سے قعرِ زلت میں گری ہوئی مظلوم و مغمور عورت بامِ رفعت کی بلندیوں پر سرفراز ہوئی، عورت کے قدموں تلے جنت اور اولاد کے لئے اس کی اطاعت کو وصیت خداوندی کا درجہ ملا، اسلام کا سورج عورت کے لئے حیاتِ جلوہ دانی کی نوید لے کر طلوع ہوا۔

سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ نے واضح اور دونوک الفاظ میں نوعِ بشریت پر واضح کر دیا کہ عورت کو مرد پر ایسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے کہ مرد کو عورت پر حاصل ہیں، ان تمام تعلیمات و ارشادات کے بلوجود اگر اسلامی معاشرہ کا کوئی فرد، افراد، قوم، قبیلہ، یا خاندان عورت کو اس کے جائز حقوق سے روکتا ہے، اسلامی تعلیمات اور شریعت مقدسہ کی دی ہوئی آزادی کو سلب کرتا ہے اس کے حقوق غصب کرتا ہے عورت کا استحصال کرتا ہے اسے اس کے جائز حقوق سے محروم کرتا ہے تو یہ اس ایک فرد، افراد، قبیلہ یا خاندان کا اپنا خود ساختہ ذاتی و انفرادی عمل ہے۔ ان کے اعمال بد کے لئے اسلامی تعلیمات کو ہدف تنقید بنانا صرف درست ہی نہیں بلکہ صریح بددیانتی اور حقائق کی تکذیب ہے۔

آج اگر خود ساختہ رسومات، خاندانی و علاقائی غیر شرعی و غیر اسلامی رسومات کو اسلامی تعلیمات کا نام دیا جاتا ہے تو جہ صریح اسلامی تعلیمات کی مخالفت اور تلبیس ہے۔

(تجلیاتِ سیرت)

گھر کا جھاڑو اور صفائی - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Sweep in the home and cleanliness
- Sunnah and Modern Science)

- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں سے خود جھاڑو دیا کرتی تھیں۔ جس کی وجہ سے کپڑے میلے رہتے تھے۔
- اسلامی تعلیمات اس بات کا درس دیتی ہیں کہ عورت اپنے گھر کے کام کلج و صفائی کو خود انجام دے اور آپؐ نے ایسی عورت کو پسند بھی فرمایا ہے۔
- جو عورت اپنے خلوند کے گھر میں جھاڑو دیتی ہے ایسا ہے گویا کہ وہ خانہ کعبہ میں جھاڑو دے رہی ہے۔ (امیس الوا غنظین)
- جدید سائنس گھر کے جھاڑو کے بارے میں کیا کہتی ہے آئے زیر نظر مضمون میں ملاحظہ فرمائیں۔

کندھوں، بازوؤں اور ہاتھوں کے درد کے لئے فرش تھراپی کیجئے:

(Do floor therapy to kill the pain
in shoulders, Arms and Hands)

یہ علاج دیگر تھراپیز اور ادویہ سے بہتر ہے۔ 90 فیصد مریض 15 دن

میں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔

اگر آپ ہاتھوں، بازوؤں اور کندھوں کے درد میں مبتلا ہیں تو سب دوائیں چھوڑ کر اپنے گھر کے فرش کی رگڑ رگڑ کر صفائی کریں۔ آپ کا درد حیرت انگیز طور پر دنوں میں رفع ہو جائے گا۔ یہ علاج ادویہ اور دیگر جسمانی ورزشوں اور مشقتوں سے زیادہ مفید ہے۔ بل یونیورسٹی کے ایسوسی ایٹ کلینیکل پروفیسر ڈاکٹر ایچ کرک واسٹن کے مطابق یہ علاج وہ گزشتہ 15 برس سے کر رہے ہیں جس میں 15 دن تک فرش کی رگڑ رگڑ کی صفائی کرنے والے 90 فیصد مریض صحت یاب ہوئے۔ (ہیومن اینڈ سائنس)

موت کے سائنسی انکشافات سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Scientific Exposition of death -
Sunnah and Modern Science)

موت ایک اہل حقیقت ہے۔ دنیا میں جتنے انسان جتے ہیں ان کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔ ان میں کچھ ایسے ملیں گے جو کہ اللہ کو اس کے رسولؐ کو نہیں مانتے ہوئے۔ بعض ایسے ملیں جو کہ آخرت کی زندگی کو تسلیم نہیں کریں گے لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ وہ مرے گا نہیں۔ اس حقیقت کو کڑوی گولی کی طرح برداشت کرنا پڑتا ہے۔

اسلام نے موت کے بارے میں بہت کچھ تعلیمات سے انسانیت کو منور کیا ہے اور موت کی حالتوں کا تذکرہ بھی کیا ہے اور اس کی تکلیف کے بارے میں بھی بتایا ہے۔

اسلامی تعلیمات کا بنیادی درس یہی ہے کہ مسلمان اپنی موت اور آخرت کو سامنے رکھ کر اپنی زندگی کے تمام شعبوں کے اعمال کو ادا کریں۔ اور بار بار موت کا تذکرہ آپس میں کثرت سے کرتے رہیں۔

عالم نزع میں کیا ہوتا ہے، اس کے بعد کیا ہوگا۔ آخرت میں کیا ہوگا۔ اس کے بارے میں بتلایا ہے۔ جدید سائنس اس کے بارے میں کیا کہتی ہے آئیے زیر نظر مضمون میں ملاحظہ فرمائیں۔

مرتے وقت کیا محسوس ہوتا ہے؟

(What are the feelings at the time of death)

موت ایک اہل حقیقت ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا لیکن ہر شخص کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موت کیا ہے؟ روح کیا ہے؟ مرتے وقت انسان پر کیا گزرتی ہے؟ اور مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے؟ اس وقت ترقی یافتہ

ممالک کے سائنسدان ماہر ڈاکٹر اور دیگر ریسرچ کرنے والے موت پر تحقیقات کر رہے ہیں انہوں نے ہزاروں قریب المرگ لوگوں کے واقعات قلمبند کئے۔ 1957ء میں بین الاقوامی شہرت یافتہ ڈاکٹر ریمنڈ موڈی کی کتاب لائف آفٹر لائف (حیات بعد موت) شائع ہوئی عوام اور ڈاکٹروں نے اس کتاب کے موضوع کو بے حد سراہا اس کتاب میں سب سے حیرت زدہ بات جسم کے بغیر وجود کے احساس کا بیان ہے کیونکہ آج کی دنیا میں بہت سے ماہر پرست لوگوں کے نزدیک مادی جسم کے بغیر وجود کا تصور ناممکن ہے۔

دوسری عجیب بات اس کتاب میں یہ ہے کہ تمام مرنے والوں نے ایک نہایت ہی بڑی تیز روشنی کو مختلف طریقوں سے بیان کیا مگر اس روشنی کی حرارت تمازت اور شفقت کو اپنے الفاظ میں بیان کرنے سے معذوری کا اظہار کیا البتہ اتنا ضرور بتایا کہ وہ روشن وجود بڑی آسانی سے ان پر محیط ہو گیا۔

تھامس ایڈیسن کے انتقال کا واقعہ: (Event of death of thomis Adisen)

اسی ضمن میں مشہور سائنسدان تھامس ایڈیسن 1847ء تا 1931ء کے انتقال کا واقعہ قابل ذکر ہے بعض لوگوں کا دعویٰ تھا کہ وہ خدا کو ماننے والا تھا وہ جب مرنے لگا تو اس کی بیوی نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اب ایسا دکھائی دیتا تھا کہ وہ سویا ہوا ہے اس کا دل غیر معمولی طور پر دھڑک رہا تھا کمرے میں کھل طور پر خاموشی طاری تھی اچانک ایڈیسن کسی کی مدد کے بغیر اٹھ کھڑا ہوا اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کئی سیکنڈ تک سامنے کی دیوار کو گھورتا رہا پھر اپنی بیوی کی طرف مڑ کر کہا کہ ”وہاں کتنا خوبصورت منظر ہے“ اس نے کیا دیکھا یہ ایڈیسن نے نہیں بتایا اور کوئی شخص بھی نہیں جاسکتا۔

ایک اور واقعہ ہنری وارڈ نیچر کا ہے جو اپنے زمانے کا مشہور خطیب تھا وہ لوگوں کو خدا کے عذاب سے ڈرایا کرتا تھا ار بڑے درد ناک لمحے میں حیات بعد

موت کے حالت بیان کیا کرتا تھا جب بہتری خود مرنے لگا تو اس نے طبیب کو اپنے قریب بلا کر کرخت آواز میں سرگوشی کی ڈاکٹر دوسری دنیا کا راز تو اب کھلا ہے اس نے یہ نہیں بتایا کہ کیا لیکن اس کے الفاظ میں پراسراریت اور بیہوشی۔

آسٹریلیین تحقیقات: (Australian Researches)

ستمبر 1978ء میں آسٹریلیا کے ایک چھوٹے سے شہر انسبرگ میں دنیا بھر کے ایک ہزار چوٹی کے ماہر نفسیات علمائے دین سائنسدان ڈاکٹر جمع ہوئے اور حیات بعد الموت کے موضوع پر ایک ہفتے تک بحث و مباحثہ جاری رہے موضوع گفتگو یہ تھا کہ نزع کے عالم میں انسان جن مناظر سے یکایک دوچار ہوتا ہے ان کی اصلیت کیا ہے ظاہری موت کے بعد جن لوگوں کو طبی امداد سے زندہ کر لیا گیا تھا ڈاکٹروں نے ان کے بیانات کو تفصیل سے قلم بند کیا ان سب کے بیانات میں حیرت انگیز مشابہت پائی جاتی ہے ان سب کو مرنے کے بعد (حالات) مرنے کا وقفہ بہت قلیل تھا) یکساں تجربت سے گزرنا پڑا اس کانفرنس کے بعد اس کے ترجمان نے اعلان کیا کہ ان تحقیقات کے نتیجے میں ڈاکٹروں علمائے دین اور سائنسدانوں کو یقین ہو گیا ہے کہ زندگی کا خاتمہ قبر پر ہی نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے بعد بھی زندگی کا سلسلہ جاری رہتا ہے انہوں نے مزید کہا کہ اب سب شرکاء ان تحقیقات سے مطمئن ہیں انہیں اب تک موت کے بعد زندگی کا تصور ڈھکوسلا نظر آتا تھا۔

ڈاکٹر کارلس لوسز نے اس قسم کے ایک ہزار معطلات کی چھان بین کی ہے یہ وہ لوگ ہیں جن پر موت کی کیفیت طاری ہو گئی تھی اور ڈاکٹروں نے ان کی طبی موت کی تصدیق کر دی تھی مگر بعد میں ان کی تن مردہ میں جان دوڑ گئی سوا ل کیا گیا کہ ”موت کی حالت طاری ہونے کے بعد انہوں نے کیا دیکھا؟ اور کیا محسوس کیا؟“ سب کا بیان یہ تھا کہ موت کے بعد انہوں نے نہایت مطلق کی دلنواز اور فرحت انگیز کیفیت محسوس کی اس عالم میں اپنے مرحوم عزیزوں سے ان کی ملاقات ہوئی انہوں نے کہا کہ ”ہم تمہارے لئے سعادتوں کے مژدے اور بشارتوں کے وعدے لائے ہیں“ بعض نفسیات دانوں کا خیال ہے کہ نزع میں مختلف افراد کو جو

مناظر نظر آتے ہیں وہ در حقیقت ان کے مذہبی عقائد اور سماجی روایات کا عکس ہوتے ہیں اور اس سلسلہ میں بھارت اور امریکہ کے ان افراد سے انٹرویو لئے گئے جو مرکزی اٹھے تھے یہ لوگ مختلف عقائد اور سماجی ماحول سے تعلق رکھتے تھے تاہم حیرت یہ ہے کہ اپنے دم آخر ان سب نے ایک ہی قسم کی کیفیت محسوس کی ان سب نے ایک تیز چمکدار روشنی دیکھی اور پھر خود کو مسرت و شادمانی دریا میں غرق پایا بہت سے مرنے والوں نے اپنے مرحوم رشتہ داروں سے ملاقات کی۔

یورپ اور امریکہ ماہر نفسیات اور علماء کے نظریات:
(The Theories of European & American
psychologist and scholars)

ڈاکٹر کہتے ہیں کہ روحانیت تو الگ ہم طبیعیات میں بھی ان چیزوں پر یقین کرنے پر مجبور ہیں جو نظر نہیں آتیں مثلاً "ایم کیا ہے کسی نے ایم کو ان آنکھوں سے دیکھا ہے البتہ مجموعی اور مربوط شہادتوں سے ایم کے وجود کی تصدیق ہوتی ہے چند سائنسدانوں نے ان واقعات کی توجیح اس طرح کی ہے کہ نزع کے عالم میں بیمار کو جو خواب آور دوائیں دی جاتی ہیں ان کے سبب یہ صورت حل پیش آتی ہے کچھ ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ جانکنی کے عالم میں دماغ میں آکسیجن کا قحط پڑ جاتا ہے اور یہ عجائبات پیش آتے ہیں یہ ہے یورپ اور امریکہ کے سائنسدان ماہر نفسیات اور علماء کے نظریات کا خلاصہ!

بہر حال تحقیقات اور کوشش کے بلوجود بھی دنیا کا کوئی سائنسدان ماہر نفسیات محقق کلی طور پر یہ بتانے سے قاصر ہے کہ آخر موت کیا ہے؟ نزع کا عالم کیا ہوتا ہے؟ یہ تو ایک سرستہ راز ہے جس سے وہی واقف ہے جس نے انسانوں کو پیدا کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روح کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ "روح خدا کا امر ہے"؟

موت ایک حقیقت (ارنلڈ جون)

مولانا یوسف لدھیانویؒ کی تحریر:

(Description of Mollana Muhammad Yousuf Ludhianvi)

مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ نے اپنے ایک مضمون میں حیات بعد الموت کے بارے میں لکھا کہ موت کے بعد انسان ایک دوسرے جہنم میں پہنچ جاتا ہے جس کو عالم برزخ کہتے ہیں وہاں کے پورے حالات کا سمجھنا ممکن نہیں اس لئے نہ تو تمام کیفیات بتائی گئی ہیں اور نہ انسان ان کے معلوم کرنے کا کلفت ہے البتہ جتنا ہم سمجھ سکتے تھے عبرت کے لئے ان سب کو بیان کر دیا ہے حدیث مبارک میں ارشاد ہے کہ "ایک میت پہچانتی ہے کہ کون اسے غسل دیتا ہے کون اسے اٹھاتا ہے کون اسے کفن پہناتا ہے اور کون اسے قبر میں اتارتا ہے دفن کرنے کے بعد روح اپنا وقت آسمان پر گزارتی ہے یا قبر میں یا دونوں جگہ؟ اس کے بارے میں بھی مختلف روایات ہیں مگر تمام نصوص کو جمع کرنے سے جو بات معلوم ہوئی وہ یہ کہ نیک ارواح کا اصل مستقر علیین ہے (مگر اس کے درجات بھی مختلف ہیں) بد ارواح کا اصل ٹھکانہ سججین ہے اور ہر روح کا ایک خاص تعلق اس کے جسم سے کر دیا جاتا ہے خواہ جسم قبر میں دفن ہو یا دریا میں غرق ہو جلاویا گیا ہو یا کسی درندے کے پیٹ میں الغرض جسم کے اعضاء جہاں جہاں ہوں گے روح کا ایک خاص تعلق ان سے قائم رہے گا اور اسی خاص تعلق کا نام عالم برزخ ہے (برزخ کے معنی پردہ کے ہیں)۔

روح کو دنیا میں گھومنے کی آزادی ہوتی ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں یہ تو بیان کیا جا چکا ہے کہ کفار و فجار کی رو میں سججین کی جیل میں مقید ہوتی ہیں ان کے کہیں آنے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نیک ارواح کے بارے میں کوئی ٹھوس ضابطہ بیان نہیں فرمایا گیا اس لئے اس سلسلہ میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہنا مشکل ہے اصل بات یہ ہے کہ روح اپنے تصرفات کے لئے جسم کی محتاج ہے جس طرح جسم روح کے بغیر کچھ نہیں اسی طرح روح بھی جسم کے بغیر تصرفات نہیں کر سکتی یہ تو ظاہر ہے کہ موت کے بعد اس مائوتی جسم کے تصرفات

ختم کر دیئے جلتے ہیں اس لئے مرنے کے بعد روح اگر کوئی تصرف کر سکتی ہے تو مثالی جسم دیئے جانے کا ثبوت، ملتا ہے خلاصہ یہ کہ جن ارواح کو مرنے کے بعد مثالی جسم عطا کیا جاتا ہے وہ اگر بلاذن اللہ کہیں آتی جاتی ہیں تو اس کی نفی نہیں کی جاسکتی مثلاً "شب معراج میں انبیاء کرام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لئے بیت المقدس میں ہونا شہداء کا جنت میں کھانا پینا اور سیر کرنا اس کے علاوہ صالحین کے بہت سے واقعات اس قسم کے موجود ہیں لیکن جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے اس کے لئے کوئی ضابطہ متعین کرنا مشکل ہے۔

دو صحابہ کا واقعہ: (Incident of Two Sahaba)

عراق کے شاہ فیصل اول کے زمانے میں بغداد میں دو صحابہ کرامؓ کا تاریخی واقعہ بھی ایمان کو تازہ کرنے والا اور نہایت حیرت انگیز ہے بیسویں صدی عیسوی میں سینکڑوں لوگوں نے ان دو صحابہ کرامؓ کی جسمانی زیارت کی جن کی قبریں پر نور پانی رسنے کی وجہ سے جب کھولی گئیں تو ان کے اجسام مطہر موجود تھے اور ان کے چہروں پر نظر ڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہیں دفنائے ہوئے ابھی چند گھنٹے ہوئے ہیں حالانکہ وہ تیرہ یا چودہ صدیاں پہلے دفن کئے گئے تھے ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ان میں ایک غیر معمولی چمک تھی وہاں پر موجود اشخاص میں سے کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ ان سے آنکھیں ملا سکے ایک جرمن ماہر چشم تو یہ منظر دیکھ کر ہی مسلمان ہو گیا بعد ازاں اور بھی بہت سے لوگ مسلمان ہوئے اور سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں کا ایمان تازہ ہو گیا۔

مسلمانوں کے دفاتر مسجدیں ہی تھیں

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Offices of Muslim were Mosques

- Sunnah and Modern Science)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلان نبوت کے بعد جیسے جیسے آپؐ محنت دین فرماتے گئے مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھتی گئی۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں پہلا کام مسجد نبویؐ کی تعمیر کا ہوا تاکہ سارے مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کیا جاسکے۔ جہاں پر ان کی روحانی ضروریات کے ساتھ تمام دینی و دنیوی معاملات بھی لوا ہوں۔ صحابہ کرامؓ کی زندگی کھل اسلامی زندگی تھی۔

جیسے ہی فتوحات کا دروازہ کھلا اور علاقے و قومیں اسلام میں داخل ہوئیں تو ان کے معاملات کو بھی مسجد میں ہی بیٹھ کر چلایا گیا۔ اس کے لئے علیحدہ دفاتر نہیں بنائے گئے۔

مسجد کا ماحول پاکیزہ ہوتا ہے۔ کھلا ہوتا ہے۔ اللہ کے گھر میں عاجزی اور مسکنت پیدا ہوتی ہے اس کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ اس کی مخلوق کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

مسجد میں ہر فرد طہارت و نفاست کے ساتھ رہتا ہے۔ اور جہاں طہارت و نفاست ہو وہاں نجاست نہیں ہوتی۔

کھلا ماحول اور سکون ہونے کی بنا پر ذہنی و جسمانی بیماریاں جنم نہیں لیتی۔ کھٹن، کھٹی، تازہ ہوا کی کمی جیسے مسائل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اس ماحول میں بسنے والا آدمی بنو مند اور تندرست رہتا ہے اس کی ذہنی و جسمانی ترقی ہوتی رہتی ہے۔

مسجد کا ماحول خود احتسابی ماحول ہے غریب سے غریب اور پھوٹی حیثیت تک کے لوگ آسانی سے حکام تک پہنچ سکتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام امور مملکت مسجد ہی میں لوا رکھے۔

حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمرؓ نے بھی تمام امور خلافت مسجد ہی میں ادا کئے۔ جبکہ حضرت عمرؓ کے دور مبارک مسلمانوں کی سلطنت افریقہ اور ایشیا تک پھیل گئی تھی۔ لیکن پھر بھی تمام امور مساجد ہی میں نمٹائے گئے اس کے لئے علیحدہ جگہ کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

جدید ترقی یافتہ دور میں ان امور کو چلانے کے لئے دفاتر بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی دفاتر بنے ہوئے ہیں۔ ہمیں دور نبویؐ کے ذریعے نمونہ دیا گیا ہے۔ جو کہ ہمیں ہر قسم کے مسائل چاہے وہ جسمانی ہوں یا معاشی یا نفسیاتی سے بچاتا ہے۔ مسجد یا مسجد والے ماحول کے اندر حاکم یا افسر اپنے آپ کو اللہ کے حضور جوابدہ سمجھتا ہے۔ جبکہ موجودہ دفاتر میں اس کی حیثیت خلوم سے حاکم کی ہے۔ جو کہ بے شمار مسائل کو جنم دیتی ہے۔ جن جسمانی مسائل کے علاوہ نفسیاتی اور معاشرتی مسائل بھی ہیں۔ زیر نظر مضمون میں جدید سائنس اس ضمن میں کیا کہتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

دفتر امراض کے گڑھ: (Offices, Hole of Diseases)

وہ افراد جو کسی دفتر میں ملازمت کرتے ہیں، خواہش رکھتے ہیں کہ ان کے دفتر خوب صورت، آرام دہ اور بلا نشین ہوں۔ خاص طور پر جن لوگوں کے ذاتی دفتر ہیں، وہ اپنے دفتر کی آرائش و زیبائش کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ بلاشبہ دفتر کی سجاوٹ اور آرائش و زیبائش سے پورے لوہارے کی صلاحیت و کارکردگی کا پتا چلتا ہے، لیکن آپ کے دفتر کی یہی آرائش و زیبائش آپ کو اور آپ کے دفتر کے دیگر کارکنوں کے بہت سے امراض میں مبتلا کر سکتی ہے۔ لہذا اپنے دفتر کو ضرور سنواریے بنائیے، لیکن اپنی صحت سے دشمنی مت کیجئے۔

امراض کی وجہ: (Reason of diseases)

دفاتر میں بچھے قالین، دروازے، کھڑکیاں، برقی آلات، ایرکنڈیشنرز وغیرہ کئی ایسے کیمیائی مرکبات کا مجموعہ ہوتے ہیں جن کی وجہ سے کئی امراض لاحق ہو سکتے ہیں۔ دفاتر کا رخ، ان میں ہوا اور دھوپ کے گزرنے کا راستہ وغیرہ ایسے عوامل ہیں

جو دفتر کو "امراض کا گڑھ" بنا دیتے ہیں۔ عالی لوہار صحت نے اس کے لئے "کثیر
الکیمیائی علامت مرض" (Multiple Chemical Syndrome) یا ایم سی
ایس (MCS) کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

امراض کا پیدا ہونا: (Production of diseases)

دفتر میں موجود اشیاء کی تیاری میں ایسے بے شمار کیمیکل استعمال کیے جاتے
ہیں جو ہر ایک آدمی کو متاثر نہیں کرتے، مگر کسی نہ کسی کے لئے سخت نقصان
رسا ثابت ہوتے ہیں۔ ایسے کیمیائی مرکبات کے منفی اثرات ظاہر ہونے کی
صورت میں درد سر، سستی، جسم پر سرخ دھبے (Rashes)، بے ہوشی، سانس کی
پھٹی، خراہٹ، چھینکیں، مٹی، آنکھوں میں جلن، نکسیر، آنکھوں، حلق اور جلد کی
خارش جیسی علامت نمودار ہوتی ہیں۔ نیشن کی وجہ سے نمونیا، سسٹروں کا شدید
انفیکشن بھی لاحق ہو سکتا ہے۔ اعصابی اور دفاعی نظام بھی متاثر ہو سکتا ہے۔ اس کا
مطلب یہ ہوا کہ یہ ایم سی ایس زندگی کے لئے ایک بڑا خطرہ ہیں۔

یہ خطرات فرنیچر اور دروازوں کی درزیں بند کرنے والے سالے سے لے
کر فرش پر قالین پھینے کے عمل تک موجود رہتے ہیں۔ خاص طور پر اگر نیا رنگ
کر لیا گیا ہو یا فرنیچر پر نئی پالش کرائی ہو تو ایسی صورت میں رنگ و روغن اور گلو
دھیرو سے زیادہ تیز کیس خارج ہوتی ہیں زیادہ تیز کیس زیادہ نقصان دہ ہوتی
ہیں۔

رنگ و روغن اور اشیاء چکانے والے ریگوند میں ڈی کین (De cane)
انڈی کین (Undecane)، ٹولین (Toluene) اور زائلین (Xylene) جیسے
خطرناک مرکبات شامل ہوتے ہیں۔

جو لوگ تعمیرات کے شعبے سے وابستہ ہیں، ان میں ابتدائی دو مرکبات کے
باعث سستی اور توجہ میں کمی نوٹ کی گئی ہے۔

ٹولین سے جلد اور نظام تنفس میں ہیجان پیدا ہوتا ہے اور یہ بھی خیال ہے
کہ اس سے جگر کو نقصان پہنچتا ہے۔

اعصابی نظام پر دباؤ: (Pressure on Nervous system)

اگر کسی فضا میں زائکین کی کافی مقدار موجود ہو تو وہاں موجود انسانوں کے مرکزی اعصابی نظام پر دباؤ پڑتا ہے جس کے نتیجے میں انسانوں کے مرکزی اعصابی نظام پر دباؤ پڑتا ہے جس کے نتیجے میں درد سر ہوتا ہے، چھینکیں آنے لگتی ہیں، متلی کا احساس ہوتا ہے اور آنکھوں، ناک گلے اور جلد میں سوزش ہونے لگتی ہے۔

کیڑے مار دواؤں کا اسپرے کرنے سے آنکھوں اور ناک سے پانی بہ سکتا ہے اور گلے میں خراش ہو سکتی ہے۔ تمام کیڑے مار دوائیں، ایریکلیز اور فضا کو معطر کرنے والے پھوار (ایئر اسپرے) فضا کو زہریلا کر دیتے ہیں۔

عمارتی سلن، عمارتی روغن، لکڑی کی بنی اشیاء مثلاً "پلائی ووڈ" فوم اور قالین، ان تمام چیزوں میں فارمل ڈیہائیڈ (Formal dehyde) شامل ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر آپ ایسی جگہ پر کئی کئی گھنٹے بیٹھے رہیں تو آپ کی آنکھوں سے پانی جاری ہو سکتا ہے، آنکھوں، ناک اور گلے میں خراش ہو سکتی ہے۔ نیز کھانسی، سانس میں تنگی، جلدی خراش، برونکائٹس اور دمہ کی شکایت بھی ہو سکتی ہے۔

دروازوں اور کھڑکیوں کے پردوں پر فضا میں موجود گرد کے ذرات آکر جم جاتے ہیں اور پھر یہ ذرات واپس ہوا میں منتشر ہو جاتے ہیں۔

جراثیم کی پرورش: (Nourishment of germs)

دفتروں میں جو قالین فرش پر بچھے ہوئے ہیں باہر سے آنے والے حضرات گندے سنے ہوئے جوتے ان پر رکھتے ہیں۔ یوں باہر کی گندگی دفتر کے قالین پر جم جاتی ہے۔ اس کے بعد یہی گندگی، الرجی، دمہ اور دیگر امراض کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ خاص طور پر دق و سل کے جراثیم (جو کسی ایسڈ یا اسپرٹ سے بھی ہلاک نہیں ہوتے) ایک سال تک زندہ رہ کر اپنی افزائش کرتے ہیں۔ یہ جراثیم انسانی زندگی کے لئے نہایت نقصان دہ ہیں۔

اشیاء کو چپکانے والا ربرگوند (Adhesive) وارنش، روشنائی اور رنگوں میں ٹرائی کلورواکسیٹھین (Trichloroethylene) ہوتا ہے جو الرجی اور حلق

میں سوزش پیدا کر سکتا ہے۔

برائن سے بنے ہوئے مصنوعی قابض روشنائی اور ریو کے استعمال سے غنودگی، بدحواسی، ٹکھن، نفسیاتی خرابیوں، کمی خون حتیٰ کہ سرطان خون تک کا امکان ہوتا ہے۔

اگر چھوٹی سی جگہ میں بہت سارے لوگ کام کریں (جیسا کہ ہمارے ہاں عموماً ہوتا ہے) تو تازہ ہوا کم ہو جاتی ہے۔ ہر شخص کو اپنی کارکردگی کے بہترین اظہار کے 20 کیوبک فٹ جگہ درکار ہے۔

دفتری مشین: (Office Machine)

دفتری مشینیں بھی صحت کے لئے سخت خطرہ ثابت ہوتی ہیں۔ مثل کے طور پر کچھ فوٹو اسٹیٹ مشینوں میں سے اوزون خارج ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے اس مشین کے قریب رہنے والے شخص کی آنکھوں اور گلے میں جلن ہو سکتی ہے، تکسیر جاری ہو سکتی ہے اور کنٹیکٹ لینز پہننے والے کی آنکھوں کو نقصان بھی پہنچ سکتا ہے۔ بلو پرنٹ کاپی کی مشین سے امونیا اور ایسیٹک ایسڈ کے بخارات خارج ہوتے ہیں جس کی وجہ سے آنکھوں، ناک اور گلے میں جلن ہو سکتی ہے۔ دفتر کی عمارت کے کونے کھدروں میں پرندے جو گھونسلے بنا لیتے ہیں، وہ بھی جراثیم سے بھرے ہوتے ہیں۔

ایئر کنڈیشنرز کے اثرات: (Effects of Air-Conditioners)

جس کمرے میں ایئر کنڈیشنر لگا ہوتا ہے، وہاں کی ہوا بار بار استعمال ہو کر اسی کمرے میں موجود رہتی ہے۔ یہ ہوا دھوئیں اور جراثیم سے بھرپور ہوتی ہے۔ اس کمرے میں اگر سگرٹ پی جائے تو اس کا 90 فی صد حصہ کمرے ہی میں موجود رہ کر فضا کو آلودہ کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کمرے میں موجود افراد نظام تنفس کی الرجی اور غنودگی کا شکار ہو سکتے ہیں۔

اسبٹوس کی بنی چھتوں کے نیچے کام کرنے والے افراد پھیپھڑوں کی ایک خطرناک بیماری سمیت اسبٹوس (Asbestosis) کا شکار ہو سکتے ہیں۔

اگر دیواروں پر وال پیپر لگا ہوا ہو تو دیواروں پر پھپھوند لگ سکتی ہے۔ خاص طور پر اگر کمرے میں اینٹرنڈ-بشڈ بھی لگا ہو تو پھپھوندی کے امکانات میں اضافہ ہو جاتا ہے اس پھپھوندی کی وجہ سے ایسے جراثیم کمرے کی فضا میں شامل رہتے ہیں جو ناک کے راستے جسم میں داخل ہو کر مزمن نزلہ پیدا کر سکتے ہیں۔

کوتروں کے پنجروں میں بھی ایسے جراثیم پرورش پاتے ہیں جو پھیپھڑوں کے مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔

کیا آپ ان سے متاثر ہیں؟ (Are you inspired with them)

”کثیر الکیمیائی علامات مرض“ (ایم سی ایس) کا آغاز دو طرح سے ہو سکتا ہے۔ اول تو یہ کہ آپ کے گرد بہت ہی قلیل مقدار میں فضا میں کیمیائی اجزا موجود ہوں جو آپ کے جسم پر اثر انداز ہو کر آپ کو بیمار کر سکتے ہیں۔ یا پھر آپ کے قریب بڑی مقدار میں کیمیائی اجزا کا استعمال ہو رہا ہو اور آپ ان کی بو سے متاثر ہو کر کسی تکلیف کا شکار ہو جائیں۔ چنانچہ کسی کیمیکل کی تھوڑی سی مقدار بھی اپنے مضر اثرات مرتب کرتی ہے۔ مثال کے طور پر مصفا، پرفوم، کلنڈر، کوشنگ وغیرہ۔

یونیورسٹی آف میری لینڈ کے ٹو کسی کو لوجی ڈپارٹمنٹ کے مطابق اس وقت ستر ہزار سے زائد کیمیائی مرکبات تجارتی پیمانے پر زیر استعمال ہیں۔ ان میں سے صرف چند سو کو مناسب طور پر سائنسی بنیادوں پر جانچا گیا ہے۔ نیز ہر سال ایک ہزار سے زائد نئے کیمیکل متعارف کرائے جاتے ہیں اور ان میں سے زیادہ تر کو جانچا بھی نہیں جاتا کہ یہ انسانی صحت کے لئے نقصان دہ ہیں یا نہیں۔

خطرات کو کس طرح کم کیا جائے:

(How dangers are reduced)

اس کے لئے ماہرین چند تدابیر تجویز کرتے ہیں:

☆ اپنے دفتر کو تمباکو نوشی سے بالکل پاک کیجئے۔

☆ باقاعدگی کے ساتھ ایروبک ورزش، بہترین دفاع ہے۔ ورزش کے ذریعہ

سے آپ شرح استحالہ (Metabolic Rate) بڑھا کر اپنے جسم میں زہریلے

- ملوں کے اثرات کے خلاف زیادہ قوت ممانعت پیدا کر سکتے ہیں۔
- ☆ اپنے دفتر یا کمرے کے ایر کنڈیشنرز کو چیک کر لیجئے کہ آیا اس میں سے تازہ ہوا اند آرہی ہے اور استعمال شدہ ہوا باہر جاری ہے یا نہیں۔
 - ☆ نئی تحقیق یہ ہے کہ ایر کنڈیشنرز کا استعمال اسی صورت میں کیا جائے جب یہ انتہائی ضروری ہو۔ اس کے بجائے کمرے یا دفتر میں سورج کی روشنی اور ہوا کے گزر کا اہتمام کیا جائے۔
 - ☆ دفتر کے فرش کو صاف ستھرا رکھیے۔
 - ☆ فوٹو اسٹیٹ، پرنٹر وغیرہ مشینوں کو ایسی جگہ پر رکھیے کہ جہاں سے ہوا با آسانی گزرتی رہے۔
 - ☆ پودوں کے ذریعہ سے فضا کو صاف رکھیے۔ گملوں کے پودے کمروں کی فضا کو صاف کرتے رہتے ہیں۔
 - ☆ دیواریں، قالین اور پردے باقاعدگی سے صاف کیجئے۔
 - ☆ ہر دو روزے کے پاس پائے دان رکھیے تاکہ کمرے میں آنے سے پہلے اس پر جوتے صاف کر لئے جائیں۔ ان پائے دانوں کی باقاعدگی سے صفائی کیجئے۔

کمپیوٹر کے خطرات: (Dangers of Computer)

ہائپ رائٹر کے مقابلے میں کمپیوٹر کے ”کی بورڈ“ (Keyboard) پر کلنی تیزی سے کام کیا جاتا ہے، اس لئے کمپیوٹر پر کام کرنے والے افراد سی ٹی ٹس (C T S - Carpal Tunnel Syndrome) کا خاص طور پر شکار ہو جاتے ہیں۔ سی ٹی ٹس کی شکایت دراصل ہتھیلی اور انگلیوں کو کنٹرول کرنے والی ایک نس (Tendon) پر بہت زیادہ دباؤ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ یہ نس کلائی میں سے ایک تنگ راستے سے ہوتی ہوئی گزرتی ہے۔ بہت عرصے تک ہاتھ اور انگلیوں سے کام کرنے یا ہاتھ کے بہت زیادہ مڑے رہنے کی وجہ سے یہ نس متورم ہو جاتی ہے، اس میں خراش ہونے لگتی ہے اور کلائی کی درمیانی رگ کو دہاتی ہے۔ اس شکایت کی شدت سے ہاتھ بالکل بے کار ہو سکتا ہے۔ تاہم کچھ افراد کا اپریشن کر کے اس

تکلیف کو دور کر دیا جاتا ہے، لیکن یہ لوگ دوبارہ کام کرنے کے قابل نہیں رہتے۔
یونیورسٹی آف وسکونسن میں کیے گئے ایک مطالعے کے مطابق کلائی میں
درد اور سختی کا پیدا ہو جانا سی ٹی ایس کی ابتدائی علامات میں سے ہے۔

ذہنی دباؤ: (Mental Pressure)

امریکی نیشنل انسٹی ٹیوٹ فار اکیڈمی سیلفی اینڈ ہیلتھ کے مطابق ذہنی دباؤ،
عضلات میں تناؤ پیدا کرتا ہے۔ یہ عضلاتی تناؤ سخت کام کرنے والے عضلات اور
نسوں میں خون کے بہاؤ کو کم کر دیتا ہے۔ چنانچہ ان عضلات اور نسوں میں آکسیجن
کی کمی ہو جاتی ہے، یہ متورم ہو جاتے ہیں۔ آخر کار ان جگہوں کی بافتیں سخت
اور لمبی ہو جاتی ہیں اور بعد میں یہ کیفیت بھی سی ٹی ایس کا پیش خیمہ ثابت ہوتی
ہے۔

لیکن کمپیوٹر پر کام کرنے والوں کے لئے صرف عضلات یا نسوں کا مسئلہ
ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ جو لوگ پانچ گھنٹے تک روزانہ بغیر کسی وقفے کے کمپیوٹر
اسکرین کے سامنے بیٹھ کر کام کرتے ہیں، ان کو آنکھوں سے پانی جاری ہونے،
دھندلا پن، تھکن، چڑچڑاپن، درد سر اور درد کمر جیسی شکایات بھی ہو جاتی ہیں۔

کمپیوٹر سے صحیح خطرات کو کیسے کم کیا جائے؟

☆ کمپیوٹر کے سامنے آرام دہ طریقے سے بیٹھے۔ آپ کی آنکھیں کمپیوٹر
اسکرین سے 2 فٹ دور ہونی چاہئیں اور اسکرین آپ کی نظروں کے سامنے
معمولی سی نیچے ہو۔ اس اسکرین کا زاویہ صفر سے 20 درجے ہونا چاہیے۔
☆ کی بورڈ پر اپنی کلائیوں کو بالکل سیدھا رکھیے۔ بازو فرش کے متوازی
ہونے چاہئیں

☆ ایسی کرسی استعمال کیجئے جس کی اونچائی اور پشت کو اپنی مرضی کے مطابق
ایڈجسٹ کیا جاسکے۔ اس کرسی کو اتنی سطح پر رکھیے کہ آپ کی بازوؤں اور
کلائیوں کا زاویہ درست رہے۔ آپ کے پاؤں فرش سے لگے ہوئے ہوں۔
☆ کام کرتے وقت مت جھکے۔ اس حالت میں جسمانی تناؤ میں اضافہ ہو جاتا

- ☆ ایک دن میں پانچ گھنٹے کی بورڈ پر کام کیجئے
- ☆ اگر ممکن ہو تو ہر 2 گھنٹے بعد 15 منٹ کے لئے وقفہ کیجئے
- ☆ اسکرین کی روشنی کی شدت کو کم کرنے کے لئے مناسب چشمہ استعمال کیجئے
- ☆ اور مناسب روشنی کا انتظام کیجئے
- ☆ امریکن فزیکی تھراپی ایسوسی ایشن نے ہاتھوں کے لئے ذیل کی آسان ورزشیں تجویز کی ہیں۔
- اپنا ہاتھ میز پر رکھیے۔ اپنی انگلیوں کو بند کیجئے اور پھر اسے اپنی جانب آہستہ سے کھینچئے۔ اس حالت میں پانچ سیکنڈ رہئے
- ہتھیلی کو میز پر بچھا دیجئے جیسا کہ ”پش اپ“ ورزش کے دوران ہتھیلی کو رکھتے ہیں۔ بازو کے عضلات اور کلائی کو کھینچنے کے لئے ہتھیلی کو آگے کی طرف دھکیلیے۔ یہ عمل دو جوعہ ہاتھ کے ساتھ بھی کیجئے
- کلائی اور بازو میں قوت کے لئے ایک ہاتھ کی ہتھیلی کو اتنا اوپر لے جائیے کہ کبھی مڑی رہے۔ ایک ڈھیلا مکا بنائیے۔ کلائی کو سیدھا رکھیے۔ اس کے بعد اس بازو کو اس طرح گھمائیے جیسے وزن بردار اپنے ہاتھ کو گھماتا ہے۔ اپنے ہاتھ کو پانچ سیکنڈ تک اس حالت میں رکھیے۔ ہتھیلی کو نیچے لائیے۔ اب یہی عمل دوسرے ہاتھ کے ساتھ بھی کیجئے
- اپنے بازو کو باہر کی طرف اس طرح رکھیے کہ ہتھیلی نیچے کی جانب رہے۔ مٹھی بند کیجئے اور پھر اپنی انگلیاں کھول لیجئے۔ ہر ہاتھ کے ساتھ اس عمل کو پانچ مرتبہ دہرائیے۔
- یاد رکھیے! آپ کا جسم کوئی ایسی میکانی مشین نہیں ہے جس کو بغیر آرام پہنچائے جتنی دیر چاہے چلا لو۔ لہذا اپنے جسم سے بہتر کام لینے کے لئے اس کے آرام کا خیال رکھیے۔

(بحوالہ ایلٹہ ایڈ نیوٹریشن)

خیر خواہی کے جذبے اور خیال کی اسلامی اور سائنسی طاقت سنت نبویؐ اور جدید سائنس

جذبے اور خیالات بہت طاقت رکھتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا مظاہرہ میدان بدر میں چشم فلک نے دیکھا۔ اللہ کے نام پر قربان ہونے کا جذبہ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر جن کا نذرانہ پیش کرنے کا جذبہ "اس خیال پر" اس امید پر کہ اللہ ان سے خوش ہوگا دنیا میں بھی عزت اور راحت دے گا آخرت میں بھی کامیابی ملے گی۔ اور اللہ اپنے مہمن خاندان جنت والی نعمتوں سے ہم پر زندگی عطا فرمائے گا۔

صحابہ اپنے ہر عمل میں چاہے وہ خوشی ہو یا رنج و لا اس جذبے اور خیال کو مد نظر رکھتے تھے۔ انسانیت حیران رہ جاتی ہے اس نوجوان صحابی کے فعل پر جو اپنے کٹے ہوئے بازو سے سارا دن تلوار چلاتا رہا اندر سے بازو کٹ گیا تھل کھل کی وجہ سے لٹکا ہوا تھا۔

اور جب اس کو لڑنے میں رکاوٹ محسوس ہوئی تو اس کو پیر کے نیچے دے کر کھینچا اور بازو کو علیحدہ کر کے ایک طرف پھینک دیا۔ تاریخ انسانی نے کبھی بھی ایسے جذبات اور پر امید انسان نہ دیکھے ہونگے۔

موت ہو یا حیات وہ خوش تھے۔ ان کی روح بھی خوش تھی۔ اور چونکہ انسانی جسم میں روح کو افضلیت حاصل ہے۔ اگر روح خوش اور مطمئن ہے تو جسم بھی ٹھیک ہوگا۔ اگر روح کمزور ہے تو جسم بھی کمزور ہوگا۔

آپؐ برابر صحابہ کرامؓ کے جذبات اور خیالات کو بناتے رہتے تھے۔ ان جذبوں امیدوں اور خیالات نے صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں لفظ ناکامی یا پریشانی کو حرف غلط کی طرح مٹا دیا۔

اسلام انسانیت کی فلاح اور کامیابی کا درس دیتا ہے۔ اسلام اصول اور قوانین احرام، اوب اور اچھے گمن کی تشریح ہے۔ صحابہ کرام ایک دوسرے کے عمل سے اچھا گمن لیتے تھے۔ ان کی تمام زندگی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ صحابہ کرام کے کسی قول و فعل سے دوسرا صحابی بدگمانی محسوس نہیں کرتا تھا۔

پہلے امن معاشرے کی روایات میں اولین چیز حسن ظن ہے۔ حضرت ابوذرؓ کو حضور اقدس ﷺ نے نعمت فرمائی اے ابوذرؓ حسن ظن سے بڑھ کر کوئی عقل مندی نہیں۔ اس لئے حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرامؓ اولیاء کرامؓ کی زندگی حسن ظن سے بھرپور ہے۔ زیر نظر مضمون میں جدید سائنسی وضاحت ملاحظہ فرمائیں۔ جذبت انسانی زندگی میں کس طرح اہم کردار ادا کرتے ہیں اس کا سائنسی پہلو اور تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

جذبے اور خیال کی طاقت:

(Strength of Passion and Imagination)

روحانی لہرس جسم پر کس طرح حکومت کرتی ہیں؟
کیا جذباتی کیفیات کسی صحت مند کو بیمار اور بیمار کو شفیاب کر سکتی ہیں؟
کیا خیال کی طاقت کو جسمانی امراض دور کرنے کے لئے ڈاکٹری نسخے میں شامل کیا جاسکتا ہے؟

یہ مشکل سوالات ہیں لیکن زمانہ قدیم سے انسانی ذہن ان کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ذہن ہمارے جسم پر حکومت کرتا ہے۔ مختلف مذاہب کے ماننے والوں نے جسم انسانی پر روح کے اثرات سے کبھی انکار نہیں کیا، البتہ انہیں قبول کرنے کی صورتیں مختلف رہی ہیں۔ جلوہ، تعویذ گنڈے، ٹونے ٹونکے، پیانٹوم اور مغرب میں فیتہ ہیٹرز ان سب کی بنیاد اعتقاد اور خیال کی قوت کو امراض کے خلاف استعمال کرنے پر ہے برصغیر میں ذہنی قوت سے علاج کی روایت پانچ

ہزار سال پرانی ہے و بدک لٹریچر میں جسم کو شعور کا ملوی اظہار قرار دیا گیا ہے۔
 دراصل روح اور جسم کو انسان ہمیشہ سے ایک وحدت ہی سمجھتا تھا۔ عمد
 قدم میں بیماری کے بارے میں تصور یہ تھا کہ آسمانی قوتیں ناراض ہو جاتی ہیں تو
 آدمی کی روح اور جسم کو کوئی نہ کوئی روگ لگ جاتا ہے۔ طب یونانی نے مزاج اور
 خلطوں میں عدم توازن کو بیماری کا سبب قرار دے کر جسم و روح کے ایک دوسرے
 پر اثرات کے نظریے کو آگے بڑھایا، لیکن اس اکائی میں 'دوئی' اس وقت پیدا ہوئی
 جب تقریباً "تین سو سال قبل ایک فرانسیسی فلسفی رینی دیکارت نے ذہن اور جسم
 کو دو علیحدہ چیزیں قرار دے کر ان علیحدہ علیحدہ سلوک کرنے کا نظریہ پیش کیا۔ یہی
 نظریہ ایلو پیٹھی یعنی موجودہ انگریزی طریقہ علاج کی بنیاد بنا۔ اس کے فائدے تو ظاہر
 ہیں۔ لیکن اس نے ذہن اور جسم کے رشتے کو بہت پر اسرار بنا دیا۔

ڈاکٹر ہانمن کا نظریہ: (Theory of Dr. Hanmin)

تقریباً "ایک سو سال قبل معروف جرمن ڈاکٹر ہانمن نے میڈیکل سائنس
 میں ایک چونکا دینے والا نظریہ پیش کیا۔ اس نہ مختلف ادویات کی قلیل مقدار کو
 ایک خاص طریقے سے اتنا لطیف بنایا کہ ان کے ملوی اثرات معدوم ہو گئے اور
 جزو موثرہ ایک غیر مرئی توانائی (روح) میں تبدیل ہو گیا۔ جب یہ ادویات صحت
 مند انسانوں کو دی گئیں تو ان میں ان ادویات سے متعلق کچھ متعین علامات پیدا
 ہو گئیں۔ ڈاکٹر ہانمن نے ان تجربات کی مدد سے بتایا کہ انسان بیمار صرف اس وقت
 ہوتا ہے جب بیماری کے لطیف ترین اثرات اس کی قوت حیات (روح) کو متاثر کر
 دیتے ہیں۔ پھر یہ بیمار روح اپنی بیماری کا اظہار جسمانی علامات کی شکل میں کرتی
 ہے۔ اس نظریے کے مطابق جسمانی نظام ایک دائرے کی طرح ہے جس کا مرکز
 قوت حیات یا روح ہے۔ بیماری ہمیشہ دائرے کے مرکز روح سے شروع ہوتی ہے
 اور دائرے کے بیرونی کنارے جسم تک پہنچتی ہے۔ ڈاکٹر ہانمن نے روح کو حاکم
 اعلیٰ قرار دیا جو جسم پر پوری طرح علوی ہے۔

الیوپیتھک ڈاکٹروں کا مشاہدہ:

(Observations of Alopahic Doctors)

پھر الیوپیتھک ڈاکٹروں کے مشاہدے میں یہ بت آئی کہ لاعلاج مریضوں کو اگر صرف سلوہ ملک آف شوگر کی پڑیاں دی جائیں تو بھی من میں سے بہت سے صرف اس خیال سے تندرست ہو جاتے ہیں کہ انہیں دوا دی گئی ہے۔ اس طرح ذہن اور روح کی طلعت نے ایک دوسرے انداز سے اپنے آپ کو تسلیم کرنا شروع کیا اور اب یہ صورت حال تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے۔

امریکی طبی نظام: (American Medical System)

یہ خیال امریکہ کے طبی نظام میں اب ایک حقیقت بنتا جا رہا ہے اور اس موضوع پر تحقیق ہو رہی ہے کہ جب ہم مایوسی، پشیمانی یا غصے کا شکار ہوتے ہیں تو کیا بیماریاں ہم پر جلد قابو پالیتی ہیں؟ یا جب ہم پر امید خوش اور پر اعتماد ہوتے ہیں تو بیماریوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں؟

جسم پر ذہن کے اثرات کی تحقیق نے ایک بالکل نئی سائنس کو جنم دیا ہے۔ جس کا نام سائیکو نیورو ایمنولوجی (Immunology) رکھا گیا ہے۔ اس نئی سائنس نے ایسے سوشل سائنسدانوں اور بنیادی سائنسدانوں کو ایک دوسرے سے قریب کر دیا ہے جو پہلے ایک دوسرے سے ہٹ کر تھے۔ تحقیق کا طریقہ یہ ہے کہ صحت مند رضاکاروں میں فلو کا وائرس داخل کیا جاتا ہے پھر دیکھا جاتا ہے کس رضاکار کی ذہنی کیفیت کیا تھی اور اس سے بیماری قبول یا رد کرنے پر کیا اثر اور وہ کتنے دن میں ٹھیک ہوا۔

نازک اور حساس آلات سے معلوم ہوا کہ ذہن و جسم میں حیرت انگیز حد تک ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں۔ ہماری ذہنی کیفیت جسم کے غدودوں، خلیات اور اعضاء پر انتہائی پیچیدہ اور گہرے اثرات چھوڑتی ہے۔ اس سے ہماری قوت حیات پر مثبت یا منفی اثر پڑتا ہے۔

جذبات اور جسم: (Emotions and Body)

تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ جن لوگوں کا تخلص اور دلنواز رفتی زندگی بچھڑ جاتا ہے ان کا مدافعتی نظام صدمے کی وجہ سے کمزور ہو جاتا ہے۔ تنہا لوگوں کا بھی یہی معاملہ ہے۔ احساس تھمائی انہیں بیمار کر دیتا ہے۔ وسیع پیمانے پر سروے سے معلوم ہوا کہ ایسی خواتین اور مردوں میں جن کے رشتے دار یا قریبی دوست نہیں ہیں شرح اموات تین گنا زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ لوگ احساس تحفظ سے محروم ہوتے ہیں جو ایک خالص ذہنی کیفیت ہے۔

مشی گن یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ صرف تھمائی زندگی کے لئے اتنا ہی خطرہ پیدا کرتی ہے جتنا سگریٹ نوشی۔

رشتے داروں سے علیحدہ نرسنگ ہوم میں زیر علاج مریض جنہیں اپنی زندگی پر کنٹرول کا احساس نہیں ہوتا، شفا سے مایوس کینسر کے مریض، ناخوشگوار ازواجی تعلقات کے شکار لوگوں کی زندگی بھی کثرت سے سگریٹ نوشی کرنے والوں کی طرح شدید خطرے میں ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں انہی حالات میں مثبت ذہنی کیفیت رکھنے والے طویل زندگی پاتے ہیں اور جلد صحت یاب ہوتے ہیں۔

گزشتہ دس سالہ دور کو پنسلوانیا یونیورسٹی کے ماہر نفسیات مارٹن سیبلگمین نے مہلک مایوسی سے نجات کا دور قرار دیا اور کہا ہے کہ اس عرصے میں جسم اور ذہن کے آپس میں عمل اور رد عمل کی کیفیات کو سائیفک انداز میں ثابت کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر ضخیم کتابیں لکھی گئیں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے بھی وسیع پیمانے پر ذہن کے جسم پر اثرات سے لوگوں کو آگاہ کیا گیا۔

طویل عرصے تک مریضوں کی تیمارداری کرنے والے رشتے داروں پر دباؤ کے ثمرات کا جائزہ لینے والے لوہائیو یونیورسٹی کلج آف ہیڈیسن کے ماہر نفسیات جینائس کیکٹ گلنر کا کہنا ہے۔

”ہمیں ذہن اور جسم میں توقع سے کہیں زیادہ مضبوط رشتوں کے شواہد ملے ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جسم کے تمام خلیات کی بھی آنکھیں ہیں اور

وہ خوشی اور غم امید اور مایوسی کی کیفیات کا برہ راست لوراک رکھتے ہیں انہیں دیکھ سکتے ہیں لور ان سے اثر قبول کرتے ہیں۔“

یونیورسٹی آف کیلیفورنیا سن ڈیگو کے ایک سائنسدان کیرن بلوج نے 1970ء کی دہائی میں دریافت کیا تھا کہ مدافعتی نظام لور دماغ کے درمیان باقاعدہ اعصابی راستے موجود ہیں۔ سائنس دان بلاخر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ دونوں ایک پیچیدہ دو طرفہ نظام کے اسرار بھی واضح نہیں تاہم پی این آئی سائنسدانوں کے خیال میں مدافعتی نظام بالکل ایسے کام کرتا ہے جیسے اس کا اپنا ایک علیحدہ لور آزلو دماغ موجود ہو اور یہی وہ کیفیت ہے جسے قوت حیات یا مدوح کا نام دیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر کینڈیس پرنٹ نے جو امریکی نیشنل انسٹیٹیوٹ آف مینٹل ہیلتھ کی ایک ممتاز محقق ہیں ذہن و جسم کے تعلق کے بارے میں بت کرتے ہوئے کہہ

”عام لوگوں کی طرح پہلے میں بھی سمجھتی تھی کہ ذہن دماغ میں لور دماغ سر میں ہوتا ہے اور یہ کہ یہی ہمارے شعور و لوراک کا مرکز ہے۔ لیکن اب طویل تحقیق اور واضح شواہد سے میں قائل ہو گئی ہوں کہ لوراک لور احساس کے ذرائع پورے جسم میں پھیلے ہوئے ہیں لور بعض اوقات یہ تیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ کون کسی پر حلوی ہے۔ اس تحقیق سے انسانی دماغ لور انسان کی اپنی نوعیت یعنی ہم کیا ہیں کے بارے میں کئی دلچسپ اور نئے سوالات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔“

ذہن لور جسم جن کو تین سو سال پہلے دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا سائنسدان اب پھر انہیں یکجا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لور اس سلسلے میں کئی ڈرامائی امکانات ہوئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قوت حیات کے زیر اثر مدافعتی نظام لور اعصابی نظام میں گہرا تعلق ہے لور یہ ایک دوسرے سے مل کر کام کرتے ہیں۔ اسے ثابت کرنے کے لئے چوہوں کو سکرین کا شربت پلایا گیا لور ساتھ ہی ایک ایسی دوا کا انجکشن لگایا گیا جس سے حملی ہوئی تھی لور جسم کا مدافعتی نظام کمزور پڑ جاتا تھا۔ صرف ایک مرتبہ یہ انجکشن لگانے سے چوہوں کے نظام نے اسے سکرین کے ذائقے کے ساتھ نتھی کر دیا۔ اس کے بعد جب بھی سکرین کا شربت پلایا گیا تو بغیر انجکشن لگائے چوہوں کا مدافعتی نظام خود بخود کمزور پڑ گیا، حملی

بھی ہوگئی اور وہ بیمار ہونے شروع ہو گئے اس سے ذہن اور جسم کے گہرے تعلق کا ناقابل تردید ثبوت فراہم ہوا۔ اب سائنسدان پوری یکسوئی سے ان پر اسرار راستوں اور واسطوں کی کھوج میں لگے ہوئے ہیں جو ذہن اور مدافعتی نظام کو باہم مربوط رکھتے ہیں۔

مدافعتی نظام: (Repulsive System)

مدافعتی نظام بذات خود ایک حیرت انگیز تخلیقی کارنامہ ہے۔ یہ پیچیدگی میں دماغ سے کم نہیں اور اسے سمجھنا بھی اتنا ہی مشکل ہے۔ بنیادی طور پر یہ خون کے مختلف النوع سفید خلیات کا مجموعہ ہے۔ یہ سفید خلیات تھامس غدود نلی، ہڈی کے گودے اور لفلوی گلیوں میں اپنا ٹھکانہ رکھتے ہیں اور دوران خون میں ہونے والی خفیف ترین کیمیاوی تبدیلیوں پر بھی کڑی نظر رکھتے ہیں۔ یہ سفید خلیات مدافعتی محاز کے اگلے مورچوں پر لڑنے والے سپاہی بھی ہوتے ہیں۔ ہمیشہ چلق و چوبند رہتے ہیں اور اینٹی بلیوز پیدا کر کے جسم میں داخل ہونے والے حملہ آوروں کو فوری طور پر ختم کر دیتے ہیں۔ بعض اوقات یہ نظام اتنا حساس ہو جاتا ہے کہ بے ضرر مداخلت کے خلاف بھی شدید رد عمل کا اظہار کرتا ہے۔ جسے ہم الرجی کے نام سے پہچانتے ہیں۔

ایک قسم کے سفید خلیات جسم میں ہونے والی توڑ پھوڑ کی مرمت کے کام پر مامور ہیں۔ انہیں میکرو فیجس (PHAGES) کہا جاتا ہے۔ ایک اور قسم کے سفید خلیات نیچل کلرز ہیں جنہیں مختصر طور پر این کیئر NK کہا جاتا ہے۔ یہ وائرس اور ٹیومرز کے خلاف لڑائی کرتے ہیں تحقیق سے معلوم ہوا کہ این کیئر جذباتی کیفیات کا براہ راست اثر قبول کرتے ہیں۔ عورتوں میں سینے کے سرطان پر ایک طویل تحقیق سے ثابت ہوا کہ اس مرض کے پیچھے این کیئر کی معمول سے کم اور معقول کارکردگی ایک بڑی وجہ تھی۔

ٹیس برگ انسٹیٹیوٹ کی محقق خاتون لیوی نے معلوم کیا کہ نفسیاتی عوامل دیکھ بھل اور تنہا کے مقابلے میں مریض کا رویہ این کیئر کی کارکردگی پر اتنا اثر

مرتب کرتے ہیں کہ ان مفید ترین خلیات کی قوت کار نصف یا دوگنی ہو سکتی ہے۔
 پنسلوائیٹا کے محقق سیبلگمین نے خود طاری کردہ احساس بے بسی پر
 تحقیق کی اور ثابت کیا کہ جو لوگ علوی قوتوں میں ہر بہت کا تدریک پہلو
 دیکھتے ہیں مایوس رہتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اپنے آپ کو بے بس سمجھنے اور
 سمجھانے کے علوی ہوتے ہیں۔ زندگی کو تبدیل کرنے کی خواہش سے عاری ہوتے
 ہیں ان کے جسموں میں نامساعد حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت کم ہو جاتی ہے
 اور جب ان میں نامساعد حالات سے مقابلہ کرنے کا جذبہ بیدار ہوا تو اس کے ساتھ
 ہی ان کا جسم بیماریوں کے خلاف مدافعت کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

بلور ثبوت سیبلگمین نے خود طاری کردہ بے بسی کی تھیوری پر ایک
 تجربہ کیا۔ اس نے کچھ چوہوں کو ہلکے ہلکے جھٹکے لگائے ان میں سے کچھ چوہوں کو
 موقع دیا گیا کہ وہ ان جھٹکوں کی زد سے نکل کر بھاگ سکتے تھے۔ جو چوہے فرار
 نہیں ہو سکتے تھے جلد ہی ان میں اپنی حالت سے ایک بے بسی اور بیزاری کی کیفیت
 پیدا ہو گئی۔ یہاں تک کہ جب انہیں فرار ہونے کا راستہ دیا گیا تو بھی انہوں نے
 اس کی پیدائش کی اور اسے نظر انداز کر دیا۔

چھٹی حس کی نئی توجیہ:

(New reasoning of Sixth Sense)

موجودہ فزیالوجیکل نقشوں میں کچھ علاقے اب تک خالی نظر آتے ہیں۔
 مرکزی اصبالی نظام دماغ کی صدارت میں شلخ در شلخ پورے جسم میں پھیلا ہوا
 ہے اور اس سے نکلنے والے کیمیائی مادے جسم کے ہر فعل پر اثر انداز ہوتے
 ہیں۔ اگرچہ مدافعتی نظام نازک ریشوں کی مدد سے سانس و درون خون وغیرہ کو
 کنٹرول کرنے والے مرکزی اصبالی نظام سے بندھا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کے باوجود
 یہ دماغ کے اثر سے آزاد کلام کرتا محسوس ہوتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر مدافعتی نظام
 دماغ کے بغیر ہی سارا کلام کر سکتا ہے تو پھر دماغ کی ضرورت کسے ہے۔
 سترکی دہائی میں سین ڈیگو کے کیرن بلوچ نے اس معنی کو حل کرنے کی

کوشش کی۔ اس نے چوہوں کے تھامس گلینڈ میں ایک رنگین ملوہ انجیکٹ کیا جس نے نیورونز کو رنگین ملوے کے سفر کی نگرانی کر کے بلوچ نے ثابت کیا کہ مرکزی اعصابی نظام اور مدافعتی نظام میں دو طرفہ رابطہ موجود ہے۔

تقریباً اسی زمانے میں البلا بر منگھم کے جے لیڈون ہیلوک نے دریافت کیا کہ مدافعتی نظام کے خلیات بھی پپٹائڈ (PEPTIDE) ہارمونز پیدا کر سکتے ہیں جو پہلے خیال تھا کہ صرف دماغ ہی میں پائے جاتے ہیں اور نیورو پپٹائڈز کہلاتے ہیں۔

اس کے بعد ثابت ہوا کہ مدافعتی خلیات تقریباً وہ تمام ہارمونز پیدا کر لیتے ہیں جو دماغ پیدا کرتا ہے۔ ہیلوک کی تحقیق میں اہم ترین دریافت یہ ہوئی کہ جسم احساس کے ایک ایسے نظام سے بھی اثر قبول کرتا ہے جو روایتی حواس خمسہ یعنی ذائقے، لامس، سہلہ، سماعت اور بصارت کے علاوہ ہے اور اس کا نام ہے مدافعتی نظام۔ درحقیقت پورے جسم میں پھیلا ہوا یہ جل دار نظام وائرس اور بیکٹیریا کے خلاف ایک اندرونی حصہ ہے۔ اگر یہ درست ہے تو پھر یہی نظام ہے جو دماغ کو دیگر حیات کی طرح جسم کو درپیش خطرات سے خبردار کرتا ہے اس کا رابطہ بیرونی ماحول سے قائم رہتا ہے۔ ہیلوک کی رائے میں دماغ اور مدافعتی نظام میں کئی باتیں مشترک ہیں، مثلاً سفید خلیات بھی دماغ کی طرح نیورو پپٹائڈز کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور یہ دونوں لن ہارمونز سے یکساں اثر قبول کرتے ہیں۔ چاہے انکا مخرج کوئی بھی ہو۔

بوتل میں جذبات: (Emotions in Bottle)

معلوم یہ ہوا کہ دماغ اور خود کار مدافعتی نظام دونوں اپنے دائرے میں تجربات کے مطابق پیچلت مسلسل ایک دوسرے کو بھیجتے ہیں۔ تحقیقات منظر ہیں کہ دیرینہ ذہنی دہاو کے کلاہ گروہ کے غدود کو کارٹو کو سٹرائیڈ ہارمون خون میں زیادہ مقدار میں پمپ کرنے پر مجبور کر دیتا ہے یہ کیمیلوی پیغام ہر مدافعتی نظام کا کام روک دیتے ہیں۔ تھائی بے بسی افسردگی لن سب کا یہی اثر ہوتا ہے اور انسان جلد

بیماری قبول کر لیتا ہے۔ یعنی ذہنی کیفیت عملاً انسان کو جسمانی طور پر بیمار کر دینے کا سبب بن جاتی ہے۔

دوسری جانب جارج واٹکین یونیورسٹی میڈیکل سینٹر کے ایک بائیو کیمسٹ اور تھامس گلینڈز پر تحقیق کے بلنی ایملن گولڈ شین نے معلوم کیا ہے کہ مدافعتی نظام کے کچھ ملاے جیسے لیمفوکینز اپنے ضمنی اثرات کی صورت میں ڈیپریشن پیدا کر دیتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مدافعتی نظام کے خالص ملائی ذرائع اپنے اثرات سے دماغ کو متاثر کرتے ہیں یعنی مدافعتی مولیکولز دماغ سے جڑے ہوئے ہیں۔

باہمی اثر پذیری کا یہ دو طرفہ عمل عیس ختم نہیں ہو جاتا گولڈ شین کا کہنا ہے۔ اگر یہ مولیکولز واقعی دماغ کے استحلے (METABOLISED) اور فزیالوجی پر اثر انداز ہوتے ہیں تو عین ممکن ہے کہ یہ مدیے پر بھی اثر انداز ہوتے ہوں۔ تو پھر مدیہ کیا ہے؟ اگر جسم میں پیدا ہونے والے کیمیائی ملائی ذہنی کیفیت پر اثر انداز ہو سکتے ہیں تو مطلب یہ ہوا کہ ہم نے جذبت کو ملائی میں تبدیل کر لیا اور اب انیس بول میں مقید بھی کیا جاسکتا ہے۔

دماغ ایک پیچیدہ آئی سی: (Mind - A complicated I-C)

دماغ اور مدافعتی نظام کے حقائق جوں جوں سامنے آرہے ہیں فن سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ ہم ایک مزید پراسرار دنیا میں پہنچ گئے ہیں۔ ایک حیرت انگیز مروط جل نے ہمیں اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے جسم اور ذہن اس طرح ایک دوسرے سے گتے ہوئے ہیں کہ انہیں علیحدہ کرنا دو قرار و بنا مشکل نظر آتا ہے۔ تین سو سالہ اس تصور کو جھٹلایا جا چکا ہے کہ ذہن اور جسم کا علاج الگ الگ ہونا چاہئے۔ اب یہ طے ہے کہ ایک کی کیفیت دوسری کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے تاہم ابھی واضح نہیں کہ ان دریافتوں کے علاج معالجے کے معطلات پر کیا حتمی اثرات مرتب ہوں گے۔ کچھ ماہرین کا خیال ہے کہ مدافعتی نظام کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کر کے ہر قسم کی بیماریوں کا علاج محض ذہن کی قوت سے کیا جاسکے

گا۔ یہاں تک کہ ہاتھوں کی ٹوٹ پھوٹ کی رفتار کو بھی جذبیت پر کنٹرول کے ذریعے
برسایا جاسکے گا۔

نئے تجربات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مدافعتی نظام کے خلیات کی نقل
و حرکت نیورو پیپٹائڈز کی تالیع ہوتی ہے، جبکہ یہ نیورو پیپٹائڈز جذبیت کے اتار
چڑھاؤ سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور یہ پیپٹائڈز ہی ہیں جو ماہرین کے خیال میں ہر
بیماری کے انسداد کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں پرٹ کا کہنا ہے۔

”ایک دن آئے گا کہ لوگ ہر بیماری کا علاج اپنے ذہن ہی میں لئے پھر
رہے ہوں گے کیونکہ یہ ذہن ہی ہے جو جسم پر حکومت کرتا ہے اور اسے بیمار یا
صحت یاب کرتا ہے واقعی ”جسم ذہن کے ملو اظہار کا نام ہے۔“

جسم و ذہن کا شفاخانہ: (Clinic of Mind and Body)

ذہن کی طاقت کے جسم پر اثر انداز ہونے کا اصول ثابت ہونے کے بعد
امریکہ میں تیزی سے مائٹڈ اینڈ بلائی کیلنکس قائم ہونے شروع ہو گئے ہیں ان کا
نعرہ ہے کہ مثبت اور منتخب خیالات آپ کو صحت یاب کر سکتے ہیں یہ معالجین درد
سر سے لے کر کینسر تک کے علاج کا دعویٰ کر رہے ہیں بیشتر معالجین کے خیال میں
یہ تحقیق اپنے ابتدائی مراحل میں ہے۔ تاہم اس پر سب متفق ہیں کہ مستقبل میں
ایچ۔ امکانات موجود ہیں ایک معروف ڈاکٹر نے سرجری اور پنسلین کے بعد ذہن
کے جسم پر شفا بخش اثرات کی تحقیق کو دنیائے طب کی تیسری بڑی دریافت قرار دیا
ہے۔

خیال کی قوت سے علاج کے معاملے میں سب سے زیادہ اتفاق رائے بے
خوابی السر درد شقیقہ ہائی بلڈ پریشر اور نفسیاتی امراض کے علاج کے سلسلے میں ہے۔

پر امید ارتکاز توجہ: (Hopeful Concentrated attention)

الکلینڈ کے ڈاکٹر ہربرٹ نینسن نے خیال کی قوت سے علاج کا اصول یہ
بتایا کہ ”ڈٹ جاؤ یا بھاگ جاؤ“ وہ مریض کو پرسکون ماحول میں بٹھا کر دس یا بیس
منٹ تک ایک شفا بخش فقرے پر توجہ مرکوز کرنے کو کہتا ہے۔ چند دن کے بعد

مریضوں کے غصے میں کمی آجاتی ہے ڈپریشن ختم ہو جاتا ہے وہ نہ تو مستعمل ہوتے ہیں نہ پریشان ہوتے ہیں۔ اس کے ہائی بلڈ پریشر ہو گرام میں سکون بخش نعروں کے علاوہ لودیات کے استعمال کی بھی اجازت ہے معلوم ہوا کہ سکون بخش نعروں سے فیصد مریضوں میں یا تو خون کا دھوک کم ہو جاتا ہے یا دلوں کی ضرورت کم ہو جاتی ہے۔

دافع درد اور تکاژ توجہ:

(Pain removing Concentrated attention)

مانٹ اینڈ ہڈی تھراپی دافع درد کے طور پر بھی بڑی کامیاب ملتی جاتی ہے پیٹنٹ کے ذریعے درد کا احساس یکسر ختم کر دینے کی مثالیں موجود ہیں۔ یہاں تک کہ اسے سرجری کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مہلج کے زیر اثر مریض تصور کر لیتا ہے کہ تکلیف وہ حصے کو سن کر دیا گیا ہے۔ اور آپریشن مکمل ہو جاتا ہے یا مریض سے کہا جاتا ہے کہ وہ ڈاکٹر کے نشتر کے بارے میں یوں سوچے جیسے اس کے جلد پر پنسل سے لائن کھینچی جا رہی ہے اور تکلیف کا احساس تک نہیں ہونے پاتا۔

خود سے نفرت کے منفی اثرات:

(Negative effects of Self disglse)

مشاہدے میں آیا ہے کہ خود سے نفرت کا رجحان رکھنے والے ایڈز کے مریض تیزی سے اپنی حالت خراب کر لیتے ہیں جبکہ اپنی ذات سے محبت کرنے والے اور زندگی کا جذبہ رکھنے والے مریضوں میں مرض کے بڑھنے کی رفتار کم ہوتی ہے۔

ایک 38 سالہ مریضہ کی ریڑھ کی ہڈی کا ایک موچک گیا وہ طبی لحاظ سے لاعلاج قرار دے دی گئی لیکن مانٹ اینڈ ہڈی کلینک میں اس نے اپنے جسم کو مختلف طریقے سے حرکت دینا سیکھ لیا اور پر امید رویے نے بلا اثرات سے شفا پاب کر دیا۔

تاجاز استعمال کا خطرہ: (Danger of Improper use)

ماہرین پریشان ہیں کہ ان تحقیقات سے لاپچی بدنیت اور کم علم لوگ تاجاز قائمہ اٹھانے کی کوشش کریں گے جو ذہن کی قوت سے شفا دینے کا ڈر لہا رہتے ہیں ایسے لوگوں کی طرف سے کچھ بے سرو پا کتاہیں بھی بازار میں آچکی ہیں اس لیے ان سے احتیاط لازم ہے۔

پی این آئی کے سائنسدان بار بار تنبیہ کرتے ہیں کہ ذہن اور جذبات کے جسم پر اثرات ابھی تک زیر مشاہدہ میں ان کی کوئی حتمی شکل فی الحال متعین نہیں کی جاسکتی مثلاً "ایک ٹیومر کی وجہ ابھی جسمانی ہی سمجھی جاتی ہے ہم دراصل اس بات پر تحقیق کر رہے ہیں کہ کیا رویہ یا مرکزی نظام اعصاب ان ٹیومرز کے علاج کی رفتار پر مثبت یا منفی طریق پر اثر انداز ہوتا ہے؟ اگر ایسا ہوتا ہے تو بلاشبہ ہمیں اس سے ہر ممکن مدد ملنی چاہیے بہر حال یہ بات ہر محقق کے نزدیک مسلم ہے کہ علاج کے عمل میں مثبت رویہ بلاشبہ اچھے نتائج پیدا کرتا ہے لیکن وہ ابھی اسے ثبوت کا بدل قرار نہیں دیتے ایک مددگار علاج کے طور پر تسلیم کرتے ہیں۔

ذہنی علامات کی اہمیت: (Importance of Mental sign)

ذہن و جسم ربط کی اس تحقیق نے ایک انقلاب برپا کر دیا ہے۔ پہلے ذہنی علامات کو صرف ہومیو پیتھک ڈاکٹرز ہی اہمیت دیا کرتے تھے لیکن اب ایلو پیتھک ڈاکٹروں نے بھی ہر قسم کے مریضوں کی ذہنی علامات کیس، سٹری میں تحریر کرنی شروع کر دی ہیں۔ انہیں یقین ہو گیا ہے کہ اب جسم اور ذہن کو پھر ایک اکٹلا تسلیم کر لیا جائے گا۔

اس تمام تحقیق کا نچوڑ یہ ہے کہ اچھی اور تعمیری سوچ جسم کے تمام عوارض پر اچھے اثرات مرتب کرتی ہے اور دواؤں کے اثرات کو تیز تر کرتی ہے جس سے مریض جلد صحت یاب ہو جاتا ہے اس کے برعکس مریضانہ سوچ رکھنے والے لوگ اپنے صحت مند جسم کو بھی مضمحل کر لیتے ہیں۔

(پروفیسر تھوڈ کے نظریات)

حاصل مطالعہ :-

مومن تمام شعبہ ہائے زندگی میں مثبت خیالات کا مجسمہ ہوتا ہے ان میں مریض کی عیادت کی ہمدردی، دوسروں کو نفع رسانی، کسی کے نقصان کا خیال کرنا، قدم قدم پر لوگوں کے جذبات کی قدردانی اسلامی زندگی کا حصہ ہے۔ بدگمانی سے بچنا اچھا گمان رکھنا کسی کی تحقیر نہ کرنا اور نہ ہی اس کی حقارت کا خیال کرنا وغیرہ وہ جذبات اور خیالات ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو عالم کا رہبر اور فاتح بنا دیا تھا آج ان جذبات اور خیالات کی پھر ضرورت ہے۔

آخر ہماری نیندیں اچاٹ کیوں ہوئیں سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Why we are unable to sleep -
Sunnah and Modern Science)

نیندیں اڑ گئیں ہیں۔ خواب اور گولیوں کے اثر ختم ہو گئے ہیں۔ دن کو سکون نہیں، رات کو نیند نہیں۔ سکون کے لئے سلان تعیش استعمال کیا پھر بھی سکون نہیں۔ زیادہ پیسہ کمایا، سکون نہیں، حسن اور روپ نگر کی دیوؤں سے رشتہ اور ناٹہ جوڑا پھر بھی سکون نہیں۔

آخر نیند کیوں نہیں آتی؟ سکون کیوں نہیں ملتا؟ اس کے اسباب ڈاکٹر ممتہ نے کچھ یوں بیان کئے ہیں۔

نیند کیوں نہیں آتی؟

(Why sleep is disturbed?)

کیا آپ بھی ان ہزاروں بلکہ لاکھوں افراد میں سے ایک ہیں جو اپنی راتیں کروٹیں دل بدل کر گزار دیتے ہیں؟ کہ آپ کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے جو نیند کی تلاش میں ہر رات ”بھیڑوں کی گنتی“ کرتے ہیں؟ کیا آپ کا شمار بھی انہی لوگوں میں ہوتا ہے جو صبح صبح اپنی سرخ آنکھیں لے کر دفاتروں کو جاتے ہیں؟ اگر آپ کا شمار ان تمام میں سے کسی ایک میں بھی ہوتا ہے تو یہ مضمون صرف آپ کے لئے ہے۔

نظام قدرت: (System of Nature)

قدرت نے ہر کام کے لئے ایک قانون بنایا ہے۔ زندگی کا توازن برقرار رکھنے کے لئے ہر چیز کے دو رخ بنائے ہیں، زمین ہے تو آسمان بنایا، چاند ہے تو سورج پہلے سے موجود، سردی ہے تو گرمی بھی آتی ہے، پھولوں، پودوں پر بہار بھی

آتی ہے اور بہت جھڑکا موسم بھی آتی جاتا ہے، مرد ہے تو عورت بھی پیدا کی، نکی ہے تو بدی کی قوتیں بھی سرگرم عمل ہیں، غرض ہر چیز کے دو رخ ہیں، دووازے ہیں جن کی مدد سے توازن قائم رہتا ہے، چنانچہ رات کے بعد دن آتا ہے اور دن بھر کام کرنے کے بعد رات آرام کی غرض سے میسر ہوتی ہے، اگر کسی کے اس نام زندگی میں کوئی خلل پڑ جائے تو اس کی زندگی بے آرامی اور بے چینی سے گذرتی ہے۔ دن بھر کام کے بعد رات کو نیند نہ آئے اور بے خوابی کی کیفیت طاری رہے تو انسان تھکن، پریشانی، کمزوری، اور فکروں میں گھر جاتا ہے اور اس کی تمام تر سوچیں آرام وہ نیند کی طرف مبذول ہو جاتی ہیں، نیند کا نہ آنا اپنے ساتھ پریشانیوں و دعوت دیتا ہے اور اس کی کئی وجہ ہو سکتی ہیں۔

نیند کی کمی کا نقصان: (Loss of Lack of sleep)

ماہرین کبھی کبھی اس بات پر متفق نہیں رہے کہ نیند کا نہ آنا صرف چند ایک ایک خاص باتوں کی وجہ سے ہے بلکہ تقریباً ہر ایک نے علیحدہ علیحدہ وجوہات بیان کیں ماہرین کبھی ان وجوہات پر متفق نہیں ہو سکے البتہ وہ اس بات پر ضرور متفق ہیں کہ یہ بذات خود کوئی بیماری نہیں ہے۔ بلکہ بعض دوسری بیماریوں کے باعث پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح نیند کی کمی سے بھی کئی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

طبی سائنس اور نفسیاتی علاج کی ترقی:

طبی سائنس اور نفسیاتی علاج دونوں نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ چند ایک کو چھوڑ کر کوئی بھی مرض ناقابل علاج نہیں رہا۔ بے خوابی بھی کوئی ایسا لاعلاج مسئلہ نہیں چونکہ اس کا تعلق کافی حد تک ذہنی سکون و آرام یا بالواسطہ انسانی نفسیات سے ہے اس لئے اس کا علاج ایک لہذا اور صبر آزما عمل ہے۔ مریض پر انفرادی توجہ دینی پڑتی ہے دماغی چھان بین کی جاتی ہے اور بے شمار وجوہات میں کسی ایک کا پتہ چلانے کے لئے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ جائزہ لینا پڑتا ہے۔

بے خوابی کی درجہ بندی: (Ranking of sleeplessness)

ماہرین نے بے خوابی کی بھی درجہ بندی کی ہوئی ہے بے خوابی نہایت ہی معمولی نوعیت کی بھی ہو سکتی ہے۔ جبکہ بے خوابی مزمن قسم کی بھی ہو سکتی ہے۔ اگر آپ گاگر ریلوے اسٹیشن کے بالکل قریب ہے تو آپ کی بے خوابی ایک معمولی نوعیت کی ہے، اسی طرح اگر آپ کا اپنے کسی ساتھی سے کوئی جھگڑا ہے یا آپ کے پاس نے آپ کو سخت ست کہا ہے تو آپ کا رات بھر جاگنا دراصل بے خوابی نہیں بلکہ بے سکونی ہے۔

اہمیت کی حامل بے خوابی وہ ہوتی ہے جب لوگ کئی ہفتے اس مرض کا شکار رہتے ہیں۔ یہ بے خوابی اس وجہ سے ہوتی ہے کہ آپ جسمانی طور صحت مند نہیں ہوتے کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں یا آپ کا اپنی بیوی یا شوہر سے جھگڑا ہوا ہوتا ہے۔ مستقل بے روزگار رہنا اور ایک اور وجہ جو کہ اکثر طالب علموں کو لاحق ہوتی ہے وہ امتحان کا خوف بھی ہو سکتی ہے۔ ماہرین کی رائے میں یہ قسم کچھ ایسی خطرناک نہیں کہ زیادہ فکر کی جائے، حقیقت یہ ہے کہ ایسی بے خوابی جو کہ آپ کو مہینوں یا شاید سالوں پر سکون نیند سے محروم رکھے، دراصل بے خوابی کی انتہا ہے اور یہ وہ نکتہ ہے جو طبی، نفسیاتی و سائنسی ماہرین کے لئے درد سر بنا ہوا ہے۔

آپ کو کتنی نیند کی ضرورت ہے؟

ماہرین کی تحقیق: (Research of Experts)

برسوں کے تجربے اور مشاہدے کے بعد ماہرین نے پرسکون نیند اور آرام وہ دن گزارنے کے لئے تقریباً "ہر عمر کے فرد کے لئے روزانہ اوسط نیند کی ضرورت معلوم کی ہے۔ مندرجہ ذیل چارٹ ان کی کوششوں کو آپ کے سامنے لائے گا۔

اب آپ کا فرض ہے کہ اپنی عمر کے مطابق اپنی ضرورت دیکھیں اور پوری کوشش کریں کہ آپ اس پر عمل کر سکیں۔ چارٹ یہ ہے۔

نیند کی ضرورت (گھنٹوں میں)
 9 سے 12 گھنٹے
 7 تا 8 گھنٹے
 6 تا 7 گھنٹے
 6 سے 6.5 گھنٹے

آپ کی عمر
 دس سال سے کم
 دس سے بیس سال
 بیس سے تیس سال
 تیس سال کے بعد

نیند نہ آنے کی اہم وجوہات:

(Reason of disturbance of sleep)

جیسا کہ میں نے پہلے لکھا ماہرین کی رائے میں نیند نہ آنے کی وجوہات بے شمار ہیں وہ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس طرح ہر چیز کی کوئی نہ کوئی جڑ ہوتی ہے کوئی نہ کوئی ذریعہ ہوتا ہے جہاں سے بے شمار چیزیں نکلتی ہیں اسی طرح نیند نہ آنے کی کئی ایک وجوہات کسی ایک بڑی وجہ کی مختلف شاخیں ہوتی ہیں ماہرین مندرجہ ذیل اسباب کو نیند نہ آنے کی اہم وجوہات قرار دیتے ہیں۔

جسمانی تھکن (Physical Exhaustion):

یہ عام وجہ ہے کہ ایسا شخص بہت زیادہ جسمانی تھکن کا شکار ہو، عمدہ نیند بلکہ بعض اوقات نیند سے ہی محروم رہتا ہے سونے اور جاگنے کا عمل ذہن کے زیر اثر ہے، جب انسانی جسم بہت زیادہ تھکن محسوس کرتا ہے تو دماغ اعصابی نظام کے ذریعے اس تکلیف کو محسوس کرنا شروع کر دیتا ہے، جس کا نتیجہ آپ کی بے خوابی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

اگر آپ کے جسم کے کسی حصے میں درد ہو رہا ہو تو آپ کا ذہن اپنی تمام تر توجہ اس طرف کر لیتا ہے۔ اس طرح نیند کو سوں دور چلی جاتی ہے۔ سانس کی تکلیف، یا ٹانگوں میں بہت زیادہ درد نیند کی راہ میں حائل ہو سکتا ہے۔

خواب آور ادویات (Trunculizer):

”خواب آور ادویات عمدہ نیند کی دشمن ہیں۔“ یہ جملہ آپ کو چونکا دے

گا۔ کیونکہ ان ادویات کا مطلب اور مقصد ہی نیند حاصل کرنا ہے کوئی بھی شخص جس کو نیند کی کمی کی شکایت نہ ہو ان ادویات کو استعمال نہیں کرتا۔

ڈاکٹر اسمتھ کا تجزیہ: (Analysis of Dr. Smith)

(ڈاکٹر اسمتھ مارٹن جو کہ امریکی ادارہ برائے نفسیات کے ڈائریکٹر ہیں اس بارے میں کہتے ہیں:

”جب تک آپ نیند کے لئے خواب آور ادویات کا استعمال کریں گے آپ نیند کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرتے رہیں گے۔“

ڈاکٹر اسمتھ کا یہ بیان ایک نہایت ہی جامع، مفصل اور مثالی بیان ہے اور اس سے خواب آور ادویات کے مہلک اثرات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ تقریباً ہر ڈاکٹر یا ماہر کا خیال ہے کہ خواب آور ادویات ڈاکٹر کی ہدایت کے بغیر کبھی بھی استعمال نہیں کرنی چاہئیں۔ خواب آور ادویات کے برے اثرات کو سمجھنے کے لئے یہ بات ہی کافی ہے کہ ایک طرف تو یہ انسان کے اعصابی نظام کو نہایت تیزی سے متاثر کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف یہ آپ کی نیند کی ضروریات کو بربھاتے رہتے ہیں جبکہ دوسری بات آجکل کے تیز اور مقابلہ والے زمانے میں ناممکن ہے یا تو آپ سولیں یا دنیا کا مقابلہ کر لیں۔

منشیات کا استعمال: (Use of Dragsddiction)

منشیات کا استعمال جس تیزی سے بڑھ رہا ہے اور خاص کر پچھلے ایک عشرے سے یہ اپنی تمام پچھلی حدوں کو توڑ رہا ہے منشیات میں تمباکو نوشی سے لے کر شراب، کوکین، حشیش، مینڈس اور ہیروئن، تمام چیزیں شامل ہیں۔ یہی غلط خیال جو کہ لوگوں کے دماغوں میں بس گیا وہ یہ ہے کہ تمباکو منشیات کے زیر اثر نہیں آتا یہ ایک غلط خیال ہے اور یہ صرف اس کا نتیجہ ہے کہ آج تمباکو سے زیادہ کسی اور نشہ کا استعمال نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمباکو ایک مہلک نشہ ہے اور ”میٹھے زہر کا کام کرتا ہے۔“

تمباکو کئی چیزوں کا مرکب ہے سب سے اہم نکوٹین ہے جس کے بارے

میں آپ سب یقیناً بہت اچھی طرح سن چکے ہوں گے۔ کوئین کو اگر کم سے کم الفاظ میں بیان کرنا ہو تو ماہرین اس کو ”زہر“ کہتے ہیں۔ سگریٹ نوشی اعصابی نظام پر شدید اثر ڈالتی ہے اور رفتہ رفتہ بے خوابی کی طرف لے جاتی ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شدید طلب اچھی بھلی نیند کو خراب کر دیتی ہے۔ یہ بات صرف سگریٹ پر ہی کیوں لاگو ہو، حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا ہر نشہ آپ کے دماغی معمولات کو متاثر کرتا ہے اور آپ کے دماغ کو متنی رخ پر لے جاتا ہے۔

رات کو دیر سے سونا: (Late night sleeping)

قدرت نے زندگی گزارنے کے لئے طریقے بنائے ہیں جو عین انسانی فطرت کے مطابق ہیں دن کام کے لئے اور رات آرام کے لئے بنائی ہے۔ یہی سب سے بہترین اصول زندگی ہے۔ اکثر دیکھا یہ جاتا ہے کہ لوگ رات کو دیر سے سوتے ہیں اور صبح جلد سے جلد اٹھنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسے لوگ غیر مطمئن اور معطل زندگی گزارتے ہیں۔ ”ہم ماشاء اللہ مسلمان ہیں اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول ہمارے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”رات کو جلدی سو جاؤ اور صبح جلدی اٹھو یہی بہترین معمول زندگی ہے۔“ حقیقت بھی یہی ہے۔

آپ کی غذا: (Your's Nutrition)

آپ کسی عشاءے میں گئے، کھانا آپ کے مزاج کے عین مطابق تھا، خوب جی بھر کر اور پیٹ بھر کر کھایا، نہ ادھر دیکھا نہ ادھر، نہ ہی پانی پینے کا خیال آیا اور نہ ہی پلیٹ کو ہاتھ سے چھوڑنے کا، کھانا کھا کر گھر آئے لیٹنے کی کوشش کی، نیند نہیں آئی، کوئی گولی چوسی، کچھ افاقہ ہوا۔ اگلے دن رات کا کھانا گھر پر کھایا، کھانا کچھ حسبِ مشانہ تھا زیادہ نہ کھایا گیا۔ تھوڑا سا کھا کر رات کو سونے چلے گئے، اب پیٹ دہائی دے رہا ہے اور آپ ہیں کہ سونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔

بہت زیادہ کیفین (ایک مادہ جو کہ چائے اور کافی میں پایا جاتا ہے) کا حد

سے زیادہ استعمال بھی نیند بھگانے کا موجب بنتا ہے، بہتر نیند کے لئے غذا میں احتیاط اعتدال سے کام لیجئے۔

متفرق وجوہات: (Miscellaneous Reasons)

آپ کے سونے کے کمرے میں روشنی کا گذر یا حد سے زیادہ اندھیرا، بہت زیادہ شور و غل، کمرے کا بہت زیادہ گرم یا ٹھنڈا ہوتا، یہ تمام چیزیں متفرقات میں شامل ہیں، بہتر ہے کہ آپ معتدل درجہ حرارت پر ایک پرسکون خواب گاہ کا انتخاب کریں اور بھرپور نیند سے استفادہ کریں۔

بہتر نیند کا حصول کیسے ممکن ہے:

(How better sleep may achieved)

نیند نہ آنے کا مسئلہ کوئی جدید دور کا مسئلہ نہیں ہے۔ صدیوں سے انسان اس کا شکار ہے۔ اطباء، حکماء اور ڈاکٹروں نے پرسکون نیند کا حصول ممکن بنانے کے لئے جو طریقے وضع کئے وہ تمام طریقے ہم نیچے درج کر رہے ہیں، یقیناً ان میں سے کوئی ایک آپ کے لئے بھی ہے۔

1- رات کے کھانے میں زیادہ ثقیل غذا سے پرہیز کریں۔ چکناہٹ کم سے کم کھائیں، اس طرح آپ پر بوجھ کم پڑے گا اور آپ کا دماغ موثر طریقے سے آرام کر سکے گا۔

2- سونے کے اوقات کا ایک باقاعدہ معمول بنالیں اور اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔ جب آپ اس میں کامیاب ہو جائیں تو دن میں سونے سے گریز کریں کیونکہ اس طرح آپ کی نیند خراب ہو جائے گی اور معمول میں فرق آجائے گا۔

3- شام کے اوقات میں ہلکی پھلکی ورزش یا رات کو کھانے کے بعد چھوٹی سی سیر کو اپنی زندگی کا جزو لازم بنالیں۔ آپ چست و توانا رہیں گے۔

4- نشہ آور ادویات کا استعمال بالکل نہ کریں ایسا فوری ممکن نہ ہو تو کم سے کم شام ہونے کے بعد بالکل استعمال نہ کریں۔

5. اگر مہینہ ہو تو سونے سے قبل گرم پانی سے غسل کریں۔ نملنے کے بعد ہلکے پھیلے کپڑے پہن کر سو جائیں۔
6. اپنے کمرے کے درجہ حرارت، روشنی کی کمی بیشی اور شور و غل کا خیال رکھیں کہ شش کر کے ایک پرسکون خواب گاہ بنائیں۔
7. ستر پریٹ کر کسی دلچسپ مگر غیر بیجا کتاب کا مطالعہ اس وقت تک کریں جب تک غنودگی محسوس نہ ہو۔

(سائنس اور انسان)

حاصل مطالعہ :-

اسلامی تعلیمات اور مذکورہ ایک یورپی محقق کا موازنہ کیا جائے تو یہ بنت روز روشن کی طرف عیاں ہے کہ نشہ حرام ہے یورپی محقق نے منع کیا۔ رات کو جلدی سونا سنت نبوی ﷺ ہے۔ یورپی محقق نے اسی پر اصرار کیا۔ کم کھانا سنت نبوی ﷺ ہے یورپی محقق نے زیادہ کھانے سے منع کیا ہے۔ صبح نماز کے لئے اٹھنا اور مسجد میں نماز کے لئے جانا پھر اعلیٰ کی رو سے آپؐ کبھی کبھی بلات کی سیر کے لئے تشریف لے جاتے تھے اس عمل کو محقق نے صحت کا ضامن اور مفید تریاق بتلایا ہے۔

ذخیرہ اندوزی۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Black Marketing- Sunnah and Modern Science)

اقتصادی امور میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کی رپورٹ:

(Report of world Health Organization in Economics)

”اشیائے خورد و نوش کا استعمال مارکیٹوں میں اس قدر میسر ہو کہ اس کا ملنا کسی وقت بھی مشکل نہ ہو۔ گاہک کی صورت حال چونکہ ضرورت مند کی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کی ضروریات کا خیال کرنا تاجرانہ زندگی کا اصول ہے۔ اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کا قانون بروقت عمل میں رہے۔ اور وہ لوگ جو اس جرم میں مبتلا ہیں۔ ان کے خلاف سخت کارروائی کا اجراء ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ریاست کے عوام بہتر زندگی گزار سکیں۔“

(ورلڈ ہیلتھ رپورٹ۔ اکتوبر 1988ء)

مندرجہ بالا رپورٹ یورپی تحقیق اور مشاہدات کا ہے مندرجہ ذیل اسلامی اصول ملاحظہ فرمائیں۔

طعام اور ادویات کی ذخیرہ اندوزی:

(Food and black marketing of Medicines)

طعام اور ادویات کی ذخیرہ اندوزی اسلام کے بنیادی عقائد کی ضد ہے! ثبوت حاضر ہے! ذخیرہ اندوزی کے لئے عربی زبان میں امتکار کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس کے معنی کھانے پینے کی چیزوں کی فروختگی اس لیے روک دینا ہے کہ قیمت بڑھنے پر فروخت کی جائیں۔ بعض فقہاء اس میں روزمرہ کی عام استعمال کی چیزوں کو بھی شمار کرتے ہیں جن کو بعض شقی القلب تاجر بھاری تعداد میں خرید کر ذخیرہ کر لیتے ہیں اور فروخت بند کر دیتے ہیں تاکہ بعد میں اس کو بیچ کر زیادہ نفع کمایا جا سکے۔

ضروری اشیاء کی ذخیرہ اندوزی زیادہ منافع کی خاطر جس سے عوام کو

تکلیف ہو گناہ کیسہ ہے۔ مکہ میں ذخیرہ اندوزی کو الحلا کے برابر تسلیم کیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔

(الموسوعۃ النقیۃ 2: 90 مطبوعہ کویت)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا تھا کہ جو کوئی مسلمانوں کے طعام کی ذخیرہ اندوزی کرے گا۔ (محولہ بلاص 93) بعض لوگوں نے اس کا بھی ذکر کیا ہے کہ کس طرح ذخیرہ اندوزوں کو اس دنیا میں کوڑھ یا دوسرے تکلیف دہ امراض اور حالات کا عذاب دیا گیا۔

فقہاء اس پر متفق ہیں کہ اگر ذخیرہ اندوزی سے عوام کو تکلیف پہنچے تو حکومت ان کا ذخیرہ بلکہ فروخت کر سکتی ہے۔ لام ابو حنیفہ و ابو یوسف کا کہنا ہے کہ ایسے مجرموں کو جسمانی سزا بھی حاکم وقت دے سکتا ہے کیونکہ یہ لوگ عوام پر ظلم کے مرتکب ہوتے ہیں (محولہ بلاص 95)

دراصل یہ مسئلہ عوام سے اور مصلحت سے متعلق ہے اور سیاست شرعیہ کے ذیل میں آتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کو روکنے کے لئے حالات کے مطابق مختلف طریقے موقع کے مطابق استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ اس جرم کی شفاعت حالات کے مطابق کم یا زیادہ بھی ہو سکتی ہے مگر کوئی مسلمان کیسے یہ برداشت کر سکتا ہے کہ وہ زبان رسالت سے لعنت کا مستحق ہو۔ حدیث شریف میں تجارت کی تعریف کی گئی مگر تاجروں کی برائی بھی ہمیں ایک حدیث میں ملتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تاجر فاجر ہوتے ہیں۔ صرف وہی جو شرعی طریق سے ہٹ کر تجارت کرے۔

اس کی وجہ یہی ہے کہ تاجر لالچ کی وجہ سے جھوٹ بھی بولتے ہیں۔ ذخیرہ اندوزی بھی کرتے ہیں اور حد سے زیادہ نفع کمانے کے لئے مختلف حیلے بہانے اور بعض دفعہ فریاد بھی کرتے ہیں۔ ایک حدیث شریف میں کہا گیا کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ اگر انسان آخرت پر نظر رکھے تو وہ کم از کم ایسے گناہوں سے تو با آسانی باز رہ سکتا ہے جس میں عوام کو تکلیف پہنچتی ہو۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں شہید ہوتا ہے تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں سوائے قرض یا ان گناہوں کے جس کے ذریعے کسی

دوسرے انسان کو تکلیف پہنچی ہو یعنی حقوق العباد خدا کی راہ میں جان دینے سے بھی معاف نہیں ہوتے۔ یہ الگ بات ہے کہ قیامت کے دن وہ شخص جس کو تکلیف پہنچی ہو وہ جو اس کو معاف کر دے یا خدا تعالیٰ اس شخص سے کہے کہ اس کا حق معاف کر دو تو میں جنت میں تم کو فلاں فلاں چیز مزید عطاء کروں گا۔

پورے معاشرے کی تکلیف:

(Inconvenience for whole society)

اب غور طلب ایک دوسری بات یہ بھی ہے عام حقوق العباد میں عام طور سے صرف ایک یا چند اشخاص کو تکلیف پہنچتی ہے مگر ذخیرہ اندوزی سے ایک نہیں بلکہ پورے شہر یا پورے ملک و قوم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں اس جرم سے لاکھوں یا کروڑوں لوگوں کو اذیت پہنچ سکتی ہے۔ ان میں معصوم بچے، بوڑھے اور بیمار بھی ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح سے اگر کوئی تاجر دواؤں کا ذخیرہ کرے اس لالچ میں کہ یہ مہنگی ہوں گی اور میں زیادہ نفع کماؤں گا تو اب سوچئے کہ مریضوں پر یہ ظلم ہو گا یا نہیں پھر مریضوں کی اکثریت غریبوں کی ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ہم لوگوں کو رزق غریبوں ضعیفوں کی نمازوں اور دعاؤں کی وجہ سے دیتے ہیں۔ یعنی ان کی خاطر امیروں کو بھی رزق ملتا ہے۔

قرآن کی سورۃ احزاب آیت نمبر 58 میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

جو لوگ مومن مردوں یا مومن عورتوں کو اذیت پہنچاتے یا تکلیف پہنچاتے ہیں جبکہ انہوں نے کوئی قصور نہ کیا ہو تو ایسے لوگ اپنے سر بہتان لیتے ہیں اور ظاہر گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس سلسلے میں ایک حدیث بھی نوٹ فرمائیں۔

ایک روز نبی ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے آگیا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ تم نے لوگوں کو اذیت پہنچائی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک تو تم دیر سے آئے دوسرے لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر ان کو اذیت پہنچاتے ہو۔

اب غور فرمائیے کہ اگر ذخیرہ اندوزی سے کسی بھوکے کو کھانا ملنا مشکل ہو یا کھانے میں دیر ہو جائے تو اسے کتنی تکلیف ہوگی۔ اسی طرح اگر مریض کو ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے دوا نہ ملے یا اتنی سنگلی ملے کہ وہ خرید نہ سکے یا اس کو لوگوں کی منت سماجت کر کے قرض لینا پڑے تو ایسے مظلوموں کو کتنی تکلیف ہوگی۔ یقیناً یہ تکلیف اس سے بہت زیادہ ہوگی جو مسجد میں بیٹھے ہوئے شخص سے آگے جانے والے اور گردن پھلانگنے سے ہوتی ہے۔ جب محض گردن پھلانگنے کی معمولی سی تکلیف دینے پر اتنی سخت وعید ہے تو طعام اور لوویات کی ذخیرہ اندوزی کر کے لوگوں کو تکلیف پہنچانے پر اس دنیا اور آخرت میں کتنی سزا ہوگی؟ اسی وجہ سے حدیث مذکورہ بلا میں کہا گیا کہ کوڑھ جیسی تکلیف دہ بیماری میں ذخیرہ اندوزی کے جرم پر جلا کر دیا جاتا ہے۔

جرم: (Offence)

پھر یہ ایسا جرم ہے کہ اس کی اطلاع دوسرے ملکوں میں بھی پہنچ جاتی ہے۔ بعض دفعہ باہر سے طعام کی اشیاء امپورٹ کرنی پڑتی ہیں اس سے زر مبلولہ ضائع ہوتا ہے اور اسلام کی بدنامی بھی ہوتی ہے کہ پاکستان کے تاجر کس قدر لالچی ہیں کہ دولت کی خاطر عوام کو تکلیف دیتے ہیں۔ ہمارے مسلمان یہ تو کہتے ہیں کہ ہم رحمتہ للعالمین کی امت میں ہیں، نعتوں میں آپ کے نبی رحمت ہونے کا خوب بیان کرتے اور گاگا کر پڑھتے ہیں مگر عملاً "عوام کو اذیت پہنچا کر اسلام اور نبی ﷺ کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ ناظرین خود غور فرمائیں کہ کتنا بڑا جرم ہے جو یہ تاجر دولت کی لالچ میں کرتے ہیں۔

نفع: (Profit)

سلف کے تاجر صرف 5 یا دس فیصد نفع لیتے تھے پندرہ فیصد سے زیادہ نفع لینے کو برا جانتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے اتنی دولت کمانے کا کیا راز ہے اور آپ اتنے کامیاب تاجر کیسے بنے؟ آپ نے جواب دیا میں نے ہمیشہ معمولی نفع پر اپنا مال بیچ دیا مزید فرمایا کہ میں نے

ایک ہزار اونٹ قیمت خرید پر بیچ دیئے اور ایک ہزار رسیاں جوان کے گلے میں تھیں وہ میرا نفع تھیں۔ سلف کے بہت سے تاجر علماء اور صلحاء کی خدمت کے لئے تجارت کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ میں تجارت کرتا ہوں تاکہ فلاں فلاں علماء کی خدمت کرسکوں اور ان کو کمانے سے فارغ کردوں۔

مسلمان کی تعریف: (Definition of Muslim)

مسلمان کی تعریف تو قرآن میں یہی ہے کہ یہ لوگ خود تکلیف میں رہ کر ضرورت مند ہونے کے باوجود دوسروں کو اپنا کھانا کھلا دیتے ہیں۔ ایک آیت میں یہ ہے کہ وہ خدا کی محبت میں دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں پھر بھلا مسلمان سے یہ کیسے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ ذخیرہ اندوزی کر کے مسلمانوں کو تنگ اور پریشان کرے۔ ایسے لوگوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔

قرآن میں ایک جگہ خدا تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول ﷺ بھیجا جب تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو تمہارے نبی پر بھی وہ وقت شدید ہوتا ہے۔ مزید وہ رسول ﷺ تم کو ایماندار اور نیک بنانے کے بہت حریص ہے۔ وہ مومنوں پر بہت ہی مہربان اور رحیم ہے۔ (28:9)

حکایت سعدی: (Tale of Saadi)

شیخ سعدی نے حکایت لکھی ہے کہ ایک درویش نے حج کا سفر کیا اور ہر قدم پر دو رکعت نماز پڑھتا جاتا تھا اس کو غرور پیدا ہوا ہاتھ غیب نے آواز دی کہ ایک دل کو خوش کرنا ہزار رکعت سے بہتر ہے۔

بہ	احسانے	آسودہ	کرون	دے
بہ	از	الف	رکعت	منزلے

یاد رہے کہ علماء اور صوفیاء کا قول ہے کہ نقلی حج کی بجائے غریب مسکین کو صدقہ کرنا زیادہ ثواب کا کام ہے۔ ذخیرہ اندوز نفع سے سنگ مرمر کی مسجد بناتے ہیں مگر اقبال کہتا ہے۔

میں ہانوش و ہزار ہوں' مرمر کی سلوں سے
میرے لئے مٹی کا حرم اور بتا دو
(اسلامی نظام معیشت)

اسلام کے اصول حکمرانی - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Ruling Principles of Islam -
Sunnah and Modern Science)

ذیل کارنیگی مارڈن، چیولاگ، فرائیڈ، ایس۔ کیولاس، کیلس۔
ہومز، روز ویلٹ، کینیڈی، ابراہیم لنکن، وغیرہ تمام سربراہان نے (واضح رہے کہ
ان میں سے کوئی سربراہ مملکت ہے اور کچھ سربراہ لوب ہیں) اپنی زندگی کے ساتھ
بہترین مثالیں چھوڑی ہیں۔ ان تمام مثالوں میں انسانوں کی فلاح، بہبود، کامیابی،
اکرام، غنودرگزر، رحم، مروت، محبت، الفت، مودت، مرجعیت شامل ہے۔

☆ صدر روز ویلٹ بہت زیادہ ہمدرد اور جفاکش تھا۔

○ ابراہیم لنکن غربت سے صدارت تک پہنچا۔ اس لئے غریبوں۔ ملازموں اور
مزدوروں سے محبت کرتا تھا۔

کینیڈی تمام زندگی انصاف، اور حقوق انسانیت کا درس دیتا رہا۔ فیصلے کرتا
رہا اور ان اصولوں کی جنگ لڑتا رہا۔

نکسن کوزن، لوگوں کے گھروں میں جا کر کلام کرتا اور ان کی مدد اور یادری
کرتا۔

کیا ان تمام بڑے لوگوں نے مثالی زندگی گزار کر کوئی بہت احسان کیا ہے۔
حالاتک اس سے قبل حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر تمام اسلامی
سربراہان مملکت کا دور ایک سنہری اور کامیاب دور تھا۔ اور ان لوگوں کا طریق کار
دراصل اسلامی اصولوں کی پاسداری تھی یہی وجہ تھی کہ یہ لوگ کامیاب اور کامگار
ہوئے۔

حضرت عمر کا شہد مانگنا

(Asking of Hazrat Umer for honey)

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کو بیماری میں معلق نے شہد تجویز کیا آپ نے مسجد میں جا کر عوام سے بیت المال سے تھوڑا سا شہد لینے کی اجازت طلب کی انہوں نے اجازت دی تو پھر آپ نے شہد بطور دوا لے کر استعمال کیا۔ شبلی لکھتے ہیں کہ ایک ریح یہ ہے کہ روم و شام پر فوجیں بھیج رہے ہیں حضرت خالدؓ و امیر معاویہؓ سے باز پرس ہے دوسرا ریح یہ ہے کہ بدن پر بارہ پیوند کا کرتہ ہے سر پر پھٹا ہوا عمامہ ہے پاؤں میں پھٹی جوتیاں ہیں پھر اس حالت میں یا تو کاندھے پر مشک لئے جارہے ہیں کہ بیوہ عورتوں کے گھر پانی بھرنا ہے یا مسجد کے گوشے میں فرش خاک پر لیٹے ہیں اس لئے کہ کام کرتے کرتے تھک گئے ہیں اور نیند کی چھبکی سی آگئی ہے (الفاروق: 273)

مسلمانوں نے ایران روم و شام کے فتح کئے لیکن کوئی مسلمان گورنر کسریٰ یا کسی دوسرے بلو شاہ کے محل میں قیام پذیر نہیں ہوا بلکہ کچے مکانوں میں رہائش اختیار کی گورنروں کو دربان رکھنے کی اجازت نہ تھی نہ گھر کے سامنے ڈیوڑی بنانے کی اجازت تھی۔ کہ عوام کو آنے جانے میں رکاوٹ نہ ہو حضرت سعدؓ نے جو کوفہ کے گورنر تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے ان کا مکان بازار میں تھا شور کی وجہ سے انہوں نے گھر میں دروازہ یا ڈھوڑی بنا دی تاکہ بند کر کے شور سے بچا جا سکے حضرت عمرؓ نے آدمی بھیج کر اس کے دروازے کو جلوادیا کہ اس دروازے سے لوگوں کو ملنے میں رکاوٹ ہو سکتی ہے حضرت خالدؓ نے ایک شاعر کو ہزار سکے انعام میں دیدیئے حضرت عمرؓ نے کہا یہ انعام بیت المال سے دیا تو خیانت ہے اور اپنی جیب سے دیا تو اسراف ہے دونوں غلط ہیں ان کو سپہ سالاری سے معزول کر دیا حالانکہ زبان رسالت سے سیف خداوندی کا خطاب مل چکا تھا حضرت عمرؓ عالموں کو تنخواہ بھی دیتے تھے کہ رشوت خیانت سے محفوظ رہیں مگر ان کو سادہ زندگی گزارنے پر مجبور کرتے تھے۔ تعیناتی

کے وقت ان سے عمدہ یا جاتا کہ چھنا ہونا آتا نہیں کھائیں گے باریک کپڑا نہیں
 پہننے کے قیمتی ٹھوڑے پر سوار نہ ہوں گے کسی گورنر کی شکایت ملتی تو آدھا مل
 ضبط کر لیتے (دیکھئے طبری الفاروق)

فاتح مصر کے بیٹے کو سزا:

(Punishment to son of conqueror)

عمرو بن العاصؓ گورنر و فاتح مصر کے بیٹے نے ایک غیر مسلم نوجوان کو اس لئے کوڑے مارے کہ وہ دوڑ میں ان سے آگے نکل گیا اور ان کو شرمندگی ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے باپ بیٹے دنوں کو مصر طلب کیا اور غیر مسلم کو حکم دیا کہ گورنر کے بیٹے کو کوڑے مار اور اپنا بدلہ لو جب وہ قصاص جی بھر کر لے چکا تو کہا کہ گورنر مصر کے بھی کوڑے مارو لیکن غیر مسلم نے کہا ان کا کوئی قصور نہیں ان کو کیوں ماروں اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو ان کو بھی کوڑا مارتا تو ہم میں سے کوئی تم کو نہ روکتا اس کے بعد گورنر مصر کو خطب کرتے ہوئے کہا کہ تم نے کب سے لوگوں کو غلام سمجھ لیا ہے ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جتا تھا جواب میں حضرت عمرو بن العاص نے کہا مجھے اس واقعہ کا علم نہیں تھا اور نہ یہ شخص میرے پاس آیا (محمد تمیز ارسلان: القضاء القضاء 185)

گورنر کا تکیہ: (Pillow of Governor)

حضرت عمرو بن العاصؓ گورنر مصر کا طریقہ تھا کہ جب وہ اپنی بیٹھک میں بیٹھے تو تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے ایک صحابی جن کا نام عرفہؓ تھا انہوں نے ان سے کہا کہ ہمارے سامنے تکیہ لگا کر نہ بیٹھا کرو آئندہ اگر تم ہمارے سامنے تکیہ لگا کر بیٹھے تو میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع بھیج دوں گا لیکن گورنر صاحب نے اس بات پر توجہ نہ کی اور تکیہ لگا کر بیٹھے حضرت عرفہؓ نے خلیفہ کو شکایت لکھ بھیجی وہاں سے حکم نامہ آگیا کہ لوگوں کی موجودگی میں تکیہ لگا کر مت بیٹھو ہاں جب اپنے گھر کے اندر جاؤ تو جیسے چاہے بیٹھو۔ (ابن حجر: المطالب العالیۃ: 2: 217)

ابراہیم جعی کے بقول حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مردوں کو عورتوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کر دیا تھا پھر آپ نے دیکھا کہ ایک شخص عورتوں کے ساتھ کھڑا نماز پڑھ رہا ہے آپ نے اسے درہ مارا وہ بولا کہ اگر میں نے جائز کام کیا تو آپ نے مجھ پر ظلم کیا اگر غلط کیا تو آپ نے مجھے تعلیم نہیں دی۔ آپ نے

پوچھا کہ کیا تو میرے ہدایات دینے کے موقع پر موجود نہ تھا اس نے نفی میں جواب دیا تو آپؐ نے وہ ڈال دیا اور کہا کہ اپنا قصاص لے لو اس نے کہا کہ آج نہیں لیتا آپؐ نے فرمایا کہ پھر معاف کر دو اس نے کہہ کہ نہیں معاف کرتا اگلے روز ملاقات ہوئی تو اس نے دیکھا کہ خلیفہ کا رنگ بدلا ہوا ہے اس پر اس نے کہا کہ آپؐ نے میری بات کا امت اثر لیا خلیفہؓ نے کہا کہ ہاں اس پر اس نے کہا کہ میں نے آپ کو معاف کیا (المدودی، حاکم السلاطینہ 249)

حضور اکرم ﷺ کا بے مثل طرز عمل اور اسلاف کے کارنامے:

(Unique way of practice of Holy Prophet (PBUH)

and great work of forefathers.)

خود حضور علیہ الصلوٰۃ نے وفات سے پہلے اپنے کو عوام کے سامنے قصاص کے لئے پیش کیا تھا اس وجہ سے شاہ مرلو نے قاضی کے سامنے اپنا ہاتھ قصاص میں کٹوانے کے لئے پیش کیا بقول ابن بطوطہ سلطان محمد تغلق کو ایک لڑکے نے قاضی کے فیصلہ کے مطابق قصاص میں اکیس چھڑیاں ماریں حتیٰ کہ اس کی کلاہ بھی گر پڑی بعض وزراء کے منہ سے اگر غصہ میں کسی کے لئے گدھے کا لفظ نکل گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے بھی قصاص میں تم گدھا کو عبد الملک جیسے کے دور میں رشوت لینا ممکن نہ تھا (البیان والتسین 3:203)

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما خلیفہ بننے کے بعد بھی محلہ کی لڑکیوں کی بکریوں کا دودھ دہا کرتے تھے سودا لادیا کرتے تھے مجاہدین کی بیویوں کے خط لکھ دیا کرتے تھے ابو مسلم خولانیؒ جب امیر معلویہ کے ہاں گئے تو ان کو اسلام علیکم اے خدمت گار کہہ کر سلام کیا (تفسیر السار 5:215)

خلیفہ مامون نے رات کو خود صراحی لا کر اپنے ہاتھ سے قاضی کو پانی پلایا رات کو خلوم سو جاتے تو خلیفہ خود اٹھ کر چراغ درست کرتا تھا (المامون 23) خلیفہ ہارون نے عینا عالم کے ہاتھ خود دھلوائے خلیفہ معتمد نے خود ایک بوڑھے لکڑہارے کے گرے ہوئے گدھے کو اٹھا کر کھڑا کیا اور لکڑیاں لادنے میں مدد دی گدھا

کچھڑ میں پھسل گیا تھا خلیفہ کے کپڑے بھی خراب ہو گئے اس کو ہزار اشرفی بھی دی
ایک اچھوت عورت کا بچہ مست ہاتھی کے سامنے آگیا عوام سب ڈر کر چھپ گئے
تھے بابر بادشاہ نے بالکونی سے چھلانگ لگائی اور بچے کو اٹھا کر بھاگ کر اس کی جان
بچائی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مرتے وقت وصیت کی کہ جتنی تنخواہ میں نے
آج تک لی ہے وہ سب میرے ترکے میں سے بیت المال میں واپس جمع کرا دی
جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرض دار فوت ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے
کبھی تنخواہ نہ لی ناصر الدین محمود، اور نگزیب، نور الدین زنگی وغیرہ نے کبھی بیت
المال سے ایک جبہ نہیں لیا سلطان صلاح الدین سنت کی پیروی میں قلعہ کی دیوار
کے لئے خود اینٹیں ڈھو ڈھو کر لاتا جب فوت ہوئے تو ترکے میں کفن کے پیسے بھی
نہ نکلے قرض لے کر کفن خریدا گیا (شہاب الدین: الروشتین 213 طبع بیروت)
(اسلام کا نظام عدل)

خاوند کے حقوق - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Rights of Husband - Sunnah and Modern Science)

- ☆ شوہر کو بیوی پر ایک درجہ فضیلت ہے، اس کے بیوی پر بہت سے حقوق ہیں۔ (البقرہ - القرآن 228)
- ☆ شوہر بیوی پر حکمران ہے۔ (النساء)
- ☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی اطاعت کرے۔ (النساء - 34)
- ☆ اگر شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے تو بیوی کو چاہئے کہ انکار نہ کرے اگرچہ وہ چولے کے پاس بیٹھی پکاری ہو۔ (ترمذی و حسنہ 1358)
- ☆ اگر شوہر گھر پر موجود ہو تو بیوی کو چاہئے کہ بغیر اس کی اجازت کے لعل روزہ نہ رکھے۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، منہاج المسلمین)
- ☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کو خفا نہ کرے، شوہر کو خفا کرنے والی بیوی کی نماز اس کے سر سے لوہر نہیں جاتی۔ (طبرانی، فتح الباری، منہاج المسلمین)
- ☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے۔ (بخاری، کتاب النکاح، منہاج المسلمین)
- ☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کے گھر میں سے بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو کچھ نہ دے البتہ روز مرہ کے کھانے پینے کی چیزوں کو بطور تحفہ بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (ابوداؤد، منہاج المسلمین)
- ☆ بیوی کو چاہئے کہ اپنے مل کو بھی بغیر شوہر کے مشورہ کے خرچ نہ کرے۔ (احمد، منہاج المسلمین)
- ☆ بیوی کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے گھر اور اس کے بچوں کی نگرانی کرے۔ (بخاری، منہاج المسلمین)
- ☆ اگر شوہر اتنا خرچ نہ دے جو گھر کے اخراجات کے لئے کافی ہو تو بیوی کو شوہر کو اطلاع دیئے بغیر اس کے مل میں سے اتنا لے لے جو معروف کے مطابق اس کے گھر کے اخراجات کے لئے کافی ہو۔ (بخاری، مسلم، منہاج المسلمین)

(المسلمین)

اس ضمن میں جدید دور کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

جدید سائنسی تحقیق یا یورپی تجزیہ :-

Scientific Research or European Analysis)

(Modern

زمانہ ایسا بدلا کہ لوگوں نے سارے ادب آداب بلائے طاق رکھ دیے۔ یہ بات کسی ایک ملک یا علاقے کی نہیں بلکہ بد اخلاقی کی ہوا شمال و جنوب اور مشرق و مغرب ہر طرف چل رہی ہے۔ اب تو لوگوں کو شکریہ کا لفظ کہنے میں بھی تامل ہوتا ہے کجا یہ کہ وہ اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کرنے کے لئے معذرت خواہی کے چند الفاظ استعمال کر لیں۔ آپ ہی بتائیے کہ ادب آداب اور تہذیب کو اب کہاں تلاش کیا جائے؟

آپ نے یقیناً ”محسوس کیا ہو گا کہ مبرو تحمل میں بھی کمی آتی جا رہی ہے۔ کام کا دباؤ، گھریلو اختلافات، بزرگوں اور بچوں کے مزاج اور انداز فکر میں تغیرات، ان سب نے مل کر انسان کو تحمل اور بردباری سے دور کر دیا ہے۔ ذرا سا اختلاف ہوا اور شروع ہو گیا جھگڑا اور کالم گلوچ۔ کیسے کیسے نیک لوگ تحمل کا دامن لمحہ بھر میں ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں۔

لیکن آپ نے کبھی غور کیا کہ آپ کا غصہ اور برہمی دوسروں کے لئے نقصان دہ ہو یا نہ ہو، خود آپ کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے اور خود آپ کے دل دماغ پر اس کے کتنے برے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ یہ کیفیت دراصل تھکن سے پیدا ہوتی ہے۔ تھکن ایک حد تک تو ہمارے کام کاج اور روز مرہ کے معمول کا نتیجہ ہوتی ہے، لیکن جب یہ بہت زیادہ بڑھنے لگے تو پھر ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ قدرت نے ہمارے جسم میں تھکن کو بہ آسانی برداشت کرنے کی جو حد رکھی ہے، ضروری ہے کہ ہم خود اس کا اندازہ لگائیں اور پھر اس حد کے اندر رہنے کی کوشش کریں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ انتہائی تھکن کی

صورت میں ہمارے اعصابی خلیوں کے مرکزے پچاس فی صد سکڑ جاتے ہیں۔
زندگی کا ڈھنگ بدل رہا ہے بلکہ بدل چکا ہے۔ جن گھروں کی عورتیں
ملازمت یا کام کرتی ہیں، وہیں اکثر کاموں میں دیر ہو جاتی ہے۔ بعض کاموں کو موخر
کرنا پڑتا ہے۔ مصروفیت کی وجہ سے لوگوں کو طے چلنے اور تقریبات میں شرکت
کرنے کے مواقع بھی کم ملتے ہیں لہذا ذہنی تفریح بھی کم ہوتی جا رہی ہے۔ نتیجہ،
غصہ اور عدم تحمل کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر یہ کیفیت رفتہ رفتہ فساد مضم،
نیند کی کمی اور کمر کے درد جیسی بیماریوں کو جنم دیتی ہے اور بعض اوقات فن کی
وجوہ بھی کلن دیر سے معلوم ہو پاتی ہیں۔ ماہرین کے خیال میں مطب میں آنے
والے تقریباً "ستر فی صد مریض ایسے ہوتے ہیں جن کی بیماری کی بنیاد تنگی اور
دباؤ ہوتا ہے جسے برداشت کرنا ان کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔

حمل کا دامن ہاتھ سے چھوٹے تو دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے اور توانائی
ضائع ہوتی ہے۔ اعصاب میں کھینچاؤ پیدا ہوتا ہے اور کچھ ایسی تنگی پیدا ہو جاتی ہے
جو کام کاج سے پیدا ہونے والی عام تنگی سے بہت مختلف ہوتی ہے۔ اس کے بعد
جینمناہٹ اور غصے کا مرحلہ آتا ہے اور آپ کو پتا ہی ہے کہ یہ غصہ ہمارے لئے
کس قدر نقصان دہ ہے؟ ابھی کچھ دن ہوئے نیویارک ٹائمز نیوز سروس نے ایک
رپورٹ شائع کی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ غصے کی علت اور کڑھنا ہمارے جسم
کے لئے اسی قدر نقصان دہ ہے جتنی تمباکو نوشی، مٹھیا یا انتہائی چکنائی والی غذائے بلکہ
آئرش تو یہ علت ان دوسری باتوں سے بھی زیادہ خطرناک بن جاتی ہے اور موت کو
جلد ہمارے قریب لے آتی ہے۔ ایک ماہر نے عورتوں کے ایک گروپ پر اٹھارہ
سال تک تجربہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ جو عورتیں غم و غصہ کو یا دوسروں
کے خلاف جذبات کو دل میں بسائے رہیں، فن کی موت کی شرح ان عورتوں سے
تین گنا زیادہ رہی جو اس علت سے بچی رہیں۔ اس ماہر کا خیال ہے کہ عورتوں میں
تمباکو نوشی سے بھی موت اتنی قریب نہیں آتی جتنی کہ مسلسل غصہ سے۔

آئرش ایسا ہوتا ہے کہ برہمی اور غصے کی کیفیت میں رونا آ جاتا ہے۔ اگر آپ
کو محسوس ہو کہ رونا آ رہا ہے تو اسے مت روکیے۔ دل کا بخار نکل جانا یقیناً "اچھا

ہے۔ اس سے کھنچاؤ کم ہو جاتا ہے اور دل ہلکا ہو جاتا ہے۔ یوں سمجھئے کہ ہمارے آنسو ایک طرح کا حفاظتی والو ہیں جو خود بخود کھل کر فاضل بھاپ کو برتن سے باہر نکل دیتا ہے۔

صبر و تحمل: (Patience)

ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔ وہ یہ کہ ہم دنیا کو تو نہیں بدل سکتے، لیکن خود اپنے آپ کو یقیناً بدل سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں صبر و تحمل کی عادت ڈالنا ہوگی، کیونکہ جس انسان میں یہ خصوصیت ہوتی ہے، اس میں خود اعتمادی بھی پائی جاتی ہے اور ایسا انسان دوسروں کی خامیوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ آپ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ ادھر ہم نے تحمل سے کنارہ کیا اور ادھر سکون سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔

سکون کی بات آئی تو یہ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی سکون ہمیں قدرت کے حسن سے حاصل ہوتا ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ آج کا انسان قدرت کا سہارا لینے سے کتراتا ہے۔

بہت سے لوگ اپنے کام اور ملازمت سے غیر مطمئن ہوتے ہیں اور اکثر یہ بے اطمینانی انہیں حالات سے لا تعلق بنا دیتی ہے۔ ایسے لوگوں کو ایک خوش گوار ماحول کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھول، پودے، درخت اور خوب صورت مناظر اس خوش گوار ماحول کی فراہمی میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ذمہ داری: (Responsibility)

یہ بات بھی ہے کہ اگر ذمہ داری سے فرائض انجام دیئے جائیں تو دل مطمئن ہو جاتا ہے۔ دفتر یا کام کی جگہ میں اگر کبھی بے اطمینانی کی فضا پیدا ہو جائے تو اسے اپنے اوپر طاری کر لینے کے بجائے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بہت سے مسائل وقت کے ساتھ ساتھ خود بخود حل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے لگے تو ان الفاظ کا سہارا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں جو زندگی کے

ررشن پہلوؤں کی نشاندہی کرتے ہیں مثلاً "مہربانی، محبت، امید، سکون، خوش خلقی وغیرہ وغیرہ اور پھر اپنے آپ کو یہ بلور کرائیے کہ دنیا میں کوئی طاقت اطمینان اور تحمل کو آپ سے نہیں چھین سکتی۔

جسم اور ذہن کا تعلق:

(Relation between mind and body)

ہمارے جسم اور ذہن میں جو تعلق ہے، اس میں ایک توازن قائم رکھنے کے لئے سکون لازمی ہے۔ لہذا اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر ہمیں یہ چاہئے کہ کبھی کسی بلوغ میں شامل لیں، کبھی تیرنے کے لئے جائیں، کبھی پاروسٹوں سے ہنسی مذاق کر لیں اور کبھی کوئی مزاحیہ کتب پڑھ کر ہنس لیں۔ اور کچھ نہیں تو کھلی ہوا میں کچھ دیر لے لے سانس لے کر ہی جسم اور دماغ کو سکون پہنچالیں۔

یہ بھی یاد رکھیے کہ اپنی خامیوں یا ناکامیوں سے دل برداشتہ ہونے کی بجائے ہمیں لن پر قابو پانے کی کوشش کرنا چاہئے۔ یعنی کرنے کے بعد ہر بار ایک نئے عزم کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں۔

خوشگوار زندگی کے لئے جیون ساتھی پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے:

(For a pleasant life, give more attention to your partner)

خوشگوار اور کامیاب ازدواجی زندگی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ پر توجہ دینے کے ساتھ ساتھ اپنے جیون ساتھی پر خصوصی توجہ دی جائے۔ پامیلا چرچل ہیز بیمن کی داستان حیات کے حوالے سے ایک کتاب میں اس پہلو کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کو یہ احساس دلائے کہ وہ خصوصی صلاحیتیں رکھتی ہے تو ازدواجی اور گھریلو زندگی پر بڑے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پامیلا کا کہنا ہے کہ کسی کی توجہ حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس پر بھرپور توجہ دی جائے۔ اس حوالے سے پامیلا کا کہنا ہے کہ امیر لوگ محبت کے میدان میں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔

(پور، ہسٹری آف دی پامیلا چرچل)

لو میرج - سنت نبوی اور جدید سائنس

(Love Marriage - Sunnah and Modern Science)

اسلامی تعلیمات میں لو میرج یعنی (Love before Marriage) کا تصور نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی تعلیمات اس کو سختی سے منع کرتی ہیں۔ ایک عورت کا غیر محرم کے ساتھ بیٹھنا منع ہے۔ اس کے ساتھ باتیں کرنا منع ہے۔ جہاں دو یہ بیٹھے ہونگے (یعنی تنہائی میں) اس وقت شیطان جذبات اور خیالات کو مسخ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ شادی سے پہلے ہی محبت بہت عروج پر چلی جاتی ہے۔ اور توقعات جو وہ ایک دوسرے سے لگاتے ہیں وہ پوری نہیں ہوتی۔ شادی سے پہلے اپنی چھوٹی غلطیوں اور کوتاہیوں سے چشم پوشی کرتے ہیں (صرف شادی کے لئے) مگر بعد میں ان غلطیوں کو برداشت کرنے کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر یہ شادیاں ناکام ہو جاتی ہیں۔

اس کے مقابلے میں بیوی کی طرف سے طے کردہ شادی کے معاملات میں چونکہ مذکورہ باتیں نہیں ہوتی اس لئے وہ ناکام نہیں ہوتیں۔ جدید سائنس نے اس اسلامی اصول زندگی کے بارے میں کیا تحقیقات کی ہیں۔ آئیے زیر نظر مضمون میں غور فرمائیں۔

اسلام نے (Love before Marriage) کی اجازت نہیں دی (Love after marriage) کی اجازت دی ہے۔ لو میرج کو بنیاد بنائیں گے تو یہ بنیاد کمزور ہوگی۔ آپ اس کا حشر مغربی معاشرے میں دیکھ رہے ہیں اور لو آفٹر میرج کا کیا مطلب ہے کہ جب ماں باپ نے وکیل بن کر لڑکے کے لئے بہتر لڑکی تلاش کر لی اور لڑکی کے لئے بہتر لڑکا تلاش کر لیا تو اب وہ میاں بیوی بن چکے اب انہیں ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیار سے زندگی گزارنی چاہیے۔ وہ جس قدر محبت اور پیار سے زندگی گزاریں گے اس پر انہیں اجر و ثواب ملے گا۔ میرے آقا نے اپنے ایک ایک فرمان میں زندگی کے سنہری اصول بتلا دیے۔

✓ حدیث پاک میں ہے کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر

سکراتی ہے اور خلوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں۔

محبت کی شلوپیاں - ناکام شلوپیاں:

(Love Marriages - Failed Marriages)

محبت کی شلوپیوں کی ناکامی کی بڑی وجہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی توقعات پر پورا نہ اترنا ہے یہ بہت سوشل اینڈ آرگنائزیشن (سلاؤ) شعبہ خواتین کی جانب سے کئے گئے ایک سروے میں سامنے آئی ہے۔ تنظیم کی جانب سے "ارنچ میرج" اور "لو میرج" کی کامیابی کے تناسب پر کرائے گئے سروے میں پتہ چلا ہے کہ ارنچ میرج کی صورت میں ناکامی کا تناسب صرف اٹھائیس فیصد ہوتا ہے اور ناکامی کی صورت میں فریقین کسی نہ کسی شکل میں زندگی کے جبر سے سمجھوتہ کر لیتے ہیں اور ساری زندگی ایک دوسرے کے ساتھ بندھے رہتے ہیں۔ طلاق کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہے ارنچ میرج کی شکل میں طلاق کا تناسب اعشاریہ سات فیصد (0.7) جبکہ محبت کی شلوپیوں میں طلاق کا تناسب چھ فیصد ہے اور محبت کی اسی فیصد شلوپیاں ناکام ہو جاتی ہیں وجہ یہ ہے کہ لو میرج کرنے والے جوڑوں کے خاندان بھی اختلافات کی صورت میں ان جوڑوں کے مابین صلح کروانے کی کوشش نہیں کرتے۔ اہل خانہ کی کوشش ہوتی ہے کہ میاں بیوی کو اپنی مرضی کرنے کی سزا ملے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو۔ اگر انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو جائے تو خاندان والے عموماً "سردہن" کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے حالات کے دہلے کی وجہ سے فریقین ایک دوسرے کو مشکلات کا باعث سمجھتے ہیں ایک دوسرے پر طعنہ زنی بھی کی جاتی ہے محبت کی شلوپیوں میں فریقین کو ایک دوسرے سے توقعات بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ مخالف فریق اس کے ساتھ وہی رویہ رکھے جس کا وہ شادی سے پہلے مظاہر کرتا تھا اور ان دعوؤں میں پورا اترے جس کی وہ شادی سے پہلے قسم کھاتا تھا۔ تو لو میرج کے بعد مرد روزگار کی تلاش میں اور خواتین گھریلو کاموں میں مصروف ہو کر رہنے

والا رویہ برقرار رکھنے میں ناکام ہو جاتی ہیں۔ تقدیری کا احساس بھی جھگڑے کی بنیاد بن جاتا ہے جبکہ اریج میرج کی صورت میں فریقین کسی بھی قسم کی توقعات نہ ہونے کی وجہ سے آپس میں سمجھوتہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں تو میرج کی صورت میں میاں بیوی ایک دوسرے سے "فرینک" ہوتے ہیں اور وہ برابری کی بنیاد پر زندگی گزارنا چاہتے ہیں برابر کا عدم توازن بھی اختلافات کا سبب بن جاتا ہے اریج میرج کی صورت میں اگر خاندانوں کے تعلقات آپس میں اچھے ہوں تو اس کا اثر جوڑوں کی ازدواجی زندگی پر بھی خوشگوار ہی ثابت ہوتا ہے جبکہ نو میرج کرنے والے جوڑے مشترکہ خاندانی نظام میں ایڈجسٹ نہیں ہو پاتے شادی سے پہلے کی انڈر سٹینڈنگ عملی زندگی میں ناکام ہو جاتی ہے کیونکہ شادی کے بعد کے مسائل دوسرے ہوتے ہیں مگر اریج میرج کی شکل میں بھی گھروالوں کو لڑکے اور لڑکی کی پسند کا خیال رکھنا چاہئے ذہنی ہم آہنگی ہونی چاہئے لڑکی اور لڑکے کی تعلیم و ریشیت میں زیادہ فرق نہیں ہونا چاہئے اور گھروالوں کو اپنی اولاد کے ذہنوں کو سمجھتے ہوئے رشتے طے کرنا چاہئے۔

(اریج اینڈ لو میرج گائیڈ - لوری میری)

اذان - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Aazan - Sunnah and Modern Science)

اذان نماز کی منلوی ہے اس بت کی آواز کہ ساری مخلوق اور تمام چیزیں چھوٹی لیکن (اللہ سب سے بڑا ہے) اس آواز کے اندر اتنا محرور کبریائی ہے کہ غیر مسلم اس آواز کو سن کر دحل جاتے ہیں۔

حاجی محمد رفیق صاحب بندہ کے صاحب الفت و صاحب اکرام احباب میں سے ہیں ایک دفعہ فرمانے لگے میں سیاحت کے دوران نیپال کے سفر میں تھا وہاں ایک مندر کے قریب نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم دوستوں نے اذان دی تو ہمیں مندر کے پجاری نے اطلاع دی آپ نے یہ کیا آواز دی ہے۔ اس کے آواز کے اثرات کیوجہ سے مندر میں تمام بت گر گئے ہیں۔

حاجی صاحب فرمانے لگے 'اسی سفر کے دوران ایک اور جگہ پر ہم نے اذان دی۔ تو غیر مسلم اپنے کٹوں میں الٹیاں دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اس آواز کے اندر عجیب کبریائی اور کشش ہے اور عظمت پائی جاتی ہے۔

نیل آرم سٹرائنگ جب چاند کے سفر پر گیا تو اس نے اذان سنی۔ ایک دفعہ مصر کی ایک جامعہ میں بیٹھا تھا کہ اس نے اذان کی آواز سنی تو کہا کہ یہ آواز تو میں نے چاند پر سنی تھی۔

اذان نے میری دنیا بدل دی: (Aazan Changed my life)

کینیڈا کے پاپ سٹار اوینگ براؤن نے گذشتہ دنوں جدہ میں اسلام قبول کر لیا اب ان کا اسلامی نام محمد براؤن رکھا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق بتایا جاتا ہے کہ مذکورہ پاپ سٹار جو کینیڈا میں عالی شہرت یافتہ ڈانس اور گلوکار مائیکل جیکسن کے بھائی جی جیکسن کے ساتھ اپنے شو منعقد کیا کرتا تھا، جی جیکسن کے ساتھ اپنے شو منعقد کیا کرتا تھا، جی جیکسن کے اسلام قبول کرنے کے بعد لفظ اسلام سے پہلی دفعہ

مانوس ہوا، براؤن جس کی پیدائش اور پرورش خالص کیتھولک گھرانے میں ہوئی اپنے دوست جمی جیکسن کے حج بیت اللہ کی او ایس کے بعد سعودی عرب سے آئی ہوئی کتابوں کے مطالعہ کی جانب راغب ہوا، نیز جمی جیکسن کی زندگی میں اسلام کے بعد آنے والی ایک لخت تبدیلی نے اس کو سوچنے پر مجبور کر دیا، وہ بتاتے ہیں کہ اسلام کے موضوع پر کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اسلام کی حقانیت مجھ پر واضح ہوتی چلی گئی، ورنہ اس سے قبل اسلام کو میں ایک دہشت گرد اور از کار رفتہ دین سمجھتا تھا، مگر کتابوں کے مطالعہ نے مجھ پر ایک نئی دنیا روشن کر دی، اسلام کا پیغام میرے دل کو چھونے لگا جس نے میرے اندر مزید اسلام کی معلومات حاصل کرنے کا داعیہ پیدا کر دیا، اتفاق سے میں اپنی والدہ کے پاس نیویارک گیا، جہاں میری قیام گاہ کے قریب ہی پانچ وقت بلند آواز اذان کہی جاتی تھی، چنانچہ ہر اذان کی آواز میرے دل کی دنیا میں بل چل چلنے لگی، اس کے بعد جذبہ شوق کی رفتار مجھے مصر اور سعودی عرب لے گئی، جہاں میں نے نہایت قریب سے مسلم معاشرے اور ماحول کا مطالعہ کرنے کے بعد بالآخر میں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

(وہ جن کا رہبر قرآن ہے)

خوشی - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Happiness - Sunnah and Modern Science)

- جب کوئی خوشی پہنچے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور سجدہ شکر کرے۔ (ابو داؤد - ترمذی - منہاج المسلمین)
- خوشی کے موقع پر اترانہ جائے بلکہ اسے اللہ کا فضل سمجھے (القصص - القرآن)
- جب اپنے کو خوش کر دینے والی چیز دیکھے تو کہے
ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
- ترجمہ :- جو اللہ چاہے وہی مٹا ہے کسی میں کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی توفیق سے
(الکھف - القرآن)
- دوسرے کی خوشی پر اسے مبارک باد دے۔ (بخاری - منہاج المسلمین)
- خوشی کے بارے میں جدید سائنسی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

خوشی اور اس کی کیمیائی ترکیب:

(Happiness and its Chemical composition)

انسانی جسم میں مختلف کیفیات میں ایڈرینالین (Adrenaline) اور ایڈرینالین (Noradrenaline) اور کورٹیسول (Cortisol) جیسے کیمیائی مرکبات پیدا ہوتے ہیں جو تیزاب کی طرح انسانی جسم کو کھا جاتے ہیں اور اگر اس کے ساتھ شدید ذہنی دباؤ اور تناؤ بھی موجود ہو اور ساتھ ہی ناراضگی کے آثار (Anger) اور ڈیپریشن (Depression) بھی موجود ہو تو یہ تمام چیزیں مل کر انسان کو ختم کر دیتی ہیں۔

انسان میں مثبت سوچ، تجسس اور خوشی جیسے عوامل زندگی کو نہ صرف خوشنوار بنا سکتے ہیں بلکہ قد لمبا کرنے میں بھی معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

ہنسنا: (Laughing)

ہنسی انسان کے ذہنی دباؤ کے بد اثرات کو ختم کرتی ہے۔ سائنسی تجربات نے ثابت کیا ہے کہ جو لوگ زیادہ ذہنی یا اعصابی دباؤ کو قبول نہیں کرتے تھے اور ہر بات کو آسانی سے لیتے تھے ان میں سے صرف 2 فیصد لوگ 50 سال کی عمر سے پہلے مر گئے جبکہ زیادہ ذہنی دباؤ کے شکار لوگ تقریباً 15 فیصد 50 سال کی عمر سے پہلے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

خوشی صحتمندی کی علامت ہے۔ جب انسان کا جسم خوشی محسوس کرتا ہے تو انسانی جسم کے اندر این ڈورفین پیدا ہوتی ہے۔ جسے انسانی دماغ سارے جسم کو مہیا کرتا ہے اور اس کیمیائی مرکب کی خصوصیات ایون سے ملتی جلتی ہیں۔ یہ مرکب انسان کے جذبات کو اونچا رکھتا ہے اور ساتھ درد کے احساسات کو ختم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا کیمیائی مرکب جس کو اوسی ٹوسین (Oxytocin) کہتے ہیں۔ یہ ہارمون پیچوٹری گلینڈ پیدا کرتا ہے اور یہ انسانی جسم میں مطمئن اور ذہنی زرخیزی کے احساسات پیدا کرتا ہے۔

غم: (Grief)

غم کو سائنس دان خوشی کی ضد مانتے ہیں۔ اس نظریہ سے خوشی کو صحت مندی کی علامت کہا جاتا ہے کیونکہ یہ بیچان یا بے چینی کو ختم کرتی ہے اور انسان میں اچھی اور صحت مند علوات یعنی سبزیوں کا زیادہ استعمال، شراب اور سگریٹ سے پرہیز اور یومیہ آٹھ گھنٹے نیند پورا کرنے کی طرف راغب کرتی ہے۔ یہ تصور کر لینا کہ خوشی صرف ذہنی تناؤ کی غیر موجودگی کا نام ہے ٹھیک نہیں ہے بلکہ ہم ذہنی پختگی، صحت مندی اور نہایت شاندار ماحول کو خوشی سے منسوب کر سکتے ہیں جو انسان کو قدرتی طور پر نصیب ہوتی ہے۔ خوشی نہایت پر لطف جذبات کا ایک مجموعہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم خوشی کو کسی آلہ سے لیبارٹری میں ناپ نہیں سکتے۔ عام زندگی میں آپ کسی بھی انسان کو بڑی آسانی سے ناراض کر سکتے ہیں اور اس کو

ذہنی دباؤ سے دوچار کرسکتے ہیں لیکن اگر آپ کسی کو خوشی دینا چاہیں تو وہ بہت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔

خوشی:

خوشی کا ایک جزو ہنسی ہے اور یہ خوشی کا ایک نمایاں حصہ ہے۔ جب آپ ہنس رہے ہیں تو آپ کے پیٹ، گردن اور کندھوں کے عضلات میں کھینچاؤ اور اتار کا عمل جاری ہو جاتا ہے۔ دل کی دھڑکن اور بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے۔ سانس کا عمل ہوا کا باہر نکالنا اور اندر کھینچنا۔ دونوں کلنی گہرے ہو جاتے ہیں۔ جب ہنسی ختم ہوتی ہے۔ تو آپ کا بلڈ پریشر اور نبض کی رفتار صحت مندی کے دائرہ کے قریب آجاتی ہے اور یہ ہنسی سے پہلے کی رفتار سے زیادہ بہتر اور صحت مندی ظاہر کرتی ہے۔ ایک گھنٹہ کی ہنسی 10 منٹ کی کشتی رانی کے برابر ہے۔

ہنسی بے آراہی پر قابو پانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ ہنسی مصنوعی نہیں ہونی چاہیے۔ جیسا کہ کیمیائی مرکبات سے ”ہنسی کا مرض“ لگ جاتا ہے۔

روحانی خوشی:

مزاجیہ (لیکن یہ شرعی حدود میں ہوں) پروگرام انسان میں قوت برداشت بیچھاتے ہیں۔ کیونکہ ان پروگراموں میں ہنسی کا عنصر نمایاں ہوتا ہے۔ خوشی کا اندازہ یہ اس کی کیفیات کا مشاہدہ کرنے کے لئے زندگی میں چند واقعات ایسے آتے ہیں جن سے آپ خوشی کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک طالب علم کے امتحان میں اس کی امید سے زیادہ نمبر آجاتے ہیں تو اس وقت کی کیفیات خوشی کو ظاہر کریں گی یا اچانک آپ کا نمبر ہانڈ نکل آتا ہے۔

یہاں پر روحانی خوشی کا ذکر اگر نہ کیا جائے تو شاید خوشی کی تعریف پوری نہ ہوگی۔

غریبوں اور مسکینوں کی مدد کرنے کے انسان روحانی خوشی حاصل کر سکتا ہے۔

قناعت انسان کو خوشی کے زیادہ مواقع فراہم کرتی ہے۔
(ماڈرن کے نفسیاتی تجربات)

مزاح نبویؐ - حضرت زاہر رضی اللہ عنہ

سنت نبویؐ اور جدید سائنس

(Humour of Holy Prophet (MPBH)

Sunnah and Modern Science)

حضور اقدس ﷺ کے پاس کبھی کبھی گاؤں سے ایک صاحب آیا کرتے تھے اور ان کا نام زاہر تھا اور بالکل سیاہ فام اور دیہاتی تھے اور روپے پیسے کے اعتبار سے کم حیثیت تھے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی کوئی حیثیت اور کوئی وقعت نہیں تھی۔

لیکن آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ بڑی محبت فرماتے تھے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ بازار سے گزر رہے تھے تو دیکھا کہ زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں کھڑے ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ بازار میں ایک دیہاتی، سیاہ فام، کم حیثیت، کم رتبہ والا شخص کھڑا ہو تو اس کی طرف کون دھیان کرے گا اور لباس بھی پھٹا پرانا ہو اس کی طرف کوئی التفات بھی نہ کرے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ جب اس بازار سے گزرے تو سارے بازار والوں کو چھوڑ کر حضرت زاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے تشریف لے گئے اور پیچھے سے کوئی بھر کر اس کی آنکھیں بند کر لیں جیسے کہ ایک دوست دوسرے دوست کی مذاق میں پیچھے سے آنکھیں بند کر لیتا ہے جب آپ نے آنکھیں بند کر لیں تو حضرت زاہر اپنے آپ کو چھڑانے لگے کہ معلوم نہیں کس نے آکر پکڑ لیا اور پھر آپ اس طرح آواز لگائی جس طرح سامان بیچنے والا آواز لگاتا ہے۔

من شتری البعد؟ غلام کون خریدے گا؟

اب تک تو حضرت زاہرؓ کو معلوم نہیں تھا کہ مجھے کس نے پکڑ لیا ہے اسی لئے چھڑانے کی کوشش میں رہے تھے۔ لیکن جب یہ الفاظ سنے تو فوراً پہچان گئے کہ حضور اقدس ﷺ ہیں اور اب اپنے آپ کو چھڑانے کی بجائے اپنی کمر کو زیادہ سے زیادہ حضور اقدس ﷺ کے جسم مبارک سے متصل کرنے لگے۔

یا رسول! اگر آپ مجھے غلام بنا کر بیچیں گے تو میری قیمت بہت کم لگے گی۔ اس لئے کہ میری حیثیت تو معمولی ہے۔

سبحان اللہ! نبی کریم ﷺ نے جواب میں کہا عجیب جملہ ارشاد فرمایا "اے زاہرؓ لوگ تمہاری قیمت کچھ لگائیں یا نہ لگائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری قیمت کم نہیں۔ بلکہ بہت زیادہ ہے۔ اب دیکھئے کہ سارے بازار میں بڑے بڑے تاجر بیٹھے تجارت کر رہے ہوں گے اور وہ روپے پیسے والے ہوں گے لیکن حضور نبی کریم ﷺ سارے بازار والوں کو چھوڑ کر ان کا دل رکھنے اور بشارت سنانے کے لئے انکے پاس تشریف لے گئے اور ان کے ساتھ اس طرح پیش آئے جس طرح بے کلف دوست کے ساتھ انسان پیش آتا ہے اور ساری عمر حضور اقدس ﷺ یہ دعا فرماتے رہے کہ

"اللهم احینى مسکین و امتنى مسکینا و احشرنى فى زمرة

المساکین"

(ترمذی، کتاب الزحد، باب ماجاء ان فقراء یدخلون الجنة قبل اغنیاء لهم)

اے اللہ! مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھے مسکینی کی حالت میں مجھے موت دیجئے اور مسکینوں کے ساتھ میرا حشر فرمائیے۔

(اصلاحی خطبات جلد نمبر 2)

کرسمس کا انجام - سنت نبویؐ اور جدید سائنس (Result of Christmas - Sunnah and Modren Science)

مغربی ممالک میں جب کرسمس کا دن آتا ہے تو اس میں طوفان برپا ہوتا ہے اس ایک دن میں اتنی شراب پی لی جاتی ہے کہ پورے سال اتنی شراب نہیں پی جاتی۔ اس ایک دن میں اتنے حادثات ہوتے ہیں کہ پورے سال اتنے حادثات نہیں ہوتے، اسی ایک دن میں عورتوں کی عصمت دری اتنی ہوتی ہے کہ پورے سال اتنی نہیں ہوتی اور یہ سب کچھ حضرت عیسیٰؑ کے یوم پیدائش کے نام پر ہو رہا ہے۔

(بحوالہ اصلاحی خطبات جلد نمبر 2)

اسلام تہواروں اور میلوں کا مذہب نہیں۔ کیونکہ اسلامی اصول زندگی میں ایک خاص نظریہ کو دخل ہے۔ اس نظریہ کا نام اخلاص ہے اور بظاہر ہے کہ ان میلوں اور تہواروں میں اخلاص کا بچاؤ اور تکمیل نہیں ہو سکتی لہذا ایسے تہواروں کے لئے نہ تو اسلامی زندگی میں گنجائش ہے نہ ہی عیسائی زندگی میں۔

(اسلام مائی چوائس - الفریڈ گیلام)

عنبر۔ سنت نبوی اور جدید سائنس

(Aunber-Sunnah and Modern Science)

مجیب بات ہے کہ بعض نباتاتی یا غیر نباتاتی اشیاء جو زمانہ قدیم میں عام طور سے دستیاب تھیں، لیکن ان کی اصلیت کے بارے میں تفصیلات کا علم بہت کم تھا، وہ آج کے ترقی یافتہ دور میں بھی معمر بنی ہوئی ہیں اور ان کی سائنسی پہچان سے اکثر لوگ ناواقف ہیں۔ ایسی ہی ایک شے عنبر ہے جس کی بابت پرانی طبی کتابوں میں متضاد باتیں لکھی گئی ہیں۔ کچھ میں اس کو ایک نباتاتی شے بتایا گیا ہے تو کچھ میں غیر نباتاتی چیز سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ قدیم تاریخی، طبی اور دینی کتابوں میں عنبر کا ذکر تو کثرت سے موجود ہے، لیکن اس کی پہچان کی نسبت تذکرے بہت ہی کم ہیں اور جو تذکرے ہیں بھی تو ان میں تضاد ملتا ہے، اسی لیے موجودہ زمانے کی انگریزی، اردو، فارسی اور عربی لغات میں عنبر کے معنی اور مفہوم ایک سے زیادہ ہیں۔ لیکن اس سے قبل کہ عنبر کی اصلیت پر روشنی ڈالی جائے، مناسب ہو گا کہ ان دینی حوالوں کا جائزہ لیا جائے جن میں اس کا ذکر آیا ہے۔ سنن نسائی کی ایک حدیث میں حضرت سعد بن علی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو لگاتے تھے؟ انہوں نے کہا ہاں مردانہ خوشبو ”مٹک و عنبر“

صحیح مسلم بخاری شریف میں ایک لفظ عنبر کا استعمال ہوا ہے جس کا ترجمہ کچھ علمائے کرام نے عنبر سے کیا ہے جو صحیح نہیں ہے۔ مثلاً ”کتاب الصیام میں حضرت حمید سے روایت کردہ حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ کوئی حریر و دبیاعنی ریشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے نرم اور کسی بھی مٹک و عنبر کی خوشبو آپ کی خوشبو سے بڑھ کر نہ تھی۔“

صحیح بخاری شریف میں کتاب المغازی اور کتاب الذبائح کی تین احادیث میں (جو مکررات ہیں) عنبر کو پھل بتایا گیا ہے۔ کتاب المغازی کے باب 533 (حدیث 1489) میں ارشاد ہوا ہے کہ عمرو بن دینار کا بیان ہے کہ میں جابر بن

عبداللہ رضی تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین سو سوار روانہ فرمائے اور ہمارا امیر ابو عبیدہؓ کو مقرر فرمایا گیا۔ ہمیں قافلہ قریش کی گھات میں روانہ فرمایا گیا تھا۔ ہم نصف ماہ تک ساحل سمندر پر پڑے رہے اور ہمیں سخت بھوک کا سامنا ہوا۔ یہاں تک کہ ہم پتے کھا کر وقت گزارنے لگے۔ اسی لئے ہمارے لشکر کا نام ”پتوں والی فوج“ پڑ گیا۔ پس سمندر نے ہمارے لئے ایک مچھلی باہر پھینک دی جس کو ”عنبر“ کہا جاتا ہے۔ ہم پندرہ روز تک اسی میں سے کھاتے رہے اور اسی کی چربی ملتے رہے یہاں تک کہ ہمارے جسم پہلی حالت پر آ گئے۔ پس حضرت ابو عبیدہؓ نے اس کی ایک پیلی کھڑی کروائی اور اس کے نیچے سے ایک سوار نکل گیا۔

انگریزی، اردو اور فارسی کی مشہور لغات میں عنبر (انگریزی) کو ایک خوشبودار شے بتایا گیا ہے جس کی پہچان مختلف انداز سے بیان کی گئی ہے، لیکن عربی کی مستند عفت المنجد میں عنبر کو خوشبودار شے کے علاوہ ایک قسم کی مچھلی بھی کہا گیا ہے۔ المنجد اور کتاب المغازی کی مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں بہتر ہو گا کہ پہلے عنبر بمعنی مچھلی کا جائزہ لیا جائے۔ اس کے بعد اس کے خوشبودار شے ہونے کی اصلیت بیان کی جائے۔

عنبر مچھلی: (Aunber Fish)

عنبر مچھلی اصل میں وہیل مچھلی کی ایک قسم ہے جو منطقہ حارہ کے سمندروں میں عام طور سے پائی جاتی ہے۔ یہ انگریزی میں اسپرم وہیل کہلاتی ہے۔ وہیل مچھلی کی ایک درجن سے زیادہ قسمیں دنیا کے سمندروں میں پائی جاتی ہیں۔ 1903ء میں بحر اوقیانوس میں ایک وہیل مچھلی پکڑی گئی تھی جس کی لمبائی ایک سو گیارہ فٹ ناپی گئی تھی اور جس کا وزن نوے ٹن تھا۔ عرب کے ساحلی سمندروں میں پائی جانے والی نر اسپرم وہیل کی اوسط لمبائی ستر فٹ ہوتی ہے۔ دنیا بھر کی وہیل کی ساری قسموں میں صرف عنبر (اسپرم وہیل) ہی ایک مچھلی ہے جس کی حلق اتنی کشادہ ہوتی ہے کہ ایک آدمی اس کے راستے مچھلی کے پیٹ میں بہ آسانی داخل کیا

جا سکتا ہے۔ یہ سائنسیفک حقیقت مختلف تجربات سے ثابت کی جا چکی ہے۔ غالباً
 یہی وہ مچھلی ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں سورہ الصفت کی آیت نمبر 139 تا 146 میں
 کیا گیا ہے۔ ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جب اپنی قوم
 سے پریشان ہو کر ایک کشتی پر سوار ہو کر سفر اختیار کیا اور کشتی والوں نے اپنی
 مصلحتوں کی خاطر ان کو سمندر میں دھکیل دیا تو ایک مچھلی نے ان کو نگل لیا اور بعد
 میں کسی ساحل پر جا کر اگل دیا۔

عنبر مچھلی کا وزن: (Weight of Aunber Fish)

عنبر مچھلی کا اوسط وزن ساٹھ ٹن ہوتا ہے جس کا نصف تقریباً 30 ہزار کلو
 گوشت کی شکل میں ہوتا ہے باقی پسلیوں، خون وغیرہ کے طور پر گویا گوشت کے
 اعتبار سے ایک عنبر مچھلی تین ہزار اوسط وزن کے بکروں کے برابر کہی جا سکتی ہے۔
 بخاری شریف کی حدیث میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ کے تین سو سواروں نے
 پندرہ دن تک ایک ہی مچھلی کا گوشت خوب سیر ہو کر کھایا اگر ایک سوار (سپاہی) کی
 دن بھر کی زیادہ سے زیادہ خوراک چار پاؤنڈ (2 کلو) گوشت تسلیم کر لی جائے تو بھی
 تین سو لوگوں نے پندرہ دن میں صرف 9 ہزار کلو گوشت بھون کر کھایا ہو گا جو ایک
 نسبتاً چھوٹی عنبر مچھلی میں بہ آسانی دستیاب ہو گا۔ یا اگر بڑی عنبر ہو گی تو باقی
 گوشت بچ رہا ہو گا۔

سائنسی مشاہدہ: (Scientific Observation)

یہاں اس سائنسی مشاہدے کا ذکر بھی مناسب ہے کہ وہیل مچھلیاں جب
 اپنی جماعت یا زیادتی عمر سے اکتا جاتی ہیں، اکثر سمندر کے کنارے زمین پر جا پڑتی
 ہیں اور وہیں دم توڑ دیتی ہیں۔ کبھی کبھی تو کئی مچھلیاں ایک ساتھ اس طرح خود کشی
 کر لیتی ہیں۔ وہیل کی یہ خصلت بخاری شریف کی حدیث سے صاف ظاہر ہوتی ہے،
 کیوں کہ بغیر کسی کوشش اور مہم کے حضرت عبیدہ کی فوج کو یہ مچھلی خود بخود میسر ہو
 گئی تو یقیناً وہ خود کشی کی غرض سے ساحل سمندر سے آن لگی ہو گی۔ (لیکن خود کشی
 ضروری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد تھی)۔

جہاں تک حدیث میں روایت ہے کہ عنبر کی پسلیوں کی اونچائی اتنی تھی کہ اس کے نیچے سے ایک سوار گزر گیا تو اس کا اندازہ ہر وہ شخص لگا سکتا ہے جس نے یورپ کے مختلف عجائب گھروں میں وہیل کا ڈھانچا دیکھا ہو یا پھر اس کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ کسی مچھلی کی تقریباً "ساٹھ فٹ لمبی پسلیاں کیسی ہوں گی جن کا وزن تقریباً "آٹھ ٹن یعنی لگ بھگ 9 ہزار کلو ہو۔

وہیل مچھلی کا تاریخی حوالہ :

(Historical referance of Whale Fish)

وہیل کو عام طور سے مچھلی کہتے ہیں، کیوں کہ یہ سمندر ہی میں پائی جاتی ہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کا اصل مچھلیوں سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ درحقیقت وہیل کا شمار دودھ دینے والے جانوروں میں ہوتا ہے جن کو ممالیہ (Mammal) کہا جاتا ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ کئی لاکھ سال قبل وہیل زمین پر بستی تھیں، لیکن بعد میں اپنے بڑھتے ہوئے وزن اور جسامت کی بنا پر سمندر میں تیرتے رہنا ان کو زیادہ آسان معلوم ہوا اور وہ سمندر ہی میں رہنے لگیں لیکن ممالیہ ہونے کی بنا پر ان کو ناک سے سانس اب بھی لینا پڑتی ہے جس کے لئے وہ ہر بیس سے 50 منٹ بعد سمندر کی سطح پر آتی ہیں۔

فارسی کی بعض اہم لغات میں عنبر کے معنی "کھریا" کے دیئے گئے ہیں یعنی ایک ایسی شے جو گھاس کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ عربی لغات میں مچھلی کے علاوہ عنبر (عربی میں عنبر بھی لکھتے ہیں) قرآن البحر میں بھی کہا گیا ہے، جس کے معنی سمندر کے سینگ یا سمندر کی زلف کے ہیں۔ اسے مصباح الروم بھی بتایا گیا ہے یعنی روم کا چراغ۔ عنبر کا ایک عربی نام "القطریون" بھی بتایا گیا ہے۔ عربی، فارسی اور اردو کی لغات میں عنبر کو ایک ایسی خوشبو کہا گیا ہے جس کا رنگ کالا ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے انگریزی کی ڈکشنریاں عنبر کو سنہری رنگ کا ایک سخت ملوہ بتاتی ہیں۔ عنبر کا یہی مفہوم بائبل کی کتاب اسکائیل کی تین آیات سے بھی ظاہر ہوتا ہے جہاں سنہری رنگ کا ذکر ہے۔

غبر کی اقسام: (Kinds of Aunber)

سائنسی اعتبار سے غبر کی دو قسمیں ہوتی ہیں: ایک کا ذریعہ نباتات ہیں اور دوسری کا بعض پھلیاں۔ خاص طور سے اسپرم و ہیل مچھلی جس کا ذکر غبر کے نام سے بخاری شریف میں کیا گیا ہے۔

نباتات سے حاصل کردہ غبر اصل میں وہ گوند ہے جو ہالنگ سمندر کے جنوبی ساحلوں میں معدنی شے کے طور پر دستیاب ہوتا ہے۔ یہ چیز کی گدات کے پودے سے نکلا ہوا تارہن تھا جو لاکھوں سال قبل زمین پر جمع ہو گیا اور معدنی گوند کی شکل اختیار کر کے سخت ہو گیا۔ اس کا پتہ حضرت عیسیٰؑ کے دور سے بہت پہلے ہی مصر کے لوگوں نے لگا لیا تھا۔ سولہویں صدی کے بعد اس کے ذخائر بڑے پیمانے پر دریافت کئے گئے۔ یہ غبر یورپ میں بہت مقبول ہوا۔ یہ خوشبودار بھی تھا اور سخت اور سنہرا ہونے کی بنا پر مختلف مصنوعات کے بنانے میں کام آتا تھا۔ یورپ کے روسا اسکا سگار بنواتے تھے۔ عورتیں اس سے بنا زیور پہنتی تھیں۔ یوں تو یہ غبر آج بھی میسر ہے، لیکن اس کے ذخائر تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ یورپ کے بازاروں میں آج کل ایک کلو غبر کی قیمت تقریباً دس ہزار ڈالر بتائی جاتی ہے۔

معدنی غبر میں کسی چیز کو کھینچنے کی طاقت ہوتی ہے۔ رگڑ سے اس میں کرنٹ سا پیدا ہو جاتا ہے، اس لیے غالباً فارسی کے بعد مستند لغات میں غبر کے معنی کربا کے دیئے گئے ہیں۔ پرانے اعتقاد کی رو سے غبر سے بنا ہوا تعویذ محبوب کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور رغبت پیدا کرنے کے لیے بواکار آمد ہے۔

غبر کی دوسری قسم وہ ہے جو اسپرم و ہیل کے جسم سے پیدا ہوتی ہے۔ ان پھلیوں کی آنٹوں میں اس قسم کا زخم پیدا ہو جاتا ہے اور ان میں مواد اکٹھا ہونے لگتا ہے۔ یہ مواد جب بڑھتا ہے اور زخم پھوٹتا ہے تو پورا مادہ مچھلی کے منہ سے باہر آ کر سمندر کے پانی سے مل کر جم جاتا ہے یہ مادہ سمندر میں تیرنے لگتا ہے اور اس میں خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور موم کے مانند سخت ہوتا ہے جس میں 80 فی صد کو لیسٹرول پایا جاتا ہے۔ سیاہ ہونے کی بنا پر اسے

انگریزی میں Grisamberg کہتے ہیں، کیوں کہ انگریزی اور فرانسیسی میں Gris کے معنی بھور اور کالی رنگت کے ہیں۔

یہ بتانا تو مشکل ہے کہ مصر، عرب اور روم میں سنہرا عنبر پہلے دریافت ہوا یا سیاہ عنبر، لیکن اب بات یقینی ہے کہ سیاہ عنبر کی تیاری میں مصر اور عرب کے لوگ بڑی مہارت رکھتے تھے۔ سنہرے عنبر کی تجارت مصر، یونان اور روم میں بڑے پیمانے پر ہوئی تھی جب کہ سیاہ عنبر کے مراکز ایران، مصر اور عراق ہوا کرتے تھے۔ فی زمانہ معدنی ذخائر کے ختم ہونے اور عنبر مچھلی کی تعداد بری طرح گھٹنے کی بنا پر دونوں اقسام کے عنبر کی تجارت تقریباً ختم ہو گئی ہے اور اس کی جگہ بناوٹی (آرٹیفیشل) عنبر نے لے لی ہے یا بعض خوشبودار لکڑیوں کے کونکوں کو بھی عنبر کا نام دے کر ان کی تجارت کی جاتی ہے۔

انگریزی، اردو اور فارسی ادب میں عنبر کا لفظ ادیبوں اور شاعروں کے لئے دل فریبی کا باعث رہا ہے، حالانکہ انگریزی میں یہ دل فریبی عنبر کی خوشبو اور سنہرے پن کی بنا پر ہے جب کہ اردو اور فارسی میں خوشبو اور سیاہی کی وجہ سے ہے۔ عنبریں، عنبر آگیاں، عنبر بار، عنبر آلود، عنبر پوش، عنبر داں اور گیسو عنبر وغیرہ نہ جانے کتنی تشبیہات ہیں جو اردو اور فارسی ادب کا حصہ ہیں۔ گیسو عنبر تو نہ جانے کتنے اردو شاعروں کا موضوع سخن رہا ہے، لیکن غالباً ان شعرا نے اس سے مراد خوشبودار سیاہ زلفوں سے لیے ہیں۔

(ہمدرد، دہلی)

جو نکمیں لگوانا۔ سنت نبویؐ اور جدید سائنس

○ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو نکمیں لگواتے ہوئے دیکھا (طب نبوی)

○ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کو حکم ہوا کہ ”جو نکمیں لگانا ضروری جانو اے محمد“ (جامعہ ترمذی)

○ حدیث طلوس جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نکمیں لگوائیں اور حجام کو اس کی اجرت دی۔ (بخاری)

○ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی گردن کے پہلوی اور گردن کے زیریں حصہ پر جو نکمیں لگوایا کرتے تھے۔ (ترمذی شامل)

○ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کولے پر جو تک لگوایا اس لئے کہ کولہا مودح کھا گیا تھا۔ (ابوداؤد) جدید ترقی یافتہ دور نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل مبارک پر کیا تحقیق کی اور کیا پایا۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

یہ تو جو نکمیں ہیں

برسوں پرانی بات ہے، حیدر آبلو شہر (دکن) کے مغرب میں 15'14 میل دور واقع تلاب، عثمان ساگر میں رات کے وقت سرچ لائٹ کی روشنی میں بندوق سے مچھلیوں کے شکار کے لئے ایک بزرگ شکاری آئے۔ میں نے ان جیسے سلیقے قرینے کے شکاری کم ہی دیکھے۔ کیوں نہ ہوتے، وہ جنوبی ہند کی چھوٹی سی مسلم ریاست، ارکات، کے حکمران خاندان ”والا جاہی“ کے چشم و چراغ جو تھے۔ کوئی دو

گھنٹوں تک بہت سی مچھلیاں ڈھیر کر کے وہ پیاب پانی سے نکل آئے اور سب کے ساتھ قیام گاہ پہنچے تو پیٹرو میکس کی روشنی میں 'میں نے ان کی پنڈلیوں سے ربڑ کے کوئی دو اونچ سائز کے ٹکڑے سے چٹے دیکھ کر انھیں بتایا تو انھوں نے بھی دیکھا اور بولے: "یہ تو جونکس ہیں!"

انھوں نے قریب کھڑے ایک صاحب سے جلتی ہوئی سگریٹ لی اور انھیں ایک ایک کر کے چھوا تو وہ گر گئیں اور جہاں جہاں سے خون رس رہا تھا وہاں سگریٹ ہی کا گل اچھی طرح لگا کر جونکس باہر پھینک دیں۔

اس رات اردو کے اس محاورے "جونک کی طرح چمٹنا" کا مفہوم سمجھ آیا۔ منت سماجت سے نہ سمجھنے اور سمجھنے بچھانے سے متاثر نہ ہونے والے ضدی اور سنگ دل شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ پتھر کے جونک لگ سکتی ہے، اس شخص کے نہیں۔ اسی طرح ایک اور اصطلاح "جونکس لگوانا" بھی عام تھی۔ فرہنگ آصفہ کے مطابق جونک پانی کا وہ کیرا ہے جو فاسد خون نکلنے کے واسطے آدمی کے جسم پر لگاتے ہیں۔

جونک کو عربی میں حلق، فارسی میں دیوچہ، سندھی میں جور اور انگریزی میں لیچ کہتے ہیں۔ طب کی کتابوں کے مطابق یوں تو اس کی کئی قسمیں ہوتی ہیں، لیکن ہماری طب میں سب سے اعلا متوسط لسبائی کی جونک ہوتی ہے یعنی جو آرام کی حالت میں دو اونچ کے قریب لمبی ہوتی ہے۔ یہ آبی کیرا بند پانی مثلاً "تلابوں اور جھلیوں میں پیدا ہوتا ہے۔ متوسط جونک کے پیٹ کی رنگت سبز مائل سیاہی ہوتی ہے اور اس کا زیریں حصہ سرخ ہوتا ہے۔ اس کو "رائے جونک" کہتے ہیں۔ اسے بطور علاج اندرونی اور بیرونی ورموں پر خون چوسنے کے لئے لگاتے ہیں۔ جونکس لگانے سے ورم اور درد میں کمی ہو جاتی ہے۔ اسے کھلایا نہیں جاتا۔

جونکس لگانے کا سلسلہ ہمارے ہاں متروک ہو چکا ہے، لیکن مغرب کے اہل علم جنھیں خوب سے خوب ترکی تلاش نچا نہیں بیٹھنے دیتی ہے، ترقی کی معراج پر پہنچنے کے بلوجود بالخصوص بے شمار امراض کے معاملے میں خود کو بے بس و مجبور پا کر اس طب اور دانش قدیم کی طرف لوٹ رہے ہیں جسے انھوں نے "غیر سائنسی"

کی مرگ کر مسترد کر دیا تھا۔ ان کا یہ انداز عالمانہ نہیں تھا۔ علم و دروازے بند کرنے کا نہیں، کھولنے کا تقاضا کرتا ہے۔ عیز و محمد دواؤں اور شعاعوں سے علاج اور نشتہ کا کام لینے کے باوجود جدید طب اور معالج جس کے بارے میں یہ تصور قائم کر لیا گیا تھا کہ وہ امراض پر اس صدی کے خاتمے تک مکمل فتح حاصل کر لے گا، امراض کی جوابی یلغار سے دو چار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب جن قدیم علائقی طریقوں کی تحقیق و تجدید کی کاوشیں ہو رہی ہیں ان میں جو نکلیں بھی شامل ہیں۔

650 اقسام:

جو کھوں کی دنیا بھر میں 650 اقسام ہوتی ہیں جو نصف سے 18 انچ تک لمبی ہوتی ہیں۔ ان کی تمام اقسام خون نہیں چوستیں۔ یہ حلقے دار کیڑے اپنی جلد سے سانس لیتے ہیں اور ان کے دو قلب ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ پیٹ بھر لینے کے بعد یہ مہینوں کچھ نہیں کھاتیں۔ ان میں سے بعض کے جسم کے آخری سرے میں ماصہ یعنی چوسنے والا حصہ ہوتا ہے۔

شکل و صورت اور خون چوسنے کی وجہ سے انہیں پسند نہیں کیا جاتا، لیکن اس کے باوجود اب طب جدید ان کا خیر مقدم کر رہی ہے، کیوں کہ گزشتہ چند برسوں سے اس کی ایک خاص قسم جو طبی مقاصد ہی کے لیے استعمال ہوتی تھی، اب پھر آپریشن کے مریضوں کی صحت یابی کے لئے مقبول ہوتی جا رہی ہے۔ اب تک آپریشن کے لئے ہزاروں مریضوں جن کے زخم کسی طرح نہ بھرتے تھے، ان کی وجہ سے صحت یاب ہو چکے ہیں۔

300 دانت:

خون چوسنے والی جو تک کے منہ میں 300 نہایت باریک دانت ہوتے ہیں جو الٹے انگریزی لفظ وائی (Y) کے انداز میں لگے ہوتے ہیں۔ اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہ چمٹتے ہی اپنے شکار کے جسم میں سن کرنے والا مادہ داخل کر

دیتی ہے۔ چنانچہ اس کے چمٹنے کا قطعاً "کوئی احساس نہیں ہوتا" یہاں تک کہ یہ پھول کر خود الگ ہو جاتی ہے۔

جو تک صرف سن کرنے والا مادہ ہی شکار کے جسم میں داخل نہیں کرتی بلکہ وہ خون چوسنے کے ساتھ ساتھ اپنے شکار کے جسم میں خون کے چمٹنے کی صلاحیت ختم کرنے والا (مانع انجماد) مادہ بھی داخل کرتی رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو تک اگر 20 سے 30 منٹ تک بھی چپٹی رہے تو اس کے الگ ہونے کے بعد وہاں سے خون گھنٹوں بہتا رہتا ہے۔ چنانچہ خراب اور زہریلے خون کے زخم سے اخراج کے لئے جو تکس لگائی جاتی ہیں۔ ان کے الگ ہونے کے بعد بھی جریان خون جاری رہتا ہے اور اس طرح خراب خون اور زہریلے مادے کے اخراج سے زخم کے مندمل ہونے کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔

کان ایک ایسا عضو ہے جس کی خون کی رگیں بہت باریک اور چھوٹی ہوتی ہیں۔ ان میں موجود خراب خون اور زہریلے مادوں کے اخراج کے لئے برصغیر میں بھی جو تکس لگائی جاتی تھیں۔ یہ طریقہ چین اور مشرق بعید کے دیگر ملکوں میں اب رائج ہے۔ ویت نام کی جنگ میں شریک ایک امریکی ڈاکٹر نے مقامی معالجین سے یہ طریقہ سیکھ کر اس سے کئی زخمی امریکی فوجیوں کا علاج کیا تھا۔

امریکہ لوٹ کر وہ ایک ہسپتال میں ملازم ہو گیا۔ ایک روز وہاں پانچ سال کا ایک ایسا بچہ لایا گیا جس کا کان کتے نے کاٹ لیا تھا۔ سرجنوں نے بارہ گھنٹوں کے آپریشن کے بعد یہ کان جوڑ دیا، لیکن تین دن کے بعد زخم بگڑ کر سیاہ اور نینگنی ہو گیا۔ گویا جسم کے اس حصے میں خون کی گردش بند ہو گئی تھی۔

ویت نام میں یہ تجربہ حاصل کرنے والے ڈاکٹر نے اس بچے کا علاج جو تکوں سے کیا۔ اس نے چھ دنوں تک ایک ایک کر کے 12 جو تکس اس بچے کے کان سے لگائیں جو خون چوس چوس کر کپا ہو کر ٹپکتی رہیں۔ چھٹے روز اس بچے کے زخم میں خون کی روانی بحال ہو گئی اور اگلے دن اس کی رنگت لوٹ آئی۔

انگلیاں بچ گئیں:

برشل کی بندرگاہ میں رسے کے الجھنے سے ایک ملاح کے ہاتھ کی انگلیاں

بری طرح الجھ کر کٹ گئیں۔ سرجنوں نے اعلان کیا کہ وہ ان میں سے صرف دو انگلیاں ہی دوبارہ جوڑ سکتے ہیں۔ مریض نے یہی نقیمت جلتے سرجنوں نے آٹھ گھنٹوں کے انتہائی نازک خوردبینی جراحی (مائیکروسرجری) کے بعد یہ انگلیاں ٹانگ دیں۔ مریض بہت خوش تھا لیکن گھنٹوں بعد ہی زخم میں خون کی گردش رک گئی۔ اس کا علاج بھی جو تکوں سے کیا گیا جنہوں نے زخم میں جمع فاضل فاسد خون چوس کر دوران خون بحال کر دیا۔

جو تکیں برطانیہ میں:

ان دونوں مریضوں کے علاج کے لئے استعمال ہونے والی جو تکیں برطانیہ کے ”جو تک گھر“ سے آئی تھیں۔ یہ جو تک گھر ڈاکٹر رائے سائر نے جنوبی ویلز کے ایک گلوں ”ہینڈی“ میں قائم کر رکھا ہے۔ ان کا یہ جو تک گھر جو ”پاپو فارم“ کہلاتا ہے ہر مہینے 5000 جو تکیں جو HRUDO MEDICINALS کہلاتی ہیں، دنیا بھر کے ہسپتالوں اور معالجین کو فراہم کرتا ہے۔ انہیں بچپن ہی سے ان خون چوسنے والے کیڑوں سے دلچسپی تھی۔ چنانچہ انہوں نے ان کے بارے میں کتابیں پڑھیں تو اندازہ ہوا کہ انہیں ورم کے امراض میں صدیوں سے کامیابی کے ساتھ استعمال کیا جا رہا ہے۔ علم الحیوانات میں ڈاکٹریٹ کرنے کے بعد انہوں نے جو تکوں کے بارے میں تین جلدیں دس سل سے زیادہ عرصے کی محنت کے بعد مرتب کیں۔ ان کی یہ کوشش اس وقت جو تکوں کے بارے میں دنیا کی سب سے مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ ان کے جو تک گھر میں اس وقت مختلف قسم کی 80 ہزار جو تکیں شیٹے کے حوضوں میں پل رہی ہیں۔ وہ انہیں گائے کا خون آنتوں میں بھر کر پلاتے ہیں۔

19 ویں صدی کے ایک اطالوی مہم جو نے دریائے امیزون کے وہاں پر بہت بڑے سائز کی جو تک کا کھوج لگایا تھا۔ ڈاکٹر سائر 1977ء میں اس کی تلاش میں فرانسیسی گویانا جا پہنچے اور چھ ہفتوں کی سخت محنت اور تلاش کے بعد اس کے علاوہ مزید 30 قسم کی جو تکوں کا کھوج لگایا۔

انہوں نے اپنے جو تک گھر میں جنوبی امریکا کے دلدلی علاقوں کے ماحول پیدا

کر کے ان جو تکوں کی تعداد دس ہزار تک پہنچا دی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے ان جو تکوں کے لعاب میں ایک ایسے خمیری ملاوے (انزائم) کا کھوج لگایا ہے جو خون کے تھکے فوری طور پر گھلا دیتا ہے۔

اب یہ ملاوہ جو ”ہیمینٹن“ (Hementin) کہلاتا ہے، جینیاتی طور پر بڑے پیمانے پر تیار کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، کیوں کہ اس ذریعہ سے قلب اور شریانوں میں رکلوٹ کا بہ آسانی علاج ہو سکتا ہے۔

ان کے جو تک گھر میں جو تکوں سے جو کیمیائی ملاوے حاصل کیے جا چکے ہیں، ان کی سالانہ قیمت آٹھ لاکھ ڈالر سے زیادہ ہو چکی ہے اور اب تک جو تکوں سے دس اہم دوائیں تیار ہو چکی ہیں جن کا استعمال بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ ڈاکٹر سائر کے مطابق یہ دوائیں آئندہ چند برسوں میں قلب و شریان کی تکالیف کے علاوہ گٹھیا اور موتیا کے لئے بھی استعمال ہونے لگیں گی۔

ہمارے بڑے بوڑھے بتاتے ہیں کہ اطباء وقت سخت اور خطرناک ورم وغیرہ کے لئے جو تکیں لگوا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ گلی کوچوں میں جو تکیں اور چھپنے لگانے والے بھی پھیری لگا کر آواز لگایا کرتے تھے۔ ”بلدی گٹھیا کا علاج کرو ابو جو تکیں چھپنے لگوا لو۔“

منٹھی دو منٹھی آٹا، ایک آدھ پرانا جوڑا اور دو چار آنے لے کر درد اور ورم کا فوری علاج کرنے والے یہ لوگ اب نظر نہیں آتے۔

سوچئے، تیسری دنیا کے ملکوں میں ایک مضر اور خون چوسنے والے طفیلی کیڑے کی حیثیت سے قاتل نفرت قرار پانے والی جو تکیں آج مغرب کے عیش پروردہ انسانوں کی خوش حالی کے امراض کے لئے شفا کا پیغام بن گئی ہیں۔ ڈاکٹر سائر کے مطابق ”جو تکیں گونا گوں دواؤں کی زندہ فارمیسی ہیں۔“

(جنرل آف میڈیکل)

صحابہ کرامؓ کی چھ خوراکیں اور جدید سائنس

(Six Feeds of Sahaba and Modern Science)

صحابہ کرامؓ کی چھ خاص خوراکیں بھی تمہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

1- اونٹ کا گوشت

یہ گوشت کی اس قسم میں سے ہے جس میں چربی مادے کم ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے خون میں کوئی سٹروول اور کسی تھمن نہیں بنتی اور اس کے استعمال سے جسم نہیں پھولتا بلکہ جسم سمارٹ اور طاقتیں بحال رہتی ہیں۔

2- اونٹنی کا دودھ

بکر کے تمام امراض کے لیے مفید تر ہے۔ استعمال کرنے والا کبھی یرقان میں جلا نہیں ہو سکتا۔ اس کے پینے والے کے خون میں چربی مادے نہیں بن سکتے۔ غذا کو بہتر طریقے سے ہضم کرتا ہے جسم کو موٹاپے کے خطرے سے قوی امان دیتا ہے۔

3- جو کی روٹی

اس کا تذکرہ جو یا تلبینہ کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

4- کھجور

اس کا تذکرہ بھی اسی کتاب میں موجود ہے۔

5- شہد

شہد کی طاقت اور استعمال سے کون انکار کر سکتا ہے۔ صرف اتنی بات اس کے بارے میں قارئین سے عرض ہے کہ یہ اعلیٰ درجہ کی مقوی اعصاب ہے، دل اور دماغ کی تقویت کے لئے بہت مفید ہے۔ اس کے کچھ طریقے پیش خدمت ہیں جو سالہا سال سے آزمودہ ہیں۔

عرق گلاب ایک کپ چھوٹا شہد دو چمچ گھول کر پی لیں دن میں تین بار کھانے سے قبل کچھ عرصہ تک مستعمل استعمال کریں۔

کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ کسی نے شد استعمال کرنے کو نما جب شد کا مستقل استعمال شروع کیا۔ تو فائدہ محسوس ہوا حتیٰ کہ کھل افاقہ ہو گیا۔

معراج رسولؐ :-

(Acceding of the Holy Prophet (PBUH))

حضور اقدس ﷺ معراج پر تشریف لے گئے اس ضمن میں مشہور مشرق جوزف الیگزینڈر نے یہ الفاظ کہے۔

”ماہر نفسیات سے کسی کافر نے معراج رسولؐ کے متعلق سوال کیا تو اس نے کہا کہ معراج میں برق سواری استعمال ہوئی تھی اور برق کے معنی روشنی اور بجلی کے ہیں۔ تمہارا فیکس کس طرح کام کرتا ہے۔ ٹی وی۔ ڈش کی لہریں کس طرح پر ہزاروں میل دور سے بالکل ویسی شکل لاتی ہیں۔ فیکس مشین چند سیکنڈوں میں پیغام کو ایک جگہ سے ہزاروں میل دوسری جگہ بالکل ویسے ہی پہنچا دیتی ہے۔ اس میں بھی روشنی اور بجلی کا استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ٹی وی اور ڈش کا کام ہے۔ یہ مشین تو ایک ہی دنیا میں کام کرتی ہیں۔ آپ کی برق سب سے اعلیٰ تھی۔ چنانچہ آپ کا معراج کا واقعہ حق و سچ ہے۔“

(مشاہدات)

رکوع نے مجھے صحت دلانی :-

(Rakoo gave me relief)

نماز میں رکوع کتنی اہمیت کا حامل ہے اس ضمن میں یہ مختصر تجربہ

پڑھیں۔

ایک آزمودہ تجربہ

مجھے معدہ کی مسلسل تکلیف رہتی تھی۔ اکثر ٹانگ ٹلی رہتی تھی۔ (جسے دھرن بھی کہتے ہیں) میں نے بالکل سنت کے مطابق درست درست رکوع کرنا شروع کیا۔ حیرت انگیز بات یہ ہے۔ جتنا رکوع کرتا گیا مرض کم ہوتی گئی۔ الحمد للہ مرض کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ (راوی لیاقت علی شاہ صاحب)

اسلامی نماز کے عظیم الشان فوائد کا اعتراف مشاہدات و تجربات

(Gracious admittance of Islamic Prayer
Observations & Experiments)

نماز دین کا ستون ہے۔ (الحدیث) اس ضمن میں ڈائلمان فرنگ اور یورپی اسکالر کیا کہتے ہیں۔

مصر کے مشہور جریدہ الموید (قاہرہ) میں ”الفضیلة الصلوة“ کے عنوان سے ایک فاضلانہ مضمون شائع ہوا ہے جس میں فاضل مضمون نگار نے کئی مطالعہ و عرق ریز جستجو کے بعد نماز کی فضیلت میں مغربی فلاسفوں کے اقوال جمع کئے ہیں اور دکھایا ہے کہ اسلام کے رکن اعظم نماز کے متعلق ان کے کیا خیالات ہیں اور وہ اس مقدس عبادت کو کن کن روحانی و ملی کلمات کا مجموعہ سمجھتے ہیں۔ الموید کے فاضل مضمون نگار لکھتے ہیں:-

یورپ جس کو اپنی تہذیب و تمدن کے عروج پر نماز ہے مذہبی نقطہ نظر سے الحلو زندقہ کا عظیم الشان مرکز ہے۔ آج ہم دنیا میں جس قدر الحلو پرستی دیکھ رہے ہیں یورپ اس کا اولیں سرچشمہ ہے لیکن قدرت کی اعجاز آفرینیاں دیکھو کہ اس الحلو آبلو یورپ میں ایسی صداقت شعار ہستیاں بھی موجود ہیں جو اپنی کامل طاقت کے ساتھ حق و صداقت کی حمایت میں مشغول ہیں۔ ان کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ موجودہ آزاد خیالی کے سیلاب کو جلد از جلد ختم کر دینے کے لئے مضطرب و بیقرار ہیں۔ ہماری مراد ان علماء مغرب سے ہے جو باوجود کافی آزاد خیال ہونے کے مذہب کی ضرورت و عظمت کے قائل ہیں اور جن کا مسلک خود پرستی نہیں بلکہ خدا پرستی ہے۔ ان ہی راست باز روحوں میں سے بعض نے اسلامی نماز کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں ہم موجودہ حالات میں جبکہ الحلو بلکہ کئی آندھیاں چل رہے ہیں اور ایمان کی جمع جھلملا رہی ہے۔ ان خیالات کی اشاعت ضروری سمجھتے ہیں۔

نماز اور یورینڈ لیبان: (Prayer and Urend Laban)

معزز فلاسفر بورن لیبان فضائل نماز پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”میں نے کئی مرتبہ مسیحی و اسرائیلی نماز اور اسلامی نماز کا موازنہ کیا ہے تو ثابت ہوا کہ آخر الذکر طرز عبادت افضل ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایکٹ اسلامی نماز بہت سی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ اس میں خدا کی حمد و ثنا اور تقدیس و تمجید ہے۔ نیز دعا اور عاجزانہ التجا ہے اور اس میں انکساری و فروتنی کا عجیب مظاہرہ ہے۔ میں الزاما” یوم جمعہ کو اسکندریہ کی جامع مسجد میں محض اسلامی نماز کی شان دیکھنے جاتا تھا۔ میں نے جب خطیب کے پر جوش خطبہ صفوف کی ترتیب اور رکوع و سجود کے اہتمام پر غور کیا تو میرے قلب پر عجیب اثر ہوا جو ناقابل بیان ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ اسلام مجھے آواز دے رہا ہے اور اس کی عبادت کا پر کیف نظارہ میری روح پر قبضہ کر رہا ہے“

(دی لکچر آف ایپلز صفحہ 46)

سینٹ ہیلر کا قول: (Saint Heler's Saying)

روما کا مشہور پادری سینٹ ہیلر اپنی کتاب دعا (دی پریس) میں لکھتا ہے کہ:

”میں نے جہاں جہاں اسلامی ممالک کا سفر کیا وہاں کی عبادت گاہوں کو ضرور دیکھا اس سلسلہ میں اسلامی نماز پر بھی غور کرنے کا موقع ملا۔ میرے نزدیک یہ ایک افضل ترین عبادت ہے جب ایک خدا کا پجاری اپنے کاروبار سے فارغ ہو کر اس کی خوشنودی چاہتا ہے اور اس کی حمد و ثنا کے گیت گاتا ہے۔ تو روح وجد میں آ جاتی ہے اس وقت وہ یقیناً اپنے مذہب سے قریب تر ہو جاتا ہے اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ اس کے حضور میں سربسجود نظر آتا ہے۔ اس کا آخری نتیجہ روح کی طہارت اور قلب کی پاکیزگی ہے۔ مزید برآں اس عبادت میں ورزشی پہلو بھی نمایاں ہیں جس کا تعلق جسم کی تقویت سے ہے۔ میں نے دیکھا کہ نماز گزار سست، کاہل نہیں ہوتے صبح کی بیداری عجیب اثر رکھتی ہے۔“

پادری جیمس مولر کا بیان: (Father James's Statement)

مذہبی رہنما جیمس مولر تحریر فرماتے ہیں:

”تعصب سے کام لینا آسان ہے لیکن سچ بولنا دشوار ہے میں اس وقت دشوار منزل ہی کو اختیار کرتا ہوں۔ میں نے بارہا اپنے محمدی احباب سے گفتگو کی ہے اور ان کے عقائد کی تحقیقات میں مشغول رہا ہوں۔ تیرہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی اپنے پیغمبر (صلعم) کے اطاعت گزار ہیں اور ان کی ہر شے کو محبوب رکھتے ہیں۔ مسیحی دنیا کے لئے اس محبت میں ایک خاص سبب ہے۔“

اسلامی آبادی کا ایک پمشر حصہ آج بھی ایک اہم عبادت کا پابند ہے جس کا نام نماز ہے۔ محمدیوں کا عقیدہ ہے کہ نماز برائیوں سے روکتی اور بے حیائی کے کاموں سے محفوظ رکھتی ہے۔ بظاہر یہ عقیدہ درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اکثر نمازی بھی برائی کی طرف مائل نظر آتے ہیں۔ لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ وہ شخص جو دن میں پانچ مرتبہ یعنی ایک ایک ماہ میں ایک سو پچاس مرتبہ اپنے خدائے برتر سے پرہیزگاری کا عہد کرتا ہے اور گناہوں سے بیزاری کرتا ہے۔ وہ ایک نہ ایک دن اپنے عہد میں کامل ہو جاتا ہے اور واقعی پرہیزگار بن جاتا ہے۔“

مسٹر کنگ کا خیال: (Mr. King's Idiology)

مسٹری۔ ایم۔ کنگ رقم طراز ہیں:

انسان فطرۃً اس بات کا عادی ہے کہ جب دنیاوی کاموں اور مجلسی تفریحوں میں مشغول ہو جاتا ہے تو اس کو اصلاح نفس کا خیال نہیں رہتا اور بعض تفریحوں میں لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنے پیدا کرنے والے کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے ان حالات میں جب اس بات پر غور کرتا ہوں کہ اسلام نے اپنے وفاداروں پر دن رات میں پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے اور ان کو مجبور کیا ہے کہ وہ ہر حال میں اس اہم فرض کو ادا کریں تو مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ نماز ایک بہترین ذریعہ ہدایت ہے جب ایک سچے عقیدے کا آدمی ہر طرف سے بے نیاز ہو کر خلوص و محبت کے ساتھ اپنے خالق کو یاد کرتا ہے اور اس کی تسبیح و تقدیس

بیان کر کے اس کی خوشنودی چاہتا ہے اور اس قادر و قدوس سے استعانت طلب کرتا ہے تو اس کی روح پاکیزہ حالت میں پہنچ جاتی ہے اور اس کے دل و دماغ سے نفس پرستی کا خبط دور ہو جاتا ہے۔ میں نے اعلیٰ پوزیشن کے مسلمانوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے اثر و اقتدار کے لحاظ سے ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہیں اور کم حیثیت آدمی ان سے بات کرنے کی بھی جرات نہیں کر سکتے۔ لیکن جب نماز کا وقت آتا ہے تو ایک عظیم الشان آدمی بے تابانہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے اور اپنے غیر معروف بھائیوں کے ساتھ فریضہ نماز ادا کرتا ہے اس نظارے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ بے شک اس عبادت میں سادگی اور فروتنی کا سبق موجود ہے اور اس میں مساوات کی شان نظر آتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلامی رسولؐ نے عجیب انداز سے امیر و غریب ادنیٰ و اعلیٰ کو ایک صف میں جمع کیا۔ اور مناسب طور پر غرور و نخوت کے طلسم کو پاش پاش کیا ہے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ نماز ایک بہترین عبادت ہے۔

(ترجمہ در خلافتہ)

(جریدہ الموید بحوالہ حقانیت اسلام)

وضو کے دوران بخارات کا نکلنا۔ ایک تجزیہ

پروفیسر نذیر احمد بھٹی صاحب فرمانے لگے کہ یورپ کے سفر میں مجھے ایک خاتون ملی تو اس نے دوران گفتگو بتایا کہ میں نے تحقیق کی ہے کہ وضو کے دوران ایک خاص قسم کے بخارات جسم انسانی سے نکلتے ہیں۔

یہی محقق خاتون کہنے لگیں میں نے مسلمانوں کو دیکھ کر سجدہ کرنا شروع کر دیا اور جب میں سجدہ میں سر رکھتی ہوں تو مجھے وہ ملتا ہے جو میں بیان نہیں کر سکتی۔

امام اعظم ابو حنیفہ کا ایک واقعہ :-

(An Incident of Imam-e-Azam Abu Haneefa)

ایک دفعہ امام اعظم ابو حنیفہ ایک چلتے پانی میں وضو کر رہے تھے آپ فوراً اٹھ گئے اور جس طرف سے پانی آ رہا تھا اس طرف چلنا شروع کر دیا تحقیق کرنے پر پتہ چلا کہ اس پانی میں ایسا شخص نما رہا ہے کہ اس نے زنا کیا ہے۔
(حیات امام اعظم)

تحریک پاکستان کے لیڈر سر محمد شفیع کا واقعہ
مشاہدات و تجربات - سنت نبویؐ اور جدید سائنس

ہاتھ سے کھانا سنت نبویؐ ہے۔ جدید سائنس نے چھری کلنٹے دیئے لیکن حقائق حقائق ہیں۔

سر محمد شفیع ہندوستان کے ایک بہت بڑے مدرسے میں اداوینے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ مدرسہ کے مہتمم نے چندہ لینے سے انکار کر دیا۔ چونکہ کھانے کا وقت قریب تھا۔ تو مہتمم نے کھانے کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی۔ کھانے کے دوران سر محمد شفیع نے چھری کلنٹے (Cuttleries) استعمال کئے۔ انہوں نے مہتمم مدرسہ سے پوچھا کہ آپ ہاتھ استعمال کیوں کر رہے ہیں تو مہتمم صاحب نے فرمایا اس کی بے شمار حکمتیں ہیں۔ مثلاً

چمچ پر اعتبار نہیں اور ہاتھ پر اعتبار ہے اس لئے کہ چمچ یہ نہیں جاسکتا کہ

کھانا گرم یا ٹھنڈا۔ ہاتھ کے استعمال سے مطلوبہ مقدار انسان استعمال کر سکتا ہے جبکہ چیچ سے ایسا ممکن نہیں۔

ہاتھ سے محسوس ہو جاتا ہے کہ کھانا باسی ہے یا تازہ کھانا سخت ہے یا نرم۔
الغرض کیا یہ کھانے کے قتل بھی ہے؟

تین سو پچاس گرجوں کا پادری - مشاہدات و تجربات:

(The Monk of 350 Churches - Observation & Experiments)

ملک محمد انور صاحب فرمانے لگے ہم چند دوست فلپائن کی سیاحت میں تھے ایک جگہ نماز کا وقت آیا ہم تمام وضو کرنے بیٹھ گئے ایک عیسائی دیکھتا رہا پھر کہنے لگا کیا تم تمام پاگل ہو؟ ہم نے کہا نہیں۔ کہنے لگا دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں پاگل لوگوں کے علاج کے لئے ان جگہوں پر پانی لگایا جاتا ہے جہاں جہاں تم پانی لگا رہے ہو۔

مزید فرمانے لگے کہ ہم ایک بڑے بحری جہاز میں سفر کر رہے تھے ہم احباب نے ایک کمرہ کرایہ پر لے لیا ساتھ ہی کمرے میں ایک بہت بڑا عیسائیوں کا پادری بھی رہ رہا تھا 50 گھنٹے کا طویل سفر تھا وہ پادری جس کے ماتحت 350 گرجے تھے ہمیں نماز پڑھتا، قرآن شریف اور مختلف مسلمانوں والے اعمال دیکھتا رہا کہنے لگا کہ مسلمانوں کے تین عمل مجھے بہت متاثر کرتے ہیں

(1) جماعت کی نماز جس میں ڈسپلن کی انتہا ہے جو ایک آدمی (یعنی امام) کرتا ہے بالکل وہی عمل کسی وضاحت کے پوچھے بغیر سینکڑوں بلکہ حج میں لاکھوں لوگ کرتے ہیں۔

(2) مل کر کھانا تناول کرنا۔

(3) مسلمانوں کا سائنسی لباس (یعنی موجودہ اسلامی لباس سائنس کی تحقیق کے مطابق سو فیصد درست ہے) لہذا میں ان اعمال کو دیکھتا رہتا ہوں آج عملی طور پر میں نے کئی بار ان اعمال کو دیکھا ہے۔ میں بہت متاثر ہوں لہذا میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ آخر کار وہ مسلمان ہو گیا۔

چھینک آئے تو چھینک دیں

(Must Sneeg, If it Occurs)

نیویارک میڈیکو 'چھینک جیسے ہی آئے اسے فوراً' لے لینا چاہئے ورنہ نظام انضمام بڑی طرح بگڑ جاتا ہے۔ چھینک کے مضمضرات پر رسرچ کرنے والے اداوے نیویارک میڈیکو کی رپورٹ ہے کہ اگر انسان چھینک کو زبردستی دبلے تو نہ صرف قوت مدافعت میں کمی ہوتی ہے۔ بلکہ انسان کا پیٹ خراب ہو جاتا ہے۔ اسلام نے چھینک کو پسند کیا ہے اور چھینک کو روکنے سے منع فرمایا ہے۔ زمین پر بیٹھنا سنت ہے۔ جدید انکشافات:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھنا، سونا پسند فرماتے تھے اور آپ کی زندگی کے شب و روز زمین پر گزرے۔

لبے قد کا راز: (The Secrete of tall Body)

ایک صاحب فن نے اپنا ذاتی واقعہ بیان کیا کہ ہم تمام عمر زمین پر سوتے رہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے زمین پر سونے سے قدر دراز، صحت خوشنما اور چہرے پر خون چھلکا ہوا نظر آتا ہے۔ ایسا کیوں ہے۔

”صدائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لئے“

جدید سائنس اس ضمن میں کیا کہتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

زمین پر بیٹھنے سے موٹاپا نہیں آتا:

امریکی ماہرین جمالیات کا کہنا ہے کہ زمین پر بیٹھنے سے خواتین کو نہ صرف بہت سی بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے۔ بلکہ موٹاپا بھی نہیں آتا، بالخصوص گھٹنوں کو کہنیوں میں دبا کر ٹھوڑی کلائیوں پر رکھنے سے پیٹ کبھی نہیں بڑھ سکتا۔ (میڈیکل سروے)

جدید طبی تحقیق نے دل سے محبت کا تعلق ثابت کر دیا:

اسلام دلی محبت اور الفت کا سبق دیتا ہے۔ والدین کو محبت کی نظر دیکھنا حج اور عمرے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔

امریکہ کی میڈیکل ایسوسی ایشن کی رپورٹ میں جدید طبی تحقیق کے حوالے سے انکشاف کیا گیا ہے کہ دل اور محبت کے درمیان واضح تعلق موجود ہے۔ دل کے مریضوں میں مرنے والے ایسے افراد کی تعداد زیادہ ہوتی ہے جو تنہائی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جن کا کوئی رفیق حیات یا دوست نہیں ہوتا۔ دل کے مریض تنہا افراد ہیں۔ ان مریضوں کے مقابلے میں مرنے والوں کی تعداد پانچ گنا زیادہ ہوتی ہے۔ جن کی کسی سے جذباتی وابستگی ہو۔ انہیں حیات یا کسی ہمدم سے محروم دل کے مریض دوسرے مریضوں سے پانچ برس قبل ہی مر جاتے ہیں۔ دل کے مریضوں میں غریب مریضوں کی نسبت امیر مریض کم تعداد میں موت کا شکار ہوتے ہیں۔ وائس آف امریکہ کے مطابق دل کے تیرہ سو مریضوں کا تقریباً "پانچ برس تک مسلسل جائزہ لینے کے جدید تحقیقی نتائج اخذ کئے گئے ہیں۔ جدید طبی تحقیق کے بعد دل کے نوجوان مریضوں کو یہ مشورہ بھی دیا گیا ہے اگر وہ زیادہ عرصہ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو شلوی میں تاخیر نہ کریں۔

(مارڈرن کے نفسیاتی تجربات)

ختہ کے فوائد - مشاہدات و تجربات

(Advantages of Circumcision
Observations and Experiments)

امریکہ کے مشہور ترین طبی میگزین کے مارچ و مئی 1990ء کے شمارہ میں ختنہ سے متعلق مضمون سے پتہ چلتا ہے کہ 61 سے 85 فیصد امریکی بچوں کا ولادت کے بعد ختنہ کر دیا جاتا ہے۔ طائفہ امریکہ میں یہودی بہت معمولی تعداد میں ہیں اور یہی حل مسلمانوں کا ہے۔ معلوم ہوا کہ عیسائی یہ کلام سرانجام دیتے ہیں۔

ایسا کیوں ہے؟ جبکہ عیسائی ختنہ نہیں کراتے اور یہ رہیں عیسائیت ختنہ کی سخت ترین دشمن رہی ہے۔ امریکہ میں بچوں کے مشہور ترین ماہرین ڈاکٹر باقاعدہ ہر بچہ کے ختنہ پر زور دیتے ہیں اس پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے رحمت دو عالم ﷺ کی بتائی ہوئی فطری علوت میں سے ایک علوت ختنہ کے راز ہلئے سربستہ کا انکشاف کیا۔ ختنہ کے موضوع پر جدید طبی مجلات میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ امریکہ نیز دنیا کے مشہور ترین میگزین میں گزشتہ چند سالوں میں سینکڑوں مضامین شائع ہو چکے ہیں۔

ختنہ گزشتہ لویان میں :-

(Circumcision in Pre-past religions)

مجموعین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے (80) اسی سال کی عمر میں کلباڑی سے ختنہ کیا۔ علامہ ابن اللہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ اولاً "حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا۔ بعد ازاں ختنہ کا سلسلہ رسولوں اور ان کے پیروکاروں میں مسلسل جاری رہا حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی ختنہ ہوا۔ نصاریٰ اس بات کے انکاری نہیں بلکہ اس طرح اقرار کرتے ہیں جس طرح خنزیر کی حرمت کا۔

یہودی خاص طور پر ختنہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ سفر تکوین میں ہے ”یاد رکھنا یہ میرے اور تمہارے اور تمہارے بعد تمہاری نسل کے درمیان عہد ہے کہ ہر لڑکے کا ختنہ کیا جائے۔“

عیسائیت میں بھی ختنہ شروع میں تھا لیکن عیسائیوں نے اپنے پیغمبر کی اصل تعلیمات کو مسخ کر ڈالا اور ان سے روگردانی کی۔ انجیل برناباس میں بھی ختنہ کا ذکر ملتا ہے۔ یسوع نے جواب دیا ”میں سچ بتاتا ہوں کہ کتا ختنہ نہ ہوئے آدمی سے کہیں بہتر ہے۔“

ختنہ اسلام میں :- (Circumcision in Islam)

ختنہ سے متعلق بے شمار حدیثیں موجود ہیں۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پانچ چیزیں فطرت سے ہیں ختنہ کرنا، زیر ناف کے بل کلنا، مونچھیں پست رکھنا، ناخن کلنا اور بغلوں کے بل اکھاڑنا۔ ”مام احمد نے شدلو بن لوس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ ختنہ مردوں کے لئے سنت ہے۔“

ختنہ سے متعلق امریکی ماہرین امراض اطفال کی رائے :- (American experts opinion in children diseases about Circumcision)

پروفیسر وائس ویل جو کہ واشنگٹن کے فوجی ہاسپٹل میں شعبہ امراض اطفال کے صدر ہیں مجلہ امریکن فیملی فزیشن (Family Physician American) کے مارچ 1990ء کے شمارہ میں رقمطراز ہیں 1975ء میں بھی ختنہ کا سخت ترین دشمن تھا اور ختنہ کا تناسب کم کرنے کے لئے اس وقت جو کوششیں کی جا رہی تھیں ان میں بھی شریک تھا لیکن سن اسی کی دہائی کے اوائل میں کئے گئے سروے سے پتہ چلا کہ غیر مختون بچوں کے اندر پیشاب کی نالی کی سوزش کا مرض نسبتاً زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کے بلوجود ختنہ کو معمولات زندگی میں شامل کرنا میری تجویز نہ تھی البتہ کہ بوقت ضرورت اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

لیکن جب اس موضوع پر مزید تحقیق کی گئی اور انتہائی باریک بینی سے اس کا مطالعہ کیا گیا تو نتیجہ برعکس نکلا اور ختنہ کو معمولات زندگی میں شامل کئے جانے کا حامی بنا پڑا۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ امریکن اکیڈمی برائے طب اطفال نے 1989ء میں جو رپورٹ شائع کی وہ 1970ء کی شائع کردہ رپورٹ کے بالکل برعکس تھی چنانچہ ختنہ کے عمل کی مخالفت سے رجوع کر لیا گیا اور بچوں کے ختنہ کے فوائد کی پر زور تائید کی گئی۔ دور حاضر کی طبی تجربات کے بعد گویا بھونچل آگیا لوگوں کو اپنی رائیں بدلنی پڑیں پالیسیاں بالکل برعکس ہو گئیں اور جو لوگ ختنہ کے جتنے زیادہ مخالف و دشمن تھے وہ اتنے ہی زیادہ حامی و ہمنوا بن گئے اور ایک بار پھر یہ بات ثابت ہو گئی کہ گردش ایام فطرت انسانی کو بدلنے سے قاصر ہے۔

(فطرة الله التي فطر الناس عليها۔ اللہ کی بتائی ہوئی سرشت لازم پکڑو جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ (آیت)

اور پروفیسر موصوف نے بائیں الفاظ اپنی بات پوری کی اور 8 مارچ 1988ء کو کیلی فورنیا کی طبی آرگنائزیشن کے ممبران نے بیک آواز یہ رائے پاس کی کہ بچے کا ختنہ صحت کا موثر ترین ذریعہ ہے۔ پھر میں نے ختنہ کی طویل مخالفت سے رجوع کر لیا۔ نیز کیلی فورنیا کی طبی آرگنائزیشن کی قرارداد کا خیر مقدم کیا۔

ختنہ اور جنسی اعضاء کی نظافت:

1990ء کے میگزین "نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن (New England Journal of Medicine)" کے اندر ڈاکٹر شیون تحریر کرتے ہیں "بلاشبہ بچے کا ختنہ عمر بھر کے لئے جنسی اعضاء کی نظافت کا کام آسان کر دیتا ہے۔ اس طرح بچپن میں قلفہ (عضو تناسل کے سرے پر بڑھی ہوئی جلد) کے نیچے بیماری کے جراثیم جمع نہیں ہو پاتے۔" ڈاکٹر موصوف کا شمار دنیا کے مشہور ترین ماہرین امراض اطفال میں ہوتا ہے عضو خاص کے کینسر کے پیش نظر جنسی اعضاء کی صفائی پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں۔ پوشیدہ اعضاء کی صفائی ستھرائی خاطر خواہ یقیناً "مشکل مسئلہ ہے اور یہ مشکل دنیا کے پسماندہ ممالک ہی میں نہیں بلکہ امریکہ جیسے بڑے

اور پھوٹے چھوٹے ترقی یافتہ ممالک میں بھی جنسی اعضاء کی نظافت کا معاملہ غیر اطمینان بخش ہے۔ برطانیہ کے غیر مختون اسکول بچوں کے ایک سروے سے پتہ چلا کہ ان میں 70 فیصد کی جنسی اعضاء کی صفائی کی حالت بہت خراب تھی۔ ڈنمارک کے اندر ایک اور جائزے سے پتہ چلا کہ چھ سال کے غیر مختون بچوں میں 63 فیصد کا قلفہ گندگی کی وجہ سے چپکا ہوا تھا۔“

یہ بیان ختنہ کے اسرار و رموز کی تحقیق کرنے والی بہت بڑی کمیٹی کے صدر کا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے اس بیماری کا علاج روز اول ہی بتا دیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے ہی اس سلسلے میں ہماری رہنمائی فرمادی تھی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **فَاقْمِ وُجُوْهُكُمْ لِلدِّیْنِ حَنِیْفَا** **فَطَرَةِ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا (روم : 30)** آپ یکسو ہو کر اس دین پر قائم رہیے اللہ کی بنائی ہوئی سرشت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا اسے لازم پکڑیے۔

ختنہ اور پیشاب کی نالی کی سوزش :

(Circumcision and Infection of the Ureter)

1989ء کے تازہ ترین سروے کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ مختون بچوں کی بہ نسبت غیر مختون بچوں میں پیشاب کی نالی کی سوزش کا 39 گنا زیادہ احتمال ہے۔ چار کروڑ بچے اور بچیوں کا جائزہ لیا گیا تو پروفیسروائس ویل کے بیان کے مطابق غیر مختون بچوں میں پیشاب کی نالی کی سوزش بہت زیادہ پائی گئی۔ اسی طرح اسکالرز کی ایک ٹیم کے اندازے کے مطابق اگر امریکہ میں ختنہ کا عمل جاری نہ ہوا ہوتا تو وہاں بیس ہزار لوگوں کی حویضہ اور گردے کی سوزش سے حالت ابتر ہوتی۔ برطانیہ کے لانسٹ نامی مشہور میگزین کے 1989ء کے شمارے میں شائع مضمون بتاتا ہے کہ ”اگر بچوں کا ختنہ شروع میں کر دیا جائے تو پیشاب کی نالی سوزش 90 فیصد کم کی جاسکتی ہے۔“

ختنہ اور قصبہ کینسر:

(Circumcision and Panic Cancer)

برطانیہ کے (B.M.J) بی ایم جے ماہی طبی میگزین نے 1977ء میں اس مرض سے متعلق ایک مضمون شائع کیا جس کا بیان ہے کہ قصبہ (عضو خاص) کا کینسر یہودیوں میں شتو و ثلور ہی ہوتا ہے اور اسلامی ممالک جہاں بچپن میں ہی ختنہ کر دیا جاتا ہے کا بھی یہی حل ہے۔ قصبہ کا کینسر دنیا کے بیشتر ممالک کے لئے پریشانی کا سبب بنا ہوا ہے۔ خاص طور پر چین، یوگانڈا اور بوتو ریکو میں 12 سے 22 فیصد مردوں کو یہ بیماری لاحق ہے۔ نیشنل انسٹی ٹیوٹ فور کینسر کے میگزین میں چھپی ایک رپورٹ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ قصبہ کا کینسر جنسی میل جول سے منتقل ہوتا ہے اور اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے کہ جنسی بے راہ روی سے یہ کینسر پیدا ہوتا ہے۔

امریکی میگزین برائے امراض اطفال نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ”غیر مخنون شخص قصبہ کے کینسر کا کسی بھی وقت شکار ہو سکتا ہے۔ اس کا سبب اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ نومولود ہی کا ختنہ کر دیا جائے۔ کیا اسلام کی حقانیت کے لئے یہی کافی نہیں کہ جس خطرہ کی طرف ماہرین طب آج اشارہ کر رہے ہیں اسلام نے روز اول ہی اس کا سبب کر دیا تھا۔“

ختنہ اور جنسی امراض:

(Circumcision & Genetic diseases)

میگزین نو انگلینڈ جرنل فور میڈیسن کی 1990ء کی اشاعت میں ہے کہ ”دوسری جنگ عظیم اور کوریا و ویتنام کی جنگوں کے دوران امریکی فوج کے اندر ختنہ (عضو تناسل کی سپاری) کی سوزش اور جنس امراض سے بچاؤ میں ختنہ کے عمل نے اہم رول ادا کیا۔“

آسٹریلیا کے ایک تازہ ترین سروے سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مخنون حضرات میں چار قسم کے جنسی امراض عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ (1) آلہ تناسل پر

چھلے (3) Candidiasis (2) (Gental Herpes) سوزاک
 Syphilis (4) آتشک Gonorrhoea

ختنہ اور ایڈز کا مرض: (Circumcision Aids disease)

1989ء میں شائع ہونے والے امریکن سائنس میگزین کے ایک مقالہ کا عنوان ہے ”ختنہ ایڈز کے مرض سے محفوظ رکھتا ہے۔“ یہ مقالہ امریکہ اور افریقہ میں لائے گئے تین جائزوں پر مشتمل ہے اس میں خاص طور سے اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ بیشتر غیر مختون حضرات ہی اس وبا کا شکار ہوتے ہیں۔

کیا یہ مقام تعجب نہیں کہ جو بوگ خداوندی معصیت میں سرپٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں وہی مذہب اسلام کی اس خصلت (ختنہ) کا اس عذاب الہی (ایڈز) سے نجات حاصل کرنے کے لئے سہارا ڈھونڈ رہے ہیں۔ پھر بھی یہ گمان ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ ختنہ کا عمل کلی طور پر اس مرض سے نجات کا ضامن ہے۔ اگرچہ غیر مختون کے مقابلہ میں مختون کے لئے کم خطرہ ہے لیکن مختون و غیر مختون دونوں ہی اس کا شکار ہو سکتے ہیں۔ جدید تحقیقات نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ محمد ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کا ہر پہلو انسانی کی اخروی فلاح کے ساتھ ساتھ دنیوی مفادات کا بھی ضامن ہے اور جن لوگوں نے بھی قانون فطرت سے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کی ہے وہی خائب و خاسر اور ناکام و نامراد رہے ہیں۔

(ویکی میڈیکل سروے امریکہ)

عمل جراحی اور اسلامی تعلیمات - مشاہدات و تجربات

(Surgery and Islamic Teachings
Observations and Experiments)

صحت کو قائم رکھنے اور بیماری سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہر دور میں حکیموں، ڈاکٹروں اور طبیبوں نے مختلف طریقے اپنائے ہیں۔ ان میں عمل جراحی سب سے اہم ہے۔ پچھلے دو سو سال میں عمل جراحی کے بارے میں میڈیکل سائنس نے بہت ترقی کی ہے۔ آپریشن سے اب کروڑوں انسانوں کی جان بچائی جاتی ہے اور نئے نئے طریقے ایجاد ہوتے ہیں۔ ہر آپریشن کا بنیادی اصول زخموں کو جراثیم سے بچانا اور مریض کو صاف ستھرا ماحول مہیا کرنا ہے۔ جس میں مریض کے زخم خراب ہونے کا خطرہ نہ ہو۔

سو سال پہلے تک یورپ کے سرجنوں کو اس حقیقت کا علم نہیں تھا چنانچہ بے شمار مریض کامیاب آپریشن کے باوجود زخم خراب ہونے سے مر جیا کرتے تھے۔ لیکن جب سے اس حقیقت کا انکشاف ہوا ہے کہ صاف ستھرے ماحول میں مریض کو رکھنے، آپریشن کرنے اور زخموں کو جراثیم سے بچانے سے آپریشن کے نتائج بہت حوصلہ افزا ہوتے ہیں۔ سرجن ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ صفائی کا اعلیٰ ترین معیار قائم رکھا جائے۔ اگر میں یہ کہوں کہ اسلام نے چودہ سو سال پہلے صفائی کا جو معیار قائم کیا تھا اسی کو بنیاد بنا کر مغرب کے سائنس دان عمل جراحی سے اس قدر اچھے نتائج اخذ کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں تو یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ آئیے اس معیار کا تجزیہ کرتے ہیں۔

پہلا اصول: (First Principle)

سرجری کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ سرجن کا خود صاف ستھرا ہونا ہوتا ہے۔ اسلام نے مسلمان کی ذاتی جسمانی صفائی کے بارے میں بڑی وضاحت سے ذکر کیا ہے۔ گندے شخص کی نماز ہی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مسلمان کا پاک و

صاف رہنا نہایت ضروری ہے۔ نہانا صاف ہونے کا بنیادی اصول ہے۔ اور اس کے بارے میں احادیث میں متعدد احکامات ملتے ہیں۔

دوسرا اصول: (Second Principle):

سرجری کا دوسرا اصول صاف کپڑے پہننا ہے۔ گندے کپڑوں کے ساتھ تو سرجن آپریشن تو کیا آپریشن تھیٹر کے اندر بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ صاف کپڑے پہننا بھی نماز کی بنیادی شرط ہے۔ آپریشن تھیٹر میں عموماً "سفید کپڑے پہنے جاتے ہیں تاکہ اگر معمولی سی بھی کہیں گندی ہو تو فوراً" نظر آجائے۔

احادیث کا حوالہ: (Reference of Hadees):

احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی سفید لباس سب سے زیادہ پسند تھا۔ اور اس کی وجہ آپ کی اعلیٰ نفاست پسندی تھی۔ آپریشن کے دوران سر کے بالوں اور منہ کو نوپی اور ماسک سے ڈھانپ لیا جاتا ہے اس کا مقصد زخموں کو سانس کے ذریعے نکلنے والے جراثیم اور بالوں سے بچانا مقصود ہوتا ہے۔ احادیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے کھانے کی اشیاء میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی اصول کو سرجری میں ماسک کی صورت میں استعمال کیا گیا ہے تاکہ منہ اور ناک کے جراثیم زخم کے اندر نہ چلے جائیں اور نماز کے دوران ہم اپنا سر بھی نوپی سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ مسجد کو اسلامی معاشرے میں جو اہمیت ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ مسجد کا مقصد اسلامی معاشرے میں تقویٰ اور پاکیزگی کو فروغ دینا ہے۔ یہ ایک ایسا مرکز ہے جس سے انسان ذہنی اور جسمانی طور پر صاف ستھرا ہو کر نکلتا ہے۔

قرآن میں ارشاد خداوندی ہے۔

”جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہ اس کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں (عبادت کے لئے) کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کی پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں (سورۃ توبہ 108)“ چنانچہ مسجد کا مقام اسلامی معاشرے میں صاف ترین جگہ کے لئے ہم

سمجھتے ہیں کہ مغرب نے صفائی کے بارے میں کئی اصول ہم سے لے کر اپنے
 معاشرے میں استعمال کئے ہیں مسجد میں داخل ہونے سے پہلے جوتیوں کا مسجد کے
 باہر چھوڑنا ضروری ہے تاکہ جوتیوں کے ساتھ گندگی اندر نہ جاسکے۔ مزید یہ کہ نماز
 پڑھتے وقت بھی جوتے اتار کر علیحدہ رکھ دیئے جلتے ہیں تاکہ انسان اللہ کے حضور
 بالکل پاک و صاف جسم کے ساتھ حاضر ہو۔ یہ اصول آپریشن ٹیبلٹ میں کارفرما ہے۔
 عام جوتیوں کے ساتھ ٹیبلٹ میں داخل ہونا قطعاً ممنوع ہے۔ آپریشن کرنے سے
 پہلے سرجن اپنے دونوں ہاتھ اور بازو کھنیوں تک کئی منٹ تک دھوتا رہتا ہے۔
 کبھی صابن کے ساتھ اور کبھی کسی جراثیم کش محلول کے ساتھ۔ اس کا مقصد
 ہاتھوں اور بازوؤں کو جراثیم سے بالکل پاک صاف رکھنا ہے۔ اسی دوران پانی کا بہاؤ
 ہمیشہ ہاتھوں سے کھنیوں کی طرف ہوتا ہے۔ وضو نماز کا بنیادی رکن ہے۔ وضو
 میں ہاتھوں اور کھنیوں کو دھونا فرض ہے اور پانی کا بہاؤ بھی ہاتھوں سے کھنیوں کی
 طرف ہی ہوتا ہے۔ اسی بہاؤ کا مقصد یہ ہے کہ کھنیوں کا میل کچیل ہاتھوں پر نہ
 آئے وضو میں ہر عمل تین بار دہرایا جاتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس عمل کا
 مقصد ہر ممکن گندگی کو دھونا ہے۔ ہاتھوں کو پاک و صاف رکھنے کا بہترین اصول یہ
 ہے کہ انہیں دھونے کے بعد کسی کپڑے سے خشک نہ کیا جائے اور احادیث سے پتہ
 چلتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہ طریقہ کار تھا۔ یہی اصول
 سرجری میں اپنایا جاتا ہے۔ آپریشن کے بعد مریض کے جلد از جلد ٹھیک ہونے کا
 انحصار اس بات پر ہے کہ اس کا زخم خراب نہیں ہوتا اس میں پیپ نہیں پڑتی۔
 احادیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل ہوا ہے جس میں زخموں
 کو صاف پانی سے دھونے کا ذکر ہے اور انہیں صاف کپڑے سے پٹی کرنے کا ذکر
 ہے۔

شہد: (Honey)

شہد اللہ تعالیٰ کی ایک نہایت اعلیٰ اور خوش ذائقہ خوراک ہے۔ اللہ تعالیٰ
 قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔ اس مکھی کے اند سے رنگ برنگ کا ایک شربت نکلتا

ہے۔ جس میں شفا ہے لوگوں کے لئے یقیناً" اس میں بھی ایک نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ (النمل 69) سائنس دانوں نے شہد کے متعلق تحقیق کی ہے کہ یہ زخموں کے لئے نہایت کار آمد ہے۔ اسی سے جراثیم مرحلتے ہیں۔ جن میں ٹائیفائیڈ، پچس، ہیضہ اور انفلوینزا کے جراثیم شامل ہیں۔ آپریشن سے قبل مریض کو 6 سے 8 گھنٹے تک خالی پیٹ رکھا جاتا ہے تاکہ بے ہوش کرنے سے پہلے مریض کا معدہ خالی ہو کیونکہ بے ہوشی کے دوران اس بات کا امکان ہے۔ اگر معدہ میں خوراک ہوگی وہ الٹی کے ساتھ سانس کی نالی میں جاسکتی ہے۔ جس سے سانس بند ہونے کا خطرہ ہے۔ اسی طرح آپریشن کے بعد بھی مریض کو کم از کم 6 سے 8 گھنٹے اور بعض حالتوں میں 12 سے 24 گھنٹے تک کھانے سے منع کیا جاتا ہے۔ چنانچہ مریض کم از کم 14 سے 16 گھنٹے تک بھوکا رہتا ہے۔ اس بات کی تربیت مسلمان کو روزے کے عمل سے دی جاتی ہے۔ آج کی میڈیکل سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ روزے سے انسانی جسم میں کوئی اثر نہیں پڑتا اور آپریشن کے عمل سے بھی گزر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ شہد کئی دوسرے جراثیم Pseudomonas اور Sheptococci کے خلاف بھی کار آمد ہے۔ جانوروں پر تجربات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے۔ کہ اگر زخموں کو روزانہ دوبار ابلتے ہوئے صاف شہد سے صاف کیا جائے تو زخم جلد بھر جاتے ہیں۔ سرطان جیسے موذی مرض میں بھی شہد مفید ثابت ہوتا ہے۔

(روزنامہ جنگ میڈیکل رپورٹ)

تیمارداری اور خدمت میں شفا

(Teachin Sicle - A cure of diseases)

زیر نظر تحقیق میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کی وضاحت کرتی ہے۔ آپ مریض کو تسلی دیتے اور اس کے لئے دعا کرتے۔ عقیدے کی طاقت دراصل نفسیاتی صحت کا خزانہ ہے جو نفسیات اس

سرچشمہ سے محروم ہو وہ ”بیماریوں“ کے سوا کسی اور انجام سے دوچار نہیں ہو سکتی۔ یہ انسان کی بد قسمتی ہے کہ وقت کے ماہرین نے نفسیاتی یا اعصابی عوارض کا کھوج لگانے میں تو کمال درجے کی ذہانت کا ثبوت دیا ہے۔ مگر ان نو دریافت بیماریوں کا صحیح علاج تجویز کرنے میں وہ سخت ناکام ہوئے ہیں۔

عیسائی عالم کے الفاظ:

(The Words of a Christian Missionary)

ایک عیسائی عالم کے الفاظ ہیں :-

”نفسیاتی علاج کے ماہرین PSYCHIATRISTS صرف اس تالے کی باریک تفصیلات بتانے میں اپنی کوشش صرف کر رہے ہیں جو ہمارے اوپر صحت کے دروازے بند کرنے والا ہے“

جدید معاشرہ بیک وقت دو متضاد عمل کر رہا ہے۔ ایک طرف وہ مذہبی ساز و سلن فراہم کرنے میں پوری قوت صرف کر رہا ہے۔ دوسری طرف مذہب کو ترک کر کے وہ حالات پیدا کر رہا ہے جس سے زندگی طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہو جائے۔ وہ ایک طرف دوا کھلا رہا ہے اور دوسرے جانب زہر کا انجکشن دے رہا ہے۔

امریکی ڈاکٹر کا اقتباس:

(An Extract of An American Doctor)

یہاں میں ایک امریکی ڈاکٹر ارنسٹ اڈولف Paul Ernes Adolph کا ایک اقتباس نقل کروں گا جو اس کے سلسلے میں ایک دلچسپ شہادت فراہم کرتا ہے۔

”جن دنوں میں میڈیکل اسکول میں زیر تعلیم تھا میں ان تبدیلیوں سے آگاہ ہوا جو زخم ہو جانے کی صورت میں جسم کے اخلاط Body Tissues میں رونما ہوتی ہیں۔ خوردبین کے ذریعہ نسیجوں (Tissues) کا مطالعہ کرتے ہوئے میں نے دیکھا کہ نسیجوں پر مختلف موافق اثرات کے واقع ہونے سے

زخم کا اطمینان بخش اندمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد جب تعیم ختم کر کے میں عملاً ڈاکٹری کے پیشے میں داخل ہوا تو مجھے اپنے اوپر بڑا اعتماد تھا کہ میں زخم اور اس کے اندمل کے طریقوں کو اس حد تک جانتا ہوں کہ میں یقینی طور پر موافق نتیجہ پیدا کر سکتا ہوں جب کہ میں اس کے ضروری غبی وسائل مہیا کر کے اس کو استعمال میں لاؤں۔ لیکن جلد ہی میری اس خود اعتمادی کو صدمہ پہنچا۔ مجھے محسوس ہوا کہ میں نے اپنے میڈیکل سائنس میں ایک ایسے عنصر کو نظر انداز کر دیا تھا جو سب سے زیادہ اہم ہے۔ یعنی خدا

ایک 70 سالہ مریضہ کی کہانی:

(Story of a 70 years old Patient)

ہسپتال میں جن مریضوں کی نگرانی میرے سپرد کی گئی ان میں ایک ستر سال کی بوڑھی عورت تھی۔ جس کا کوٹھا زخمی ہو گیا تھا۔ ایسے تصاویر کے معائنہ سے معلوم ہوا کہ اس کے نسیجیسی (TISSUES) بڑی تیزی سے ٹھیک ہو رہی ہیں۔ میں نے اس سرعت کے ساتھ شفایابی پر اس کو مبارکباد پیش کی۔ انچارج سرجن نے مجھے ہدایت کی کہ اس خاتون کو 24 گھنٹے میں رخصت کر دیا جائے۔ کیونکہ اب وہ کسی سہارے کے بغیر چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی ہے۔

اتوار کا دن تھا۔ اس کی بیٹی ہفتہ وار ملاقات کے معمول کے مطابق اسے دیکھنے آئی۔ میں نے اس سے کہا کہ چونکہ اس کی ماں اب صحت یاب ہے، اس لئے وہ کل آکر اسے اسپتال سے گھر لے جائے لڑکی اس کے جواب میں کچھ نہ بولی اور سیدھی اپنی ماں کے پاس چلی گئی۔ اس نے اپنی ماں کو بتایا کہ اس نے اپنے شوہر سے اس کے بارے میں مشورہ کیا ہے اور یہ طے ہوا ہے کہ وہ اس کو اپنے گھر نہ لے جا سکیں گے۔ اس کے لئے زیادہ بہتر انتظام کی صورت یہ ہے کہ اس کو کسی دارالضعفاء (Old Peoples Home) میں پہنچا دیا جائے۔

چند گھنٹوں کے بعد جب میں اس بڑھیا کے پاس گیا تو میں نے دیکھا کہ بڑی تیزی کے ساتھ اس پر جسمانی انحطاط طاری ہو رہا ہے چوبیس گھنٹے کے اندر ہی

وہ مرگئی۔ کوٹھے کے زخم کی وجہ سے نہیں بلکہ دل کے صدمے کی وجہ سے۔

Not of her Broken hip, but of a broken heart.

ہم نے ہر قسم کی ممکن طبی ادوا سے پہنچائی۔ مگر وہ جلیاں بر نہ ہو سکی۔ اس کے کوٹھے کی ٹوٹی ہوئی ہڈی تو بالکل درست ہو چکی تھی۔ مگر اس کے ٹوٹے ہوئے دل کا کوئی علاج نہ تھا۔ وٹامن 'معدنیات' اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کو اپنی جگہ لانے کے لئے سارے ذرائع استعمال کرنے کے باوجود وہ صحت یاب نہیں ہوئی۔ یعنی طور پر اس کی ہڈیاں جڑ چکی تھیں اور وہ ایک مضبوط کوٹھے کی مالک ہو چکی تھی۔ مگر وہ بچ نہ سکی۔ کیوں۔ اس لئے کہ اس کی صحت کے لئے اہم ترین عنصر جو درکار تھا وہ وٹامن نہیں تھا۔ نہ معدنیات تھے اور نہ ہڈیوں کا جڑنا تھا۔ یہ صرف امنگ (Hope) تھی اور جب زندگی کی امنگ ختم ہو گئی تو صحت بھی رخصت ہو گئی۔

اس واقعہ نے مجھ پر گہرا اثر کیا ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ مجھے یہ شدید احساس تھا کہ اس بوڑھی خاتون کے ساتھ ہرگز یہ حلوہ پیش نہ آتا اگر یہ خاتون خدائی امید (God of Hope) سے آشنا ہوتی جس پر ایک عیسائی کی حیثیت سے میں اعتقاد رکھتا ہوں۔" The Evidence of God PP. 212-14

اس مثل سے اندازہ ہوتا ہے کہ جدید ترقی یافتہ دنیا کس قسم کے تضاد سے دوچار ہے ایک طرف سارے علوم کو اس بیخ پر ترقی دے رہی ہے جس سے خدا کا وجود حرف غلط ثابت ہو جائے، تعلیم و تربیت کے پورے نظام کو اس ڈھنگ سے چلایا جا رہا ہے جس سے خدا اور مذہب کے احساسات دلوں سے رخصت ہو جائیں۔ اس طرح مدح اصل۔ اصل انسان۔۔۔ کو موت کے خطرے میں جھلا کر کے اس کے جسم۔۔۔۔۔ مادی وجود۔۔۔۔۔ کو ترقی دینے کی سعی کی جا رہی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ عین اس وقت جب کہ بہترین ماہرین اس کی ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو جوڑنے میں کامیابی حاصل کر چکے ہوتے ہیں۔ عقیدے کی اندرونی طاقت کی محرومی کی وجہ سے اس کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور بظاہر جسمانی صحت کے باوجود وہ موت کے آغوش میں چلا جاتا ہے۔

یہ وہ تضاد ہے جس نے آج پوری انسانیت کو تباہ کر رکھا ہے۔ خوش پوش جسم حقیقی سکون سے محروم ہیں، عالی شان عمارتیں اجڑے ہوئے دنوں کا مسکن ہیں، جھمگاتے ہوئے شہر جرائم اور مصائب کا مرکز ہیں، شاندار حکومتیں اندرونی سازش اور بے اعتنائی کا شکار ہیں، بڑے بڑے منصوبے کردار کی خامی کی وجہ سے ناکام ہو رہے ہیں..... غرض مادی ترقیات کے باوجود زندگی بالکل اجڑ گئی ہے۔ اور یہ سب نتیجہ ہے صرف ایک چیز کا..... انسان نے اپنے خدا کو چھوڑ دیا، اس نے اس سرچشمہ سے اپنے آپ کو محروم کر لیا جو اس کے خالق و مالک نے اس کے لئے مہیا کیا تھا۔

(فیلڈ ان پیرا سائیکالوجی)

لپ اسٹک کا نقصان

(Disadvantages of Lip - Stick)

لپ اسٹک ہونٹوں کا قدرتی حسن چھین لیتی ہے:

زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے سے ہونٹوں کا قدرتی حسن ختم ہو جاتا ہے اور اگر خواتین فوری علاج نہ کریں تو ہونٹوں کا قدرتی رنگ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔ اس امر کا انکشاف غیر ملکی جریدے کی بیوٹی رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق نو عمری سے خواتین زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے کی شوقین ہوتی ہیں جس سے ہونٹ متاثر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ہونٹوں کے ٹیوز مستقل طور پر مرجاتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق لپ اسٹک بھی ہونٹوں کی قدرتی حسن سے محروم کرتی ہے بالخصوص ماحولیاتی آلودگی کی تہہ جم جانے سے ہونٹوں پر بے شمار ایسے وائرس جنم لیتے ہیں جو نہ صرف ہونٹوں کی صحت کو خراب کرتے ہیں بلکہ دانتوں اور بعض اوقات منہ کے سارے نظام کو بگاڑ دیتے ہیں۔ علاج نہ کرنے سے سرطان کا مرض بھی لگتا ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ خواتین کو لپ اسٹک لگانے کے چھ گھنٹے تک ہونٹوں کو کھانے پینے اور آلودگی سے بچانا چاہئے ورنہ ہونٹوں پر نفس ہونے کے خدشات برپا جاتے ہیں۔ لہذا خواتین کے لئے لپ اسٹک مضر ہے۔

(بیوٹی رپورٹ - ویکلی سن)

اس لئے اسلام نے زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈے کھانے پینے سے منع فرمایا

ہے۔

شادی کے بغیر عورت کا کوئی مستقبل نہیں:

(No Future for a women without marriage)

مغرب کی آزاد زندگی سے تنگ اگر ماہرین مغرب آخر کار اس نتیجے پر پہنچے

ہیں۔

برطانوی مصنفہ جلی کوپر جو ہلکے پھلکے اور تصوراتی موضوعات پر لکھی جانے والی اپنی کتابوں کی وجہ سے بہت مشہور ہیں والدہ کے انتقال کے بعد وہ سنجیدگی سے حقیقی زندگی کے بارے میں ناول لکھنے کے بارے میں سوچ رہی ہیں۔ 60 سالہ جلی کا کہنا ہے کہ وہ اپنی پہلی کتابوں سے محبت کرتی ہیں اور لوگوں نے بھی انہیں بڑا پسند کیا۔ لیکن حقیقت میں وہ ناکام ثابت ہوئیں کیونکہ وہ زیادہ تر خوشی کے بارے میں تھیں تمام کتابیں پر اسرار چیزوں سے بھری ہوئی تھیں اس کے علاوہ یہ کتابیں پیسہ بنانے کے لئے لکھی گئیں۔ جلی کوپر کا کہنا ہے کہ وہ اپنے شوہر لیو سے بہت محبت کرتی ہیں کیونکہ شادی کے بغیر عورت کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔ جلی گھر کے باغیچے کے پاس ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھ کر لکھتی ہیں جنون کی حد تک کتے اور بلیاں پالنے کا شوق ہے انہوں نے اپنے گھر کے باغیچے میں مرنے والے جانوروں کی قبریں بنائی ہوئی ہیں جلی کے مطابق شہرت حاصل کرنا خطرناک ہوتا ہے کیونکہ جب آپ ایک بار آسمان کا ستارہ بن جلتے ہیں تو واپسی کی طرف سفر شروع ہو جاتا ہے۔

لیو سے مائی گارڈ (مستھل میڈیکل ہروے)

تحائف دینا سنت ہے

(Gift Giving - A Sunnah)

تحائف کے ضمن میں جدید نفسیات نے بے شمار تحقیقات کیں ہیں ان تمام تحقیقات کا نچوڑ یہی ہے کہ معاشرہ اور انسان محبت سے رہنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر رچرڈ کی کتاب Gane-Gift گین گفٹ کا مطالعہ ضروری ہے۔

تحائف جذبات کے اظہار کا خوبصورت ذریعہ ہیں خوشی کے مواقع پر تحائف کی ترسیل ایک رسم ہی نہیں بلکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس طرح کسی کو اچھے نام سے پکارنا یا خلوص سے بڑھ کر ملنا محبت کو ظاہر کرتا ہے

اسی طرح محبت اور خلوص کے اظہار اور باہمی تعلقات کے استحکام کے لئے ہدیہ ایک موثر چیز ہے۔ ملی ہدیے بھی ایک دل کو دوسرے دل سے مربوط کرتے ہیں اور باہم محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں ہدیے دینے کی ترغیب دی ہے وہاں اس کا ایک فائدہ یہ بھی بتایا ہے کہ یہ دلوں کی کدورتوں کو دھو دیتے ہیں۔

”ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو تو باہمی محبت پیدا ہوگی اور دلوں سے دشمنی اور بغض دور ہو جائے گا۔“ (مشکوٰۃ شریف)

آپ کا طرز عمل: (His (PBUH) Behavior)

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں کو کثرت سے تحفے بھیجا کرتے تھے اور آپ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور باہم ایک دوسرے کو بھی ہدیہ دیا کرتے تھے۔ عید کا موقع ایک خوشی کا موقع ہوتا ہے، اس موقع پر عزیز و اقارب اور دوستوں کو قیمتی تحائف دینے کا سوچ کر ہی ایک شخص خود کو پریشانی میں مبتلا کر لیتا ہے جبکہ تحائف کے بدلے میں اگر میانہ روی اختیار کی جائے اور ہدیہ دیتے وقت اپنی حیثیت کو سامنے رکھ کر یہ نہ سوچا جائے کہ ہدیہ ضروری قیمتی دیا جائے کیونکہ ہدیے کے قیمتی ہونے یا نہ ہونے کا انحصار دینے والے کے اخلاص اور جذبات پر ہوتا ہے، نہ ہدیے کی قیمت پر اور ہدیے کی قیمت نہیں بلکہ خلوص اور جذبات دلوں کو جوڑتے ہیں، اسی طرح ہدیہ لیتے وقت ہدیہ دینے والے کے اخلاص اور محبت کو مد نظر رکھنا چاہئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

”اگر مجھے تحفے میں کوئی بکری کا ایک پایا بھی پیش کرے تو میں اسے ضرور قبول کروں گا اور اگر کوئی دعوت میں ایک پایا بھی کھلائے تو میں اس کی دعوت میں ضرور جاؤں گا۔“ (ترمذی)

اعتدال: (Equation)

گویا تحائف دیتے وقت بھی اعتدال کی راہ اختیار کرنی چاہئے کیونکہ اعتدال

کی راہ سے بٹنے سے بسالوقت خوشیوں کے مواقع خوشیوں سے حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہونے کی بجائے ملی پریشانیوں میں اضمحلت کا باعث بنتے ہیں، عید ہو، شادی ہو، بیاہ یا خوشی کے کوئی دیگر مواقع، دولت مند طبقے کی جانب سے نمود و نمائش کے لئے کئے جانے والے کلام متوسط اور غریب طبقے پر بھی غیر محسوس طریقے سے اثر انداز ہوتے چلے جاتے ہیں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی خواہش اسراف کی راہ اختیار کرنے پر مجبور کر دیتی ہے جبکہ اخراجات کا توازن صرف میانہ روی کی راہ ہی رکھ سکتی ہے لیکن خرچ میں اعتدال ضرور ہونا چاہئے، نہ اپنی حیثیت سے کم دیا جائے اور نہ اتنی فضول خرچی ہونی چاہئے کہ زائد رقم خرچ کرنے سے بعد میں مشکل کا سامنا کرنا پڑے۔ اس طرح اعتدال کی راہ اختیار کر کے ایک جانب بے جا خرچ کی خرابیوں سے بچا جاسکتا ہے تو دوسری طرف فخر اور نمود و نمائش پر خرچ ہونے والی دولت کو غلط راستوں میں بہا کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفران کرنے سے کتناہ کشی اختیار کی جاسکتی ہے۔ اعتدال والی سلوگی کی روح ہی یہی ہے کہ اپنے تحائف اور زندگی کے تمام امور میں اس بت کا دھیان رکھا جائے کہ اخراجات آمدنی کے اندر اندر ہی رہیں۔

تحفہ کے بدلہ میں تحفہ: (Gift in return of a gift)

تحفے کے بدلے میں تحفے ضرور دینے چاہئیں، خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کا اہتمام فرماتے تھے۔ آپ کے نزدیک پسندیدہ تحفہ خوشبو کا تحفہ تھا۔ تحفہ ہمیشہ حسب استطاعت دینا چاہئے اور اس بنا پر تحفہ دینے سے اکتانہ جائیں کہ ہم قیمتی چیز نہیں دے سکتے اس لئے تحفہ دیتے ہی نہیں، یہ چیز عموماً پریشان کن ہے۔

عید پر تحائف دینے کے لئے چیزوں کا انتخاب ایک اہم مرحلہ ہوتا ہے۔ پھول قدرت کا ایک انمول تحفہ ہوتے ہیں، پھولوں کا تحفہ بھی ایک جاذب نظر اور پرکشش تحفہ ہوتا ہے، خوبصورت پیکنگ کے لئے تحفے کی خوبصورتی میں اضافہ کر سکتی ہے۔ پیکنگ کے لئے گھر میں رکھ، ہوئے رنگ برنگ کے کاغذات اور

کوٹے اور رن وغیرہ بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ روٹھے ہوئے عزیزوں اور دوستوں کو تحائف دینے سے ناراضگیوں دور ہو سکتی ہیں۔

(بحوالہ گین گفٹ)

طلاق سے بچوں اور جانوروں کا متاثر ہونا مشاہدات و تجربات

(Childrens and Animals 's impression by divorce
- Observations & Experiments)

طلاق اسلامی رو سے بدترین عمل ہے۔ اسلام نے طلاق سے نفرت کی ہے۔ (سوائے شرعی عذر)

طلاق سے بچے ہی نہیں بلکہ گھر میں موجود پالتو جانور بھی متاثر ہوتے ہیں اور انہیں ڈپریشن اور دکھ ہوتا ہے یہ انکشاف امریکہ کے جانوروں کے ڈاکٹر فاکس نے کیا ہے ڈاکٹر فاکس کے مطابق اگر آپ کا پالتو جانور طلاق کے بعد متاثر ہے تو آپ مندرجہ ذیل ہدایت پر عمل کر کے اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ ایسے پالتو جانور کو پہلے سے زیادہ محبت اور توجہ دیں اور انٹر اپنے ساتھ پیدل سیر کے لئے جائیں اپنے جانور کو اسی گھر میں رکھیں جہاں وہ پہلے رہتا تھا اپنے سابق شریک حیات کی ہر چیز گھر سے نکل دیں ان اشیاء سے آنے والی خوشبو آپ کے جانور کو آپ کے شریک حیات کی یاد دلاتی ہے اور وہ اس کو جاتا ہے۔ جب آپ باہر جائیں تو ٹی وی یا ریڈیو کھلا چھوڑ کر جائیں تاکہ آپ کے پالتو جانور کو بوسہ کا احساس نہ ہو۔ جانور میں تنہائی کا احساس ختم کرنے کے لئے ایک اور اسی جنس کا جانور خرید لیں اس سے آپ کا پالتو جانور ایک دفعہ پھر سے زندگی سے لطف اندوز ہونا شروع ہو جائے گا۔

”طلاق ختم کرو“ (بحوالہ ویکلی سن)

سچ بولنا، جسمانی و دماغی صحت:

(Speaking Truth Physical and Mental Health)

الصق ینجی والکذب یہلک-

سچ بولنے سے انسان کی جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے۔ اس امر کا انکشاف برطانیہ میں ”ٹوٹھ تھراپی“ کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک خصوصی رپورٹ میں کیا گیا۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جھوٹ بولنا انسان کی صحت کو متاثر کرتا ہے۔ خاص طور پر جھوٹ بولنے والی خواتین بے خوابی کا شکار ہو جاتی ہیں اور یہی کیفیت اگر برہم جائے تو السر کا باعث بھی بن جاتی ہے۔ ”ٹوٹھ تھراپی“ کے ایک ماہر بریڈ مینڈ کے مطابق حقائق کو کھولنے والے کڑے سچ بولنے سے جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے اور جھوٹ بولنے والی خواتین حقائق چھپا چھپا کر مختلف نفسیاتی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہیں۔ جھوٹ بولنے والی خواتین کو اکثر اپنا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے نظریں گاڑھ کر بات کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ ماہرین کے نزدیک جھوٹ بولنے سے عورت کی جسمانی ساخت کے علاوہ خوبصورتی پر بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق دنیا میں فرانس، برطانیہ اور جرمنی کی خواتین سب سے جھوٹی جبکہ امریکہ کی خواتین جھوٹ اور سچ مکس کر کے بولتی ہیں۔

(پیرا سائیکالوجی کے کرشمات)

”سچ میں نجات ہے اور جھوٹ ہلاکت میں ڈالتا ہے۔“ (الحديث)

مغربی خواتین کی کمائی: (Earning of Western Women)

دین توہمت سے دور رکھتا ہے۔ بے دینی اور جہالت کا مذہب ہی توہمت

ہیں۔

پڑھی لکھی خواتین زیادہ توہمت کا شکار ہوتی ہیں۔ اس امر کا انکشاف مالٹوہ یونیورسٹی کی ایک رپورٹ میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق مغربی ممالک کی

تقریباً 80 فیصد سے زائد خواتین پڑھی لکھی ہیں لیکن ہر کام کرتے وقت وہ ایسے توہمت کا شکار ہوتی ہیں جن سے ان کی صحت براہ راست متاثر ہوتی ہے۔ راتوں رات امیر بننے اور پسند کا جیون ساتھی حاصل کرنے کے سلسلے میں بھی مغربی خواتین سب حقائق کو جانتے ہوئے بھی توہمت کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان کی آمد کا 25 فیصد حصہ توہمت کا علاج کرنے والوں کی نذر ہو جاتا ہے۔

(شرق میگزین)

بلورچی خانے کی مصروفیت: (Business in Kitchen)

اسلام نے مسلمان عورت کو گھر کا سردار بنایا ہے۔ امور خانہ داری صحابیات اور اہلالت المؤمنینہ میں بھی تھی۔ جدید سائنس اس ضمن میں کیا کہتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

بلورچی خانے کی مصروفیت خواتین کو بے شمار دماغی اور جسمانی امراض سے بچا لیتی ہے۔ اس امر کا انکشاف کھانوں کے عالمگیر مقابلے میں اول انعام حاصل کرنے والی خاتون ڈاکٹر اوشانے کیا۔ ڈاکٹر اوشا کے مطابق بلورچی خانے کے کام عورت کو اس قدر مصروف رکھتے ہیں جس سے وہ منگی سوچوں اور کھلی سے بچ جاتی ہے۔ نیز بلورچی خانے میں کھانوں کی تیاری کے مراحل کے دوران عورت اپنی پوری حسیات کو استعمال کرتی ہے جس سے اس کے جمالیاتی ذوق کو تسکین بھی ملتی ہے اور اس میں اضافہ بھی ہوتا ہے تاہم ہر وقت بلورچی خانے میں رہنے سے ان کی خوبصورتی اثر انداز ہو سکتی ہے۔

(پیرامائیکالوجی کے کرشمات)

سر میں تیل لگانا سنت ہے: (Masage in Head - A Sunnah)

حضور اقدس ﷺ سے سر میں تیل لگانا مستقل سنت ہے لیکن جدید معاشرے نے اسے متروک کیا آخر کار پھر خود واپس ہوئے۔

سر میں قدرتی تیل کے مساج سے خواتین بہت ساری بیماریوں سے بچ سکتی ہیں۔ اس امر کا انکشاف ایوریرک تھراپی رپورٹ میں کیا گیا ہے رپورٹ کے

مطابق مساج سے بیماریوں کا علاج صدیوں پرانا طریقہ علاج ہے مساج سے جسم تروتازہ اور پرسکون ہو جاتا ہے۔ بالخصوص خالص قدرتی تیل ہی مساج اضطراب اور بے چینی کی کیفیت کو ختم کرتا ہے نیز اس کی وجہ سے نبض کی رفتار بھی بہتر ہو جاتی ہے۔ جلد کی اکثر بیماریوں کا بہترین علاج قدرتی تیل کا مساج ہی ہے۔ جلد کی رنگت نکھارنے اور جلد کو داغوں سے بچانے کے لئے مساج قدرتی تریاق ہے درحقیقت قدرتی تیل جلد کی اندرونی تہوں میں جذب ہو کر جسم کو مختلف بیماریوں کے وائرس سے محفوظ بناتا ہے۔ جوڑوں سر اور کمر کے درد کے علاوہ اعصابی دباؤ میں بھی مساج فائدہ پہنچاتا ہے سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس سے خون کی گردش جسم کے درجہ حرارت کے متوازی ہو جاتی ہے۔ جس سے پورا جسم خوبصورت اور تندرست ہو جاتا ہے۔ گردن اور کندھوں کا مساج ڈپریشن اور اینگزیٹی کو ختم کر دیتا۔

(روزنامہ جنگ)

نیل پالش کا استعمال

(Use of Nail Polish)

صحت مند شخص کی انگلیوں کے ناخن ہر ماہ اونچ کا آٹھواں حصہ بڑھتے ہیں اور ایک عام آدمی کی زندگی کے 50 سال میں اس کی انگلیاں چھ فٹ ناخن پیدا کرتی ہیں ایک خبیث اخبار کی رپورٹ کے مطابق طبیبوں نے آج سے 2 ہزار سال قبل انگلیوں کے ناخنوں اور صحت کے درمیان تعلق کو دریافت کر لیا تھا اور آج کل بھی ڈاکٹر کی نظر مریض کو دیکھتے ہوئے تیزی سے اس کے ناخنوں پر پڑتی ہے ناخنوں کا رنگ سفید ہو جانا خون میں سرخ خیموں کی کمی کا اشارہ ہے۔ رپورٹ کے مطابق قدیم مصر کی عورتیں بھی اپنے ناخنوں پر رنگ و روغن کرتی تھیں اور ”نیل پالش“ کا روان فرعونوں کے دور کی یادگار ہے اس دور کی خواتین رنگ و روغن تیل سے صاف کرتی تھیں لیکن آج کل نیل وارنش استعمال کی جاتی ہے جو ناخنوں کے لئے خطرناک ہے سستے نیل پالش سمور ناخنوں کے قدرتی تیل کو جذب کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی چمک ماند پڑ جاتی ہے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ناخنوں کو بہت زیادہ لمبے نہیں کرنا چاہئے یہ انہیں کمزور اور بیمار کر سکتا ہے۔ ناخن چبانے بچوں کی نسبت بڑوں میں زیادہ تشویشناک عادت ہے یہ اعصابی بیماری کی علامت ہے جس میں مریض بظاہر کوئی جسمانی بیماری نہ ہونے کے باوجود پریشان اور غمزہ ربتا ہے بچوں میں ناخن چبانے کی عادت اتنا سنگین مسئلہ نہیں لیکن کوشش کی جانے چاہئے کہ انعام دینے کا وعدہ کر کے انہیں ناخن چبانے کی عادت چھوڑنے پر آمادہ کرنا چاہئے کیونکہ بہت زیادہ ناخن چبانے کی عادت انہیں مستقل طور پر نقصان پہنچا سکتی ہے۔

(بحوالہ فیلڈ ان پیراسائیکالوجی)

منبر نبوی کا رونا - جدید سائنسی انکشاف

(Weeping of Wooden - Chaise of Prophet)

سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی ﷺ میں پہلے کھجور کے تنے پر صحابہؓ سے خطاب فرمایا کرتے تھے۔ بعد میں منبر لکڑی سے تیار کروا کر مسجد میں لایا گیا اور آپؐ نے اس پر بیٹھ کر درس دینا شروع کیا فرمایا تو آپؐ نے سسکیوں اور آہوں کی آواز سنی۔ سسکیوں اور آہوں میں وہ کھجور کا تنہا جسے آپؐ پہلے استعمال فرماتے تھے، رو رہا ہے۔ آپؐ نے اس کو تسلی دی اور مسجد میں اس کو دفن فرما دیا۔ جس سے رونے کی آواز ختم ہو گئی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک کے بعد کسی قسم کی تحقیق کی ضرورت نہیں۔ مومن آپؐ کے ارشادات پر مکمل اور ولی یقین رکھتا ہے کہ یہ سچ ہیں۔

زیر نظر مضمون میں جدید سائنسی انکشافات نے ان لوگوں کے شکوک و شبہات دور کر دیئے ہیں جو کہ اس واقعہ کو شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ کہ درخت اور پودے بھی بولتے ہیں۔ جدید سائنسی انکشاف ملاحظہ فرمائیں۔

پودوں کی پیاس اور ان کا چیخنا:

(Plant's Thirst and Their Crying)

جب ٹماٹروں کو پیاس لگتی ہے تو وہ زور زور سے چلانا شروع کر دیتے ہیں گزشتہ دنوں سائنس دانوں نے ٹماٹر کے پودوں میں مائیکروفون باندھ کر یہ آوازیں سنیں آوازیں اس وقت پیدا ہوئیں جب جڑوں سے پتیوں تک پانی کا بہاؤ رک گیا اور پانی کی کمی ہو گئی۔ سائنس دانوں کا خیال ہے کہ پودوں میں یہ آوازیں اس لئے نکلتی ہیں کہ وہ پیاسے ہوتے ہیں ان آوازوں کو پیاسے پودوں کی پکار کہتے ہیں سائنس دانوں کو امید ہے کہ وہ ٹماٹر کے پودوں کی اس خوبی کا استعمال کر کے گرین ہاؤس میں اگائے جانے والی فصل کے پودے کمپیوٹروں سے منسلک کر دیں گے۔ یہ کمپیوٹر پیاسے پودوں کی پکار سن کا آپہنسی کا نظام شروع کر دے گا۔

(حیرت انگیز سائنسی معلومات)

صحت اور ارشادات رسول ﷺ

(Health of the Edicts of the Holy Prophet)

- سواک انسان کو بہت سی بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔
- حضور ﷺ بے چنے آنے کی روٹی تناول فرمایا کرتے تھے آپ کے استعمال میں زیادہ جو ریتا تھا۔
- سیال غذاؤں میں سب سے اچھا دودھ ہے۔
- اگر کوئی تمغیس پینے کے لئے دودھ دے تو ردمت کرو، کیوں کہ یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹھنڈا اور شیریں پانی پسند تھا۔ ہدایت تھی کہ پانی کے برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو اور مسکیزوں کے منہ کو بند رکھا کرو اور فرمایا کہ کھلے ہوئے پانی میں بیماری اور بلائیں داخل ہو جاتی ہیں۔
- خدا نے معدے سے برا کوئی طرف پیدا نہیں کیا ہے یہ کبھی نہیں بھرتا، اس لئے مناسب ہے کہ معدے کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ غذا کے لئے، ایک حصہ پانی کے لئے اور ایک حصہ سانس کی آمد و رفت کے لئے۔
- کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لو، چاہے اس سے کچھ دیر پہلے ہی وضو کیا ہو، کھانے کے لئے ہاتھ دھونے کے بعد کپڑے سے بھی مت پونچھو، گرم کھانے کو ٹھنڈا کرنے کے لئے مت پھونکو، پلیٹ میں اپنے سامنے کے حصے میں ہاتھ ڈالو، بیچ میں سے نہ کھاؤ۔
- بلاشبہ اللہ پاک ہے اور پاک کو دوست رکھتا ہے اور ستمرائی رکھنے والے کو دوست رکھتا ہے، کریم ہے اور کریم کو دوست رکھتا ہے، بخشش کرنے والا ہے بخشش کرنے والے کو دوست رکھتا ہے، پس پاک و صاف رکھا کرو اپنے گھروں، محنوں اور دہلیزوں کو۔
- صبح جلد اٹھنا چاہیے اور رات کو جلد سونا چاہیے۔
- تم پر اہل و عیال اور بدن کا بھی حق ہے، ریاضت سے بدن کو اتنا نہ تھکاؤ

- کہ دل بیزار ہو جائے اور شاق گزرنے لگے۔
- رات کو کھانا کھاتے ہی فوراً سو جانے سے بھی منع فرمایا ہے۔
 - کھانا بیماری کا سب سے بڑا سبب ہے اور پرہیز تمام دواؤں کی ایک دوا۔
 - جو شخص پیٹ بھرنے سے پہلے ہاتھ روک لے اس کے بدن کا تغذیہ عمدہ طور پر ہوتا ہے، اس کی صحت اچھی رہتی ہے اور ذہن صحت مند رہتا ہے۔
 - پانی پیو تو سانس برتن میں نہ چھوڑا کرو۔
 - پانی ایک ہی سانس میں نہ پیو۔
 - سفر کرو تندرستی پاؤ گے اور روزی حاصل کرو گے۔

صحت مشاہیر کی نظر:- (Health deigned to famous)

- کوئی دولت، صحت جسمانی سے اور کوئی نعمت استغنا سے بڑھ کر نہیں ہے۔
- (حضرت لقمان)
- میوے کھاؤ، خوب پکے ہوئے، کچے نہیں۔ حارث بن کلدہ طبیب عمدہ نبویؐ
- دوپہر کا کھانا کھا کر ذرا لیٹ رہو۔ حارث بن کلدہ طبیب عمدہ نبویؐ
- رات کا کھانا کھا کر چند قدم ٹہل لو۔ حارث بن کلدہ طبیب عمدہ نبویؐ
- دوا سے حتی الامکان بچے رہو اور استعمال کرو تو اس وقت جب کہ ضرورت شدید ہو۔ حارث بن کلدہ طبیب عمدہ نبویؐ
- دوا سے بچو جب تک صحت زہے، دوا کرو اس سے قبل کہ بیماری جڑ پکڑے۔ رشید الدین علی بن خلیفہ
- انسان کا بدن ایک حوض ہے اور رگیں اس کی نالیاں ہیں اگر ان میں صحت بخش اجزاء جائیں گے تو بدن تن درست رہے گا اور مضرت رساں اجزاء جائیں گے تو حوض گندہ (بدن بیمار) ہو جائے گا۔ (عبدالملک بن ابی بکر کنانی)
- پہلی غذا ہضم ہونے سے پہلے دوسری غذا کھانے سے ڈرتے رہو۔ عتیری

۱ ابتدائی مرض کو حقیر نہ سمجھو وہ آگ کی چنگاری ہے جو شعلہ بن جاتی ہے۔

۱ ہمیشہ ایک ہی قسم کی غذا کھانے سے پرہیز کرو۔

۱ جب تک بھوک بیتاب نہ کر دے اس وقت تک کھانا نہ شروع کرو۔ بقراط

۱ ایسی چیز نہ کھاؤ جسے تمہارے دانت نہ چبا سکیں کیوں کہ تمہارا معدہ بھی

اسے نہ چس سکتے گا۔ تیا زوق ۱۱۱ طبیب حلاج بن یوسف

۱ تن درست آؤں کبھی محتاج نہیں ہو سکتا کیوں کہ اس میں زندگی کی تمام

مشکلات کو حل کرنے کی قدرتی اور طبعی قوت ہوئی ہے۔ ہمت، طاقت،

شرافت اور استقلال ہر موقع پر اس کا ساتھ دیتے ہیں۔ جالینوس

۱ زندگی بالکل بے معنی اور فضول چیز ہے اگر تن درستی نہ ہو۔ نیشا غورث

۱ اگر صحت کی کمی ہو تو علم و عقل دونوں کچھ نہیں کر سکتے، طاقت یہ موثر،

دوست بے کار اور فصاحت و بلاغت بے اثر ہوتی ہے۔ ایک قدیم یونانی فلسفی

۱ حقیقی تو عمری بدن کی صحت ہے۔ سقراط

مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا ممکن ہے

(Possibility to live in fish stomach)

ڈاکٹر امیروز جان ولسن نامی ایک محقق نے جو کونینز کلج آکسفورڈ کے فیلورہ چکے ہیں پرنسٹن تھیولا جیکل ریویو میں حضرت یونس علیہ السلام کے تین روز تک شکم ماہی میں رہنے کے متعلق ایک مضمون شائع کرایا ہے اور اس واقعہ کی نسبت جیسے سائنسدان طبقہ عام طور پر تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ایسی شہادتیں بہم پہنچائی ہیں جن سے ان کا وقوع و صدور ممکن ثابت ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ویلسن :- (Dr. Welson)

لکھتے ہیں کہ وہیل مچھلی کی ایک فرع اسی اسی فٹ لمبی ہوتی ہے اور ان مچھلیوں کا پیٹ اتنا بڑا ہوتا ہے کہ بیک وقت کم از کم بیس انسان اس میں آرام سے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اب تک یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ وہیل مچھلی کا حلق بہت تنگ ہوتا ہے اور اس میں کسی انسان کا سالم جانا غیر ممکن ہے۔ لیکن ڈاکٹر ولسن کہتے ہیں سیرم وہیل کا حلق تنگ نہیں ہوتا اور اس میں سے سولہ فٹ لمبی شارک مچھلی صحیح و سالم نکلی۔

مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا :- (To Survive in Fish- Stomach)

انسان کے صحیح و سالم مچھلی کے پیٹ میں پہنچ جانے کا سوال تو اس طرح ہو گیا۔ لیکن دوسرا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا پیٹ کے اندر زندہ رہنا ممکن ہے؟ ڈاکٹر ولسن اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مچھلی کے پیٹ میں سانس لینے کے لئے کافی ہوا ہوتی ہے البتہ درجہ حرارت وہاں زیادہ ہوگا مثلاً " درجہ فارن ہیت جو انسان کے لئے بخار کا درجہ ہے تاہم اس میں زندہ رہنا ممکن ہے۔ ایک سوال یہ بھی ہے کہ معدہ میں جو عرق ہوتا ہے وہ ہر شے کو بتدریج تحلیل کرتا ہے۔ ڈاکٹر ولسن اس کا جواب یہ

دیتے ہیں کہ کسی زندہ شے کو یہ عرق نقصان نہیں پہنچا سکتا اور اگر ایسا ممکن ہو تو خود معدہ تحلیل ہو جائے۔

ان عقلی دلائل کے علاوہ واقعات بھی موجود ہیں۔ مثلاً بیان کیا جاتا ہے 1981ء میں ایک جہاز خاک لینڈ کے قریب وہیل پمپوں کا شکار کر رہا تھا ایک موقع پر وہیل نظر آئی۔ لوگ کشتیوں میں بیٹھ کر اسے مارنے کے لئے دوڑے، ایک کشتی الٹ گئی اور اس کے ملاحوں میں سے ایک شخص جس کا نام جیمس بارٹلے تھا غائب ہو گیا وہیل ماری گئی۔ ملاح اسے جہاز پر لائے اور کھڑے کھڑے کرنے لگے۔ وہ دن پھر کلام کرتے رہے۔ شام تک تجزیہ کا عمل ختم نہیں ہوا لہذا چھوڑ کر سو گئے۔ دوسرے دن صبح پھر کلام شروع کر دیا۔ معدہ باہر نکلا گیا تو اس میں جیمس بارٹلے نکلا۔ وہ زندہ تھا مگر اس کے جسم کی جلد بالکل سفید ہو گئی تھی اور عمر بھر سفید رہی۔

چودہ روز تک اس کے ہوش و حواس معطل رہے مگر بعد میں حالت درست ہو گئی۔ یہ واقعہ سب کے نزدیک مسلم ہے۔

ایک امریکی کا دلچسپ واقعہ :-

(An American's interesting happenings)

امریکہ کے ایک آدمی مارشل جنکس کا واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بھی وہیل پمپوں کے شکار کے لئے گیا ہوا تھا اس کی کشتی بھی الٹ گئی تھی اور وہیل نے اس کو نگل لیا۔ شکاری اس کے پیچھے لگے رہے جب اس بری طرح زخمی کر دیا تو وہ سطح آب پر آگئی اور اس نے تے کی تے کے ساتھ ہی بہت سی کھائی ہوئی چیزوں کے علاوہ مارشل جنکس بھی باہر آپڑا اور وہ زندہ تھا۔

ان واقعات کے بعد حکم ہی میں زندہ رہنے کے امکان کا مسئلہ یقینی طور پر طے ہو جاتا ہے مگر مستحکم لب بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ یہ واقعات محض حسن اتفاق کا نتیجہ تھے۔ (انقلاب)

نوٹ :- لیکن اتفاق بھی ہمارے مدعا کا تو مثبت ہے یعنی وقوع احیانا" کیونکہ
استمرار وقوع کا تو ہم بھی دعویٰ نہیں کرتے
(بحوالہ حقانیت اسلام)

حوصلہ اور رابرٹ رائٹھر کے نظریات :-

(Courage and Robert Rather's views)

کیا اس تحریر میں اسلامی زندگی کا نچوڑ ہے؟ فیصلہ آپ
کریں !!!

(Is there the Sustance of Islamic life)

وہ اوصاف جو ایک انسان کو منفرد بناتے ہیں شخصیت انھیں کے
مجموعہ کا نام ہے۔ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی کی کوئی شخصیت نہیں تو
در حقیقت ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ اس کی شخصیت میں کوئی کشش نہیں۔
ارد گرد کی دنیا اس کے اندر کوئی مل چل نہیں پیدا کرتی۔ اس کے برعکس
طاقتور اور موثر شخصیت وہ ہے جو اپنے سلوک اور ہیئت میں منفرد ہو۔ ایسا
آدمی اپنے ارد گرد کے حالات و واقعات سے مثبت انداز میں عہد برآ ہونے
اور ماحول کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے پر قادر ہوتا ہے جب ایک طاقت
ور شخصیت دوسروں سے مطابقت نہیں رکھتی تو اس کا نتیجہ تشدد، تذلیل و
تخفیر اور تو لٹائی کے ضیاع کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔ اس کا مشاہدہ سوسائٹی
کے مختلف حصوں میں مختلف انداز سے ہوتا ہے۔ مثلاً "ہم کبھی دیکھتے ہیں کہ
لوگ آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ عملی زندگی میں الجھنیں پیدا ہو رہی ہیں اور
جرائم اور بے راہ روی کی شکل میں کئی معاشرتی مسائل سر اٹھا رہے ہیں۔

کامیاب شخصیت کے اوصاف :-

کامیاب شخصیت وہ ہوتی ہے جو مضبوط بھی ہو اور حالات یا گرد و

پیش سے ہم آہنگ بھی۔ کامیاب شخصیتیں معمار ہوتی ہیں تخریب کار نہیں یعنی وہ زندگی اور معاشرہ کو کچھ دیتی ہیں ان سے کچھ بھیستی یا جہ نہیں کرتی ہیں وہ ہمیشہ سرگرم رہتی ہیں اور ان کی سرگرمیاں تعمیری ہوتی ہیں ان کی تخلیقی قوتیں ہم سب کی زندگیوں کو خوش گوار بناتی ہیں۔ تخلیقی قوتوں سے مراد یہی نہیں کہ وہ ادب، سائنس، تلاش و جستجو کے میدان میں کوئی کارنامہ انجام دیں۔ خانگی زندگی کو خوش گوار بنانا بچوں کے ساتھ پر مسرت زندگی گزارنا اور گھروں کو پرکشش اور آرام دہ بنانا بھی تخلیقی قوتوں کا کرشمہ ہے۔ شخصیت کو کامیاب بنانے میں بہت سی صلاحیتوں کا دخل ہوتا ہے۔ ماہرین نے اس سلسلے میں جن متعدد صلاحیتوں کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ایک جسمانی قوت بھی ہے لیکن جسمانی قوت سے مراد یہ نہیں کہ انسان بہت توانا اور مضبوط جسم کا ہو۔ جسمانی قوت اصل میں ایک ذہنی عمل کا نام ہے جو شخص اپنے گرد و پیش میں دل جی لیتا ہے اپنے اندر تلاش و جستجو کا بلوہ رکھتا ہے۔ زندگی کے روشن پہلو تلاش کرتا ہے اس کے پاس قوت کا ایک بے باخزانہ ہوتا ہے لیکن جو شخص ماحول سے بیزار رہتا ہے، وہ کوئی بڑا کام تو کیا کرے گا وہ اپنے گھر کو بھی خوشگوار نہیں بنا سکتا۔

حوصلہ اور جرات :- (Patience and Courage)

اگر کسی شخصیت میں قوت زیادہ ہو تو وہ ایک ایسے عنصر کی محرک ثابت ہوتی ہے جو شخصیت کو کامیاب بنانے میں مدد ہوتی ہے یہ عنصر ہے حوصلہ اور جرات۔ گویا کامیاب شخصیت بننے کے لئے حوصلہ و جرات سے بہرہ ور ہونا ضروری ہے غیر معمولی حالات و واقعات سے خوف کھانے کی بجائے ان کا خیر مقدم کیجئے۔ نئی چیزوں کے تجربے کیجئے۔ مشکل کے طور پر نئی قسم کے کھانے پکانے کی کوشش کیجئے۔ نئی تفریحات تلاش کیجئے۔ کام کرنے کے طریقوں کو بہتر بنانے کی کوشش کیجئے۔ ان مشکل مسائل کو حل کرنے کی کوشش کیجئے۔ کوئی مسئلہ اس وقت تک مشکل رہتا ہے جب تک اسے حل

کرنے کا حوصلہ نہ کیا جائے۔ اگر جرات کر کے اسے حل کرنے کے لئے قدم اٹھایا جائے تو بیشتر صورتوں میں اس کا حل ہو جانا یقینی ہوتا ہے۔ کامیاب شخصیت وہی ہوتی ہے جو اس قسم کے مسائل سے عمدہ برا ہو سکتی ہے۔

ذمہ داری کو قبول کرنا:- (To Admit assumption)

شخصیت کو کامیاب بنانے میں ذمہ داری قبول کرنے کا جذبہ بھی حصہ لیتا ہے۔ ذمہ داری قبول کرنے سے احتراز کمزور اور ناکام شخصیت کی علامت ہے۔ زیادہ سے زیادہ ذمہ داری قبول کرنے کی کوشش کیجئے۔ بہت سے لوگ ذمہ داری قبول کر کے قائدانہ حیثیت اختیار کرنے کی بجائے پیروی کی روش اختیار کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اگر وہ ذمہ داری قبول کرنے سے احتراز نہ کریں تو خود بھی ”کامیاب“ بن سکتے ہیں۔

حوصلے سے فیصلے کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور ناکام شخصیتوں کی سب سے بڑی خامی یہی ہوتی ہے کہ وہ فیصلہ کی قوت سے محروم ہوتی ہے۔ ایسی شخصیتیں اول تو جلدی فیصلہ کر ہی نہیں پاتیں اور اگر کرتی ہیں تو اپنے فیصلہ کی صحت کا یقین نہیں ہوتا وہ کچھ کرنے سے کتراتے رہتے ہیں اور دور رہتے ہیں ان پر خوف سوار رہتا ہی کہ کہیں ان کا فیصلہ غلط نہ ہو یہی خوف ان کو کسی قسم کا بھی فیصلہ کرنے سے باز رکھتا ہے۔ فیصلے کرنے کے لئے جرات درکار ہوتی ہے اس کی مثال بچے کے چلنے کے عمل کی سی ہے۔ بچہ چلنے کی کوشش کرے گا تو چند بار گرنے کے بعد کوشش میں کامیاب ہو جائے گا لیکن اگر چلنے کی کوشش ہی نہ کرے تو چلنا کیسے سیکھے گا۔ فیصلے کرنے کے عمل میں کبھی غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ غلطی کر کے صحیح فیصلے کرنے کی منزل تک پہنچ جانا غلطی کے خوف سے کوئی فیصلہ نہ کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔

صحیح فیصلہ کرنا:- (Accurate deciding)

صحیح فیصلہ کا انحصار انسان کی قوت، تمیز، علم اور تجربے پر ہوتا ہے

حالات اور لوگوں کو سمجھنے کے لئے ملاحظہ و مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ لوگوں کے طرز عمل مختلف حالات میں ان کے طرز عمل اور ان کے رد عمل اور ان کے احساسات جذبہ پر گہری نظر رکھی جائے تو ان کو سمجھنا اور ان کے متعلق صحیح فیصلے کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ ایک ارتقائی عمل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ صحیح فیصلہ اور قوت تیز کا انحصار صحیح علم پر ہوتا ہے۔ جتنا علم زیادہ ہوگا فیصلے اتنے ہی صحیح اور بہتر ہوں گے۔ لہذا اگر آپ کامیاب شخص بننا چاہتے ہیں تو آپ جو کام بھی کرتے ہیں اس میں مکمل مہارت حاصل کیجئے۔ اس کی تمام پیچیدگیوں کو سمجھئے۔ اس کے بعد آپ اس کے بارے میں بتولہ خیال اور فیصلے کرنے کے قابل ہو جائیں گے اور کام اور اس کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں آپ کا علم جتنا زیادہ ہوگا آپ کے فیصلے اتنے ہی صحیح ہوں گے جو کام نہیں آتا اس کو سیکھنے اس کے متعلق جاننے یا پوچھنے میں شرم محسوس نہ کریں اس لئے کہ اس قسم کی شرم آپ کو با علم نہیں بننے دے گی۔

پرکشش ہونا۔ (To be attractive)

کامیاب شخصیت وہ ہوتی ہے جو پرکشش ہو جس سے لوگ محبت کریں اور پرکشش بننے کے لئے دوسروں سے محبت کرنے اور ایثار سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے جو شخص دوسروں کی مدد کرتا ہے انہیں خوشیوں دیتا ہے اپنی ملوی کامیابیوں کے حصول میں گن رہنے کی بجائے دوسروں کے کام اگر روحانی خوشی حاصل کرتا ہے اس کی شخصیت کا پرکشش ہونا ضروری ہے۔ کامیاب شخصیت وہ ہوتی ہے جو لڑائی جھگڑے میں متعلق مزاحمت کا ثبوت دیتی ہے۔ معاف کرنے میں جلدی کرتی ہے اور رنجشوں کو جلد بھول جاتی ہے وہ دوسروں کی کامیابیوں اور خوشیوں پر حسد کرنے کی بجائے ان میں شریک ہوتی ہے۔ ناکام شخصیت اپنے خول میں بند رہتی ہے۔

بات چیت میں دلچسپی بھی شخصیت کی کامیابیوں کی ایک دلیل ہے۔ دوسروں کے جذبہ و احساسات کو مد نظر رکھتے ہوئے کے گفتگو میں حصہ لینا

گویا خود کو دو سروں میں شامل کرنا یا دو سروں کو اپنے ساتھ ملانا ہے۔
(بحوالہ رابرٹ راتھر کے نظریات)

مقالات و ارشادات - مشاہدات و تجربات

(Thesis And Sayings - Observations and Experiences)

شفاء ملنے کا سچا واقعہ :- (True Story of getting relief)

میں جو اکثر واقعات سنا رہتا ہوں یہ افزودگی ایمان کا باعث بنتے ہیں۔
ڈاکٹر زین العابدین نے ڈاکٹر ذاکر حسین مرحوم کے ساتھ برلن میں اقسالیات
میں پی ایچ ڈی کی۔ یہ لوگ علی گڑھ یونیورسٹی سے ایم اے کر کے گئے۔ ڈاکٹر
زین العابدین آج کل مکہ مکرمہ میں قیام فرما ہیں۔ ان کے والد اور ان کے
بچے بڑے بڑے لوہے عہدوں پر سعودی عرب میں ہیں اور وہ بہار کے رہنے
والے ہیں۔ اتنی لمبی ڈاڑھی، اگر آپ دیکھیں تو کہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ
علیہ ہی نظر آرہے ہیں۔ معنی خفی پر پندہ میں منٹ ضرور تشریف لایا
کرتے۔ اب اللہ کی قدرت کا ایک کرشمہ سنئے۔ ایک مرتبہ انڈیا سے ڈاکٹر
زین العابدین موصوف حضرت سے ملنے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت
سندھ تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ لہذا جمعہ کے خطبہ کے لئے ڈاکٹر صاحب
کو مجبور کیا گیا۔ ڈاڑھی سے لوگوں کو اندازہ ہی ہوگا کہ شاہد عالم ہیں، لیکن
برلن سے پی ایچ ڈی ضرور ہوں گے اور ان پر اثرات ایسے تھے فرمایا میں عالم
تو کوئی نہیں ہوں لیکن برلن سے پی ایچ ڈی ضرور ہوں اور ان علماء سے بھی
کہیں زیادہ اللہ نے ان کو روحانیت کا بلند مقام عطا کر رکھا تھا اور چہرے سے
محسوس ہو رہا تھا کہ انوار نک رہے ہیں۔ بہت پیاری اچھی تقریر کی۔ اس
زمانے میں لاؤڈ سپیکر نہیں ہوتا تھا۔ حضرت یہاں چھوٹی مسجد کے باہر کھڑے
ہو کر تقریر کیا کرتے تھے اور نماز آگے محراب میں پڑھلایا کرتے تھے چونکہ
خواتین کے لئے وہاں سے آواز نہیں پہنچ پاتی تھی، جب لاؤڈ سپیکر آیا تو پھر

حضرت نے منبر محراب کے پاس رکھوا دیا۔ تو میں ڈاکٹر زین العابدین صاحب نے تقریر کی۔ یہ اس زلزلے کی بات ہے، میں چھوٹا سا تھا وار العلوم دیوبند جانے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ انہوں نے بہت سے واقعات بیان کئے جن سے ایمان تازہ ہوا۔ ایک واقعہ مجھے اب تک یاد ہے اور پھر میں نے ہرمین میں ان سے پوچھا بھی۔ وہ فرماتے لگے کہ برلن میں ہمارے استاد تھے اقصالیات کے، دنیا میں اس وقت سب سے بڑے ماہر گنے جاتے تھے۔ ہم بھی انہوں نے لیا، لیکن اب مجھے یاد نہیں رہا۔ اللہ کی قدرت، فرماتے لگے، کہ ان کی بیوی کے پیٹ میں ایسا شدید درد ہوا کہ ایک دن اور چند گھنٹے گزر گئے، نہ میاں سو سکے اور نہ بچے سو سکے، بچاری تڑپتی رہی، مرض سمجھ میں آتا نہیں تھا، جو دوا دارو تھی سب آزمائے، اخیر یہ ہے کہ وہ کہنے لگے کہ انہوں نے اس حد تک سوچ بچار شروع کی اس کو کوئی انجکشن ہی دے دیا جائے مگر ٹھنڈی ہو جائے، اس طرح تو تڑپ تڑپ کر نہ مرے۔ اندازہ لگائیے یعنی دھیرے دھیرے موت کا انجکشن دینے والی بات تھی۔ ڈاکٹر زین العابدین صاحب نے کہا خدا را یہ بات نہ کیجئے۔ اسلام میں اللہ نے اجازت نہیں دی کہ اپنے آپ کو ہلاکت میں مبتلا کریں۔ اللہ کی رحمت سے قطعی مایوس گناہ ہے۔ اب وہ لوگ عیسائی، ہٹلر کی مخلوق۔ تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا لا تقنطو من رحمتہ اللہ کی رحمت سے کسی لمحے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ اسی لئے مسلمانوں میں خود کشیاں کم ہوتی ہیں کیونکہ خدا کے متعلق ان کا تصور ہی غضب کا ہے اور اسلام میں خدا کی رحمت سے مایوس کا تصور ہی نہیں ہے ساری زندگی کفر و شرک میں گزری، تب بھی اللہ سے مایوس نہ ہوں، شہید اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دے دے۔ نزع سے پہلے اگر توبہ کرے تو یقیناً جنت میں جائے گا۔ چونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنة اس میں یہ نہیں کہا کہ بچپن میں پڑھے۔ یعنی نزع سے پہلے، سکرات سے پہلے، فرشتہ اجل کی آمد سے پہلے اگر صدق دل سے پڑھے، اگر ایک نماز بھی نہ پڑھے تو سیدھا جنت میں جائے گا چاہے ساری

زندگی کفر کرتا رہا ہو۔ اندازہ لگائیے اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہے؟ بہر حال وہ ڈاکٹر صاحب کہنے لگے کہ میں نے ان سے کہا کہ مجھے بھی ایک نسخہ آزما لینے دو۔ کہنے لگے کہ ایک گلاس پانی لیا اور میں نے علیحدگی میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور دعا کی کہ یا اللہ! میں نے تیرا کلام پڑھا ہے اور تیرے ہی یہ بندے ہیں، میرا اس میں کوئی کمال نہیں، اگر اسے شفا ہو جائے تو آج اسلام کی عظمت کا سکہ جم جائے گا اور میری سفید ڈاڑھی کی لاج ضرور رکھنا جو کہ حضور ﷺ کے اہل بیت میں رکھی گئی ہے۔ خدا کی قدرت پانی کا پلانا تھا کہ وہ بالکل تندرست ہو گئی۔ بڑے بڑے ڈاکٹر سب حیران رہ گئے کہ یہ آپ نے کیا جادو کیا؟ فرمایا جادو کچھ نہیں کیا، اللہ کا کلام پڑھا ہے۔ وہ پہلے تو پوچھنے پر مصر تھے اور یہ منکر تھے کہ ان کو اعتقاد تو ہے نہیں قرآن پر، خواہ مخواہ کہیں تذلیل میری بھی نہ ہو قرآن کے ساتھ اور قرآن کی نہ ہو میرے ساتھ۔ بتلاتے ہی نہیں تھے۔ لیکن جب انہوں نے اصرار کے بعد بتایا تو سب کہنے لگے کہ اللہ اکبر! چونکہ یہ اللہ کا کلام ہے، بلند بعینہ یہ اللہ کا کلام ہے، اس لئے اس کی شفاء یقینی اور صحیح ہے۔ ان کا اس پر ایمان ہو گیا۔ اب ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی گلاس لئے ہوئے آتا ہے کہنے لگے جس جس کو پڑھ کے دیا، خدا کی قدرت وہ پھر پادریوں کو بھول گئے، میرے ہی معتقد ہو گئے پھر کہنے لگے کہ مجھے خاص طور پر نماز کا اہتمام کرنا پڑا کہیں یہ نہ کہیں کہ اتنا بڑا مذہبی آدمی ہو کر نماز کا اہتمام نہیں کرتا کیوں کہ وہ پادری بڑا اونچا معیار رکھتے ہیں۔ ہمارے ہاں علماء کا وہ معیار نہیں ہے جو وہاں پر پادریوں کا ہے۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے ان کے مقابلے میں ٹکری اور ان سبھی کو نیچا دکھایا۔ ڈاکٹر زین العابدین یہاں پر تقریر فرما رہے تھے کہنے لگے کہ آج ہمارے اندر ایمان ہو تو میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ حضرت ابراہیمؑ آگ میں اس وقت کودے تھے تو آگ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکی، میں اب کوونے کو تیار ہوں، آپ آگ لائیے، انشاء اللہ کبھی میرا بل بھیگا نہ ہوگا کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی صداقت کے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی

صدقات کے لئے میں یوں کروں گا کہ اندازہ لگایا ایمان لپٹا لپٹا ہے۔
(حوالہ مجلس ذکر مطبوعہ خدام الدین اپریل ۷۰ء)

جسم انسانی پر محسن انسانیت کا احسان

مشاہدات و تجربات

(Obligation of the Benefactor (PBUH)

to Man Kind on human Physic)

نبی آخر الزمان آقائے تبار، تاجدار حرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ رحمتہ للعالمین بن کر آئے۔ زندگی کے ہر شعبے میں انسانیت اور انسانوں کی تربیت اور رہنمائی کا سلن کیا تاکہ تاقیامت آنے والی نسلیں فیض یاب ہوتی رہیں، انسانوں کی روحانی صحت کے ساتھ ساتھ جسمانی صحت کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اس لئے حضور پاک ﷺ نے اس پر بھی خصوصی توجہ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی پیشہ ور طبیب نہیں تھے۔ اس کے باوجود آپ نے علم طب کے چند ایسے زریں اصول اپنے قول و فعل سے بتائے ہیں کہ اگر ان پر عمل کیا جائے تو رہتی دنیا تک انسانیت اس سے فائدہ اٹھا سکتی ہے۔

بیاری :-

عام طور پر بیماری اور تکلیف کو مصیبت سمجھا جاتا ہے اور انسان پریشان ہو کر کئی ایسی حرکتیں کرتا ہے جو اسلام میں ناپسندیدہ ہیں، حالانکہ بیماری مصیبت نہیں بلکہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ ”بے شک اللہ تعالیٰ مومن کی تمام خطائیں ایک رات کے بخار سے دور فرما دیتا ہے۔“ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے حضور اکرم ﷺ کے سامنے بخار کا ذکر کیا گیا، اس پر ایک شخص نے بخار کو برا بھلا کہا تو حضور

پاک ﷺ نے فرمایا بخار کو برا بھلا نہ کہو۔ یہ گناہوں کو یوں پاک کر دیتا ہے جیسے آگ لوہے کے زنگ اور میل کو نکھار دیتی ہے۔ ایک اور جگہ فرمایا کہ کوئی مومن مرد یا عورت ایسی نہیں کہ اسے کوئی مرض لاحق ہو اور اللہ اس مرض کو اس کے گزشتہ گناہوں کے دور ہو جانے کا ذریعہ نہ بنوے۔ بیماری ایک طرح کی نعمت ہے اس سے خطائیں معاف ہو جاتی ہیں، گناہ دور ہو جاتے ہیں، یہ انسان کے اندر سوز و گداز، عجز و انکساری، خوف خدا اور آخرت کا خیال پیدا کرتی ہے۔ صبر و شکر کے جذبہ بیدار کرتی ہے۔ دوسروں کی تکلیف اور غم کا احساس دلاتی ہے اس طرح انسان کے ضمیر کو جگاتی ہے اور اگر بیمار مرد مومن ہے، تو آئندہ زندگی بہت بہتر بنا سکتا ہے۔

تکلیف پر صبر کرنا :- (To be Patient on inconvinience)

فلسفہ اسلام میں ہر تکلیف منجانب اللہ ہوتی ہے اور ایک کلئے کے چبھنے سے بھی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ بیماری کے اس فلسفے کو اگر سمجھا جائے تو دوران مرض پریشانی کی بجائے صبر کرنا آسان ہو جائے اور صبر کی کیا عظمت ہے۔ اس سلسلے میں حضرت عطاء بن رباح رحمۃ اللہ علیہ سے ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ مجھے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (ان سب سے اللہ راضی ہو) کیا میں تمہیں ایک جنتی خاتون نہ دکھا دوں، میں نے عرض کیا کیوں نہیں، دکھائیے، انہوں نے فرمایا کہ کالے رنگ کی عورت کو دیکھو، یہ عورت ایک دفعہ حضور پاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور بعض اوقات میرا ستر کھل جاتا ہے پس اللہ کریم سے میری صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ”اگر تم چاہو تو صبر کرو تمہیں جنت ملے گی اور چاہو تو میں اللہ تعالیٰ سے تمہاری صحت کے لئے دعا کئے دیتا ہوں۔ اس عورت نے عرض کیا ”یا رسول اللہ ﷺ میں صبر کروں گی، اس کے بعد اس خاتون نے عرض کیا ”بس آپ اللہ سے یہ دعا فرما دیجئے کہ میری بے پردگی نہ

ہو، چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی مسلمان کی شان یہ ہے
مرض کا انتہائی صبر اور شکر سے مقابلہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے شفاء اور جزا کا
حقدار رہے۔“

علاج :- (Remedy)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علاج کو حق قرار دیتے ہیں، آپ اپنے
مریضوں کو اس وقت کے اطباء کے پاس بھیجتے تھے۔ حضور پاک
ﷺ کی آخری بیماری میں مدینہ کے اطباء آتے تھے اور آپ کو دوائی
دیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان اطباء کے
بتائے ہوئے نسخوں کو یاد کر لیتی تھی۔ اور بعد میں دوسرے مریضوں کو اس
سے فائدہ پہنچتا تھا۔ اس زمانے میں عرب کا سب سے بڑا طبیب حارث بن
کلاب تھا۔ حضرت عائشہ نے علم طب میں اپنا مقام پیدا کیا۔ حضرت عبد اللہ بن
عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو محمد ﷺ کے چچازاد بھائی تھے اور نوجوان
صحابی علم و فضل میں ان کا جواب نہ تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پاک
ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے سوال کیا ”یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تقدیر کے معاملے میں دوا سود مند ثابت ہو سکتی
ہے۔“ اس کا جواب حضور پاک ﷺ نے یوں دیا ”دوا بھی تو تقدیر الہی
ہے۔ وہ جسے چاہے نقصان اور جسے چاہے نفع بخشتی ہے۔ حضور پاک
ﷺ نے اور حدیث میں فرمایا ”اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں
کی جس کی شفاء نہ ہو۔“ یہ حدیث رسرچ اور جستجو کے نئے راستے کھولنے
کے لئے نشان راہ ہے، دور جانے ضرورت نہیں۔ اسی صدی میں
1930-35 تک جراثیم کش اینٹی بیاٹکس کا وجود نہیں تھا۔ اور لاکھوں
اموات جراثیم کے حملے کا نتیجہ ہوتی تھیں۔ نمونیا، ٹائیفائیڈ وغیرہ خطرناک
بیماریوں میں شمار ہوتی تھیں اور تپ و دق جان لیوا بیماری سمجھی جاتی تھی۔ یہ
بیماریاں اب قاتل علاج ہیں اور تپ و دق (ٹی بی) کے لئے اب صرف تین ماہ کا

علاج کافی ہوتا ہے۔ اسی طرح کینسر چند سال قبل لاعلاج تھا۔ آج الحمد للہ بڑی حد تک قتل علاج ہے۔ جو نئی کوئی نئی بیماری تشخیص ہوتی ہے۔ تحقیقاتی ادارے اس کے علاج کی جستجو میں کام شروع کر دیتے ہیں اور عام طور پر کچھ نہ کچھ حل نکال لیتے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ کا یہ قول سچ اور حق ثابت کرتے ہیں کہ ہر بیماری کی شفاء ہے۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کے معمولات سے ثابت ہوا کہ علاج نہ صرف سنت ہے بلکہ یہ توکل علی اللہ کے ہرگز خلاف نہیں۔ اسی لئے مریضوں اور ڈاکٹروں کو قطعاً "مایوس نہیں ہونا چاہئے اور علاج اس وقت تک جاری رکھا جائے جب تک اوہر سے پیغام اجل نہ آجائے۔

علاج اور دعا :- (Remedy and Provoking)

حضور پاک ﷺ دوا کے ساتھ ہمیشہ دعا بھی فرماتے تھے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جب شفا کی درخواست منظور فرما لیں تو ڈاکٹر کی تشخیص ٹھیک ہو جاتی ہے، دوائی اللہ کے حکم سے اثر دکھاتی ہے اور مریض شفا یاب ہوتا ہے، خود مریض کی دعا دوسروں کے لئے بہت کارگر ثابت ہوتی ہے حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اسے یہ کہو کہ وہ تمہارے لئے بھی دعا کرے۔ "یقیناً" اس کی دعا ایسی ہے جیسی فرشتوں کی دعا۔

حفظانِ صحت :- (Precaution Health)

پرہیز علاج سے بہتر ہے، آج کل ساری دنیا کے ادارے اس طرف توجہ دے رہے ہیں اور ہر میڈیکل کالج میں کیونٹی میڈیسن کے نام سے ایک شعبہ قائم ہے۔ پوری دنیا میں لاکھوں ڈالر اس پر خرچ ہو رہے ہیں اور کوشش یہ ہو رہی ہے کہ بیماری سے پہلے پرہیز اور احتیاط کے ذریعے یہ کام کیا جائے اور بیماریوں سے نجات پائی جائے۔ حضور پاک ﷺ نے چودہ سو سال پہلے چند زریں اصول ایسے بتائے ہیں جو آج کی دنیائے سائنس کے لئے

بھی باعث فخر ہیں۔ اگر ان پر عمل درآمد کیا جائے تو بلا مبالغہ 90 فیصد بیماریوں سے بچا جاسکتا ہے۔

انسانی جسم میں جلد (کھال) ایسا عضو ہے جو اندر کے تمام اعضاء کے لئے حفاظتی بند کی حیثیت رکھتا ہے اور اس میں کوئی زخم، پھوڑا، پھنسی، دھوپ، سردی کے اثرات اندر کے اعضاء کو متاثر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جلد کی ساخت ایسی بنائی ہے کہ اسی کے خلیوں کے ایک یا دو تھیں نہیں ہے جیسے کہ باقی اعضا میں ہے بلکہ جلد میں بہت سی تھیں ہوتی ہیں اور اسے میڈیکل کی زبان میں (SalfadsqarasEphim) کہتے ہیں۔ یہ ہے اللہ کی طرف سے ساخت، اب ذرا دیکھئے پیارے نبی کریم ﷺ نے اس کی حفاظت کے لئے کیا فرمایا:

الطهور شطر الایمان ”یعنی پاکیزگی ایمان کا حصہ ہے“ جسم کو ہر وقت صاف ستھرا رکھنا، صاف کپڑے پہننا اور نہانا صفائی کا حصہ ہیں۔ یہ اقدامات جسم کی جلد پر ہر وقت موجود جراثیم (Streptococcus Staphylococcus) اور بہت سے دوسرے جراثیم کو دھو کر بہا دیتے ہیں اور جلد صاف ہو جاتی ہے۔ جو نئی صفائی ستھرائی میں کی آئے، یہ جراثیم اپنا ہاتھ دکھا دیتے ہیں اور قسم قسم کی جلدی بیماریاں آلتی ہیں اور جلد کے ذریعے جسم کے باقی اعضاء مثلاً ”ہڈی“ پٹھے اور جوڑ وغیرہ کو بھی متاثر کرتی ہیں۔ ان بیماریوں سے بچنے کے لئے آج کل کی میڈیکل سائنس کا اصول ہے کہ بار بار نہایا جائے اور جسم کو صاف ستھرا رکھا جائے، جس سے جلد پر موجود جراثیم دھلتے رہیں گے اور انسانی جلد و جسم ان جراثیم کے نقصان سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی اور اس کے لئے وضو بھی فرض کیا بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ اگر وضو کے عمل پر غور کریں تو اس میں بھی یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ بار بار منہ ہاتھ اور پاؤں دھونے سے کلی کرنے سے ناک میں پانی ڈالنے سے ہر موجود جراثیم دھل جاتے ہیں۔ اور اس طرح نمازی آدمی ان حصوں کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ سرجن جب آپریشن کے لئے

تیاری کرتا ہے، تو ہاتھوں کے علاوہ کہنیوں تک انتہائی احتیاط سے صفائی کرتا ہے تاکہ جراثیم دھل جائیں اور مریض تک نہ پہنچیں، سر اور منہ کو ٹوپی سے ڈھلتا جاتا ہے تاکہ موجود جراثیم مریض کو نقصان نہ پہنچائیں۔ ایک مسلمان پانچ مرتبہ وضو کے عمل سے سرجن کے آپریشن کی تیاری کا عمل دہراتا ہے۔ وضو کرتے ہوئے مسح کا عمل ماتھے اور سروگردن کے جراثیم کو اتار پھینکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہلکے سے دباؤ سے سر اور گردن میں ترو تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ جس کے بعد انسان نماز یا عبادت کے لئے یکسو ہو جاتا ہے۔ مسح کے عمل میں ماتھے، سر اور گردن کو ہلکا سا دباؤ ملتا ہے اور یہ ان حصوں میں موجود کیمیائی مادہ (Metabolites) مٹا دیتا ہے اور یوں تازگی کا احساس ہوتا ہے۔ مسح کا عمل دوران خون کو بھی تیز کرتا ہے۔ اس طرح یہ ایک نفع بخش عمل ہے۔

دس باتیں :- (Ten in Talking)

حضور پاک ﷺ نے دس باتوں کو فطرت دین حنیف کا حصہ بتایا۔ ان میں ایک اصول راویہ کو یاد نہ رہا۔ باقی تو انہوں نے یوں روایت فرمائے۔

○ لبیس کٹوانا، ○ داڑھی بڑھانا، ○ مسواک کرنا، ○ ناک میں پانی ڈالنا، ○ ناخن کٹوانا، ○ انگلیوں کے جوڑ دھونا، ○ بغلیں لینا۔ یہ حدیث کیونٹی میڈسن کی بنیاد بناتی ہے جلد کے بارے میں پہلے عرض کیا جا چکا ہے۔ بغل زیر ناف انگلیوں کے جوڑ ناخن اور لیس بہت سارے کیڑوں اور جراثیم کے گھر ہوتے ہیں اور ان جگہوں سے نہ صرف جلد پر بلکہ جسم کے اندر بھی بیماریاں پھیلتی ہیں۔ صرف گندی انگلیوں سے ٹائیفائیڈ، ہیضہ اور بہت سی متعدی بیماریاں پھیلتی ہیں، ناخن کے اندر پیٹ کے کیڑوں کے انڈے ہوتے ہیں جو منہ کے ذریعے پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور وہاں بڑے بڑے سانپ نما کیڑوں کی شکل اختیار کر کے پورے جسم کے نظام انہضام کو تباہ کر دیتے ہیں۔

جہاں پر جلد کی تہ بنتی ہے یعنی (Skin Creases) مثلاً "بغل" زیر ناف،
الگیاں وغیرہ اس میں (Scabies) ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ جلدی بیماری
انہی جگہوں سے بڑھتی ہے اور ملاہ کیرا (Mite) یہاں اٹھے دیتی ہے، پس
ناخن کٹوانا بغل اور زیر ناف بل لینا، لبیس کٹوانا، انگلیوں کے جوڑ دھونا،
حفاظتی میڈ-سن کی بنیاد میں، طہارت کا بیان ذرا آگے آئے گا۔

منہ :- (Mouth)

منہ، جسم کے اندر جانے والی چیزوں کا دروازہ ہے اور دہانے کے اندر
دانت، منہ کی غلیبی تہ (Mucus Membrane) دانت، سوڑھے ہاسلو
(Tonsills) اور (Oral Cavity) ہوتی ہے یہ سب عضلات خوراک کو یا
اندر جانے والی کسی بھی چیز کو تیار کر کے اور آسان شکل میں دھل کے اندر
بھیجتے ہیں تاکہ ہاضمے میں آسانی ہو۔ حضور پاک رحمۃ اللطیفین ﷺ
نے جسم کے اس انتہائی اہم حصہ کی حفاظت کے لئے بہت ساری تدابیر عنایت
فرمائیں، کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا کھانے کے بعد کلی کرنا، اس
سے پہلے سے موجودہ یا بعد میں موجود غذائی باقیات (Deposits) دور
ہوجاتے ہیں اور دانتوں، سوڑھوں اور منہ کی بہت سی بیماریوں سے بچت
ہوجاتی ہے، پھر فرمایا کہ سواک کرو، سواک دانتوں کے درمیان موجود غذائی
ذرات کو پانچ مرتبہ نکالتا ہے۔ تو یہ ذرات دانتوں کو اور سوڑھوں کو کوئی
نقصان نہیں پہنچا سکتے، ان ذرات کے جمع ہونے سے (Gingivitis
Dental Carries) اور اسی قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ ڈینٹل سرجن ہر چھ
ماہ بعد دانتوں صفائی (Sealing) کروانے کو کہتے ہیں، مگر حضور اکرم
ﷺ کے حکم (سواک) سے دانت ہمیشہ صاف رہتے ہیں اور اکیلنگ
کی ضرورت نہیں پڑتی۔ حضور پاک ﷺ نے بہت زیادہ گرم اور چٹ
پٹی چیزوں سے منع فرمایا ہے۔ اسی ایک حکم پر اگر عمل کیا جائے تو منہ کے
السر (Pharyngitis) اور (Stomatitis) سے بچایا جاسکتا ہے۔

مقدار غذا:- (Dose of Diet)

منہ کے بعد کھانے کے نام انضمام کی طویل ٹیوب شروع ہوتی ہے، اس ٹیوب کے مختلف حصے اور مختلف کام ہیں، لیکن یہ سب ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ نظام انضمام کے ساتھ رطوبتیں پیدا کرنے والے غدود (Glands) بھی ہوتے ہیں، مثلاً "نبہ (Pancreas) پتہ (Bladder) اور جگر جسم میں جانے والی خوراک جگر کے راستے گلوکوز بن کر خون میں چلی جاتی ہے، فالتو مادہ، ضائع شدہ مادہ (Waste Products) کی صورت میں جس سے باہر نکل جاتا ہے۔ منہ سے لے کر پاخانہ کے اخراج تک نظام انضمام کا ہر حصہ اہم ڈیوٹی انجام دیتا ہی اور ہر ایک کے لئے ایک خاص (Physiological Environment) طبی فضا ضروری ہے۔ اگر اس میں ذرا بھی گڑبڑ ہو تو انسانی جسم کا یہ اہم سسٹم خراب ہو جاتا ہے اور بیماریوں کا طویل سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، اس نظام کو صحیح رکھنے کے لئے کھانے کا معیار (Quality) اور مقدار (Quantity) کا متوازن ہونا بہت ضروری ہے۔ آئیے دیکھتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمایا:

"مقدار کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مومن ایک آنت سے اور کافر سات آنتوں سے کھاتا ہے، پھر فرمایا کہ کمر سیدھی رکھنے کے لئے چند لقمے ہی کافی ہیں اور اگر لازماً کھانا ہی ہے تو معدہ میں ایک تہائی کھانا، ایک تہائی پانی اور ایک حصہ (ہوا) سانس کے لئے خالی رکھو، ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کھانے کے لئے دو زانوں ہو کر بیٹھتے اور دلیاں قدم مبارک کھڑا کر لیتے۔"

یہ تمام احادیث خوراک کی متوازن مقدار کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ معدہ میں پانی، غذا اور رطوبتوں کے عمل سے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس بنتی ہے اور یہ معدہ کے اوپر والے حصہ (Fundus) میں آجاتی ہے۔ اگر معدہ

کے اس حصے کو بھی خوراک سے بھر دیا جاتا تو گیس کے لئے جگہ نہ ہوگی۔ یہ عمل معدہ کی بہت سی بیماریوں کا باعث بنتا ہی لور سانس میں دشواری پیدا کرتا ہے، دایاں قدم کھڑا کرنے سے یہ معدہ کو دبا کر رکھتا ہے لور اس کو کھانا کھانے کے لئے کھلی چھٹی نہیں دیتا۔ اس طرح یہ حدیث کہ مومن ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر ساتھ آنت سے بسیار خوری لور پر خوری سے سرکارِ دو عالم ﷺ نے نفرت ہی کا اظہار کیا۔

خوراک کا خون بننا:-(Blood - Production with diet)

جسم میں جلنے والی ہر خوراک گلوکوز بن کر خون کا حصہ بن جاتی ہے، فالٹو غذا جہلی کی صورت میں جسم میں جمع رہتی ہے لور حسب ضرورت گلوکوز بن کر جسم کو طاقت مہیا کرتی ہے۔ جسم کے ہر خلیے (Cell) کی خوراک گلوکوز ہے۔ یہ اس کے بغیر کام نہیں کر سکتا گلوکوز کے لئے انسولین کا ہونا ضروری ہے۔ ہر خلیے میں گلوکوز انسولین کے بغیر نہیں گھس سکتا اس لئے انسولین کا ہونا ضروری ہے۔ یہ رطوبت لبلبے سے نکلتی ہے، بلکہ جسم کی ساخت کی مطابق ایک خاص مقدار میں یہ رطوبت خارج کرتا ہے۔ اگر اس رطوبت سے گلوکوز کی مقدار زیادہ ہو جائے تو یہ گلوکوز خون میں آجاتا ہے لور اس طرح ذیابیطس (Diabetes) کی بیماری ہو جاتی ہے۔ ذیابیطس جسم کے ہر سشم کو متاثر کرتی ہے یہ بیماری (Micro Vascular Angiopathy) کہلاتی ہے۔ یعنی اس کا نقصان خون کی چھوٹی سے چھوٹی لور باریک ترین نالیوں کو پہنچتا ہے لور اس طرح گردے، آنکھیں دل لور جسم کے تقریباً تمام اعضا متاثر ہوتے ہیں اگر انسان کھانے کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کی ہدایت پر عمل کرے تو ان تمام بیماریوں کے مجموعے سے بچا جاسکتا ہے۔ مدینہ منورہ میں مصر سے آئے ہوئے ایک طبیب نے حضور پاک ﷺ سے شکایت کی کہ میرے پاس آپ ﷺ کے شر سے کوئی مریض نہیں آتا۔ یہ کیسی بے التفاتی ہے، حالانکہ میں اپ لوگوں کی خدمت کے لئے بیجا

گیا ہوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ بے التفاتی کی وجہ سے نہیں ہے۔ ہم لوگ بیمار ہی نہیں ہوتے کیونکہ ہم کھانا اس وقت کھاتے ہیں جب شدید بھوک لگی ہو اور اس وقت ہاتھ روک لیتے ہیں جب ابھی کچھ باقی ہو۔

یہ ساری احادیث شوگر، امراض قلب، بلڈ پریشر اور فالج وغیرہ سے بچنے کے لئے بہترین احتیاطی تدابیر کی حامل ہیں۔ بہت زیادہ غذا اور کھانوں سے دل پر بہت برا اثر پڑتا ہے اور کولیسٹرول (چربی) کی زیادہ مقدار دل کی رگیں بند کر دیتی ہے۔ اس طرح دل کا دورہ پڑتا ہے جو پورے جسم کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ حضور پاک ﷺ نے بہت پہلے فرمایا کہ انسان کے جسم میں ایک لو تھڑا کام کرتا ہے اور جب اس میں خرابی پیدا ہو جائے تو سارے جسم میں خرابی پیدا ہو جاتی۔ خوب یاد رکھو یہ دل ہے یہ حدیث اور کھانے کے بارے میں باقی حدیث سے ملا کر پڑھی جائیں تو انسان عارضہ قلب سے بچ سکتا ہے۔

قیلولہ: (Middynap)

حضور پاک ﷺ نے فرمایا ہے کہ دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کیا جائے اور رات کے کھانے کے بعد چہل قدمی۔ یہ حدیث بہت ہی اہم طبعی اور طبی حقائق کی طرف نشان دہی کرتی ہے، کھانے کے فوراً بعد غذا کے ہاضمے کے لئے جسم کے مختلف حصوں سے خون نظام انہضام میں آ جاتا ہے۔ تاکہ کھانے کو ہضم کرنے کے ساتھ مختلف مراحل سے گزار کر گلوکوز بنایا جائے۔ اور یہ خون کا حصہ بن جائے، خون کے اس اجتماع کی وجہ سے غنودگی اور سستی طاری ہوتی ہے۔ اور یہ سستی فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔ ہاضمے کے لئے اگر انسان تھوڑی دیر سوئے تو اس طرح مختلف نظام ہائے جسم کو اپنا اپنا کام کرنے کا وقت مل جاتا ہے اور انسان تازہ دم ہو کر اٹھ جاتا ہے دوسری مصلحت یہ ہے کہ دوپہر کے کھانے کے بعد بقایا دن شام تک کیونکہ کام کرنا ہوتا ہے تو تمام جسم اس وقفے کے بعد دوبارہ تیار ہو جاتا ہے۔

یوں انسان کی قوت کار بڑھ جاتی ہے۔

رات کا آرام: (Rest of Night)

رات کے کھانے کے بعد جسم کو طویل وقفے کے لئے آرام کرنا ہوتا ہے اور اعصابی نظام نے حیاتیاتی گھڑیال (Biological Clock) کے ذریعے اس وقت آرام کو منظم کر رکھا ہوتا ہے۔ رات کے آرام میں تمام اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور ان کی طاقت کو بہت معمولی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے خلیے ضروری کام کر سکیں۔ اسی لیے رات کو (Metabolism) ہوتی ہے۔ یعنی انسانی جسم خوراک کو طاقتی حراروں میں بہت کم استعمال کرتا ہے۔ اسی لیے ان حراروں کی ضرورت بھی کم ہوتی ہے۔ اس لئے چہل قدمی سے جسم کے تمام اعضاء کو تھوڑی سی مشق سے فٹ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ طاقت کا استعمال رات کے آرام سے متوازن ہو جائے گا چہل قدمی سے معدہ میں غذا نیچے چلی جاتی ہے اور اس طرح معدہ کا بوجھ کم ہو جاتا ہے۔ جو سونے کے وقت آسانی مہیا کرتا ہے۔ اگر معدہ بہت زیادہ بھرا ہوا ہو تو (Sleep Dyspnoea) بد ہنسی اور سانس کے عمل کو دشوار کرتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ شام کا کھانا عام طور پر مغرب کے بعد تناول فرماتے تھے اور یوں عشاء کی طویل رکتیں، چہل قدمی، اس کے ہانسنے میں مدد کا ذریعہ تھی۔ آج بھی جہاں کھانے کے اوقات یہی ہیں۔ وہ لوگ زیادہ فائدہ میں ہیں۔ الغرض نظام انضمام کو درست رکھنا پورے جسم کی صحت ہے اور اس سسٹم کے لئے آپ ﷺ نے تفصیلی ہدایات دے کر امت کو صحت کا راستہ دکھایا ہے۔

”نبی کریم ﷺ کے ماموں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک روز سینے اور بائیں بازو میں شدید درد ہوا جس کا کھچاؤ کندھوں کی پھیلی جانب بھی ہوا۔ ماتھے مبارک پر پینہ آگیا، نڈھال ہو کر گر گئے۔ یہ وہ سب علامات تھیں جنہیں آج کی میڈیکل سائنس میں انجانا کہا

جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ انہیں اٹھا کر بارگاہ رسالت ﷺ میں لے گئے۔ حضور پاک ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو ان کو آرام آگیا اور درد کی شدت ختم ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی نبی کریم ﷺ نے انہیں عجوہ کھجور اور اس کی گٹھلی کا آٹا کھانے کی ہدایت فرمائی۔ اس کے استعمال سے انہیں شغلے کاٹل ہو گئی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر بھر یہ نبوی نسخہ استعمال فرماتے رہے۔ انہیں جنگ قادیسیہ کے فاتح ہونے کا اعزاز ملا اور طویل عمر کے بعد وفات پائی۔ عجوہ نہ مل سکے تو کوئی سی بھی کھجور انشاء اللہ فائدہ دے گی۔

نیند انسانی صحت کی ضامن - مشاہدات و تجربات

(Shumbering is the Guaranteern health

- Observation and Experience)

نیند صحت کو برقرار رکھنے کے لئے نہایت ضروری جزور ہے۔ نیند کے دورن دماغ کو سکون ملتا ہے اور انسان دوبارہ تازہ دم ہو کر کئی کئی گھنٹوں تک کام کر سکتا ہے اس کے برعکس نیند کو پورا نہ کرنے والے کئی کئی بیماریوں اور مشکلات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ نیند کے بارے میں ہمیں قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کے عمل سے بڑی واضح ہدایات ملتی ہیں۔ قرآن کریم میں کئی مقامات پر انسان کے آرام و سکون کے بارے میں ہدایات ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رات کو آرام کے لئے بنایا ہے جس طرح سورہ انعام کی آیت نمبر 96 میں یہ حکم دیا گیا ہے اسی طرح سورہ یونس میں فرمایا ”وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ اس میں سکون حاصل کرو۔ رات کی اقلویت کے بارے میں اسی طرح کے مضامین سورہ نبا (9) سورہ مومن (61) اور سورہ القصص (73) میں ملتے ہیں۔“ لیکن اس کے ساتھ ساتھ سورہ روم میں ارشاد فرمایا ”اس کی نشانیوں میں سے تمہارا رات اور دن کو سونا اور اس کے فضل کو تلاش کرنا ہے۔ چنانچہ نہ صرف دن کو سونے کی ممانعت نہیں

ہے بلکہ رات کو کام کرنے کی اجازت بھی ہے۔ رسول اکرم کا ارشاد ہے انسان کے جسم کا بھی حق ہے چنانچہ مناسب آرام کرنا بھی انسانی جسم کا حق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رات کو ہی زیادہ آرام اور سکون سے انسان سو سکتا ہے کیونکہ خاموشی اور اندھیرے میں نیند اچھی آتی ہے۔ میڈیکل سائنس میں یہ اصول ان مریضوں پر کیا جاتا ہے جن کو تشنج کی بیماری ہو انہیں اندھیرے کمرے میں میسجہ رکھا جاتا ہے تاکہ وہ آرام و سکون سے سو سکیں اسی طرح دوروں کا امکان کم ہو جاتا ہے۔

سونے کا طریقہ :- (How to Sleep)

رسول اکرم ﷺ کے طرز عمل سے ہمیں سونے کا صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے آپ کا معمول تھا کہ سخت بستر کا استعمال فرماتے دائیں کروٹ لیٹتے اور دائیں ہاتھ کی بتھلی دائیں رخسار کے نیچے رکھ لیتے اور الٹا لیٹنے کو پسند فرماتے دائیں طرف لیٹنا طبی لحاظ سے بہتر ہے کیونکہ معدے کا اخراج بھی دائیں طرف ہی ہوتا ہے بائیں طرف زیادہ دیر لیٹنے سے دل پر بوجھ پڑتا ہے اسی طرح الٹا لیٹنا بھی مفید نہیں۔ رخسار کے نیچے ہاتھ رکھنے سے چلے جڑے کو مدد ملتی ہے جس سے وہ نیند کے دوران ڈھیلا ہونے کے باوجود منہ نہیں کھلتا اور خراٹوں کا عمل نہیں ہوتا سیدھا لیٹنے سے خراٹوں کا امکان زیادہ ہوتا ہے چنانچہ دائیں طرف لیٹنا احسن عمل ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد جاگنا پسند فرماتے آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد جاگنا پسند فرماتے آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد دو ہی صورتوں میں جاگنا چاہئے یا کہ یاد خدا کے لئے یا گھر والوں سے ضروری بات کرنے کے لئے۔ جو بات تجربے نے ثابت کر دی ہے کہ جو لوگ سخت بستر کا استعمال کرتے ہیں انہیں کمر کا درد ہونے کے بہت کم امکانات ہوتے ہیں لیٹنے کے دوران کروٹ لیتے رہنا چاہئے خصوصاً ایسے مریض جو فلج یا کسی اور بیماری کی وجہ سے خود کروٹ نہ لے سکتے ہوں ان

کے لواحقین پر لازم ہے کہ وہ انہیں چند گھنٹوں کے بعد کروٹ دیدیا کریں کیونکہ ایک ہی طرف لیتے سے زخم بننے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اصحاب کف کا ذکر آیا ہے جو کئی سو سال تک سوتے رہے اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہم ان کو کروٹ دیتے رہتے تھے چنانچہ ایسے مریض جن کو کئی مہینوں یا سالوں تک لیٹنا پڑے انہیں کروٹ دینا بہت ضروری ہے تاکہ زخم بننے کا امکان کم سے کم ہو سکے۔

سونے کی تیاری :- (While going to Sleep)

رسول اکرمؐ نے خلی پیٹ سونے سے منع فرمایا آپ کا ارشاد ہے کہ خلی پیٹ سونے سے انسان جلد بوڑھا ہو جاتا ہے آج اس بات میں کوئی شک نہیں رہا اور میڈیکل سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ خلی پیٹ سونے سے معدے کی تیزابیت سے معدے کے السر کے مریض کو سونے سے پہلے کوئی شے مثلاً "دودھ کا گلاس پینے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے سونے سے پہلے ہاتھ دھولیں تاکہ چکنائی یا کوئی اور چیز نہ لگی ہو جس سے کپڑے کھوڑے کا ڈھنسنے کا اندیشہ ہو آپ کا ارشاد ہے کہ سونے سے پہلے وضو کر لینا چاہئے رات کو سونے سے پہلے چہرے اور دوسرے حصوں کو دھونا بہت ضروری ہے کیونکہ دن بھر کی مٹی گرد و غبار اور جراثیم مساموں میں جمع ہو کر جلد کو خراب کر سکتے ہیں آنکھوں میں جمع گرد و غبار بھی صاف ہو جائے گا سونے سے پہلے مسواک کرنے کا بھی احادیث میں ذکر ملتا ہے طبی نقطہ نگاہ سے بھی یہ بھی نہایت اہم اصول ہے کیونکہ منہ میں صفائی نہ ہونے کی صورت میں جراثیم پھل پھول سکتے ہیں۔ نماز کے اوقات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کا تعین بھی کلام اور آرام کے وقت کے مطابق ہی کیا گیا ہے۔ فجر اور ظہر کی نمازوں کے دوران اتنا وقت دیا گیا ہے کہ آدمی اپنے روزمرہ کے کام نمٹا سکے اسی طرح عشاء اور فجر کی نماز کے دوران نیند اور سکون کے لئے وقفہ ہے۔

سونے کی ہدایات :- (Instructions for Sleeping)

قرآن و سنت سے ہمیں نیند کے بارے میں مختصراً مندرجہ ذیل ہدایات ملتی ہیں۔

(1) نیند کا وقت رات کو ہی رکھا جائے۔ لیکن دوپہر کے وقت کچھ دیر سوتلنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(2) رات کو جلدی سوئیں اور صبح جلدی اٹھنے کی عادت ڈالیں۔

(3) بستر نہ زیادہ نرم ہو کہ اٹھا ہی نہ جائے اور نہ اتنا سخت کہ نیند ہی نہ آئے۔

(4) خلی پیٹ نہ سوئیں۔

(5) سونے سے پہلے مسواک اور برش ضرور کریں۔

(6) سونے سے پہلے ہاتھ اور منہ دھوئیں۔

(7) نشہ آور اور نیند آور دوائوں سے پرہیز کریں۔

(بحوالہ ڈاکٹر امتیاز رسول)

جون کولنز کے تجربات - پردے کا اعتراف

(John Colon's Experiments - Confessions of)

وڈ سر ہیلتھ کیئر سنٹر کے ڈاکٹر لو سولڈ مورٹن نے جلد خیمائل پر کامیاب ریسرچ کرنے کے بعد یہ ثابت کیا کہ جلد کا وہ حصہ جو کپڑوں سے ڈھکا رہتا ہے وہ اس حصے کی نسبت جو عریاں ہوتا ہے، زیادہ خراب ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر مورٹن نے دو اشخاص کا موازنہ کیا۔ پچاس سالہ ایک شخص تھا جس نے اپنی کمر لور کولہوں کی جلد کو دھوپ سے بچائے رکھا تھا۔ یعنی وہ غسل آفتاب کی طرف مائل نہ تھا جبکہ دوسرا ایسا شخص تھا جس کی عمر 20 سال تھی اور وہ مسلسل دھوپ سے گھنٹوں گھنٹوں فیضیاب ہوتا رہتا تھا۔ ان دونوں کی جلد کا موازنہ کرنے سے یہ بات ثابت ہو گئی۔ عمر کی اس قدر فرق کے باوجود دونوں کی کمر لور کولہوں کی

جلد میں کوئی خاص فرق نہ تھا۔ ہمارے جسم کے وہ حصے جو کھلے رہتے ہیں جیسے ہاتھ اور چہرہ۔ ان پر سورج کی روشنی کا اثر زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت عمر کے۔ کیا آپ نے مشہور اداکارہ Brigitte Bardot کی حل ہی میں کوئی تصویر دیکھی ہے؟ اگر آپ کی عمر چالیس سال کے قریب ہے تو یقیناً "آپ سمجھ گئے ہونگے کہ یہ سوال کیوں کیا ہے؟۔ برٹری بارڈوت کا چہرہ آج بھی مغربی خواتین کے لئے آئیڈیل چیز ہے۔ اس کی چہرے کی سنہری رنگت کتنی حسین ہے۔ آج بھی خواتین ہی نہیں مرد حضرات بھی اسے دیکھ کر دم بخود رہ جاتے ہیں۔

سورج کے اثرات جلد کو کس قدر متاثر کرتے ہیں اس کا اندازہ کرنے کے لئے آپ اپنے بازو اور ہاتھ کی انگلیوں اور کلائی وغیرہ کو دیکھئے۔ آپ دیکھیں گے کہ آپ کی کلائی اور ہاتھ کی جلد زیادہ کھردری اور بے رونق ہے بانہت بازو کی جلد کے جلد پر سورج کی شعاعیں براہ راست پڑنے سے جو نقصانات ہوتے ہیں ان کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ فی الفور ان کا اثر نظر نہیں آتا۔

(بحوالہ اخبار جہاں)

قرآن اور سائنس

(The Holy Quran and Science)

سبحن الذی خلق الارواح کلها مما تنبت الارض و
 من انفسهم و مما لا یعلمون ۝ 36
 ترجمہ: پاک (عظیم) ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کئے
 خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس میں سے یا ان اشیاء
 میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں۔

All. Who created in pairs All things that Earth
 and many other things of which Glory to God Exalted
 (Chapter 36 v.36) Produces. As Well as. Their own selves
 you know nothing

اس آیت کریمہ میں پہلی پیغام کو سمجھنے کے لئے ہمیں اس کے متن کو بار
 بار پڑھنا چاہئے۔

(الف) اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت کے راز بیان کرنے کے بعد اعلان کیا کہ مخلوق
 جوڑوں میں موجود ہے۔ اللہ خود کسی جوڑے یا برابری سے بلا تر ہے۔ یہ پاک
 آیت جو اس طرح سے شروع کی گئی ہے، اس کا مقصد یہ ہے کہ مخلوق کی جوڑوں
 میں موجودگی کے اندرونی معانی آشکارہ کئے جائیں۔

جوڑوں کی موجودگی بیک وقت مخالف اور ساتھ ہی مشابہت ظاہر کرتی
 ہے۔ اس کی سب سے عیاں مثل مذکر اور مؤنث کی موجودگی ہے۔ سائنسی
 تعریف کے نقطہ نظر سے جوڑوں کی تخلیق مشابہاتی مخالف (Opposites
 Similar) کے معنی رکھتے ہیں۔ گرمی اور سردی کا بھی ایک جوڑا ہے یعنی دو
 چیزیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہونے کے باوجود بھی اپنی خاصیت اور اثر کے
 لحاظ سے ایک دوسرے کی مخالف ہو سکتی ہیں۔

(ب) سب سے دلچسپ پہلو اس آیت کریمہ کا یہ ہے جب یہ جوڑوں کی مشابہت

پیش کرتی ہے، یہ کہتے ہوئے کہ ”ہم نے مخلوق کو جوڑوں میں پیدا کیا“ اللہ تعالیٰ نے تین مثالیں دی ہیں۔

(1) جوڑے - زوجین جو زمین نے پیدا کئے۔

(2) مخلوق کے خود اپنے جوڑے۔

(3) بہت سے دوسرے مخلوق کردہ جوڑے جن کا ہمیں علم نہیں ہے۔

آئیے اب اس آیت کے راز کو جاننے کے لئے یہ دیکھیں کہ سائنس نے اس سلسلے میں کیا کیا نئی دریافتیں کی ہیں۔

ماہر طبیعیات اینڈرسن ANDERSON کی مشہور یا مثبت الیکٹرون POSITRON کی دریافت اس سلسلے میں ایک نشان راہ اور اہم موڑ ہے۔ سات ہی یہ مورلیس ڈیراک MAURICEOIRAC تھا جس نے تخلیق کے جوڑوں میں ہونے کا پہلے پہل تصور باندھا تھا۔ یہ تصور طبیعیات PHYSICS میں بنیادی اصول ہے۔ کائنات میں ہر ذرے کا ایک برقی بار CHARGE اور چکر SPIN () ہوتا ہے۔ جب ایک جوہر بنتا ہے تو اس کا مخالف جڑواں OPPOSITE TWIN بھی بن جاتا ہے۔ اس لئے کہ ہر چیز جوڑوں میں بنتی ہے۔ ان میں سے زیادہ مشہور یہ ہیں۔

The Positron, antiparticle of electron.

The Antiproton, antiparticle of proton.

The Antineutron, antiparticle of neutron.

The Antineutrino, antiparticle of neutrino.

نیوکلائی طبیعیات NUCLEAR PHYSICS کے بنیادی اصولوں میں سے اس لئے ایک یہ بھی اصول ہے کہ ہر جوہر یا ذرے PARTICLE کا ایک مخالف جڑواں بھی موجود ہوتا ہے۔ اس موضوع پر کچھ دیر بعد تفصیلاً ”گفتگو ہوگی۔“

چنانچہ آیت نمبر 36 کے ذریعے چودہ صدیاں قبل تخلیق کے بنیادی قانون کی تعلیم دی گئی ہے جب یہ کہا گیا کہ ہم نے بہت سے نامعلوم جوڑے پیدا کئے۔ اب آیت کریمہ کی مجموعی تشریح کرتے ہیں۔ آیت کی ابتدا میں یہ کہنا کہ

پاک (عظیم) ہے اللہ کی ذات اس امر کی اہمیت ظاہر کرتا ہے کہ صرف فطری بغیر کسی جوڑے یا مثل کے ہے۔ ہماری مشکل اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم اللہ کے بغیر کسی مثل کے تصور کرتے ہیں۔ ہماری ہر چیز کو اس کی مثلت یا تمثیل سے اس کے مخالف کے توسط سے جانے کی عکوت راجح ہو چکی ہے۔ مگر ہر چیز جس کا کوئی مخالف یا مثل ہے، اس کی ایک حد ہے لہذا وہ ناپذیر ہے۔ جبکہ دوسری طرف اللہ اس سے پاک (عظیم) ہے۔ وہ کسی مثل کے بغیر ہے۔ جب کہ اس نے ہی تمام چیزوں کو جوڑوں میں پیدا کیا ہے۔

وہ جو زمین پیدا کرتی ہے۔ (What that Earth grows)

بعض علماء نے آیت کے اس حصہ کو صرف نباتات کے سلسلے میں ہی سمجھا ہے مگر یہ تشریح ناکافی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو یہ نہ کہتا کہ ”تمام چیزیں جو زمین پیدا کرتی ہے۔“ بلکہ صرف نباتات ہی کا ذکر ہوتا۔ اس طرح یہ آیت دوسری چیزوں کے ساتھ ساتھ نباتات کے جوڑوں کی موجودگی کی طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔ بلکہ آیت کا پہلا حصہ اس کے تیسرے حصہ کی تعریف بھی مہیا کرتا ہے۔ اگر کوئی اس فقرے کی تشریح کہ ہم نے لوز بہت سے جوڑے پیدا کئے جن کا ہمیں علم نہیں ہے۔ اس طرح کرے کہ یہ صرف برقی یا زمینی مقناطیسیت کے متعلق ہے تو وہ غلطی پر ہوگا۔ کیونکہ اس کا جوڑا زمین نے پیدا کیا ہے۔ زمین کے پیدا کردہ جوڑے ذیل میں دیئے جاسکتے ہیں۔

(الف) ایک جیسے SIMILAR جوڑے جو اپنی ملوی اور کیمیائی خصوصیات میں مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً ”دھاتیں اور غیر دھاتیں۔“

(ب) حیاتیاتی BIOLOGICALLY طور پر مخالف جوڑے مثلاً ”پودوں اور جانوروں کے ز اور ملو۔“

(ج) ملوی طور پر مخالف جوڑے مثلاً ”مثبت اور منفی برقی جوہر یا جواہر کا گروہ۔“

IONS اور اس طرح برقی چارج کا الٹ ہونا POLARITY۔

(د) زمین میں زندگی کے تانے بانے پر اثر انداز ہونے والا تجزیہ ANALYSIS

اور عناصر کا اکٹھے ہونا SYNTHESIS جیسے پودوں میں جراثیم BACTERIA سے روح پھونکنا جو نائٹروجن کو بھی ترتیب دیتا ہے۔ جراثیم BACTERIA کی وہ خاصیت جو نامیاتی ORGANIC چیزوں کو توڑنا اور تباہ کرنا ہے جس سے سڑنے اور زائل ہونے کا عمل پیدا ہوتا ہے اور اسی طرح کی دوسری مثالیں۔ جیسے مثلاً "مقناطیسی مخالف جوڑے۔ جیسے مقناطیسی قطبین یعنی شمالی اور جنوبی قطبین۔"

اپنے ہی جوڑے :- (Pairs of their selves)

"ہم نے ان کے اپنے جوڑے پیدا کئے۔" یعنی مخالف جڑواں جوڑے۔
اس آیت کے حصہ کے مختلف معانی کئے جاسکتے ہیں۔ جیسے:
(الف) مرد اور عورت (مخالف جوڑے)

(ب) امدادی شخصی خصوصیات۔ مثلاً "ظالم / ہمدرد بہادر / بزدل / سخی / کنجوس وغیرہ۔"

(ج) خصوصیات جو تشابہت رکھتے ہیں۔ لیکن مخالف اخلاقی فیصلہ VALUE JUDGEMENT کی حاصل ہوتی ہیں۔ جیسے وحشی پن / بہادری / منافقت / لحاظ حلم یا نرمی / سادہ لوحی وغیرہ۔ ان میں چند الفاظ کا ترجمہ اور تشریح بیحد مشکل ہے۔ بہر طور کسی حد تک معانی اخذ کئے جاسکتے ہیں۔

جوڑے جو ہم نہیں جانتے :- (The pairs - unknown to us.)

قانون مماثلت LAW OF PAIRTY مادہ اور توانائی کے نظریات کا احاطہ کرتا ہے۔ اس طرح سے کہ قدریہ QUANTA اور وہ نظام جو اس سے بنتا ہے اپنے آپ کو مخالف جوڑوں میں ظاہر کرتے ہیں۔ نظریہ کوانٹم کے مطابق توانائی واضح اکائیوں میں ہوتی ہے۔ جو مکمل عدوں میں ہو سکتی ہیں۔

(الف) توانائی کے اخراج اور تحلیل یا جذب ہونے کے عمل کو علم طبیعیات PHYSICS اور ASTROPHYSICS کائناتی علم طبیعیات نے موجودہ وقتوں میں تسلیم کیا ہے۔ ہمیں اس عمل کے راوں کو ابھی مزید سمجھنے کی ضرورت ہے۔ البتہ ہم سیاہ شگانون کو جاننے لگ گئے ہیں۔ جہاں توانائی خرچ ہو کر فنا ہو جاتی ہے

اور تاروں کے ان جھرمٹوں کو بھی سمجھنا شروع کر دیا گیا ہے۔ جو ناقابل یقین حد تک توانائی کو مرکوز کرتے ہیں۔ یہ دو خطے ایسے ہیں جو جڑواں صورت میں ہیں۔ مگر ایک دوسرے کے سلسلے میں مکمل طور پر مخالف اثر اندازی کرتے ہیں۔

(ب) کشش اور ہٹانے والی قوتیں خاص طور پر کشش ثقل کی قوتیں مرکز گزیدہ قوتوں کی وجہ سے متوازن ہو جاتی ہیں۔ اگر ان دو قوتوں میں یہ مخالفت موجود نہ ہوتی تو یا تو تمام ستارے اپنے اپنے سورجوں SUNS میں گر جاتے اور باہری کرے میں گم ہو جاتے۔

کائنات میں کشش ثقل اور گردش حرکت نے ناقابل یقین توازن قائم کر رکھا ہے۔ یہ عجوبہ مزید حیران کن بن جاتا ہے۔ جب ہم اسے اپنی زمین اور کائنات کے تقابل میں دیکھتے ہیں۔ زمین کے ساتھ شمسی نظام بنانے کے علاوہ ہمارے ہمسائے سیارے بھی اسی قسم کا گردش توازن اپنے اپنے سیٹلائٹ (اقمار) کے ساتھ قائم رکھتے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے نظام سورج کے گرد چکر کا ایک اور نظام ترتیب دیتے ہیں۔ اس طرح نو (1) سیٹلائٹ (اقمار) اور ان کے بہت سے اقمار سورج کے گرد مختلف محوروں میں گردش کرتے ہیں۔ اس طرح یہ کائناتی اجسام سورج میں گرنے سے بچے رہتے ہیں۔ اس کے جواب میں سورج ان اجسام کو ان کے محور میں توازن مہیا کرتا ہے تاکہ وہ فضائے بییط SPACE میں گم نہ ہو جائیں۔ اسی پر ہی بات ختم نہیں ہو جاتی بلکہ ایک مزید گردش کا نظام بھی ہے جس میں ستاروں کی ثریا MILKY WAY GALAXY جس میں ہماری زمین بھی شامل ہے، ہمارے سورج سمیت ایک اور محور پر گردش کر رہی ہے۔ یہ سفر یعنی ہر گردش پچیس کروڑ سالوں میں پورا ہوتا ہے۔

اس طرح ہم نے قرآنی معجزات کے رازوں سے جوڑوں کی ایسی مثالیں ڈھونڈ نکالی ہیں جو ہم کل تک نہیں جانتے تھے۔

ہماری کہکشاں مزید کہکشاؤں کے مرکز کے گرد ایک عظیم سفر پر رواں دواں ہے۔ چنانچہ ہماری زمین کشش اور دور ہٹانے والی جڑواں قوتوں کے درمیان توازن قائم رکھنے کی کوشش میں چار مختلف محوروں پر گھومتے ہوئے چار مختلف سطروں پر رواں دواں ہے جس کا شمار اربوں سالوں پر محیط ہے۔ (بحوالہ سائنس اور دنیا)

مسواک :- (Miswak)

پیلو - اراک - سلواڈورا پرسیکا

ٹوتھ برش ٹری

سنت نبویؐ اور جدید سائنس جلد اول میں مسواک کی تحقیق کے بعد نئی تحقیق مزید ملاحظہ فرمائیں۔

انسان فطرتاً صحت پسند ہے۔ قیام صحت اس کی بہترین خواہش ہے۔ وہ پوری تندرستی کے ساتھ کاربار حیات میں مستعد رہنے کا آرزو مند ہے۔ اس لئے وہ پورے شعور حفظ صحت کے ساتھ اصول حفظ صحت پر عمل کرتا ہے۔ متوازن غذا، صاف پانی، تازہ ہوا، ورزش اور آرام، نیند اور بیداری میں توازن اس کے احاطہ فکر سے باہر نہیں رہتے۔ وہ جانتا ہے کہ سعی پیہم اور جہد مسلسل کے لئے صحت ایک لازمی ضرورت ہے۔ وہ صحت دہن (منہ کی صحت) اور صحت جسم کے تعلق کو سمجھتا ہے اس کی فہم و دانست سے یہ باہر نہیں کہ صحت دہن ----- صحت مند سوڑھے اور مضبوط دانت ----- صحت جسمانی کی بنیاد ہے۔

1982ء میں ورلڈ ہیلتھ اسمبلی (جنیوا - سویٹزرلینڈ) میں ایک جامع رپورٹ میں یہ نکتہ ابھر کر آیا کہ ترقی یافتہ ملکوں کے مقابلے میں ترقی پذیر ممالک میں زیادہ لوگ دانتوں کے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق صحت دہن و دنداں کی صورت حال تیسری دنیا کے بیشتر ملکوں میں بہ شمول پاکستان، بالخصوص شہری علاقوں میں ابتر ہو رہی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں بہت سے امراض جنم لے رہے ہیں۔

اگر ہم تاریخ کا مطالعہ کریں تو ابتدائے آفرینش سے اب تک دنیا بھر کے لوگوں میں منہ کی صحت و صفائی کے لئے مختلف چیزیں استعمال کی جاتی رہی ہیں۔ کہہ ارض کے مختلف حصوں میں آثار قدیمہ کی کھدائیوں سے حاصل ہونے والی کئی چیزیں دانتوں کے لئے استعمال سے متعلق ہیں۔ ان میں نباتاتی تعلق رکھنے والی

چیزیں عموماً پودوں کی خوش ذائقہ شاخوں پر مشتمل ہیں۔ زمانہ قدیم میں استعمال ہونے والی یہ شلخ ہائے نباتات جدید برش کی پیش رو سمجھی جاسکتی ہیں۔ کوئی سترہ پودے ایسے ہیں جو منہ، دانتوں اور مسوڑھوں کی صحت و صفائی میں مفید ہیں۔ ان میں سے جو درخت سب سے زیادہ استعمال ہوتا رہا ہے وہ درخت مسواک ہے جسے ہندی میں پیلو (جل) عربی میں اراک اور لاطینی میں (PERSICA SALVADORA) کہتے ہیں۔ انگریزوں نے اس کے مشہور ترین استعمال کے پیش نظر اسے (TOOTH BRUSH TREE) کا نام دیا۔ مسواک کے استعمال کی سفارش نہ صرف طب اسلامی میں کی گئی ہے بلکہ اسلامی تعلیمات میں بھی صحت و طہارت کے ایک وسیلے کے طور پر اس کے استعمال کی تاکید کی گئی ہے۔ اس کی توثیق اس امر سے ہوئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو صحیح اور دینی فوائد و فضائل ارشاد فرمائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بہ کثرت مسواک فرمایا کرتے تھے اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو مسواک کا مشورہ بہ تاکید دیا ہے اور اسے اللہ کے نزدیک ایک نہایت مقبول اور پاکیزہ عمل قرار دیا۔ اس لحاظ سے صحت دہن و دندان کے میدان میں بہترین رہنمائی کی اولیت حضور اکرم ﷺ کو حاصل ہے۔

دانتوں کی بوسیدگی اور کرم خوردگی ایسے امراض دندان ہیں جن سے غفلت کے نتیجے میں دانتوں اور مسوڑھوں کی خرابی مزمن صورت اختیار کر جاتی ہے اور منہ کی بدبو، شدید درد اور تکلیف کے بعد قدرتی دانت لگوانے پڑتے ہیں۔ عموماً مسوڑھوں اور دانتوں کی جھریوں میں مضر جراثیم جمع ہو جانے اور غذائی مواد وغیرہ کے سڑنے سے غذا کے ذرات، میل کچیل، جراثیم وغیرہ کی موجودگی اور اس کے تعفن پذیر ہو جانے سے ایک مادہ پیدا ہو جاتا ہے جو منہ اور دانتوں کے لئے اور صحت جسمانی کے لئے ضرر رساں ہوتا ہے۔ اگر دانت باقاعدگی سے صبح سے پہلے اور کم از کم پانچوں نمازوں کے وقت اور بالخصوص سوتے وقت صاف کر لیے جائیں تو صحت دہن قائم رہتی ہے۔ مسوڑھے اور دانت صحت مند رہتے ہیں۔

دانتوں کی ٹوٹ پھوٹ اور بوسیدگی دانتوں کے معدنی جز کی بہ تدریج

تحلیل کے نتیجے میں واقع ہوتی ہے۔ ایسا عموماً "منہ" کے اندر اور دانتوں کے گرد تیزابیت کے عمل سے ہوتا ہے۔ یہ تیزابیت نشاستے اور میٹھی غذاؤں کے اثرات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ جو لوگ نشاستے دار غذاؤں اور مٹھائیاں کثرت سے کھاتے ہیں ان کے مسوڑھوں اور منہ میں یہ تیزابی مادے تیزی سے جمع ہوتے رہتے ہیں۔ شکر کی تیزابیت سے دانتوں میں شکست و ریخت ہوتی ہے اور کیرا لگ سکتا ہے۔ مسوڑھوں میں خرابی بیکٹیریا کے عمل سے ہوتی ہے جو ان میں ورم اور عفونت کا سبب بن جاتے ہیں۔ جدید تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ درخت مسواک (پیلو کے درخت) میں جراثیم کش (ANTI BACTERIAL) خواص موجود ہیں۔ دانتوں کی صفائی کے لئے مسواک کا استعمال اس طرح کی بیماریوں سے محفوظ رکھنے میں مددگار ہے۔

مسواک - اسلامی اور طبی پہلو:-

طب نبوی میں مسواک کی اہمیت نہایت ہی واضح ہے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں اس کی تاکید ہے اور یہ آپ کی ایک مستقل سنت ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں مسواک پر ایک پورا باب موجود ہے جس میں چودہ احادیث ہیں چند احادیث درج ذیل ہیں:

☆ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ "میں تمہیں کثرت سے مسواک کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔" (بخاری)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔ مسواک منہ کو پاکیزہ کرنے والی شے ہے اور رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے ذریعہ ہے۔" (نسائی)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا۔ "اگر مجھے اپنی امت کی مشقت اور پریشانی کا خیال نہ ہوتا تو میں انھیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔" (متفق علیہ)

☆ حضرت واہب بن الاشعث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ”مجھے مسواک کے متعلق اس قدر تاکید کے ساتھ حکم ہوا ہے کہ مجھے اندیشہ ہونے لگا کہ کہیں یہ مجھ پر فرض نہ ہو جائے۔ (احمد، طبرانی فی الکبیر)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ”جو نماز مسواک کر کے پڑھی جاتی ہے وہ بغیر مسواک کے پڑھی جانے والی نماز سے ستر درجہ بہتر و افضل ہے۔“ (احمد بیہقی، بزار)

اگرچہ مسواک کا ذکر قرآن مجید میں نہیں تاہم درج بالا احادیث اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنیٰ کی بنا پر مسواک کی اہمیت بہر طور مسلم ہے۔ مثال کے طور پر:

☆ حضرت شریح بن ہانی کا بیان ہے کہ ”میں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت کیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہو کر سب سے پہلے کیا کلام کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا۔ ”مسواک“۔ (ریاض الصالحین)

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو آپ اپنا دہن مبارک مسواک سے صاف کرتے تھے۔“ (بخاری و مسلم)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ”ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسواک اور وضو کا پانی تیار کر کے رکھ دیا کرتے تھے۔ رات میں اللہ جب چاہتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب سے بیدار کر دیتا۔ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر مسواک کرتے وضو فرماتے اور نماز ادا کرتے۔“ (مسلم)

طب نبوی میں مسواک کا شمار اس کی اقلویت کا آئینہ دار ہے۔ جدید تحقیق اسے ایک بہترین صبح و سیرہ ہونے کے علاوہ منہ کی بدبو دور کرنے کا اچھا عامل قرار دیتی ہے۔ یہ نہ صرف مادی (PHYSICAL) طور پر دانتوں کو صاف کرتی ہے بلکہ

مسوڑھوں میں موجود جراثیم آلائشوں کو بھی نکالتی ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان نقصان دہ جراثیم کو اپنے جراثیم کش اثرات کے ذریعہ سے ختم کرتی ہے جو مسوڑھوں اور دانتوں کی بوسیدگی کا باعث بن سکتے ہیں۔ اسلامی تہذیب میں ہی نہیں بلکہ اسلامی تاریخ میں بھی مسواک کا ایک نمایاں مقام ہے۔ حکیم البیرونی نے اس کی اہمیت کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ درخت مسواک کی شاخیں دانت صاف کرنے کے لئے استعمال کی جاتی رہی ہیں۔ ابن السیطار نے ”کتاب الجامع المفردات الادویہ والاعذیہ“ میں اراک کے نام سے اس پر بحث کی ہے اور لکھا ہے کہ اس درخت سے حاصل ہونے والی مسواک ان تمام درختوں کی مسواک سے بہتر ہوتی ہے جو اس مقصد کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں۔ اس بحث کو مزید موثر ثابت کرنے کے لئے ابن السیطار نے ابو حنیفہ الدغوری، ابن رضوان اور ابن جلیل کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ برصغیر کے نامور طبیب اور طبی مصنف حکیم محمد اعظم خاں نے ”محیط اعظم“ میں مسواک پر سیر حاصل مواد شامل کیا ہے اور حکمی مومن خان، ابن سینا، اطاک اور بغدادی وغیرہ کے حوالے دیئے ہیں۔

درخت مسواک - پیلو

درخت مسواک سے حاصل کردہ جڑوں کی شاخوں کو بہ طور صحت دہن و حفظ دندان استعمال سب سے پہلے دنیائے عرب میں ملتا ہے۔ اس کے بعد ہر دور میں اس درخت پر تحقیقات ہوئی ہیں۔ برصغیر ہندو پاک میں سائنس دانوں کی توجہ کا یہ مرکز رہا ہے۔ اب امریکہ وغیرہ ممالک میں بھی مسواک (پیلو) پر نہایت گہرائی اور گہرائی کے ساتھ تحقیقات ہوئی ہیں اور یہ یقین کیا گیا ہے کہ صحت دندان اور حفظ دندان کے لئے اس سے بہتر کوئی شے موجود نہیں ہے۔ تمام دنیا نے طب نبوی کے اس نکتے کو بدرجہ کمال اہمیت دی ہے۔

کیمیائی تجزیہ :-

درخت مسواک کے منفرد کیمیائی اجزاء مجموعی طور پر درخت مسواک کے بعض حصوں میں موجود ہوتے ہیں اور یکجا ہو کر ایک دوسرے کی معاونت کرتے ہیں۔ لیکن اگر ہم درخت مسواک (پیلو) سے حاصل ہونے والے اجزاء کا علیحدہ علیحدہ بھی جائزہ لیں تو ہر ایک دانتوں کی تکلیف کے خلاف موثر نظر آتا ہے۔ یہ اجزاء اس کی چھل کے خلاصے سے حاصل کیے گئے تھے۔ اجزاء درج ذیل ہیں۔

- 1- ٹرائی میٹھائل ایمین (TRIMETHYLAMINE)
- 2- ایک الکلائڈ جو سلواڈورین (SALVADORINE) کہلاتا ہے۔
- 3- کلورائیڈز (CHLORIDES)
- 4- فلورائیڈ (FLUORIDE) اور سیلیکا (SILICA) کی خاصی مقدار
- 5- گندک (SULPHURO)
- 6- حیاتین "ج" (VITAMIN-C)
- 7- سین ((TANINS) سپونین (SAPONINS) فلیوونائیڈ (FLAVONOIDS) اور اسیسروول (STEROLS) کی معمولی مقداریں اور لال کی کچھ مقدار۔

خواص کے اجزاء:-

- 1- ٹرائی میٹھائل ایمین (TRIMETHYLAMINE OR TMA)

نامیاتی کیمیائی جز (فارمولا $(CH_3)_3N$) جو کہ بے رنگ سیال گیس ہے اور مچھلی جیسی بو رکھتی ہے۔ اس کا نقطہ جوش چار درجہ سینٹی گریڈ ہے۔ پانی، ایتر اور الکوحل میں حل پذیر ہے۔ TMA سیال کے سطحی تناؤ کو تبدیل کر کے ٹھوس ذرات کو علیحدہ کرنے کے تیرنے کے قابل بناتا ہے۔ (اس عمل کو FORTH FLOATATION کہتے ہیں)۔ اس طرح یہ اہم جز غذا کے باقی رہ جانے والے اجزاء کو منہ میں اور خصوصاً دانتوں میں جمع ہونے سے روکتا ہے۔ مسواک کے دیگر اجزاء مثلاً "نمکیات کے ساتھ مل کر یہ جز اور زیادہ موثر ہو جاتا ہے اور ضد جراثیم عامل کا کام کرتا ہے۔

2- سلواڈورین (SALVADORINE) :-

قدرتی طور پر پایا جانے والا یہ الکلائڈ درخت مسواک کی خشک کردہ چھال میں پایا جاتا ہے۔ اس جز پر مزید تحقیقات ہو رہی ہے۔

3- کلورائیڈ (CHLORIDES) :-

اپنی آیونی (IONIC) خصوصیات کی وجہ سے منہ کی اندرونی جھلی کے خلیات اور دیگر ساختوں میں سیال کی مقدار کا توازن برقرار رکھنے کے نظام پر موثر ہوتے ہیں۔ یہ دراصل قدرتا پائے جانے والے نمکیات ہیں۔ ان کی موجودگی فعلیاتی نظام کو درست رکھتی ہے۔

4- فلورائیڈ اور سسلیکا :- (FLOURIDE & SILICA)

درخت پیلو (مسواک) میں قدرتی طور پر فلورائیڈ اور سلیکا کی قابل ذکر مقدار موجود ہوتی ہے۔ عام طور پر ٹوتھ پیسٹ میں مصنوعی طور پر فلورائیڈ شامل کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے مسواک یا پیلو کو انفرایت حاصل ہے۔ تحقیقات سے ثابت ہے کہ فلورائیڈ خصوصیت کے ساتھ بچوں میں دانتوں کی بوسیدگی کے خلاف موثر ہے اور ساتھ ہی سلیکا کی موجودگی مسواک میں اس کے میکائیگی عمل سے دانتوں کو چمکانے میں مددگار ہے۔

5- گندک :- (SULPHUR)

پیلو میں موجود گندک اپنے جراثیم کش اور تریاقی اثرات کی بدولت اور منہ کی صحت کی برقراری کے لئے انتہائی اہم ہے۔

6- حیاتین "ج" :- (VITAMIN - C)

دانتوں کی صحت اور موڑھوں کی حفاظت میں حیاتین ج کی اہمیت مسلم ہے۔ مسواک یا پیلو میں یہ نباتی جوہر قدرتا پایا جاتا ہے اور اس کی موجودگی ات نہ صرف ایک موثر میکائیگی اور طبی حیاتین بننے میں مدد دیتی ہے بلکہ

بوسیدگی دندان، متورم مسوڑھوں اور اسکریوٹ (SCUREY) میں بھی قائمہ مند ثابت کرتے ہیں۔ برصغیر کے اطبا زمانہ دراز سے مسواک کو اسکریوٹ کے لئے تجویز کیا کرتے ہیں۔

7- رال :- (RESIN)

مسواک کی چھل میں موجود رالی مادہ (RESINOUS MATERIAL) دانتوں کے سخت بیرونی طبقے یعنی نینا (ENAMEL) کی حفاظت کرتا ہے۔
مسواک پر جدید تحقیقات :-

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کی برکت ہے کہ مسلمان جہاں بھی ہوں منہ کو صاف رکھتے ہیں۔ مسواک دن میں کئی بات استعمال کرنے سے منہ پاک اور صاف رہتا ہے۔ برش سے دانتوں کی اچھی طرح صفائی کے بعد بھی ان پر میل (PLAQUE) کی تہ چڑھ جاتی ہے۔ اگر 24 گھنٹوں تک منہ کو صاف نہ کیا جائے تو اس کی مقدار بڑھ کر مسوڑھوں کی صفائی اور صحت کا ضامن ہوتا ہے۔ تجربات ثابت کرتے ہیں کہ پابندی کے ساتھ مسواک کرنے والوں کے دانت صحت مند ہوتے ہیں اور ان لوگوں میں دانتوں کی بوسیدگی بھی کم پائی گئی۔
پاکستان میں بھی 1985ء میں دانت صاف کرنے کے لئے استعمال کی جانے والی مختلف پودوں کی شاخوں پر جدید طبی تحقیقات کی گئیں۔ ان تحقیقات سے مسواک / پیلو کے ضمن میں نہایت حوصلہ افزا نتائج برآمد ہوئے۔ اس مقصد کے لئے استعمال کی جانے والی شاخوں کا خرو حیاتی طور پر جراثیم کے خلاف تقابلی جائزہ لیا گیا ان نباتات کے نام حسب ذیل ہیں۔

- 1- نیم (MELIA AZADIRACHTA LINN)
- 2- کیکر (ACACIA ARABICA WILLD)
- 3- پھلائی (ACACIA MODESTA WALL)
- 4- مسواک / پیلو (SALVADORA PERSICA LINN)
- 5- کرنج (PONGAMIA GLABRA VENT)

اس تحقیقت میں بتایا گیا ہے کہ بیشتر افریقی ممالک، جنوبی ایشیا، امریکا کے گرم علاقوں اور شمالی علاقوں میں درج بالا نباتات کی شاخیں اور جڑیں دانتوں اور منہ کی صفائی کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ پاکستان کے شہری علاقوں میں دانت صاف کرنے کے لئے زیادہ تر برش استعمال کیا جاتا ہے لیکن دیہی علاقوں میں رہنے والے لوگ نباتات کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور دانتوں کی بوسیدگی کے امراض سے بہت کم متاثر پائے جاتے ہیں۔ ان ہی وجوہ کی بنا پر درج بالا نباتات کا مطالعہ لیبارٹری میں مانع جراثیم سرگرمی (BACTERIAL ACTIVITY) کے لئے کیا گیا۔ یہ تقابلی جائزہ مسواک، پیلو کی خصوصی افادیت کا آئینہ دار ثابت ہوا۔

مختلف افراد کے دانتوں، مسوڑھوں اور منہ سے لعاب دہن حاصل کیا گیا اور ان میں سے چند ایسے جراثیم علیحدہ کر کے ان کی لیبارٹری میں مصنوعی طور پر افزائش کی گئی کہ جو دہن و دندان کی مختلف تکلیف میں اہم ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان جراثیم کے خلاف درج بالا نباتات کی صلاحیتوں کا تقابلی مطالعہ کیا گیا۔ درج بالا نباتات میں کوئی بھی بیکٹیریا (SARCINA LUTEA) اور (BACILLUS PUMILIS) کے خلاف قتل ذکر اثرات کا حامل نہیں پایا، لیکن پیلو یا مسواک کو مجموعی طور پر لعاب دہن سے حاصل کیے گئے بیکٹیریا کے خلاف موثر پایا گیا اور اس کے مانع جراثیم (ANTI MICROBIAL) جراثیم کش (GERMICIDAL) اور مانع فنج (FUNGICIDAL) اثرات کا معیار بقایا تمام نبات سے بہتر پایا گیا۔

تجربات سے ثابت ہے کہ مسواک یا پیلو میں ان خصوصیات کے علاوہ مسوڑھوں کو سکڑنے، صاف کرنے اور مانجنے (ABRASIVE) کی خصوصیات بھی ہیں۔ نہ صرف مسواک بلکہ اس کا سفوف بھی دہن، دانت اور مسوڑھوں کی صفائی کے لئے بہترین چیز ہیں۔ یہ قدرت کا عطیہ ہے اور اس کے استعمال کی ہدایت کثرت سے نبی کریم ﷺ کی تعلیمات میں موجود ہے۔ درخت مسواک (پیلو کے درخت) کی اہم خصوصیات کی بنا پر اس بات کی سفارش کی جاتی ہے کہ تمام دنیا

میں اس کے استعمال کو کثرت سے رائج کیا جائے
(میڈیکل اینڈ جنرل فزیالوجی)

قدرت الہی کے کرشمے اور نشانیاں :-

اس مضمون کو پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی قدرت پر نظر کریں۔ اور ایمان میں
اضافہ کریں۔

نشانات انگشت کی سائنس :-

آج ماہرین اس خیال پر متفق ہو چکے ہیں کہ دنیا میں موجود پانچ ارب
انسانوں کی ہتھیلیوں کی ساخت ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہے یعنی کوئی سے
دو انسانوں کی ہتھیلی ایک جیسے نہیں۔ یہی نہیں بلکہ اگر جڑواں بھائی یا بہنیں بھی
ہوں تب بھی ان کی ہتھیلیوں کی ساخت مختلف ہوگی۔ یہی ایک بت پولیس اور
خفیہ ایجنسیوں کی بہت مدد کرتی ہے، جس سے وہ بڑے بڑے مجرموں کا آسانی سے
پتہ لگا لیتے ہیں۔ یہی سائنس فنگر پرنٹس (نشانات انگشت) کہلاتی ہے۔

فنگر پرنٹس کی تاریخ خاصی پرانی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ چینیوں نے سب
سے پہلے انگلیوں کے ذریعے دستخط کرنے کا انداز اپنایا۔ اس طرح انگلیوں سے بھی
انسان کام لینے لگا۔ اس کے بعد 1851ء تک برطانیہ کے تیس سائنس دان
سرفرانس گٹنن، سرولیم ہرشل اور سر ایڈورڈ ہزی فنگر پرنٹس کے بارے میں
خاصا علم رکھتے تھے، ان میں سر ایڈورڈ ہزی ایک کتاب بھی لکھ چکے تھے۔ لیکن فنگر
پرنٹس کا استعمال بحیثیت کسی جرم کی تفتیش کے ابھی استعمال نہیں ہوا تھا۔

شاید آپ کو پڑھ کر حیرت ہو کہ فنگر پرنٹس کا پہلا جرمیاتی استعمال اٹلیا
کے صوبے بنگل میں 1897ء میں ہوا یہ پوری دنیا میں اپنی نوعیت کا پہلا کیس تھا
جب ایک قاتل کو فنگر پرنٹس کی مدد سے شناخت کر لیا گیا واقعہ یہ ہوا کہ آدمی قتل
کر کے دوسرے گاؤں فرار ہو گیا وہاں اسے مشکوک حالت میں دیکھ کر پولیس نے

پکڑ لیا۔ پوچھ گچھ کرنے پر معلوم ہوا کہ یہی قاتل ہے لیکن ان کے پاس کوئی ٹھوس ثبوت نہیں تھا کہ یہی قاتل ہے جب اس کی انگلیوں کے نشانات لاش کے قریب ہی موجود ملزم کے نشانات سے ملائے گئے تو ہو بہو ایک جیسے نکلے جس سے وہ ملزم سے مجرم ثابت ہو گیا۔ جرم ثابت ہونے پر اس کو پھانسی دے دی گئی۔

انسپیکٹر جنرل پولیس بنگال جو انگریز تھا اس کو یہ طریقہ بہت پسند آیا اس نے سرو لیم ہرشل سے جو اس زمانے میں ہنگلی میں تعینت تھے سے مشورہ لیا انسپیکٹر جنرل پولیس نے ان سے کہا کہ آپ اس کام پر تحقیق کریں جس پر وہ رضامند ہو گئے۔ جب ان کی تحقیق مکمل ہوئی اور سارے مشاہدات وغیرہ مکمل ہو گئے تو انہوں نے ایک کتاب فنکر پرنٹس لکھی جو اپنی نوعیت کی پہلی کتاب تھی۔ یہ کتاب بڑی مقبول ہوئی۔ 1898ء میں کلکتہ میں جو بنگال کا صوبائی صدر مقام تھا دنیا کا پہلا ” فنکر پرنٹ پور“ قائم کر دیا گیا بعد ہی مشہور زمانہ سکٹ لینڈ یارڈ نے بھی 1907 میں اپنا فنکر پرنٹ بیورو قائم کر دیا۔

آج فنکر پرنٹس کی سائنس نہایت ترقی یافتہ شکل ہر ملک میں موجود ہے جب بھی کوئی قتل، چوری، ڈاکہ اور اس قسم کے جرائم ہوتے ہیں تو سب سے پہلے فنکر پرنٹس ہی سے مدد لی جاتی ہے پولیس کے پاس ہزاروں فائلیں موجود ہوتی ہیں جو سزا یافتہ اور مجرموں کے فنکر پرنٹس سے بھری ہوتی ہیں وہ جب چاہیں ان سے مدد لے سکتے ہیں اب مجرم چلاک ہوشیار ہو گئے ہیں کہ دستاویز یا اس قسم کی دوسری چیزیں پہن کر ہی چوری یا قتل کرتے ہیں لیکن یہ بات حقیقت سے خالی نہیں کہ بڑے سے بڑا اور عیار سے عیار مجرم بھی کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی غلطی کر بیٹھتا ہے جو اس کی گرفتاری کا سبب ہوتی ہے کیونکہ خیر کو آخر شر پر غالب ہی آتا ہوتا ہے۔

سی آئی ڈی CRIMINAL INVESTIGATION DEPTT تقیبا ہر

ملک میں موجود ہے، سی آئی ڈی دراصل پولیس ہی کی برانچ ہوتی ہے جو پولیس کی تفتیش میں اس کی مدد کرتی ہے۔ سی آئی ڈی کے ماہرین اپنے کام کے بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ جہاں بھی کوئی چوری وغیرہ ہو جائے وہاں پہنچ کر فنکر پرنٹس حاصل کر

لیتے ہیں جو تفتیش میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ ان نشانات کو بھی خاص قسم کے پاؤڈر سے محفوظ کرتے ہیں جو مجرم جلے وقوعہ میں چھوڑ جاتے ہیں، بتایا جا چکا ہے کہ دنیا میں انسانوں کی ہتھیلیاں ایک جیسی نہیں ہیں اس کے علاوہ ایک یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ انسان کی انگلیوں کی لکیں اور دائرے عمر کے کسی حصے میں تبدیل نہیں ہوتے انسان کی انگلیوں کے دائرے اور لکیں ستر سال کی عمر میں بھی وہی ہوں گے جو پانچ یا دس سال یا پندرہ سال کی عمر میں تھے۔

عام طریقے سے فنگر پرنٹس لینے کا طریقہ کار نہایت آسان اور سادہ ہے جس آدمی کا فنگر پرنٹ لینا ہو تو عام سیاہی اس کی انگلی یا انگوٹھا یا گار ہتھیلی کا لینا ہو تو عام سیاہی اس پر مل دیں اور سیاہی لگا ہاتھ سفیر کلتھڈ پر چپکا دیں آپ کی ہتھیلی کا پرنٹ کلتھڈ پر ابھر آئے گا۔ یہ طریقہ کار جو لوگ ان پڑھ ہوتے ہیں اور اپنے دستخط بھی نہیں کر سکتے ان کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اب فنگر پرنٹس کا علم ایک سائنس بن چکا ہے جدید اصطلاح میں اسے ”انجمنٹ ہنٹی“

(DACTYLOSCOPY) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ فنگر پرنٹس محفوظ رکھنے کا عمل نہایت پیچیدہ اور مشکل بن چکا تھا کیونکہ اب ہر ملک کے پاس اتنے فنگر پرنٹس موجود ہیں کہ جن کو رکھنے کے لئے کئی دفتر درکار ہیں اور پھر ان کو عام لوگوں سے بھی خفیہ رکھنا ہوتا ہے ہم میں صرف ایک ملک یعنی امریکہ کی مثل دے رہے ہیں۔ 1980ء میں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق امریکہ کی ایف بی آئی میں پندرہ کروڑ فنگر پرنٹس موجود تھے وہ لوگ جو امریکن طریقہ کار سے بناوائے ہیں ان کے لئے یہ اعداد و شمار جو امریکہ کی آدمی آبادی کے برابر ہیں یقیناً ”پریشان کن ہونگے“ اس کی تشریح یہ ہے کہ ایف بی آئی دنیا کے عام ملکوں سے فنگر پرنٹس تبدیل کرتا ہے اسی لئے اس کے پاس اتنے فنگر پرنٹس موجود ہیں صحیح تعداد تقریباً ”ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے جو صرف امریکہ سے تعلق رکھتے

ہیں۔

(بحوالہ فنگر پرنٹس)

افادات ضیائی

میری زندگی یورپ اور کینیڈا میں گزری ہے میں نے بحیثیت مسلمان یورپی زندگی کو کیسے پایا کچھ مشاہدات اور تجربات پیش ضرورت ہیں۔ امید ہے سنت نبویؐ اور جدید سائنس میں جگہ دیں گے۔

گستاخی کی انتہا اور نفسیاتی امراض :-

یورپ کے عیسائی کو جب ٹھوکر لگتی ہے تو وہ ایک بڑی اور غلیظ گالی حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نعوذ باللہ) کو دیتا ہے اور یوں اس کا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ اس کا نقصان ایک تو اللہ تعالیٰ کا غضب اور دوسرا وہ چونکہ اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب کرتے ہیں کہ یہ انہیں کی وجہ سے ہوا اس عمل کی وجہ سے وہ بے شمار نفسیاتی اور دماغی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جبکہ اس کے مقابلے میں مسلمان کو جب تکلیف پہنچتی ہے تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھی اور میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے یہ عمل بظاہر مختصر لیکن یورپی ماہرین کے مطابق انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

اجابت بافراغت کی خوشی :-

یورپ اتنا پریشان اور نفسیاتی وباؤ کا شکار ہے کہ وہ بیت الخلا میں جاتے وقت بھی پریشان ہوتے ہیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہوگا اور نامعلوم کتنی سویر ہمیں لیٹرین بیٹھنا پڑے گا لیکن جب اسے (جس مادی زندگی پر محنت کرتے کرتے اپنی حیثیت کم اور مادی چیزوں کی حیثیت بڑھا دی ہے) اجابت کھل کر آجاتی ہے تو اس کی مسرت کی انتہا نہیں رہتی اور وہ لیٹرین سے باہر نکل کر نعرہ لگاتا ہے۔ I relex O, What یعنی واہ اس وقت میں پرسکون ہوں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی تنگ کر دی ہے اور ایسی چھوٹی چھوٹی چیزوں کو وہ اپنے لئے وجہ سکون اور آرام سمجھتے ہیں۔ ایسا اس وقت ہوتا ہے جب

آدمی تنگ اور پریشان ہو اور پھر اسے اس بات کے مصداق کہ ڈوبتے کو تنگے کا سارا مل جائے۔

جیسے گھوڑے کی خدمت ویسے کار کی خدمت :-

میں نے اسلامی کتب کا مطالعہ کیا کہ حضور اقدس ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء کرام کی علوات میں یہ بات شامل تھی کہ وہ گھوڑے کے بدن کی صفائی کرتے اس کی پیشانی پر مارتے نہیں تھے بلکہ خاص طور پر صاف کرتے جب منزل کے قریب پہنچتے تو اسے آہستہ کر لیتے تاکہ اس کا سانس نارمل ہو جائے جسم کی حرارت معتدل ہو جائے اور دھول نہ اڑے بلکہ بعض جگہ یہ پڑھا کہ منزل کے قریب گھوڑے کو آہستہ کر کے گول چکر دیتے اور پھر روکتے۔

بالکل یہی حل یورپی اپنی موٹر گاڑیوں کا کرتے ہیں وہ اس کا فرنٹ سیکرین خوب صاف کرتے ہیں گاڑی کو سواری سے قبل بیرونی طور پر صاف کرتے ہیں منزل کے قریب پہنچنے سے قبل گاڑی کو آہستہ کر لیتے ہیں تاکہ دھول نہ اڑے اور فوراً اس کی مشینری بند نہ ہو جائے۔

فیونزل ہاؤس یا مردہ خانہ :-

یورپی جب مرتا ہے تو بھی مسائل کا شکار رہتا ہے اور حیران کن بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے عزیز کو نہلانے کفن دینے اور دفنانے پر جو اجر و ثواب لکھا ہے وہ حیران کن ہے لیکن جب ان کا کوئی عزیز مرتا ہے تو تمام اس کے مردہ جسم سے خوفزدہ اور پریشان ہوتے ہیں حتیٰ کہ مردہ جسم سے نفرت کرتے اور گریز کرتے ہیں تاکہ کوئی جراثیم ہمیں نہ لگ جائے۔

پھر فیونزل ہاؤس کے ملازمین آتے ہیں جن کے ہاتھوں پر لمبے لمبے دستانے سیاہ لباس چہرے پر نقاب اور سر پر ٹوپی ہوتی ہے وہ میت کو لے جاتے ہیں پہلے میت کو فریز یعنی بالکل ٹھنڈا کرتے ہیں تاکہ اس کے اندر فضلہ وغیرہ جم جائے پھر بڑے بڑے برشوں کی مدد سے اس کا جسم دھوتے ہیں۔ اگر عورت ہوتی ہے تو اس کو خوبصورت لباس پہنا کر اس کا میک اپ کراہتے ہیں۔ اگر مرد ہوتا ہے

تو تھری پیس سوٹ ٹائی وغیرہ پہنا کر بڑے صندوق میں پیک کر کے قبرستان لے جاتے ہیں اگر جگہ پوری ہے تو میت کو سیدھا دفن اور اگر جگہ کم ہو کھڑا دفن کرتے ہیں۔

حیران کن بات ہے کہ اسلام نے کتنا آسان اور سستا طریقہ بتایا ہے۔ جس کے ہر پہلو میں خیر اور خیر ہے۔ جنازے کا رواج نہیں بلکہ جو بھی آتا ہے کچھ دیر کے لئے نگاہوں کو نیچا کر کے یہ گیا وہ گیا۔ میں نے جتنا اوب احترام اسلامی میت میں دیکھا ہے اتنا دنیا کے کسی مذہب میں نہیں۔

طلاق باقی چچہ گلاس

جب سے یورپ نے تمام حقوق عورت کو دیئے اور اپنے غلط قانون کی وجہ سے وہ خود پریشان ہے۔ حالانکہ اسلامی قانون میں عورت کو جو مقام ملا اور جو مقام مرد کو ملا اس کی وجہ سے معاشرہ اور گھرا من کا گوارہ بن گیا۔ لیکن یورپی معاشرے نے عورت کو بے لگام کر کے اپنے لئے بے شمار آفتوں کو مول لے لیا۔ اب لوگ صرف اس لئے شادی نہیں کرتے کہ اگر ان کا گزارہ نہ ہو تو پھر طلاق ہونے پر مرد کا گھر سامان اسباب تمام عورت کو مل جائیں گے اور مرد صرف چچہ گلاس، کپ، میز کرسی کا حق دار ہے باقی تمام مال عورت کا ہے اس لئے مردوں کو باقاعدہ نکاح کر کے ازدواجی زندگی گزارنے کا رجحان کم ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ عورتیں بھی چاہتی ہیں کہ وہ باقاعدہ گھرداری کی زندگی گزاریں حیران کن بات یہ ہے کہ ان کے تجربات کرتے کرتے چھ چھ، سات سات بچے ہو جاتے ہیں یعنی آج کسی کے ساتھ کچھ ماہ یا سال کے بعد کسی کے ساتھ ہر مرد کو آزمایا کہ میرا مزاج اس کے مزاج سے ملتا ہے یا نہیں اگر مزاج نہ ملا (اصل میں برداشت تحمل، بردباری، غفور درگزر، اسلامی اصول ہے جن کو تمام لوگ کھو چکے ہیں) تو پھر کسی اور مرد کے ساتھ اس طرح ہر مرد سے اپنی اپنی ناجائز اولاد ہے۔

لوکڈیا حرامی بچہ :-

یورپی ماہرین معاشرت حرامی بچوں سے پریشان ہیں۔ اب سے قبل اگر کسی ولایت وغیرہ پوچھتے تو نکاہیں نیچی کر کے شرما کر کہتا کہ میں ہائٹڈ چائلڈ یا حرامی بچہ ہوں لیکن جدید تہذیب نے اب اسے اچھا نام دیا ہے کہ وہ بڑے فخر سے کہتا ہے کہ میں لوکڈیا لو چائلڈ ہوں۔

یسودیوں کی سازش :-

دراصل جنگ عظیم اول اور خاص طور پر جنگ عظیم دوم کے بعد یسودیوں کی سازش کی وجہ سے عیسائیوں میں عورتوں کو اتنے حقوق دیئے کہ مرد کی حیثیت بالکل ختم ہو گئی۔

ایک عظیم یسودی لیڈر جو کہ ہٹلر کے خلاف جنگ میں اتھلوی فوج میں پیش پیش تھا اس نے تجویز پیش کی اگر ہم ترقی کرنا چاہتے ہیں اور جنگ کے مابعد اثرات اور زوال کو ختم کرنا ہے تو مردوں کے ساتھ عورتوں کو کاروبار زندگی میں شانہ بشانہ رکھو اس طرح عورتوں اور مردوں میں اختلاط شروع ہوا۔

حتیٰ کہ یورپ میں جب طلاق ہو جاتی ہے تو مرد کا گھر چونکہ عورت کو مل جاتا ہے تو پھر عورت کی اجازت کے بغیر مرد اس ایریا میں بھی نہیں آسکتا عورت پیٹرولنگ پولیس کو مطلع کرتی ہے اور پولیس ہر وقت نگرانی کرتی ہے۔

بنگلہ دیش میں سازش :-

میں ایک دفعہ کینیڈا سے بنگلہ دیش گیا وہاں عورتوں کو دیکھا کہ نیم برہنہ یورپی لباس سر پر ہیٹ اور موٹر سائیکل پر جا رہی ہیں میں لن کا مخصوص نشان جو کہ یورپ میں عام N.G.O یعنی نٹن گورنمنٹ آرگنائزیشن دیکھا حیرت ہوئی کہ یہ تنظیم تو یورپ میں کام کرتی ہے۔ لیکن اب یہ تنظیم زور شور سے بنگلہ دیش میں بھی محنت کر رہی ہے دراصل یہ فلاحی تنظیم ہے جو کہ ہر شخص کے ساتھ تعاون کرتی ہے اور پھر اس تعاون کے بعد مسلمانوں کو کافر اور مرتد کر دیتی ہے۔

1992ء ٹائمز رپورٹ کے مطابق انڈونیشیا میں اس تنظیم کی بدولت اب تک 20 لاکھ مسلمان غیر مسلم ہو گئے۔

اس تنظیم کا کام عورتوں کو معاشرے میں مردوں کے برابر مقام دلانا اور بظاہر یہ عورتوں کو روزگار، موٹر سائیکل مہیا کرتی ہیں لیکن دراصل مقصد عیسائیت کی تبلیغ ہے۔

ایک مسلمان مفکر کا قول :-

کافر مسلمان کو اپنی معاشرت سے غیر مسلم کرتا ہے نہ کہ اپنی عبادات اور عقائد سے۔

بقول :-

کفر چار چیزوں سے پھلتا ہے۔

مل

ملک

عورت

عمدہ

بقول :-

کفر پھیلانے کے دو دروازے ہیں۔

1- انگریزی سکول

2- ٹیکنالوجی

1990ء کے ٹائمز میں پڑھا کہ 20 یا 50 سال کے بعد پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو گا انگلینڈ امریکہ وغیرہ کے ماہرین اکٹھے ہوئے کافی غور و فکر کے بعد کچھ سمجھ نہ آیا آخر کار روم میں جان پال پوپ سیکڈ کے پاس مسئلہ لے کر گئے تو اس نے ایک سوال کیا کہ یہ بتاؤ کہ مسلمانوں کے بچے زیادہ تر سکولوں اور خاص طور پر انگلش میڈیم سکولوں میں پڑھتے ہیں یا مدرسے میں تو ماہرین نے کہا کہ 80% سے

زیادہ بچے سلوویوں میں پڑھتے ہیں اور بہت کم بچے مدارس دینیہ میں پڑھتے ہیں تو پوپ نے ایک فقرہ لکھا کہ کانوں میں روئی ڈال کر سوجاؤ فکر نہ کرو تمام بچے ہمارے ہیں۔ مسلمانوں کے نہیں۔

بقول مسلمان سکالر:-

تین چیزوں کی گارنٹی دو صحت کی گارنٹی لو۔

سوئی لباس۔

سلوہ اور کم کھانا۔

پیدل چلنا۔

سائنس کہتی ہے۔

دو چیزیں جتنی استعمال کرو نقصان نہیں۔

1- سبزیاں

2- پانی

سائنسی تحقیق:-

ماہرین غذایات کہتے ہیں کہ کھانے سے پہلے پھل استعمال کرو تندرست رہو گے۔

قرآنی تحقیق:-

قرآن میں جنتی لوگوں کو حکم ہے کہ جنت میں کھاؤ تو اس کھانے میں پہلے پھل پھر گوشت اور حور عین کا ذکر آیا ہے۔ تو مذکورہ سائنسی تحقیق قرآنی اصول کے عین مطابق ہے۔

مٹی کی زندگی:-

دراصل مٹی میں فاسفورس ہوتا ہے اور مٹی میں کھیلنے والا بچہ تندرست

ہوتا ہے کیونکہ کبھی کبھی یہ بچہ مٹی کھا بھی لیتا ہے اس لئے فاسفورس کی مقدار اندر چلی جاتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس جو بچے مصنوعی ماحول میں پلتے ہیں ان کی صحت قائل رشک نہیں ہوتی۔

یورپ میں کوڑا کرکٹ کو ختم کرنے کا عمل :-

یورپ میں ٹائلٹ پیپر پر فاسفورس نکایا ہوا ہوتا ہے تاکہ جراثیم مرجائیں جبکہ اسلام میں پانی یا ڈھیلے کا استعمال ہوتا ہے اور ڈھیلے میں فاسفورس ہوتا ہے یورپ میں کوڑا کرکٹ جس بیگ میں ڈالتے ہیں اس میں فاسفورس لگی ہوتی ہے اور وہ کوڑا کرکٹ اس میں ڈال کر ختم کرتے ہیں جبکہ اسلامی تعلیمات میں کوڑا کرکٹ کو زمین میں دفن کرنا ہے اور زمین میں فاسفورس ہوتی ہے۔

گوبلر کا تجزیہ :-

مجھے کسی کیس کے سلسلے میں ایک وکیل رکھنا پڑا۔ اس کا نام گوبلر تھا اس سے دوران گفتگو اسلام کے ضمن میں بات چیت ہوئی تو کہنے لگا ہمارا قانون تقریباً تمام اسلامی اصولوں کے مطابق ہے اور ہماری معاشرت نفس پرستی کی معاشرتی ہے۔ ہمارے قانون میں یتیم، غریب، لاوارث، یتیم، یتیم کے لئے بہت مراعات ہیں۔

اگر ہماری معاشرت درست ہو جائے تو باقی تمام اسلام ہی اسلام ہے۔ میں ایک کمیٹی کا ممبر ہوں جو کمیٹی قانون بناتی ہے ہم سب سے پہلے عیسائی علوم پھر یہودی علوم اور پھر اسلامی علوم کا مطالعہ کرتے ہیں تو آخر کار جس نتیجے پر میں پہنچا ہوں وہ نتیجہ یہی ہے کہ عیسائی اور یہودی علوم کا نیچوڑ دراصل اسلامی علوم کا حصہ ہیں اور ان تمام نے اسلام ہی سے حاصل کیا ہے۔

چار چیزیں آسان - اسلام پھیلانا آسان :-

میں نے ایک مسلمان بزرگ سکالر کی بات سنی حیران ہوا اور سوچتا رہا بظاہر ایک مختصر سی بات ہے لیکن بہت وزن دار ہے فرمانے لگے اگر ہماری چار چیزیں سادہ ہو جائیں تو اسلام پھیلانا آسان ہو جائے گا۔

- 1- سداہ خدا۔
- 2- سداہ رہائش۔
- 3- سداہ لباس۔
- 4- سداہ نکل۔

میرا تجربہ :-

اسلامی زندگی میں ایڑھی کا جوتا نہیں اور اس کے استعمال سے مہوں
ریڑھ کی ہڈی کے مہرے کے درمیان وقفہ بڑھ جاتا ہے اور مہلیوں میں ورم آجاتا
(جے) کا نقص پیدا ہوتا ہے۔

کھجور اور افطار :-

کیونکہ جب شوگر لیول کم ہوتا ہے اس لئے آدمی کو بھوک لگتی ہے اسی
لئے روزے کی حالت میں اسلام نے مسلمان کو کھجور کھانے کی ترغیب دی ہے اور
دو کھجوروں سے ہی شوگر لیول برابر ہو کر جسم میں کیمیائی تبدیلی ہو کر جسم کو
مطلوبہ خوراک مل جاتی ہے۔

پیشاب کی سنت اور میرا تجربہ :-

پانی میں رہنے والی تمام آبی مخلوق پانی کی مخالف سمت چلتی ہے اس لئے
اسلام نے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا تاکہ اس پانی میں موجود جراثیم
پیشاب کے ذریعے جسم کے اندر نہ چلے جائیں۔

اس طرح بل میں یا سوراخ میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا مجھے ایک
صاحب نے بتایا کہ ایک دفعہ میں نے سوراخ میں پیشاب کیا تو اس میں پھونکل
آیا۔ اس طرح بل میں پیشاب نہ کرنے کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اگر بل میں سے
کوئی خطرناک جانور نکل آیا تو ظاہر ہے آدمی کا پیشاب ڈر اور خوف کی وجہ سے
فورا "بند ہو جاتا ہے اور اس فورا" بند پیشاب کے لئے خطرناک تفصیلات ہیں جتنے
اس سانپ کے کاٹنے کے بھی نہیں تھے حتیٰ کہ اس کی وجہ سے مرگی کے دورے

بے ہوشی، پاگل پن، گردوں کے امراض وغیرہ پیدا ہونے کے خطرات ہیں۔
 بل میں پیشاب کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بل میں رہنے والے
 جانور کا فضلہ پیشاب وغیرہ ہوگا جب پیشاب وہاں لگے گا تو اس میں موجود جراثیم
 مخالف سمت چلتے ہوئے جسم میں داخل ہو کر خطرناک امراض کا باعث بن سکتے
 ہیں۔

نارتھ پول یا گرین لینڈ کا سفر:-

یہ وہ علاقہ ہے جہاں مقناطیسی پہاڑ ہیں یہاں صرف اس وقت سفر ہو سکتا
 ہے جب برف جم جائے اور دلانی زمین سخت ہو جائے یہاں چھ ماہ کس سفر لیکن
 صرف پیدل کیونکہ جہاز گاڑی وغیرہ اس لئے سفر نہیں کر سکتی کہ مقناطیسی پہاڑ
 لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں اور اس طرح وہاں جہاز گاڑیاں وغیرہ حرکت نہیں
 کر سکتی لہذا پیدل چھ ماہ کا سفر ہے یہاں سے آگے گاڑیوں کا سفر ہو سکتا ہے تو جگہ
 جگہ بورڈ لگے ہیں کہ برفانی ریچھ سے خبردار رہیں اور گاڑی کے شیشے بند رکھیں یہ
 آپ کو زخمی کر سکتا ہے۔

لیکن جب سخت سردی پڑتی ہے تو یہی ریچھ غاروں میں چلے جاتے ہیں اور
 سو جاتے ہیں حتیٰ کہ چھ ماہ تک بغیر کھائے پئے گزار دیتے ہیں یہ سانس بھی آہستہ
 لیتے ہیں آنکھ نہیں کھولتے جسم کو حرکت نہیں دیتے تاکہ انرجی خرچ نہ ہو اور
 ہماری زندگی باقی رہے حتیٰ کہ اگر ان کے اوپر بیٹھ جائیں تو پھر بھی بالکل حرکت
 نہیں کرتے تو اس سے مراد یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ بغیر کھائے پئے انہیں زندہ رکھتا
 ہے۔

مقناطیسی پہاڑوں پر جو لوگ چھ ماہ تک سفر کرتے ہیں وہ روزانہ صرف
 ایک کیپول استعمال کرتے ہیں جس سے فضلہ پیدا نہیں ہوتا اور نہ کھانے پینے کی
 ضرورت پیش آتی ہے۔

بالکل یہی حالت اہل حق بزرگوں کی ہے جو کئی کئی ہفتے نہیں کھاتے یا
 بہت کم کھاتے ہیں لیکن بالکل تندرست اور زندہ رہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس طرح

انہیں تھوڑی خوراک میں زیادہ کی برکت عطا فرماتا ہے۔
 مسواک اور ایک واقعہ :-

اس وقت تمام ٹوتھ پیسٹ میں خاص چیز فلورائیڈ نمایاں طور پر پیش کی جاتی ہے حالانکہ سائنس کہتی ہے کہ مسواک میں نیچرل فلورائیڈ ہوتی ہے جو کہ دانتوں کے لئے اکیسیرلاجواب ہے۔

مجھے ایک صاحب ملے جو کہ نو مسلم تھے میں نے ان کی قبول اسلام کا واقعہ پوچھا کہنے لگے میں دانتوں اور مسوڑھوں کے لاعلاج اور خطرناک مرض میں مبتلا تھا تمام ڈاکٹروں کا علاج کیا لیکن افاقہ نہ ہوا آخر کار امریکہ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں کا بورڈ بیٹھا اور امریکی شہری کی حیثیت سے مجھے بہت ہمدردی سے چیک کیا اور ایک نسخہ تجویز کیا کچھ ادویات دیں۔ میں وہ دوائیں لے کر جا رہا تھا راستے میں میرا ایک مسلمان دوست اپنی گاڑی پر ملا میں نے گاڑی سائیڈ پر روکی تو اس نے بھی روک لی۔ مسلمان دوست نے میرا احوال لیا پھر وہ مجھے کچھ مسلمانوں کے پاس لے گیا جو امریکہ میں دین پھیلانے کی غرض سے آئے ہوئے تھے کچھ دیر کے بعد تمام نے لکڑیاں (یعنی مسواک) نکال کر دانتوں میں ملنا شروع کر دیں میں حیران ہوا کہ یہ کیا ہے؟ کہنے لگے یہ مسواک ہے اور اس کے فوائد بتائے اور ایک مجھے بھی دیا اور استعمال کرنے کا طریقہ بھی بتایا میرا ان کے ساتھ دل لگ گیا میں کچھ دن ان کے ساتھ رہا اور مسواک کرتا رہا آٹھ دن مسواک کرنے کے بعد میری مرض میں حیرت انگیز فائدہ ہوا میں اپنے ڈاکٹروں کے بورڈ کے پاس گیا جب انہوں نے میری مرض میں افاقہ محسوس کیا تو بہت خوش ہوئے کہ ہماری دواؤں کی وجہ سے آپ کو شفا یابی ہوئی لیکن میں نے تمام ادویات جوں کی توں نکال کر ٹیبل پر رکھ دی وہ حیران ہوئے کہ آخر شفا کیسے ملی تو میں نے مسواک دکھائی وہ اور حیران ہوئے اور اس مسواک کے فوٹو لیے اور اس تحقیق کے لئے مزید سوچنے لگے۔

روسی مسلمان کا قول :-

میرے دوست نے بتایا کہ روس میں مجھے ایک مسلمان نے کہا کہ میرے پاس قرآن پاک نہیں آپ مجھے قرآن پاک دیتے جائیں میں نے پوچھا کیا کرو گے کہنے لگا کہ میں یہ پڑھ کر سمجھو گا کہ میرا پیدا کرنے والا مجھ سے کیا چاہتا ہے؟

اسی قرآنی تحقیق میں بچے کے ماں کے پیٹ میں مراحل کا ذکر ہے ایک کینیڈین ڈاکٹر نے ماں کے پیٹ میں بچے کے مراحل پر عرصہ دراز تک تحقیق کی لیکن جب کسی ذریعے سے قرآن پڑھا تو مسلمان ہو گیا۔

(انجینئر محمد ضیاء صاحب نورنٹو کینیڈا)

علم الطب کے میدان میں قرآن کریم اور

سنت نبویؐ کے چند سائنسی پہلو

خلاصہ :-

یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ اس صدی میں طبی سائنس کے میدان میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ ان پیچرز کا مقصد ان ترقیوں کو قرآن کی تعلیمات اور صحت مند زندگی گزارنے کے ہر طریقے نبی کریمؐ نے بتائے ہیں ان سے مطابقت پیدا کرنا ہے۔ یہ بات بھی قتل ذر ہے کہ نبی کریمؐ نے ساتویں صدی کے اوائل میں جو باتیں جیسا کہ مغربی کے اصول، خورد و نوش کی علوات پیشاب و پاخانہ کرنا، ازدواجی رشتے، مسواک کا استعمال، سونے کی علواتیں، شہد، انجیر اور زیتون کے تیل وغیرہ کا استعمال بتائیں طبی سائنس سے ثابت ہو گئیں ہیں کہ یہ صحت مند زندگی کیلئے بہت ضروری ہیں۔ قرآن پاک کی آیات، نبی کریمؐ کی تعلیمات اور طب کے میدان میں ہونیوالی نئی دریافتوں میں دلچسپ مطابقت پائی جاتی ہے۔

تعارف :-

قرآن پاک ایک لازوال اور لاریب کتاب ہے۔ اور یہ اسلام کی دائمی اساس ہے۔ اس میں ایسی آیات اور نشانیاں ہیں جو مختلف عمر کے لوگوں کی تعلیمی اور ذہنی پس منظر کی رہنمائی کرتی ہیں۔ قرآن پاک بار بار انسان کو گمراہیوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ اسلام ایک عالمی اور کائناتی مذہب ہے۔ اور زندگی گزارنے کا مکمل ضابطہ حیات دیتا ہے۔ قرآن پاک ابتدا میں ہی اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ یہ زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے اور حکمت سے بھرا پڑا ہے۔ قرآن کریم خود کہتا ہے کہ ہم نے اس کتب میں کسی بھی چیز کو نظر انداز نہیں کیا۔

ان پیچرز کا زیادہ تر مواد قرآن پاک، احادیث نبوی اور دانشوروں کے

اقوال اور طبی لٹریچر پر مشتمل ہے۔ جو مواد قرآن کریم اور احادیث کی کتابوں میں سے اکٹھا کیا گیا ہے وہ حل ہی میں طبی تحقیق سے ثابت ہونیوالے لٹریچر سے بہت زیادہ مماثلت رکھتا ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل میں دی گئی ہے۔

بحث :-

قرآن پاک ہماری پاک کتاب ہے اور طب کے بارے میں خدا واد علم ہے۔ اس لئے سب سے پہلے قرآن پاک سائنسی پہلو زیر بحث لائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ

ترجمہ :- انجیر کی قسم اور زیتون کی - اور طور سینین کی - اور اس امن والے شہر کی۔ کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ اس کی حالت کو بدل کر پست سے پست کر دیا۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔ تو اے آدم زاو پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟

بلاشک و شبہ زیتون ایک بہت مفید اور کار آمد درخت ہے۔ اس کا نام آسمانی کتابوں تورات اور انجیل میں بکثرت آیا ہے۔ یہ درخت شام اور اس کے متصل علاقوں اور دنیا کے دوسرے خطوں میں پایا جاتا ہے مشہور مذہبی سکالر علامہ شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں کہ زیتون اور انجیر کے درخت بہت سارے فائدے رکھتے ہیں یہ انسانی علم الحیات سے کچھ چیزیں مشترک رکھتے ہیں پس خالق کائنات نے انسان زیتون اور انجیر کا نام اکٹھے قرآن پاک میں ذکر فرمایا اس سلسلے میں پاک پیغمبر ﷺ نے فرمایا کہ زیتون کا تیل اپنے کھانوں میں استعمال کرو اور اس کی مالش کرو۔ یہ تیل جس درخت سے حاصل ہوتا ہے وہ نعمتوں سے بھرپور ہے اور یہ بات بھی قائل غور ہے کہ نبی کریم نے زیتون کے تیل کو بطور کھانے کے تیل استعمال کرنے کی تاکید فرمائی اور حل ہی میں ہونیوالی طبی تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ جذب ہونیوالے روغنیات (Saturated fats) کو غیر جذب ہونیوالے روغنیات (Unsaturated fats) سے تبدیل کرنے سے خون میں کو لیسٹرول

کی مقدار کم ہو جاتی ہے جو کہ غیر جذب ہونے والے روغنیات کا براہ راست اثر ہے۔ دوسرے کام کرنے والوں نے یہ بات بھی معلوم کی کہ غیر جذب ہونے والے روغنیات بشمول زیتون کا تیل جذب ہونے والے تیل اور مکھن سے زیادہ فائدہ مند ہے۔ مزید برآں غیر جذب ہونے والے روغنیات میں سے زیتون کا تیل خون میں روغنیات کے لحاظ سے کمٹی کے تیل سے بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔ کل غور شلوتوں سے یہ تجویز سامنے آتی ہے کہ جو خوراک زیتون کے تیل سے بھرپور ہوتی ہے جیسا کہ ہسپانیہ (Spain) میں ہے وہ خاص طور پر خون میں زیادہ کثافت والی روغنیات (High density lipoproteins · HDL) کو بڑھانے میں بہت مفید ہیں جو کہ خون کی نالیوں میں روغنیات کو منجمد کرنے (Atherosclerosis) اور دل کی شریانوں کی بیماری (Artery Disease) میں حفاظتی عنصر ہے۔ بہت سے کام کرنے والوں نے یہ بات بھی ثابت کر دی ہے کہ زیتون کا تیل خون میں زیادہ کثافت والی روغنیات (HDL) کو زیادہ کرتا ہے۔ یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ زیادہ کثافت والی روغنیات (HDL) دل کی شریانوں کی بیماری میں ایک خود مختار عنصر ہے۔ یہ ایک حفاظتی عنصر ہے۔ زیادہ کثافت والی روغنیات کا کام جسم کے دور دراز حصوں سے کو لیسٹرول کو اٹھا کر جگر میں لانا ہے اور پھر جگر کی رطوبتوں سے خارج کرنا ہے۔ تازہ تحقیق نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ زیتون کا تیل مختلف غیر جذب ہونے والی روغنیات اور جذب ہونے والی روغنیات میں سے کم سے کم خون کی نالیوں میں روغنیات منجمد کرتا ہے۔

آجکل زیتون کے تیل کو طبی ماہرین دماغ میں خون کی نالیوں کے پھٹ جانے (Stroke) فلج Hemiphyis اور جسم کے نچلے دھڑ کے فلج Paraplesis میں تجویز کرتے ہیں۔

جہاں تک انجیر کا تعلق ہے تو ایک دفعہ اس کا کھانا حضور اکرمؐ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ پاک پیغمبرؐ نے اپنے صحابہ کو کھانے کیلئے کہا اور مزید فرمایا کہ اگر مجھے یہ کھانا پڑتا کہ یہ کھانا جنت سے آیا ہے تو میں ضرور کہتا کہ یہ انجیر ہیں۔ انجیر بوا سیر اور گھنٹیا میں بہت مفید ہے۔ بہت سے عوامل بوا سیر کا باعث بنتے ہیں۔

ان میں ایک قبض ہے۔ انجیر میں ایک ایسا عنصر پایا جاتا ہے جو انتڑیوں کو اشتعل دلاتا ہے۔ شربت انجیر برطانیہ کی مخزن الادویہ (British Pharmacopis) میں شامل ہے۔ اور یہ قبض میں بہت مفید ہے۔ یہاں اس بات کی نشاندہی بھی ضروری ہے کہ انجیر کا استعمال کنھیا اور جوڑوں کی درد میں تحقیق کا درکار ہے۔

سواک کا استعمال نبی پاکؐ کی سنتوں میں سے ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ پاک پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اگر میری امت کیلئے مشکل نہ ہوتا تو میں ہر نماز سے پہلے سواک کا استعمال ضروری قرار دیتا۔ پاک پیغمبرؐ خود بھی بکثرت سواک کا استعمال کرتے اور سونے سے پہلے بھی اس کا استعمال کرتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب آنحضرتؐ گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے سواک کرتے۔ علامہ زبیری حنفیؒ ابن عباس سے بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس نے سواک کے صحت کے نقطہ نظر سے دس فوائد گنوائے ان میں چند ایک مسوڑھوں کی مضبوطی، منہ کا صاف رکھنا، ہسٹروں اور گلے سے بلغم کا نکلنا اور دانتوں کو صاف رکھنا شامل ہیں۔

دندان ساز اور نظام انتظام کے ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ منہ کی صفائی، منہ اور نظام انتظام کی بہت ساری بیماریوں سے بچانی ہے۔ حل ہی میں جنوبی افریقہ کے شریک ٹاون میں تحقیق ہوئی جس میں بتایا گیا کہ سواک میں بڑی مقدار میں ایک تیزابی مادہ ٹینک اسڈ (Tannic Acid) پایا جاتا ہے۔ یہ مادہ دانتوں کو جراثیموں سے بچاتا ہے اور دانتوں کو کیرا لگنے سے بچاتا ہے اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ بیکٹیریا Streptococcus جو کہ دل کے والو (Valve) پر حملہ کر کے انکو تباہ و برباد کر دیتا ہے منہ سے ہی آتا ہے۔ پس سواک کا استعمال دانتوں، نظام انتظام اور دل کی بہت سے بیماریوں کی مختلف حفظ و مقدم کے طور پر۔ پاک پیغمبرؐ کے خلوم خاص حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے ساری زندگی کبھی بھی میدہ کی روٹی (Refined Carbohydrate) استعمال نہیں کی۔

آپؐ اور آپؐ کے ساتھیوں نے ہمیشہ براہ (Bran) والی روٹی استعمال کی۔

جدید ترقی کے ساتھ ساتھ انسان نے نشاستہ دار غذاؤں کو صاف کرنا شروع کر دیا اور اپنی خوراک سے ریٹے (Fibres) نکل دیے جس سے انتڑیاں پوری طرح بھرتی نہیں جو کہ قبض اور دوسری انتڑیوں کی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔
تحقیق کرنے والوں نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ افریقہ کے دیہاتی لوگ 250 گرام نشاستہ دار غذاؤں کا روزانہ استعمال کرتے ہیں اور تقریباً 200 گرام فضلہ خارج کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں میں مغربی ممالک کی نسبت انتڑیوں کی بیماریاں بہت کم ہیں۔

مغربی ممالک میں ان لوگوں میں انتڑیوں کی بیماری کم ہے جن کی خوراک 20 گرام ریٹے (Fibres) اور ان کے فضلہ کی مقدار 100 گرام ہوتی ہے۔ خوراک میں ریٹے شامل کرنے سے یہ ہوتا ہے کہ ان کے فضلے مقدار ہی زیادہ نرم اور آسانی سے نکل جاتے ہیں۔ یہی ایک فطرتی اور محفوظ طریقہ ہے جس سے قبض نہیں ہوتی۔ براہ سے انتڑیوں میں دباؤ کی لہرس کم ہو جاتی ہیں۔

البارہ بن انبساط رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جب تو سونے کیلئے بستر پر جاؤ تو پہلے وضو کرو اور داہنے طرف سویا کرو۔ معدہ اور دل دونوں قسم کے بائیں طرف واقع ہیں۔ اگر ہم بائیں طرف سوئیں تو معدہ اور دل کے کلام میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ بے شک حضور اکرمؐ کا بیان بڑی عقل مندی کی بات ہے۔

پاک پیغمبر کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور کپڑے تولیے سے صاف نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ ہاتھوں کو دھونے سے جراثیم اتر جاتے ہیں اور اگر ان ہاتھ کو گندے تولیے یا رومل وغیرہ سے صاف کیا جائے تو ہاتھ جراثیم آلود ہونے سے خوراک بھی صاف نہیں رہتی یوں بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔ حضور اکرمؐ نے زیادہ کھانا کھانے کو پسند کیا۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آدمی نے ہمیں بھرا ایک گندہ برتن سوائے اپنے پیٹ کے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اتنا کھاؤ کہ تمہاری کمر سیدھی رہے۔ تمہیں چاہیے کہ تم اپنے معدے کو تین حصوں میں تقسیم کرو۔ ایک حصہ کھانے کیلئے۔ دوسرا حصہ پانی کیلئے اور تیسرا حصہ ہوا کیلئے۔

زیادہ کھلنے سے شوگر جیسے بیماری لاحق ہوتی ہے۔ زیادہ کھلنے سے موٹاپا ہوتا ہے۔ یہ بات قائل ذکر ہے کہ شوگر والے مریضوں کا ابتدا میں علاج خوراک کو کم کر کے کیا جاتا ہے۔

یہ بھی نبی پاکؐ کی سنت ہے کہ پاخانہ کرتے وقت پیٹ کا دباؤ بائیں ران کی طرف پڑے۔ سائنس دانوں نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایسا کرنے سے پاخانے کا عمل شروع ہوتا ہے یہ شاید قبض کی روک تھام میں بھی کام کرتا ہے۔ یہ بھی نبی پاکؐ کی سنت ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کے قطرات مٹی کے ڈھیلے سے جذب کر لینے چاہئے اور پاخانے کرنے کے بعد ساری جگہ کو دھونا چاہیے۔ صرف نشوز پیپرز استعمال کرنے سے پیشاب و پاخانہ کرنے والی جگہ جراثیم آلود ہو جاتی ہے جس سے تولیدی نظام اور گردہ و مثانہ کی مختلف بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔

تنبہ بھی نبی کریمؐ کی سنت ہے۔ ایک مادہ جو کہ ختنہ والی جگہ کے اندر ہوتا ہے سرطان کا اہم سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ ختنہ کرواتے ہیں ان میں سرطان کے خطرات بہت کم ہوتے ہیں۔ انہی وجوہ کی بنیاد پر مسلمانوں میں اس جگہ کا سرطان بہت کم ہے کیونکہ ان کے بچپن میں ختنے ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس بیان فرماتے ہیں کہ بخار دوزخ کی تپش کی وجہ سے ہوتا ہے۔ پس اسے پانی سے ٹھنڈا کرو۔ آج کل تیز بخار میں مریض کا بخار ٹھنڈے پانی کی پیوں سے اتارا جاتا ہے اور دافع بخار ادویات بھی اس کے ساتھ دی جاتی ہیں۔

آج کے دور کی جان لیوا مرض ایڈ (Aids)۔ اس کی بڑی بڑی وجوہات سے ایک وجہ ناجائز جنسی تعلقات خاص طور پر زیادہ سے ناجائز تعلقات لواطت اور عصمت فروشی ہے۔ قرآن و سنت نے اس اچھوت بیماری جس نے اس دنیا میں تہلکہ مچا دیا ان تمام برے افعال سے سختی سے منع کرتے ہوئے اس سے بچنے کے بنیادی راہنما اصول وضع فرمائے۔

(ترجمہ 4. 1994 - 31 No. 3 - Pakistan J. Health Vol.)

کتابیات

موضوع	مصنف	تاریخ
دراشا شاعت اردو بازار کراچی	مفتی جسٹس محمد تقی عثمانی	حضور ﷺ سے فرمایا
خانہ آئیڈی بغدادی نو آباد کراچی	مفتی عبدالکلیم صاحب	علیکم بسنتی
اوارڈ ثقافت اسلامیہ - ۲	نفسی طریق علاج میں ذیاء محمد اجہیل صاحب	مسلمانوں کا حصہ
کلب روڈ لاہور	بھاری عادتیں - ہمارے دیانندورما	جذبات
مکتبہ میری لائبریری لاہور	پرسرت ازدواجی زندگی ڈیوڈ آر۔ میں	
مقبول آئیڈی شاہ عالم مارکیٹ لاہور	اصلاحی خطبات ایڈیشن نمبر 1 جسٹس تقی عثمانی صاحب	
مبین اسلامک پبلشرز کراچی ایڈیشن نمبر 2	
..... ایڈیشن نمبر 3	
..... ایڈیشن نمبر 4	
..... ایڈیشن نمبر 5	
..... ایڈیشن نمبر 6	
لوارۃ الاسلامیات لاہور	مولانا عاشق الہی بلند شہری	تحفہ خواتین
فضلی سوز اردو بازار کراچی	محمد ثانی	تجلیات سیرت

معلومات سائنس

صدر شاہین

ذیشان آئیڈی۔ اردو

بازار کراچی

مکتبہ رحمانیہ اردو بازار ناناہور

مولانا محمد ذکریا

شما گل ترمذی

ہمدرد صحت جون 1983ء

..... فروری 1983ء

..... نومبر 1982ء

..... اپریل 1983ء

..... ستمبر 1982ء

..... مارچ 1982ء

..... اپریل 1980ء

..... جون 1982ء

..... مئی 1983ء

..... جون 1984ء

..... جولائی 1982ء

مقبول آئیڈی 199 سرکلر

روڈ چوک انارکلی لاہور

جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ

لاہور

القرآن، لازوال اور ابدی عظامہ احمد ویدیات

معجزہ

مولانا اشرف علی تھانوی

حقانیت اسلام

حضرت حافظ ذوالفقار احمد پروفیسر محمد اسلم نقشبندی

ایم اے اردو۔ ایل ایل بی

نقشبندی

صحبت اولیاء اور محبت الہی

- اسلام میں مجاہدہ کا مقام
لیفٹیننٹ کرنل فیوض شفیق سنز 101، ستر بازار
الرحمن صاحب کراچی
- نشیات
جزال جمیل محمد ایمان
محنت کی عظمت ذوالفقار احمد صاحب
مسواک، پیو، اراک بہار
- گناہ بے لذت مفتی محمد شفیع صاحب
دارالاشاعت کراچی
- بھلوں سبزیوں کے فائدے اقتدار فاروقی
قرآن اور سائنس کی روشنی میں
پیدے رسول کی پیاری باتیں
جوائیر
- لواریہ مطبوعات شعر و
حکیم محمد کبیر الدین
حکمت جنگ
- عورت کی نفسیات ایم۔ اے۔ ملک
رسول اکرمؐ - مغربی اہل
دانش کی نظر میں پروفیسر شریف باقا
- نفسی قوتیں (یہ سارے یک جا ہیں)
محمد موسیٰ بھٹو
مفید غذائیں دوائیں حکیم محمد سعید، مسعود احمد
سیٹ الحکمہ محمد بن قاسم ایورنو
- مراقبہ
احکام اسلام عقل کی نظر میں
حدیث نبویؐ اور علم النفس
تنبیہ الغالین (مترجم)
- پی لور مدینہ الحکمہ کراچی
الکتاب پبلی کیشنز کراچی
دارالاشاعت اردو بازار کراچی
الفیصل اردو بازار لاہور
مکتبہ حقانیہ ملتان پاکستان
محمد بن ابراہیم ابوالیث سرمدی

جو تم مسکراؤ تو سب الحاج سید مولانا رنسی ادارۃ القرآن و العلوم

الاسلامیہ کراچی

الدین صاحب

مسکرائیں

مولانا محمد اشرف علی تھانوی ادارۃ المعارف کراچی

حیوۃ المسلمین

مولانا محمد عاشق الہی بند شری ادارۃ اسلامیت لاہور

رسول اللہ کی نصیحتیں

فضل علی سنزاردوبازار کراچی

حافظ محمد ثانی

تجلیات سیرت

سائیکالوجی پیلی کیشنز کراچی

نفسیاتی مسائل اور ان کا لیاقت علی تبسم

جدید طریقہ علاج

سندھ نیشنل اکیڈمی حیدرآباد

معاشرہ جدیدیت اور اسلام محمد موسیٰ بھٹو

جنگ پبلشرز لاہور

داستان خانوادہ (ہمدردی) عبداللہ ملک

قومی صحت جولائی 1997ء

ماہنامہ نقیب ختم نبوت جولائی 1997ء

جون 1997ء

قومی صحت اکتوبر 1996ء

قومی صحت مئی 1997ء

ماہنامہ خواجگان لاہور

فاطمہ الزہراء

اکتوبر 1996ء

ہمدرد صحت جنوری 1997ء

..... نومبر 1996ء

..... ستمبر 1996ء

..... جولائی 1996ء

..... اکتوبر 1996ء

..... دسمبر 1996ء

خبر نامہ ہمدرد: نومبر ۱۹۶۶ء

۱۹۶۶ء

اتحاد - یوم تاسیس نمبر

صدائے قاسمی - جنوری

۱۹۹۷ء

نقیس آئیڈی بلاسر

امام عطارؒ

کتاب زندگی

آئیڈی کراچی

سید عبدالقدوس ہاشمی ندوی

الادب المفرد

فاروقی کتب خانہ ملتان

مولانا حافظ امن حجرؒ

بلوغ الہرام

خبر نامہ ہمدرد: جنوری

فروری ۱۹۷۹ء

ہمدرد صحت فروری ۱۹۷۹ء

خبر نامہ ہمدرد اپریل

مئی ۱۹۷۹ء

..... مئی ۱۹۷۱ء

..... جون ۱۹۷۱ء

..... اکتوبر ۱۹۷۲ء

..... دسمبر ۱۹۷۲ء

..... مئی ۱۹۷۱ء

..... جنوری ۱۹۷۱ء

..... ستمبر ۱۹۹۵ء

معلومات جرنلی اکتوبر 1996

..... دسمبر 1996ء

ختم نبوت 6 مارچ 1997ء

صدائے مجاہد اکتوبر /

نومبر 1996ء

شاہکار بک فاؤنڈیشن حاجی
بلڈنگ حسن علی آفندی روڈ
کراچی

سید قاسم محمود

سائنس میگزین 58

68

63

49

60

45

ختم نبوت

11 تا 17 اپریل 1996ء کراچی - پاکستان

..... 27 مارچ تا 31 اپریل 1997

..... انجمن خدام الدین لاہور 17 جنوری 1997ء

..... 4 اپریل 1997ء

شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی

سید قاسم محمود

سائنس ویلی 51

53

56

52

سائنس میگزین 54

ندن

جنوری 1997ء

انوار ختم نبوت

خبر نامہ بھارد

جنوری فروری 1980ء

مارچ 1980ء

جون 1990ء

مارچ 1969ء

اپریل 1969ء

اسلام میں سائنس اور تہذیب ڈاکٹر حسین نصر
 حیات الحیوان قسط نمبر 11 علامہ کمال الدین دمیری
 جلد دوم مولانا محمد عرفان صاحب مدظلہ

بھارد فاؤنڈیشن کراچی
 شمس پبلشرز دیوبند۔ یو پی انڈیا

حیات الحیوان قسط ۱۲ جلد دوم

حیات الحیوان جلد اول

طب نبویؐ امام لئن قیم الجوزیہ
 منہاج المسلمین سعود احمد امیر جماعت المسلمین
 اخلاق رسولؐ نمبر سیارہ ڈائجسٹ

مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور
 جماعت المسلمین
 الفیصل پبلشرز اردو بازار لاہور

سلطان احمد اصلاحی

اسلام کا نظریہ جنس

ادارہ مطبوعات سلیمانی لاہور

ڈاکٹر محمد آفتاب خان

قرآن حکیم اور علم الجنین

مکتبہ حزب الاسلام فیصل آباد

سید محمد سعید الحسن شاہ

رہبر زندگی مع طب نبویؐ

مخدوم جمانیاں اکیڈمی

سید شبیر عطاری

الاختصار البیان فی مافی

علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

القرآن

ادارۃ المعارف کراچی

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر

اسوۃ رسول اکرمؐ

محمد عبدالحمی عارفی

مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار
لاہور

ادارہ تحقیق جامعہ اشرفیہ
مسلم ٹاؤن لاہور

مکتبہ میری لائبریری لاہور
غلام علی اینڈ سنز لاہور

اسلام بک ڈپو اردو بازار لاہور
مجلس علماء پاکستان لاہور

مکتبہ دینیات جلال پارک لاہور
پاکستان قومی ناشران لاہور

دفتر ثقافتی نمائندہ اسلامی
جمہوریہ ایران اسلام آباد

مرکز مجلس علماء پاکستان
فورٹ روڈ لاہور

الفیصل اردو بازار لاہور
دائرہ اشاعت اردو بازار کراچی

سنگ میل پبلی کیشنز لاہور

رسول اکرمؐ مغربی اہل پروفیسر شریف بقا
ڈانس کی نظر میں

بڑے گناہوں کا تحقیقی جائزہ محمد عتیق الرحمن

ڈاکٹر مارڈن

مسی گلبرٹ این

مولانا محمد یوسف اصلاحی

مولانا ڈاکٹر عبدالقادر آزاد

علامہ سید سلیمان ندوی

ایڈوڈ تھامسن

زندگی اور عمل

خود اعتمادی بڑھائیے

آداب زندگی

سیرت طیبہ

خواتین اسلام کی بہادری

جنگ آزادی کی تلخیوں و شہتیں

مجلد ایران شناسی

عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت مولانا سید عبدالقادر آزاد

لور قادنیت کا تعارف

ڈاکٹر ظہور الحسن شارب

علامہ محمود استانبولی

ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

ان کا حل

وہ ذہن جس کی تعمیر قرآن ڈاکٹر سید عبدالطیف

کرتا ہے

ادارہ تعمیر انسانیت لاہور

ڈاکٹر غلام جیلانی مدنی

عظیم کائنات کا عظیم خدا

Detter Stght with
بیری بنجمن
out glasses.

خوش رہو جوان رہو پرل کیون
بھائی بھوں کامل جل کر رہتا ہیلن ڈبلیو۔ پوزر
امریکہ میں صاف صاف مولانا ابو الحسن ندوی
باتیں

اسلام کی نشاۃ ثانیہ قرآن کی مولانا محمد شہاب الدین

نظر میں ندوی

معراج لور سائنس آغا اشرف

مشعدہ حق کیپٹن واحد شش سیال

محرکہ مذہب سائنس ڈاکٹر جان ولیم ڈرہیر

ترجمہ:- مولانا ظفر علی خان

علامہ عبدالقادر صدیقی

نصیر صدیقی

حکمت اسلامیہ

اسلام لور سیرت النبی چند ڈاکٹر لیاقت علی نیازی

درخشاں پہلو

مقبول اکیڈمی شاہراہ

قائد اعظم لاہور

میلاد پہلی کیشنز لاہور

دارالتدکیر لاہور

اوارہ اسلامیات لاہور

شاہراہ زندگی پر کامیابی کا سفر محمد شبیر جمعہ

مولانا وحید الدین خان

مولانا محمد عاشق الہی بلو شہری

محمد جانی

اللہ اکبر

تحفہ خواتین

تجلیات سیرت